

# روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۷

ISLAM  
INTERNATIONAL  
PUBLICATIONS LTD

## روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام  
(جلد ہفتم)

### Ruhaani Khazaa'in

(Volume 17)

Collection of the books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,  
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908), peace be upon him.  
Volumes 1-23

© Islam International Publications Ltd.

First Published in Rabwah, Pakistan in the 1960s

Reprinted in the UK in 1984

Reprinted in 1989

Second edition (with computerized typesetting) published in 2008

Reprinted in the UK in 2009

Published in Qadian, India in 2008 (Vol. 1-10)

Present edition published in the UK in 2021

Published by:

Islam International Publications Ltd  
Unit 3, Bourne Mill Business Park,  
Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS UK

Printed in Turkey at:

Levent Offset

ISBN: 978-1-84880-134-9 (Set Vol. 1-23)

10 9 8 7 6 5 4 3 2 1



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب  
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس  
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احباب جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کی اشاعت کے موقع پر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْكَرِیْمِ  
وَعَلٰی عِبْدِهٖ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ  
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتاصر



لندن

10-8-2008

## پیغام

وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَآخِرِينَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و اشاعت سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پر لیں ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۷۷۳)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوا فِيهَا** اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **مِنْهُمْ** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطالع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوا فِيهَا** اور حسب منطوق آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعثت کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور آگن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمع ملل و نخل اور امن آزادی اسی جگہ ہے۔

(تحفہ گوڑویہ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سوا س زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پر نچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالا رہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در آن دخل نیست۔ کلام اُفْصَحَتْ مِنْ لَدُنِّ رَبِّ كَرِيمٍ“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشی ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔



چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آپ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض السمال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزانے ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کا فور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خزائن

خليفة المسيح الخامس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اول کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اول میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس ٹڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱۰ میں مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲۰ میں مولوی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل ہونے سے روک گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۳ تا ۳۴ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۵ تا ۷۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

والسلام  
سید عبدالحی  
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اشاعت و تبلیغ اسلام کے جہاد میں صرف کی اور اس مقصد کے لئے آپ نے نہ صرف کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں بلکہ اشتہارات و تقاریر کے ذریعہ بھی خدمت اسلام کے اس فریضہ کا حق ادا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی جملہ تصانیف کو روحانی خزائن کی تین جلدوں کے سیٹ میں طبع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کے پُر معارف کلمات و تقاریر و مجالس علم و عرفان کو ملفوظات کی دس جلدوں میں، جبکہ آپ کے تحریر فرمودہ اشتہارات کو مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں علوم و فیوض روحانی سے لبریز اس لٹریچر (روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات) کے نئے ایڈیشن تیار کئے گئے ہیں جن کی اب سیدنا حضور اقدس کی منظوری سے یہاں انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے تاکہ بیرون ممالک میں قائم جماعتوں کی بھی علمی و روحانی ترقی دور ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ جو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع شدہ ہیں، اس کے کمپیوٹر ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض درج ذیل ہدایات سے نوازا:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ

قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترتیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے۔ اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آئین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین بھی لکھی تھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔

اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱ میں شامل کیا گیا ہے، مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

روحانی خزائن میں جو فارسی اشعار، عبارات اور رقوم بیان ہوئی ہیں ان کا ترجمہ اس ایڈیشن میں متن کے اختتام پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مفہوم سمجھنے میں سہولت ہو۔ یہاں انگلستان میں متعدد مرتبہ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف امور میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان ہدایات کی تعمیل کروائی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے بارہا ان بیش بہا علوم کو پڑھنے اور پھیلانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین

خاکسار  
مینیر الدین شمس  
ایڈیشنل وکیل التصنیف

فروری ۲۰۲۱ء





# ترتیب

روحانی خزائن جلد ۱۷

- گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ..... ۱
- تحفہ گولڑویہ ..... ۳۵
- اربعین ..... ۳۲۱
- مجموعہ آمین ..... ۲۸۵



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

### تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

یہ روحانی خزائن کی سترھویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب گورنمنٹ انگریزی اور جہاد تحفہ گولڈ ویڈیو اور اربعین نمبر، نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ پر مشتمل ہے۔

## گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

یہ رسالہ ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقتِ جہاد اور اس کی فلاسفی بیان فرمائی اور قرآن و حدیث اور تاریخ سے جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ اوائلِ اسلام میں مسلمانوں کو بحالتِ مجبوری جو جنگیں کرنی پڑیں وہ محض وقتی اور مدافعتی اور مذہبی آزادی قائم کرنے کے لئے تھیں۔ ورنہ اسلام سے بڑھ کر صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا علمبردار کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ حضرت اقدس نے اپنی متعدد تالیفات میں جہاد کے مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا مشن ادیانِ عالم پر دلائل و براہین کی رو سے اتمامِ حجت اور اسلام کا غلبہ ثابت کرنا تھا۔ اور مغربی فلاسفروں اور مستشرقین علماء کا سب سے بڑا اعتراض اسلام پر یہ تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور وہ مذہب کے معاملہ میں جبر واکراہ روا رکھتا ہے۔ چنانچہ پادری میلکم میکال لنڈن کے انگریزی رسالہ ”دی ٹوٹیوٹیو سیٹی“<sup>☆</sup> دسمبر ۱۸۷۷ء کے صفحہ ۸۳۲ میں لکھتا ہے:-

”قرآن دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دارالاسلام یعنی اسلام کا ملک اور دارالحرب یعنی دشمن کا ملک۔ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ سب اسلام کے مخالف ہیں۔ لہذا سچے مسلمان کا فرض ہے کہ کفار کے خلاف جنگ کریں یہاں تک کہ وہ یا تو اسلام قبول کر لیں یا قتل ہو جائیں جس کو جہاد یا جنگِ مقدس کہتے ہیں۔ جس کا خاتمہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ یا تو دنیا کے کفار سب کے سب اسلام قبول کر لیں یا ان

کا ہر ایک آدمی مارا جائے۔ پس خلیفہ اسلام کا مقدس فرض یہ ہے کہ جب موقعہ پیش آئے غیر مسلم دنیا پر جہاد کیا جائے۔“ (ترجمہ از انگریزی)

سرولیم میور "Life of Muhammad" صفحہ ۵۳۲، ۵۳۳ مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۷ء میں لکھتے ہیں کہ مدینہ پہنچ کر طاقت حاصل کر لینے کے بعد

"Intolerance quickly took the place of freedom, force of Persuasion. .... Slay the unbelievers wheresoever ye find them; was now the watchword of Islam."

یعنی "مدہبی مزاحمت نے آزادی کی جگہ اور زبردستی نے ترغیب کی جگہ لے لی اور اسلام کا امتیازی نشان اب یہ کلمہ ہو گیا کہ جہاں پاؤ کا فروں کو قتل کرو۔"

اور میجر آسبرن اپنی کتاب "Islam under the Arab Role" میں جہاد کے زیر عنوان لکھتا ہے:-

"جب آپ کو تکلیفیں دی جاتی تھیں اس وقت جو اصول آپ نے تجویز کئے تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مدہب میں کوئی زبردستی نہیں ہونی چاہیے..... مگر کامیابی کے نشہ نے آپ کے بہتر خیالات کی آواز کو بہت عرصہ پہلے ہی خاموش کرا دیا تھا۔ انہوں نے جنگ کا ایک عام فرمان جاری کر دیا تھا (جس کا نتیجہ یہ تھا) کہ اہل عرب نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لے کر جلتے ہوئے شہروں کے شعلوں اور تباہ و برباد شدہ خاندانوں کی چیخ و پکار کے درمیان اپنے دین کی اشاعت کی۔" (ترجمہ انگریزی)

(”اسلام انڈردی عرب رول“ مطبوعہ لاگ مین گرین اینڈ کمپنی لنڈن صفحہ ۴۶)

چونکہ مغرب نے مسئلہ جہاد کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے اسلام کی صورت سخت بھیا تک رنگ میں پیش کی تھی اس لئے حضرت اقدس نے اپنی متعدد تالیفات میں مسئلہ جہاد پر بحث کی اور اس کی حقیقت ظاہر فرمائی۔

علاوہ ازیں کئی ایک دوسری وجوہ اس مسئلہ پر بار بار لکھنے کی یہ ہوئیں:-

(۱) آپ کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معبود ہونے کا تھا اور مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ کافروں سے جنگ کریں گے اور بزور شمشیر اسلام کی اشاعت

کریں گے۔ چنانچہ امام نووی حدیث یضع الجزیة کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ الْجَزِيَّةَ وَالصَّوَابَ فِي مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَا يَقْبَلُهَا وَلَا يَقْبَلُهَا مِنْ الْكُفَّارِ إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَمَنْ بَدَّلَ مِنْهُمْ الْجَزِيَّةَ لَمْ يَكْفِ عَنْهُ بَهَا بَلْ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الْإِسْلَامَ أَوْ الْقَتْلَ هَكَذَا قَالَ الْإِمَامُ أَبُو سَلِيمَانَ الْخَطَّابِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ“

(شرح النووی مع صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۸۷ مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

”یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ حضرت عیسیٰؑ جزیرہ کو موقوف کر دیں گے اس کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ وہ جزیرہ قبول نہیں کریں گے اور کفار سے صرف ان کا اسلام لانا قبول کریں گے اور ان میں سے اپنے آپ کو جو جزیرہ دے کر چھڑانا چاہے گا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا بلکہ مسیح علیہ السلام ان کے صرف اسلام لانے کو ہی قبول کریں گے اور اگر کوئی اسلام نہ لائے گا تو اُسے قتل کر دیں گے۔ امام ابوسلیمان الخطابی وغیرہ علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یضع الجزیة کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔“

(نیز دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر العسقلانی جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)

اسی طرح نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب ”حجج الکرامۃ“ صفحہ ۴۷، ۳۷ مطبوعہ مطبع شاہجہانی واقع بلدہ بھوپال اور ان کے صاحبزادے نواب مولوی نور الحسن خان صاحب اپنی کتاب ”اقترب الساعۃ“ میں مہدی معبود کی جنگوں کے متعلق لکھتے ہیں:-

”سارے بادشاہ روئے زمین کے داخل اطاعت ہو جائیں گے۔ مہدی اپنا ایک لشکر طرف ہندوستان کے روانہ کریں گے۔ یہاں کے بادشاہ طوق بگردن ہو کر ان کے پاس حاضر کئے جائیں گے۔ سارے خزانے ہند کے بیت المقدس بھیج دیئے جائیں گے۔ وہ سب خزانے حلیہ بیت المقدس ہوں گے۔ کئی برس تک مہدی اس حال میں رہیں گے۔“

(اقترب الساعۃ صفحہ ۸۰ مطبوعہ ۱۳۰۹ھ مطبع سعید المطابع بنارس)

پس انگریزی گورنمنٹ ایک تو مسلمانوں کے اس عقیدہ کے مطابق کہ مسیح موعود اور مہدی بزور شمشیر کافروں کو مسلمان بنائیں گے یا انہیں قتل کر دیں گے حضرت بانی جماعت احمدیہ کو ان کے

دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کی وجہ سے مشکوک نگاہوں سے دیکھتی تھی۔

(۲) دوسرے اس وجہ سے کہ آپ کے دعویٰ مہدویت سے چند سال پہلے مہدی سوڈانی نے (۱۸۷۱ء-۱۸۸۲ء) میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور سوڈان میں جہاد کا اعلان کر کے انگریزوں سے جو جنگ و قتال کا ہنگامہ برپا کیا تھا اور آخر ۱۸۸۲ء میں شکست کھائی تھی انگریز اسے بھولے نہیں تھے۔ اس لئے مہدی کا دعویٰ کرنے والے کو گورنمنٹ انگریزی اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتی تھی اور نہ ایسے وجود کو برداشت کر سکتی تھی۔

(۳) تیسرے یہ کہ بعض علماء آپ کے خلاف حکومت کے پاس یہ ریشہ دو انیاں کر رہے تھے اور حکومت کو مہدی سوڈانی کا زمانہ یاد دلا کر آپ کے خلاف اُکسارہے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا تو یہ پیشہ ہو چکا تھا۔ وہ اپنے رسالہ ”اشاعۃ السنہ“ میں لکھتے ہیں:-

”گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پُر حذر رہنا ضروری ہے

ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے

نہیں پہنچا۔“ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ نمبر ۶ حاشیہ صفحہ ۱۶۸، ۱۸۹۳ء)

(۴) چوتھے پادری صاحبان جو مسیح موعود علیہ السلام کا از روئے دلائل مقابلہ کرنے سے عاجز آ چکے تھے وہ اپنی شکست کا آپ سے انتقام لینا اسی صورت میں آسان خیال کرتے تھے کہ گورنمنٹ انگریزی کو جو ان کی ہم مذہب تھی آپ سے بدظن کر کے آپ کو قید کر دیں یا آپ پر پابندی عائد کر کے تبلیغ اسلام سے باز رکھیں چنانچہ پادری ہنری مارٹن کلاک نے اس مقدمہ اقدم قتل میں جو آپ کے خلاف پادریوں کی سازش سے کھڑا کیا گیا تھا یہ حلفی بیان دیا تھا کہ:-

”مرزا صاحب کی نسبت میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایک خراب فتنہ انگیز اور

خطرناک آدمی ہے اچھا نہیں ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۰)

پادری ہنری مارٹن کلاک انگریزی حکام کے ساتھ گھلے بندوں ملتا اور ان کے ساتھ کھاتا پیتا۔ اٹھتا بیٹھتا تھا گورنمنٹ انگریزی کے حکام کے کان آپ کے خلاف بھرتا رہتا تھا اور اسی طرح دوسرے پادری عماد الدین وغیرہ بھی اپنی تحریروں میں بھی آپ پر اس قسم کے الزام لگاتے تھے۔

(۵) پانچویں آپ کے دعویٰ کا زمانہ وہ تھا جبکہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔

بغاوت میں گوبندوؤں اور مسلمانوں نے حصہ لیا تھا۔ لیکن ہندوؤں نے یہ کہہ کر کہ اصل میں مسلمانوں نے اپنی

حکومت دوبارہ قائم کرنے کے لئے یہ سب فتنہ کھڑا کیا ہے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا اور حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ جنہوں نے خدا کے حکم سے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کے معنی انگریزوں کی نظر میں سوائے بغاوت کے اور کچھ نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ آپ مغل خاندان سے تھے اور اس شجرہ نسب کی ایک شاخ تھے جن کی سلطنت کا خاتمہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ہاتھوں سے ہوا تھا۔ اس لئے آپ کے متعلق انگریزوں کا خیال کرنا کہ آپ نے مہدی ہونے کا دعویٰ اس لئے کیا ہے کہ تا اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی عظمت اور سلطنت کو واپس لیں مستبعد امر نہیں تھا۔ خصوصاً جبکہ مولوی اور پادری بھی گورنمنٹ کو آپ کے خلاف بھڑکانے میں شب و روز مصروف تھے اور خفیہ رپورٹوں کے ذریعہ گورنمنٹ کو آپ سے بدظن کرانے کے لئے کوششیں کرتے رہتے تھے۔ انہی وجوہ کی بنا پر حضرت اقدسؑ کو بگڑات و مَوَاتِ اپنی تالیفات میں جہاد کے متعلق مسلمانوں کے غلط نظریہ کی تردید کرنے اور جہاد کی حقیقت بیان کرنے اور گورنمنٹ کی نسبت اپنے رویہ کی وضاحت کرنے کے لئے اس خاص رسالہ کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں آپ کے خاندان نے جو گورنمنٹ کی خدمت کی تھی اس کا بار بار ذکر کرنے کی بھی یہی وجہ تھی اور یہ بتانا مقصود تھا کہ اگر دعویٰ مہدویت سے آپ کا مقصد اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی ریاست کا واپس لینا ہوتا تو آپ کا خاندان اس وقت جبکہ انگریزوں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے ان کی مدد کیوں کرتا۔

### انگریزی حکومت سے جہاد بالسیف نہ کرنے کی وجہ

آپ نے انگریزوں سے جہاد بالسیف کو ناجائز اس لئے قرار دیا کہ شریعت اسلامی کی رُو سے ایسی گورنمنٹ سے جو امن و انصاف قائم کرتی اور کامل مذہبی آزادی دیتی اور مسلمانوں کے مال و جان کی حفاظت کرتی ہو، جہاد بالسیف کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ آپ گورنمنٹ انگریزی کی خوشامد کرنے کا الزام دینے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اے نادانوں! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے۔ قرآن شریف کی رُو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔“

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۷۵ حاشیہ صفحہ ۶۹)

اور فرماتے ہیں:-

”جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۶۶)

اور یہی مذہب حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجتہد تیرہویں صدی کا تھا۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری<sup>۱</sup> مؤلف سوانح احمدی لکھتے ہیں کہ ایک سائل نے یہ سوال کیا کہ آپ انگریزوں سے جو دین اسلام کے منکر اور اس ملک کے حاکم ہیں جہاد کر کے ملک ہندوستان کیوں نہیں لے لیتے؟ آپ نے فرمایا:-

”سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ ہم ان کے ملک میں علانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی..... ہمارا اصل کام اشاعت توحید الہی اور احوالیہ سنن سید المرسلین ہے۔ سو وہ بلا روک ٹوک اس ملک میں ہم کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں۔ اور خلاف اصول اسلام طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سن کر سائل خاموش ہو گیا اور اصل غرض جہاد کی سمجھ گیا۔“ (سوانح احمدی کلاں صفحہ ۷۱)

اور صفحہ ۱۳۹ میں لکھتے ہیں:-

”سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے۔“

۱۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری کے متعلق مولانا محمد علی جالندھری لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اور سیاست میں کونسا طالب علم ہے جو کہ مولانا جعفر تھانیسری۔ مولانا فضل حق خیر آبادی کے نام اور آزادی وطن کے لئے مساعی سے آشنا نہیں۔

(آزاد ۱۷ اپریل ۱۹۵۰ء)



اسی طرح آپ کے دستِ راست شاگرد رشید حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ سے اثنائے قیامِ کلکتہ جب کہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ یہ سوال کیا گیا کہ سرکارِ انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:-

”ایسی بے رُوریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔“

(سوانحِ احمدی کلاں صفحہ ۵۷)

اور سرسید احمد خان مرحوم نے اپنی تالیف ”رسالہ بغاوت ہند“ میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ بغاوت ۱۸۵۷ء جہادِ نہتھی اور نہ مسلمانِ انگریزی گورنمنٹ سے جہاد کرنے کے شرعاً مجاز تھے۔

اسی طرح مولوی محمد حسین بنالوی نے ایک رسالہ ”الاقتصاد فی مسائل الجہاد“ ۱۸۷۶ء میں تصنیف کیا اور علمائے اسلام کی رائے حاصل کرنے کے لئے انہوں نے لاہور سے لے کر عظیم آباد اور پٹنہ تک سفر کیا اور مختلف فرقہ ہائے اسلام کے اکابر علماء کو یہ رسالہ حرف بحرف سنا کر ان کا توافقی رائے حاصل کیا۔ اس میں آپ دلائل ذکر کر کے لکھتے ہیں:-

”ان دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے۔ اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا۔ مہدی سوڈانی ہو یا حضرت سلطان شاہ ایرانی، خواہ امیر خراسان ہوندا ہی لڑائی و چڑھائی کرنا ہرگز جائز نہیں۔“

(الاقتصاد صفحہ ۱۶)

اور لکھتے ہیں:-

”اہل اسلام کو ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔“

(اشاعت السنہ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۸۷)

اور لکھتے ہیں:-

”اس امن و آزادی عام و حسن انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہل حدیث ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں۔ اور جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اور کہیں) کسی اور ریاست کا محکوم و رعایا ہونا نہیں چاہتے۔“

(اشاعت السنہ نمبر ۱۰ جلد ۶ صفحہ ۲۹۳)

یہی مذہب نواب مولوی محمد صدیق حسن خان آف بھوپال اور مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا تھا اور یہی فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ نے دیا اور یہی مذہب مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد مفتی لدھیانہ کا تھا کہ ”انگریزی گورنمنٹ کی مخالفت مسلمانوں کے لئے شرعاً حرام ہے۔“

(دیکھو ”نصرۃ الابرار“ مؤلفہ مولوی محمد مفتی لدھیانہ ۱۳۰۶ھ ہجری)

اور مولانا ظفر علی خان مدیر اخبار ”زمیندار“ بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-  
 ”زمیندار اور اس کے ناظرین گورنمنٹ برطانیہ کو سایہ خدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ اور انصاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت و قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔“

(زمیندار ۹ نومبر ۱۹۱۱ء)

اور لکھتے ہیں:-

”مسلمان ایک لمحہ کے لئے ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی بد بخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرات کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں“

(زمیندار ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء)

اسی طرح علامہ السید الحائری مجتہد العصر (شیعی لیڈر) گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے

ہوئے فرماتے ہیں:-

”ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پانچگی ہے جس کی نظیر اور مثال دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی غور کرو کہ تم اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کیونکر بے خوف و خطر پوری آزادی کے ساتھ آج سر میدان تقریریں اور وعظ کر رہے ہو۔ اور کس طرح ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد مسعود میں ہمیں میسر آئے ہیں جو پہلے کسی حکومت میں موجود نہ تھے۔ گذشتہ غیر مسلم سلطنتوں کے عہد میں یہ حالت تھی کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہ کہہ سکتے تھے اور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات ہوتی ہی نہ تھی

..... اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہر شیعہ کو اس احسان کے عوض میں (جو آزادی مذہب کی صورت میں انہیں حاصل ہے) صمیم قلب سے برٹش حکومت کا رہن احسان اور شکر گزار ہونا چاہئے اور اس کے لئے شرع بھی ان کو مانع نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے نوشیروان عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح و فخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔“

(موعظہ تحریف قرآن بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۶-۶۸ شائع کردہ بیگ مین سوسائٹی خواجگان نارووال لاہور)

اسی طرح شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی نے اپنے لیکچر میں جو ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ٹاؤن ہال دہلی میں دیا گورنمنٹ انگریزی کے متعلق فرمایا:-

”کیا گورنمنٹ جابر اور سخت گیر ہے؟ توبہ توبہ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق“

(مولانا مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی کے لیکچروں کا مجموعہ- باراول ۱۸۹۰ء صفحہ ۹)

اور فرمایا:-

”جو آسائش ہم کو انگریزی عملداری میں میسر ہے کسی دوسری قوم میں اس کے مہیا کرنے کی صلاحیت نہیں۔“

(ایضاً صفحہ ۲۶)

اور آرنہیل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے انگریزی گورنمنٹ سے متعلق فرماتے ہیں:-

”بادشاہ عادل کا کسی رعیت پر مستولی ہونا درحقیقت خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے۔ اور بلاشبہ تمام رعیت اس عادل بادشاہ کی احسان مند ہے۔ پس ہم رعایائے ہندوستان جو مملکہ معظمہ و کٹوریہ دام سلطنتہا مملکہ ہندوانگلینڈ کی رعیت ہیں۔ اور جو ہم پر عدل وانصاف کے ساتھ بغیر قومی و مذہبی طرفداری کے حکومت کرتی ہے سرتاپا احسان مند ہیں اور ہم کو یہ ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم ہے۔ ہم کو اس کی احسان مندی کا ماننا اور شکر بجالانا واجب ہے۔“

(مجموعہ لیکچر ہائے آرنہیل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر بلالی پریس ساڈھورہ دسمبر ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۵)

اور ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء کو بمقام علیگڑھ تقریر میں گورنمنٹ انگریزی سے اپنی خیر خواہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

”میری نصیحت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے اپنا دل صاف رکھو اور نیک دلی

سے پیش آؤ اور سب طرح پر گورنمنٹ پر اعتبار رکھو۔“

(مجموعہ لیکچر ہائے آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر بلالی پریس ساڈھورہ دسمبر ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۳۹)

پس جو نظریہ گورنمنٹ انگریزی سے جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تمام جید علماء اسی نظریہ کے مؤید تھے۔ مندرجہ بالا اقوال کے علاوہ جو مسلم سیاسی اور مذہبی مسلم رہنماؤں کے ہیں ایک غیر از جماعت شخص (ملک محمد جعفر خان ایڈووکیٹ) کا بیان پیش کرنا بھی غیر مناسب نہ ہوگا۔ ملک صاحب لکھتے ہیں:-

”مرزا صاحب کے زمانے میں ان کے مشہور مقتدر مخالفین مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولوی ثناء اللہ صاحب اور سر سید احمد خان سب انگریزوں کے ایسے ہی وفادار تھے جیسے مرزا صاحب۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں جو لٹریچر مرزا صاحب کے رد میں لکھا گیا اُس میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات میں غلامی پر رضامند رہنے کی تلقین کی ہے۔“

(احمدیہ تحریک صفحہ ۲۴۳ شائع کردہ سندھ ساگر کا ڈبئی لاہور)

خلاصہ کلام یہ کہ آپ کا حکومت برطانیہ کی تعریف کرنا اور اس کے ساتھ وفاداری کا اظہار دراصل ایک اصول کے ماتحت تھا وہ یہ کہ:-

(۱) اس حکومت نے پنجاب کے مسلمانوں کو سکھ حکومت کے مظالم سے نجات دلائی

(ب) اس نے ملک میں امن قائم کیا۔

(ج) اس نے ملک میں کامل آزادی عطا کی۔

### جہاد یعنی قتال بالسیف کی ممانعت کی ایک اور وجہ

پھر آپ نے ممانعت جہاد بالسیف کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی بھی تصریح کی کہ اس ملک اور اس زمانہ میں اس لئے جہاد یعنی قتال بالسیف ممنوع ہے کہ شرائط جہاد نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ آپ اپنی تالیف حقیقۃ المہدی میں فرماتے ہیں:-

”فرفعت هذه السنة برفع اسبابها في هذه الايام“ یعنی تلوار کے ساتھ جہاد کے شرائط پائے نہ جانے کے باعث موجودہ ایام میں تلوار کا جہاد نہیں رہا۔

اور فرمایا:-

”وامرنا ان نعد للكافرين كما يعدون لنا ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحسام“  
(حقیقۃ المہدی۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۴) اور ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم کافروں کے مقابل میں اسی قسم کی تیاری کریں جیسی وہ ہمارے مقابلہ کے لئے کرتے ہیں یا یہ کہ ہم کافروں سے ویسا ہی سلوک کریں جیسا وہ ہم سے کرتے ہیں۔ اور جب تک وہ ہم پر تلوار نہ اٹھائیں اس وقت تک ہم بھی اُن پر تلوار نہ اٹھائیں۔

اور فرمایا:-

”وَلَا شَكَّ أَنْ وُجُوهُ الْجِهَادِ مَعْدُومَةٌ فِي هَذَا الزَّمَنِ وَ هَذِهِ الْبِلَادُ“

(تختہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۸۲)

اور اس میں شک نہیں کہ جہاد کی وجوہ یا شرائط اس زمانہ اور ان شہروں میں نہیں پائی جاتیں۔ یہی بات نواب مولوی صدیق حسن خان نے ”ترجمانِ بابیہ“ صفحہ ۲۰ میں لکھی ہے:-  
”جہاد بغیر شرائطِ شرعیہ کے اور بغیر وجود امام کے ہرگز جائز نہیں۔“

اور مولوی ظفر علی خان لکھتے ہیں:-

”اسلام نے جب کبھی جہاد کی اجازت دی ہے۔ مخصوص حالات میں دی ہے۔ جہاد ملک گیری کی ہوس کا ذریعہ تکمیل نہیں ہے..... اس کے لئے امارت شرط ہے۔ اسلامی حکومت کا نظام شرط ہے۔ دشمنوں کی پیش قدمی اور ابتداء شرط ہے۔“

(زمیندار ۱۴ جون ۱۹۲۶ء)

اور مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:-

”ایک بڑی بھاری شرط شرعی جہاد کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں امام و خلیفہ وقت موجود ہو..... مسلمانوں میں ایسی جمعیت حاصل و جماعت موجود ہو جس میں ان کو کسر شوکتِ اسلام کا خوف نہ ہو فتح و غلبہ اسلام کا ظن غالب ہو۔“

(الاقتصاد فی مسائل الجہاد صفحہ ۳۱)

اور لکھتے ہیں:-

”اس زمانہ میں شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائط امامت موجود ہے اور نہ ان کو ایسی شوکتِ جمعیت

حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فقیاب ہونے کی امید کر سکیں۔“

(الافتصاد صفحہ ۴۲)

اور خواجہ حسن نظامی دہلوی لکھتے ہیں:-

”جہاد کا مسئلہ ہمارے ہاں نیچے نیچے کو معلوم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب کفار مذہبی امور میں حارج ہوں اور امام عادل جس کے پاس حرب و ضرب کا پورا سامان ہو لڑائی کا فتویٰ دے تو جنگ ہر مسلمان پر لازم ہو جاتی ہے۔ مگر انگریز نہ ہمارے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں۔ نہ اور کسی کام میں ایسی زیادتی کرتے ہیں جس کو ظلم سے تعبیر کر سکیں۔ نہ ہمارے پاس سامان حرب ہے۔ ایسی صورت میں ہم ہرگز ہرگز کسی کا کہنا نہ مانیں گے۔ اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔“

(رسالہ شیخ سنوی صفحہ ۷۷ مؤلفہ خواجہ حسن نظامی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے بلکہ آپ کی ولادت سے بھی قبل ایک موقعہ جہاد کا پیدا ہوا اور حضرت سید احمد بریلوی مجدد تیرہویں صدی نے پنجاب کے سکھوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ کیونکہ جیسا کہ مولوی مسعود احمد ندوی لکھتے ہیں:-

”اُس وقت پنجاب میں سکھا شاہی کا زور تھا۔ مسلمان عورتوں کی عصمت و آبرو محفوظ نہ رہی تھی۔ ان کا خون حلال ہو چکا تھا۔ گائے کی قربانی ممنوع تھی۔ مسجدوں سے اصطبل کا کام لیا جا رہا تھا۔ غرض مظالم کا ایک بے پناہ سیلاب تھا جو پانچ دریاؤں کی مسلم آبادی کو بہائے لئے جا رہا تھا۔ آنکھیں سب کچھ دیکھتی تھیں مگر قوائے عمل مفلوج ہو چکے تھے۔“

(ہندوستان کی پہلی تحریک صفحہ ۳۷-۳۵)

سید صاحب مرحوم کی شہادت اور ان کی شکست کی وجہ یہ لکھتے ہیں:-

”اپنی بدنصیبی کا ماتم کن لفظوں میں کیا جائے دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ جب کبھی ملاؤں کے فتوے اور خوانین سرحد کی غداری یاد آتی ہے..... جاہل ملاؤں نے مجاہدین کو دہائی کہنا شروع کیا جن کی اصلاح و بہبودی اور امداد و معاونت کے لئے اس بے برگ و نو اسید زادے اور اس کے جاں نثاروں نے ہجرت کی مشقتیں گوارا کیں وہ خود جان کے دشمن ہو گئے۔

کھانے میں زہر بھی دیا گیا۔ پشاور فتح ہو چکا تھا مگر سردارانِ پشاور کی غداری کے باعث سید صاحب کے مقرر کردہ عمال اور خاص اصحاب کا قتل عام ہوا۔ اور پھر اتنی بددلی ہوئی کہ وہ نواحِ پشاور کو چھوڑ کر وادی کاغان سے متصل راجِ دواری کی وادی کو منتقل ہو گئے..... اور آخر بالا کوٹ میں شہید ہوئے۔“<sup>۱</sup>

(ہندوستان کی پہلی تحریک صفحہ ۴۷)

اسی لئے مولوی محمد حسین پٹالوی نے لکھا:-

”بھائیو! اب سیف کا وقت نہیں رہا۔ اب بجائے سیفِ قلم سے کام لینا ضروری ہوگا۔ مسلمانوں کے ہاتھ میں سیف کا آنا کیونکر ممکن ہے جبکہ ان کا ہاتھ ہی ندارد ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا جانی دشمن ہے۔ شیعہ سُنی کو اور سُنی شیعہ کو اہلحدیث اہل تقلید کو و علیٰ ہذا القیاس ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو اسی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔“

(اشاعت السنہ جلد ۶ نمبر ۱۲ صفحہ ۳۶۵)

پس آپ نے شرائطِ جہاد کی عدم موجودگی کی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ کے مطابق شرعی جہادِ بالسیف کو ممنوع قرار دیا تھا۔

تیسری وجہ آپ نے منعِ جہادِ بالسیف کی یہ بیان فرمائی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں ظاہر ہوگا جبکہ مذہبی آزادی ہوگی اور مذہب کے لئے جنگ اور لڑائی کی ضرورت نہ ہوگی۔ چنانچہ حضور اسی رسالہ ”گورنمنٹ انگریزی اور جہاد“ میں فرماتے ہیں:-

”تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ بیضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے۔

۱۔ ان کی جہاد سے غرض پنجاب کے مسلمانوں کو سکھوں کی جاہلانہ و مستبدانہ حکومت سے نجات اور مذہبی آزادی دلانا تھا وہ اس رنگ میں پوری ہوگی کہ سکھوں کی جگہ انگریز پنجاب کے حاکم ہو گئے اور جیسا کہ مولانا محمد جعفر تھیسری لکھتے ہیں:-

”سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ارادہ ہرگز نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے

(سوانح احمدی کلاں صفحہ ۱۱۳۹)

تھے۔“

حتیٰ تضع الحرب اوزارها یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے۔“ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱، صفحہ ۸)

اور فرماتے ہیں:-

”جبکہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱، صفحہ ۱۳)

گویا آپ کا التوائے جہاد یعنی دینی قتال کی ممانعت کا فتویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ہے خود اپنی طرف سے نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہ مطلب تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں بوجہ مکمل مذہبی آزادی پائے جانے کے قتال دینی کی ضرورت نہ ہوگی۔

اس رسالہ کی اشاعت کے چند دن بعد حضرت اقدس نے فتویٰ ممانعت دینی جہاد کا نظم میں (صفحہ ۷ تا صفحہ ۸۰ جلد ہذا) ذکر کیا ہے جس کے ابتدائی اشعار میں سے یہ چار شعر بھی ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال  
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال  
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے  
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
کیوں بھولتے ہو تم یضع المحرب کی خبر  
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر  
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ  
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوائے

اس نظم میں حضرت اقدس علیہ السلام نے التوائے جہاد کا فتویٰ دیتے ہوئے مذکورہ بالا تینوں وجوہات

کا نہایت احسن پیرایہ میں ذکر فرمایا ہے۔ (تحفہ گلڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱، صفحہ ۷ تا ۸۰)

### اقسام جہاد

پھر آپ نے اس امر کی بھی تصریح فرمائی ہے کہ جہاد صرف تلوار سے جنگ کرنا ہی نہیں بلکہ جہاد



کے معنوں میں وسعت پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید کا کفار تک پہنچانا اور تبلیغ حق اور وعظ و نصیحت کرنا بھی جہاد ہے بلکہ جہاد کبیر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَلَا تَطْعَمِ الْكُفْرِيْنَ وَلَا تَجَاهِدُهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان: ۵۳)

مولانا ابوالکلام آزاد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

”اس میں جہاد بالسیف تو مراد نہیں ہو سکتا۔ یقیناً جہاد کبیر حق کی استقامت اور اس کی راہ میں تمام مصیبتیں اور مشقتیں جھیل لینے کا نام جہاد ہے۔“

(مسئلہ خلافت و جزیرہ عرب صفحہ ۱۰۹)

اور مولوی ظفر علی خاں اس آیت سے متعلق لکھتے ہیں:-

”اس آیت میں جَاهِدُهُمْ سے مراد یہ ہے کہ کافروں کو وعظ و نصیحت اور انہیں دعوت و تبلیغ کر کے سمجھانا۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں یوں بھی روشنی ڈالی ہے:-“

(زمیندار ۲۵/ جون ۱۹۳۱ء)

اور مولانا حیدر زمان صدیقی لکھتے ہیں:-

”اسی طرح احادیث میں جابر حکمران کے آگے کلمہ حق بلند کرنے کو اعظم جہاد کہا گیا ہے اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (رواہ ابوداؤد و الترمذی)..... پس اشاعتِ علوم دینیہ و قیام مدارس دینیہ اور ہر وہ کام جو اقامتِ دین کی غرض سے کیا جائے جہاد کی حقیقت میں شامل ہے۔“

(”اسلام کا نظریہ جہاد“ کتاب منزل لاہور صفحہ ۱۲۸-۱۳۰)

پھر حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ”رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ“ (بیہقی) گویا آپ نے جہاد بالسیف کو جہاد اصغر قرار دیا اور تزکیہ نفس کے جہاد کو جہاد اکبر قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط جہاد سیفی کے نہ پائے جانے کی وجہ سے فرمایا:-

”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب

سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔

اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔“  
(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۷، صفحہ ۱۵)

## ممانعت کا وقتی فتویٰ ہے

آپ نے اس پیشگوئی کے مطابق جو قرآن اور حدیث میں پائی جاتی تھی ہمیشہ کے لئے تلوار کے ساتھ جہاد منسوخ نہیں کیا بلکہ اپنے زمانہ میں جہاد بالسیف کی شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے اُس زمانہ تک منسوخ یا ملتوی کیا جب تک کہ اس کی شرائط نہ پائی جائیں اور جہاد اکبر اور جہاد کبیر پر عمل کرنے کے لئے بکرات و موات زور دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ میں جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۃ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفتوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین مبین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلاویں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں یہی جہاد ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر نہ کرے۔“

(مکتوب حضرت مسیح موعود بنام میر ناصر نواب صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف صفحہ ۱۱۳)

الفاظ ’جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر نہ کرے۔‘ اور مصرع ”عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا“

صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ آپ کا وقتی ممانعت دینی جہاد بالسیف وقتی اور صرف اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ تلوار سے جہاد کے شروط نہ پائے جائیں۔ اسی طرح آپ پادری عماد الدین کے مسئلہ جہاد پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اس نکتہ چین نے جہاد اسلام کا ذکر کیا ہے اور گمان کرتا ہے کہ قرآن بغیر لحاظ کسی شرط کے جہاد پر براہیجنتہ کرتا ہے سو اس سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹ اور افترا نہیں اگر کوئی سوچنے والا ہو۔ سو جاننا چاہئے کہ قرآن شریف یوں ہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا بلکہ صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے

بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس بات سے روکیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے۔ ”وَجَبَّ عَلٰی الْمُؤْمِنِينَ اَنْ يُحَارِبُوهُمْ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا“ اور مومنوں پر واجب ہے جو ان سے لڑیں اگر وہ باز نہ آویں۔“

(نورالحق حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۶۲)

آپ کی اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ آپ کے نزدیک جب تلوار کے ساتھ جہاد کرنے کی شرطیں پائی جائیں اس وقت مومنوں پر تلوار کے ساتھ جہاد فرض ہوگا۔

اسلام نے جہاں اصلاح و تزکیہ نفس کو جہاد اکبر اور وعظ و نصیحت اور تبلیغ کو جہاد کبیر قرار دے کر انہیں دائمی اور لازمی قرار دیا ہے وہاں اس نے تلوار کے ساتھ جہاد کو جہاد اصغر اور وقتی قرار دے کر شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ پس جہاں اس کی شرائط پائی جائیں گی وہاں تلوار کے ساتھ جہاد واجب ہوگا اور جہاں شرائط مفقود ہوں گی وہاں نہیں ہوگا۔ چونکہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہندوستان میں جہاد باسیف کی شرائط نہیں پائی جاتی تھیں اس لئے آپ نے اس کی مخالفت کا فتویٰ دیا اور تمام جید علماء نے اپنے عمل اور اپنے قلم سے جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔ آپ کے مسلک کی تائید کی۔ لیکن ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد سے حالات تبدیل ہو گئے۔ مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کو ختم کر دینے کے لئے ان پر غیر مسلموں کا حملہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت ہوا..... پس جبکہ دشمن خود حملہ آور ہوا اور اس کی غرض مسلمانوں کی ہستی کو مٹانا اور ان کے مذہب کو تباہ کرنا ہے تو ایسے ظالم دشمنوں کے مقابلہ میں دفاعی جنگ اسلام کے مطابق عین جہاد ہے۔

۱۹۵۰ء میں جب ہندوستان کی طرف سے پاکستان کو خطرہ لاحق ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت میں تمام جماعتہائے احمدیہ کے نمائندوں کے سامنے جو ۹ اپریل کو تقریر فرمائی اس میں آپ نے فرمایا:-

(۱) ”ایک زمانہ ایسا تھا کہ غیر قوم ہم پر حاکم تھی اور وہ غیر قوم امن پسند تھی

مذہبی معاملات میں وہ کسی قسم کا دخل نہیں دیتی تھی۔ اس کے متعلق شریعت کا حکم یہی تھا کہ اس کے ساتھ جہاد جائز نہیں۔

(۲) پہلا زمانہ گیا اور وہ زمانہ آ گیا جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صادق آتی ہے کہ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَسَالِهِ وَ عَرَضِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ کہ جو شخص اپنے مال اور اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔ بلکہ صرف مال اور عزت کا ہی سوال نہیں حالات اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی اور لڑائی پر نوبت پہنچ گئی تو وہ بتا ہی جو مشرقی پنجاب میں آئی تھی شاید اب وہ ایران کی سرحدوں تک بلکہ اس سے آگے بھی نکل جائے۔

(۳) پس اب حالات بالکل مختلف ہیں۔ اب اگر پاکستان سے کسی ملک کی لڑائی ہوگئی تو حکومت کے ساتھ ہمیں لڑنا پڑے گا اور حکومت کی تائید میں ہمیں جنگ کرنی پڑے گی۔“

(۴) جیسے نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح دین کی خاطر ضرورت پیش آنے پر لڑائی کرنا بھی فرض ہے۔ یہ کہنا کہ یہ دین کی خاطر جہاد نہیں بالکل لغو بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اگر پاکستان خطرہ میں پڑا تو لڑنے کے لئے فرشتے آئیں گے؟ جب تک تم فوجی فنون نہیں سیکھو گے اس وقت تک تم ملک کی حفاظت کس طرح کر سکو گے؟

(۵) تمہیں یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جن امور کو اسلام نے ایمان کا اہم ترین حصہ قرار دیا ہے ان میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص جہاد کے موقع پر پیٹھ دکھاتا ہے وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔

(۶) جب کبھی جہاد کا موقع آئے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مَنْ قُتِلَ دُونَ مَسَالِهِ وَ عَرَضِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ کے مطابق ہمیں اپنے اموال اور اپنی عزتوں کی حفاظت کے لئے قربانی کرنی پڑے تو ہم اس میدان میں بھی سب سے بہتر نمونہ دکھانے والے ہوں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۴)

اسلام کی لڑائیاں تین قسم سے باہر نہیں:-

(۱) دفاعی طور پر یعنی بطریق حفاظت خود اختیاری

(۲) بطور سزا یعنی خون کے عوض میں خون

(۳) بطور آزادی قائم کرنے یعنی بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے۔ اور ان تینوں قسموں پر جہاد کے لغوی معنوں کو مد نظر رکھتے ہوئے لفظ جہاد کا اطلاق جائز ہے۔ لیکن اسلام اس بات کا سخت مخالف ہے کہ کسی شخص کو جبراً قتل کی دھمکی سے دین میں داخل کیا جائے یا محض ملک گیری اور توسیع مملکت کے لئے جارحانہ حملہ کیا جائے۔

## تحفہ گولڑویہ

۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں جن جہاد فیشنوں کو دعوت مہلبہ دی تھی ان میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا نام بھی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ چنانچہ ۹۷-۱۸۹۶ء کی بات ہے کہ ان کے ایک مرید بابو فیروز علی اسٹیشن ماسٹر گولڑہ نے (جو بعد ازاں حضرت مسیح موعود کی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے تھے) جب پیر صاحب سے حضرت اقدس کی بابت رائے دریافت کی تو انہوں نے بلا تامل جواب دیا:-

”امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض مقامات منازل سلوک ایسے ہیں کہ وہاں اکثر بندگان خدا پہنچ کر مسیح اور مہدی بن جاتے ہیں۔ بعض ان کے ہم رنگ ہو جاتے ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا آیا یہ شخص (یعنی حضرت اقدس) منازل سلوک میں اس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جس کا وعدہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امت سے کیا ہے۔ مذاہب باطلہ کے واسطے یہ شخص شمشیر بڑاں کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔“ (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء صفحہ ۵ کا لم ۲ و ۳)

لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد آپ میدان مخالفت میں آگئے اور جنوری ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اردو میں ”شمس الہدایۃ فی اثبات حیاۃ المسیح“ نامی کتاب شائع کی جو درحقیقت ان کے ایک مرید مولوی محمد غازی کی تالیف کردہ تھی جس کا انہوں نے اپنے ایک خط بنام حضرت مولوی حکیم نور الدین مورخہ ۲۶ شوال ۱۳۱۷ ہجری (مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۰۰ء) تذکرہ بھی کر دیا۔ جب اس خط کا چرچا ہوا تو پیر صاحب نے اپنے ایک مرید کے سوال پر ایسا ظاہر کیا کہ گویا انہوں نے یہ خود کتاب لکھی ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب پیر صاحب کی اس دورنگی پر خاموش نہ رہ سکے اور آپ نے ۲۴ اپریل

۱۹۰۰ء کے اخبار الحکم میں یہ سب مراسلات شائع کر دیئے۔ جس پر ان کے مریدوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ اور ادھر مولوی محمد احسن صاحب امر وہی نے ”شمس الہدایہ“ کا جواب ”شمس بازغہ“ کے نام سے شائع کر دیا۔ چونکہ ”شمس الہدایہ“ کے آخر میں مباحثہ کی دعوت بھی دی گئی تھی اس لئے مولوی صاحب نے بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۰۰ء بذریعہ اشتہار پیر صاحب کو اطلاع دے دی کہ ”میں مباحثہ کے لئے تیار ہوں“ (الحکم ۹ جولائی، ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء) پیر صاحب کی مخالفت اور پھر فریقین کی طرف سے تفسیر نویسی کے مقابلہ سے متعلق جو اشتہارات شائع ہوئے مکرم مولوی دوست محمد صاحب نے ان کا تاریخ احمدیت میں ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لئے تفسیر نویسی میں علمی مقابلہ کرنے کے لئے دعوت دی اور فرمایا۔ لاہور جو پنجاب کا صدر مقام ہے وہاں ایک جلسہ کر کے اور قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکال کر دُعا کر کے چالیس آیات کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں فریقین عین اسی جلسہ میں سات گھنٹے کے اندر لکھ کر تین اہل علم کے سپرد کریں جن کا اہتمام، حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا۔

پیر صاحب نے اس چیلنج کو معشرانہ قبول تو نہ کیا البتہ بغیر تعیین تاریخ اور وقت چپکے سے لاہور پہنچ کر ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ اول ہم نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بحث کریں گے اس میں اگر تم مغلوب ہو جاؤ تو ہماری بیعت کر لو۔ اور پھر بعد اس کے ہمیں وہ (تفسیری) اعجازی مقابلہ بھی منظور ہے۔

حضرت اقدس نے پیر صاحب کی اس پُر فریب چال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بھلا بیعت کر لینے کے بعد اعجازی مقابلہ کرنے کے کیا معنی؟ نیز فرمایا کہ انہوں نے تقریری مباحثہ کا بہانہ پیش کر کے تفسیری مقابلہ سے گریز کی راہ نکالی ہے اور لوگوں کو یہ دھوکا دیا ہے کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے۔ حالانکہ میں انجام آتھم میں یہ مستحکم عہد کر چکا ہوں کہ آئندہ ہم مباحثات نہیں کریں گے لیکن انہوں نے اس خیال سے تقریری بحث کی دعوت دی کہ ”اگر وہ مباحثہ نہیں کریں گے تو ہم عوام میں فتح کا ڈنکا بجائیں گے۔ اور اگر مباحثہ کریں گے تو کہہ دیں گے کہ اس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑا۔“

(اس سے متعلق دیکھئے صفحہ ۸۷-۹۰ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵، جلد ۱۸ وحاشیہ صفحہ ۲۴۸، ۲۵۰)

حقیقت میں نہ پیر صاحب اتنی علمی قابلیت رکھتے تھے کہ وہ ایسی تفسیر لکھتے اور نہ ہی انہیں فعلاً اس اعجازی مقابلہ کے لئے میدان میں نکلنے کی جرأت ہوئی۔

## تالیف رسالہ تحفہ گولڑویہ

اسی اثنا میں آپ نے تحفہ گولڑویہ کتاب لکھی جس میں آپ نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر زبردست دلائل دیئے اور نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے ثابت کیا کہ آنے والے مسیح موعود کا امت محمدیہ میں سے ظاہر ہونا ضروری تھا اور اس کے ظہور کا یہی زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔

## تحفہ گولڑویہ لکھنے کی غرض

جیسا کہ ٹائٹل پیج پر لکھا ہے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہم خیال لوگوں پر اتمام حجت ہے جیسا کہ ”اشتہار انعامی پچاس روپیہ“ میں تحریر فرمایا ہے:-

”مجھے خیال آیا کہ عوام جن میں سوچ کا مادہ طبعاً کم ہوتا ہے وہ اگرچہ یہ بات تو سمجھ لیں گے کہ پیر صاحب عربی فصیح میں تفسیر لکھنے پر قادر نہیں تھے اسی وجہ سے تو ٹال دیا۔ لیکن ساتھ ہی ان کو یہ خیال بھی گزرے گا کہ منقولی مباحثات پر ضرور وہ قادر ہوں گے تبھی تو درخواست پیش کر دی اور اپنے دلوں میں گمان کریں گے کہ اُن کے پاس حضرت مسیح کی حیات اور میرے دلائل کے رد میں کچھ دلائل ہیں اور یہ تو معلوم نہیں ہو گا کہ یہ زبانی مباحثہ کی جرأت بھی میرے ہی اس عہد ترک بحث نے ان کو دلائی ہے جو انجام آتھم میں طبع ہو کر لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے۔ لہذا میں یہ رسالہ لکھ کر اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھ کر میرے ان تمام دلائل کو اوّل سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری میں میرے تمام دلائل ایک ایک کر کے حاضرین کے سامنے ذکر کریں اور پھر ہر ایک دلیل کے مقابل پر جس کو وہ بغیر کسی کمی بیشی اور تصرف کے حاضرین کو سنا دیں گے پیر صاحب کے جوابات سنا دیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح ہیں اور دلیل پیش کردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو میں مبلغ پچاس روپیہ انعام بطور فتیابی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دے دوں گا..... اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلاشبہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں ہیں۔“

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۷، صفحہ ۳۶)

## زمانہ تالیف

میرے نزدیک تحفہ گوٹڑویہ ۱۹۰۰ء میں تالیف ہوا۔ ابتدائی ضمیمہ تحفہ گوٹڑویہ جو دراصل اربعین نمبر ۳ ہے وہ ستمبر تا نومبر ۱۹۰۰ء کے درمیانی عرصہ کی تصنیف ہے کیونکہ اربعین نمبر ۲ جس کے آخر میں ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء کی تاریخ درج ہے اس کے متعلق حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

”اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۳۰ پر جو تاریخ انعقاد مجمع قرار دی گئی ہے یعنی ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء وہ اس وقت تجویز کی گئی تھی جبکہ ہم نے ۷ اگست ۱۹۰۰ء کو مضمون لکھ کر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن اس اثناء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گوٹڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوئے اور رسالہ تحفہ گوٹڑویہ کے تیار کرنے کی وجہ سے اربعین نمبر ۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ اس لئے میعاد مذکور ہماری رائے میں اب ناکافی ہے لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بجائے ۱۵ اکتوبر کے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۰ء قرار دی جائے۔“

(صفحہ ۲۷۸ جلد ہذا بحوالہ ضمیمہ اربعین نمبر ۳ تاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ رسالہ تحفہ گوٹڑویہ اگست ۱۹۰۰ء میں حضرت اقدس تحریر فرما رہے تھے۔ اسی طرح حضرت اقدس نے بتاريخ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء جب پیر مہر علی شاہ صاحب گوٹڑوی کو ستر دن میں سورۃ فاتحہ کی فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر لکھنے کے لئے دعوت دی تو اس وقت فرمایا:-

”۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے..... میں اس کام کو انشاء اللہ تحفہ گوٹڑویہ کی تکمیل کے بعد شروع کر دوں گا۔“

(حاشیہ صفحہ ۲۵۰ جلد ہذا بحوالہ اربعین نمبر ۲)

چنانچہ اس کے مطابق حضرت اقدس کی طرف سے ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو اعجاز المسیح کے نام پر فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر چھپ کر شائع ہو گئی۔

(الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۳، الحکم ۱۱ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۵، الحکم ۱)

اس سے ظاہر ہے کہ رسالہ تحفہ گوٹڑویہ اعجاز المسیح کے لکھنے سے پہلے تیار ہو چکا تھا۔ پس یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تحفہ گوٹڑویہ کی تالیف کا زمانہ ۱۹۰۰ء ہے گو اس کی طباعت و اشاعت میں تاخیر ہو گئی ہو۔ اور جس طرح تریاق القلوب چھپ کر پڑی رہی اور آخر کار ایک دو صفحات ۱۹۰۲ء میں لکھ کر وہ شائع کر دی گئی اسی طرح تحفہ گوٹڑویہ سے متعلق ہوا۔ چنانچہ ٹائٹل پیج اور اس کے صفحہ ۲ پر اشتہار انعامی پچاس روپیہ ۱۹۰۲ء میں لکھ کر ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی۔



## اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین

۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء کو آپ نے مخالفین پر اتمام حجت کے لئے چالیس اشتہار شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور چار صفحات کا ایک اشتہار بھی لکھا جو اربعین نمبر کے نام سے شائع کیا۔ اور فرمایا کہ پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے یہ اشتہار نکلا کرے گا جب تک چالیس اشتہار پورے نہ ہو جائیں۔  
(دیکھو صفحہ وحاشیہ ۳۴۳ جلد ہذا)

لیکن اربعین نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ چونکہ ضخیم رسالوں کی صورت میں نکالنے پڑ گئے اس لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے اربعین نمبر ۴ میں زیر اطلاع تحریر فرمایا:-

” میں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا شائع کروں اور میرا خیال تھا کہ میں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کروں گا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائے گا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر دو اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی۔ اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا۔ اس لئے میں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔“  
(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۴۴۲)

اور اربعین نمبر ۴ دسمبر ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی اور شائع ہوئی اس لئے زمانہ تالیف و اشاعت کے لحاظ سے گو تحفہ گوڑویہ بھی اسی عرصہ میں لکھا گیا۔ اربعین کو اس پر سبقت حاصل ہے اس لئے اربعین کو تحفہ گوڑویہ سے پہلے رکھا جانا مناسب ہے۔

خاکسار

جلال الدین شمس

## مجموعہ آمین

”مجموعہ آمین“ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؒ، قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمدؒ، حضرت مرزا شریف احمدؒ اور حضرت نواب مبارکہ بیگمؒ کی ختم قرآن شریف کی مبارک تقاریب کے موقع پر جو دو دعائیہ نظمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھیں ان کا مجموعہ ہے۔

۷/ جون ۱۸۹۷ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؒ کی آمین ہوئی اور ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مرزا بشیر احمدؒ، حضرت مرزا شریف احمدؒ اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؒ کی آمین کی تقریب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر دو تقاریب کے موقع پر بطور شکرانہ دعوت کی اور مساکین و یتیمی کو کھانا کھلایا۔ آپ نے حضرت سیدنا محمود احمدؒ کی تقریب کے روز حضرت شیخ نور احمدؒ کو ایک آمین لکھ کر دی اور ارشاد فرمایا کہ ”اس کو جلد چھپو ادیں“ چنانچہ یہ اسی روز ۷/ جون کو چھپ گئی اور اس تقریب میں پڑھ کر سنائی گئی۔ یہ نظمیں نہایت درجہ سوز درد میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کا مجموعہ اور اپنی مبشر اولاد بالخصوص سیدنا محمود احمدؒ سے متعلق آپ کے دلی جذبات کی آئینہ دار ہیں۔ یہی وہ نظم ہے جو ”محمود کی آمین“ کے نام سے معروف ہے۔

دوسری تقریب کے موقع پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ آمین جو ہوئی ہے یہ کوئی رسم ہے یا کیا ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

”میں ہمیشہ فکر میں رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی راہ ایسی نکلے

جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا اظہار ہو اور لوگوں کو اس پر ایمان پیدا ہو۔

ایسا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے اور نیکیوں کے قریب کرتا ہے اور میں یہ بھی دیکھتا

ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر لا انتہا فضل اور انعام ہیں ان کی تحدیث مجھ پر فرض ہے۔

پس میں جب کوئی کام کرتا ہوں تو میری غرض اور نیت اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوتی

ہے۔ ایسا ہی اس آمین کی تقریب پر ہوا ہے۔ یہ لڑکے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان

ہیں اور ہر ایک ان میں سے خدا کی پیشگوئیوں کا زندہ نمونہ ہیں اس لئے میں اللہ تعالیٰ

کے ان نشانوں کی قدر کرنی فرض سمجھتا ہوں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت اور خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں۔ اس وقت جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھ لیا تو مجھے کہا گیا کہ اس تقریب پر چند دعائیہ شعر جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکر یہ بھی ہو لکھ دوں۔ میں جیسا کہ ابھی کہا ہے اصلاح کی فکر میں رہتا ہوں میں نے اس تقریب کو بہت ہی مبارک سمجھا اور میں نے مناسب جانا کہ اس طرح پر تبلیغ کر دوں۔ پس یہ میری نیت اور غرض تھی۔ چنانچہ جب میں نے اس کو شروع کیا اور جب یہ مصرع لکھا

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تو دوسرا مصرع الہام ہوا

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی میرے اس فعل سے راضی ہے۔“

(الحکم ۱۰، ۱۷، ۱۸ اپریل ۱۹۰۳ء)

یہ کتاب ”روحانی خزائن“ مجموعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے پہلی بار شامل کی جا رہی ہے۔

خاکسار

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف





حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
سیح موعود و مہدی مہمود علیہ السلام



ٹائٹل بار اول

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

لورنمنٹ الکریزی

اور

جہاد

۲۲ مئی ۱۹۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیاں میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب چھپا

تعداد جلد ۷۰۰







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

## گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت ایسا ایک پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقع ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ جہاد کا لفظ جہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کویدہ کہتے ہیں دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں اس لئے کویدہ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی پر بولا جاتا ہے دراصل جہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یا کے ساتھ بدل دیا گیا اور کچھ تصرف کر کے تشدید کے ساتھ بولا گیا۔



اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔ سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا پڑا تھا اور تمام قومیں اس کی دشمن ہو گئی تھیں جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب

ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اُس مرد خدا کے ظہور سے ان کی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے۔ اُن کے شاگرد اور مرید اُن کے دام سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اہل عقل اور تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بخیاں علمی شرف اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے اُن عالموں کو دی گئی تھی اب وہ اس کے مستحق نہیں رہے اور جو معزز خطاب اُن کو دیئے گئے تھے جیسے نجم الامۃ اور شمس الامۃ اور شیخ المشائخ وغیرہ اب وہ ان کے لئے موزوں نہیں رہے۔ سوان وجوہ سے اہل عقل اُن سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی خدا کے نبیوں اور راستبازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے۔ اور سراسر نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آگئے ہیں اور ان کے اعمال بھی جو مخالف کارستانیوں کے لئے ہر وقت اُن سے سرزد ہوتے رہتے ہیں ان کے دل کی قصور وار حالت کو اُن پر ظاہر کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچنے لئے جاتا ہے۔ یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا

بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہذا وہ اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحہِ مردنیا سے مٹا دیں اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لئے اُن کے مخالفوں نے باعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں، مال میں، کثرتِ جماعت میں، عزت میں، مرتبت میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اُس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا اور اُن کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پیرجم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو اُن کے دلوں میں ایک رُعبناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جاہلانہ اور ظالمانہ کارروائیاں اُن سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی اُن کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوعِ انسان کے فخر اُن شہیدوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کو چوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے ﴿۴۳﴾

اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شرکاً ہرگز مقابلہ نہ کرو چنانچہ اُن برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا اُن کے خونوں سے کوچے سُرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اُس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اُس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر

ظلم اور بے رحمی حد سے گزر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اُس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اُس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور میں خدائے قادر ہوں ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے :- اُذِнк لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِآثَمِهِمْ ظَلَمُوا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ ۗ یعنی خدانے اُن مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے۔ الجزو نمبر ۷۱ سورۃ الحج مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا ہمیشہ کے لئے نہیں تھا بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جز آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اس قادر قیوم کی حق تلفی کی گئی جس کی مانند نہ زمین میں کوئی چیز ہے اور نہ آسمان میں اور مسلمانوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی نوع کی حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا غرض حق تلفی کی ایک راہ عیسائیوں نے اختیار کی اور دوسری راہ حق تلفی کی مسلمانوں نے اختیار کر لی۔ اور اس زمانہ کی بد قسمتی سے یہ دونوں گروہ ان دونوں قسم کی حق تلفیوں کو ایسا پسندیدہ طریق خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک گروہ جو اپنے عقیدہ کے موافق ان دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی حق تلفی پر زور دے رہا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ گویا وہ اس سے سیدھا بہشت

﴿۵﴾

کو جائے گا اور اس سے بڑھ کر کوئی بھی ذریعہ بہشت کا نہیں۔ اور اگرچہ خدا کی حق تلفی کا گناہ سب گناہوں سے بڑھ کر ہے لیکن اس جگہ ہمارا یہ مقصود نہیں ہے کہ اس خطرناک حق تلفی کا ذکر کریں جس کی عیسائی قوم مرتکب ہے بلکہ ہم اس جگہ مسلمانوں کو اس حق تلفی پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں جو بنی نوع کی نسبت ان سے سرزد ہو رہی ہے۔

یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پُر جوش و عظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بناویں۔ اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر ایسے ناحق کے خون ان نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں کہ جو اس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی ان سب کا گناہ ان مولویوں کی گردن پر ہے کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں۔ یہ لوگ جب حکام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے طیار ہیں اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو بار بار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اس کا نام دجال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی مدت سے اسی فتوے کے نیچے ہوں اور مجھے جو اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے قانون سے بھی بے خوف ہو کر میری نسبت ایک چھپا ہوا فتویٰ شائع کیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور اس کا مال لوٹنا بلکہ عورتوں کو نکال کر لے جانا بڑے ثواب کا

موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میرا مسیح موعود ہونا اور اُن کے جہادی مسائل کے مخالف و عجز کرنا اور اُن کے خونِ مسیح اور خونِ مہدی کے آنے کو جس پر اُن کو لوٹ مار کی بڑی بڑی اُمیدیں تھیں سراسر باطل ٹھہرانا اُن کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ اُن کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال اُن کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روارکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ کہ اب حرام ہو جائے۔ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور ایسے درد انگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اُس کی دعا اُس کا حربہ ہوگا اور اُس کی عقد ہمت اُس کی تلوار ہوگی وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے۔ یہی توضع الحرب اوزارہا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے خدا کے

﴿۸﴾

پاک نبی کے نافرمان مت بنو مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اُس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الہی جانے گا۔

اس جگہ ہمیں یہ بھی افسوس سے لکھنا پڑا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل حقیقت جہاد کی مخفی رکھ کر لوٹ مار اور قتل انسان کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے اسی طرح دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی یہی کارروائی کی اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پا کر یعنی ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی۔ میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان پادری صاحبوں کو اس خطرناک افترا سے روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ پادریوں کے ان بے جا افتراؤں سے اہل اسلام دین اسلام کو چھوڑ دیں گے ہاں ان وعظوں کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوگا کہ عوام کے لئے مسئلہ جہاد کی ایک یاد دہانی ہوتی رہے گی اور وہ سوئے ہوئے جاگ اٹھیں گے۔ غرض اب جب مسیح موعود آ گیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو شاید اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی ہوتا مگر اب تو میں آ گیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب مذہبی طور پر تلوار اٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی

کار بند ہو رہے ہیں۔ یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفس امارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے اور جیسا کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ دکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے انہوں نے دم نہ مارا۔ اُن کے بچے اُن کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب دیئے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی اُمتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذا اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا؟ ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جان نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے۔ بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب بھی ہم کسی اُمت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے



اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سنتے ہیں تو فی الفور دل میں گذرتا ہے کہ قرآن اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدم قدرت انتقام ہو مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو درحقیقت سپاہیانہ ہنراپنے اندر رکھتا ہو اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دکھ دیا جائے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں اور اُس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہ سے ظہور میں آئی ہے اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس کی دراز مدت تک لمبا تھا درحقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلاوے کہ گذشتہ راستبازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے؟

اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قدر ظلم جو صحابہ پر کیا گیا ایسے ظلم کے وقت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے کوئی تدبیر نہ چننے کی ان کو نہیں بتلائی بلکہ بار بار یہی کہا کہ ان تمام دکھوں پر صبر کرو اور اگر کسی نے مقابلہ کے لئے کچھ عرض کیا تو اس کو روک دیا اور فرمایا کہ مجھے صبر کا حکم ہے۔ غرض ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبر کی تاکید فرماتے رہے جب تک کہ آسمان سے حکم مقابلہ آگیا۔ اب اس قسم کے صبر کی نظیر تم تمام اول اور آخر کے لوگوں میں تلاش کرو پھر اگر ممکن ہو تو اس کا نمونہ حضرت موسیٰ کی قوم میں سے یا حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے دستیاب کر کے ہمیں بتلاؤ۔

حاصل کلام یہ کہ جب کہ مسلمانوں کے پاس صبر اور ترک شر اور اخلاق فاضلہ کا یہ نمونہ ہے جس سے تمام دنیا پر ان کو فخر ہے تو یہ کیسی نادانی اور بدبختی اور شامت اعمال ہے جو اب بالکل اس نمونہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جاہل مولویوں نے خدا ان کو ہدایت دے عوام کا لانعام کو بڑے دھوکے دیئے ہیں اور بہشت کی کنجی اسی عمل کو قرار دے دیا ہے جو صریح ظلم اور بے رحمی اور انسانی اخلاق کے برخلاف ہے۔ کیا یہ نیک کام ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مثلاً

اپنے خیال میں بازار میں چلا جاتا ہے اور ہم اس قدر اس سے بے تعلق ہیں کہ نام تک بھی نہیں جانتے اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے مگر تاہم ہم نے اُس کے قتل کرنے کے ارادہ سے ایک پستول اس پر چھوڑ دیا ہے کیا یہی دینداری ہے؟ اگر یہ کچھ نیکی کا کام ہے تو پھر درندے ایسی نیکی کے بجالانے میں انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ سبحان اللہ! وہ لوگ کیسے راستباز اور نبیوں کی رُوح اپنے اندر رکھتے تھے کہ جب خدا نے مکہ میں اُن کو یہ حکم دیا کہ بدی کا مقابلہ مت کرو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ۔ پس وہ اس حکم کو پا کر شیرخوار بچوں کی طرح عاجز اور کمزور بن گئے گویا نہ اُن کے ہاتھوں میں زور ہے نہ اُن کے بازوؤں میں طاقت۔ بعض اُن میں سے اس طور سے بھی قتل کئے گئے کہ دو اونٹوں کو ایک جگہ کھڑا کر کے اُن کی ٹانگیں مضبوط طور پر اُن اونٹوں سے باندھ دی گئیں اور پھر اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑایا گیا پس وہ اک دم میں ایسے چر گئے جیسے گا جریا مولیٰ چیری جاتی ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں اور خاص کر مولویوں نے ان تمام واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے اور اب وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا تمام دنیا اُن کا شکار ہے۔ اور جس طرح ایک شکاری ایک ہرن کا کسی بن میں پتہ لگا کر چھپ چھپ کر اُس کی طرف جاتا ہے اور آخر موقع پا کر بندوق کا فیرو کرتا ہے یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔ انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ اُن کے نزدیک خواہ نخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے ان میں وہ لوگ کہاں ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ماریں کھائیں اور صبر کریں۔ کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ نخواہ بغیر ثبوت کسی جرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اُسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے غافل پا کر چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا بندوق سے اس کا کام تمام کریں کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ بے جرم بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابق دشمنی بھی نہیں بلکہ

روشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز خرید رہا ہے یا اپنے کسی اور جائز کام میں مشغول ہے اور ہم نے بے وجہ بے تعلق اس پر پستول چلا کر ایک دم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا۔ یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے! نادانوں نے جہاد کا نام سن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے یا محض دیوانگی کے طور پر مرتکب خوئریزی کے ہوئے ہیں۔ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو اسلام نے خدائی حکم سے تلوار اٹھائی وہ اس وقت اٹھائی گئی کہ جب بہت سے مسلمان کافروں کی تلواروں سے قبروں میں پہنچ گئے آخر خدا کی غیرت نے چاہا کہ جو لوگ تلواروں سے ہلاک کرتے ہیں وہ تلواروں سے ہی مارے جائیں۔ خدا بڑا کریم اور رحیم اور حلیم ہے اور بڑا برداشت کرنے والا ہے لیکن آخر کار راستبازوں کے لئے غیرت مند بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جبکہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ کیوں ان کے مولوی ان بے جا حرکتوں سے جن سے اسلام بدنام ہوتا ہے ان کو منع نہیں کرتے۔ اس گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت کس قدر مسلمانوں کو آرام ہے کیا کوئی اس کو گن سکتا ہے۔ ابھی بہتیرے ایسے لوگ زندہ ہوں گے جنہوں نے کسی قدر سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوگا۔ اب وہی بتائیں کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا حال تھا۔ ایک ضروری شعار اسلام کا جو بانگ نماز ہے وہی ایک جرم کی صورت میں سمجھا گیا تھا۔ کیا مجال تھی کہ کوئی اونچی آواز سے بانگ کہتا اور پھر سکھوں کے برچھوں اور نیزوں سے بچ رہتا۔ تو اب کیا خدا نے یہ بُرا کام کیا جو سکھوں کی بے جا دست اندازیوں سے مسلمانوں کو چھڑایا اور گورنمنٹ انگریزی کی امن بخش حکومت میں داخل کیا اور اس گورنمنٹ کے آتے ہی گویا نئے سرے پنجاب کے مسلمان مشرف باسلام ہوئے۔ چونکہ احسان کا عوض احسان ہے اس لئے نہیں چاہیے کہ ہم اس خدا کی نعمت کو جو ہزاروں دعاؤں کے بعد

سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یوں ہی رد کر دیں۔

اور میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اُس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردی نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اُس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور اُن کا جز بن گئی تھی کچھ آگ سے صد مات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے

﴿۱۵﴾

کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا** یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ **يضع الحرب** یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور درمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلاویں کہ اسی سے ان کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر تو وسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر تو وسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیر تمند ہے اور دعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ

﴿۱۶﴾ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اُس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی نداء اور روشنی ایسی جلد دنیا میں پھیلے گی جیسے اونچے منارہ پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے۔ اس لئے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے۔ اور قرآن بھی کہتا ہے **وَإِذَا الْعِشَاءُ عَصَبَتْ** یعنی عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ <sup>☆</sup> ہے وہ ہے جب کہ اونٹ بے کار ہو جائیں گے یعنی کوئی ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں کی حاجت نہیں پڑے گی اور حدیث میں بھی ہے کہ **يَتْرُكُ الْقِلاصَ فَلَا يَسْعَىٰ عَلَيْهَا** یعنی اس زمانہ میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے اور یہ علامت کسی اور نبی کے زمانہ کو نہیں دی گئی۔ سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لئے طیاریاں ہیں۔ زمین میں زمینی برکات کا ایک جوش ہے یعنی سفر اور حضر میں اور ہر ایک بات میں وہ آرام تم دیکھ رہے ہو جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے گویا دنیا نئی ہو گئی بے بہار کے میوے ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں۔ چھ مہینے کا سفر چند روز میں ہو سکتا ہے۔ ہزاروں کوسوں کی خبریں ایک ساعت میں آسکتی ہیں ہر ایک کام کی سہولت کے لئے مشینیں اور کلیں

☆ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ مسیح موعود اسرائیلی نبی نہیں ہے بلکہ اس کی خواہر طبیعت پر آیا ہے جبکہ تورات میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا ہے تو ضرور تھا کہ موسوی سلسلہ کی مانند محمدی سلسلہ کے اخیر پر بھی ایک مسیح ہو۔ منہ

موجود ہیں۔ اگر چاہو تو ریل میں یوں سفر کر سکتے ہو جیسے گھر کے ایک بستان سرانے میں۔ پس کیا زمین پر ایک انقلاب نہیں آیا؟ پس جبکہ زمین میں ایک عجوبہ نما انقلاب پیدا ہو گیا اس لئے خدائے قادر چاہتا ہے کہ آسمان میں بھی ایک عجوبہ نما انقلاب پیدا ہو جائے اور یہ دونوں مسیح کے زمانہ کی نشانیاں انہی نشانیوں کی طرف اشارہ ہے جو میری کتاب براہین احمدیہ کے ایک الہام میں جو آج سے بیس برس پہلے لکھا گیا پائی جاتی ہیں۔ اور وہ یہ ہے اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا<sup>۱</sup> یعنی زمین اور آسمان دونوں ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے جن کے جوہر مخفی تھے ہم نے مسیح کے زمانہ میں وہ دونوں گٹھڑیاں کھول دیں اور دونوں کے جوہر ظاہر کر دیئے۔<sup>☆</sup>

بالآخر یاد رہے کہ اگرچہ ہم نے اس اشتہار میں مفصل طور پر لکھ دیا ہے کہ یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسول کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے لیکن چونکہ اس طریق پر پابند ہونے کی بعض اسلامی قوموں میں پرانی عادت ہو گئی ہے اس لئے اُن کے لئے اس عادت کو چھوڑنا آسانی سے ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص ایسی نصیحت کرے اسی کے دشمن جانی ہو جائیں اور غازیانہ جوش سے اُس کا قصہ بھی تمام کرنا چاہیں ہاں ایک طریق میرے دل میں گذرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امیر صاحب والی کا بل جن کا رعب افغانوں کی قوموں پر اس قدر ہے کہ شاید اس کی نظیر کسی پہلے افغانی امیر میں

☆ کیا یہ سچ نہیں کہ اس زمانہ میں زمین کی گٹھڑی ایسی کھلی ہے کہ ہزار ہائی حقیقتیں اور خواص اور کلیں ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ پھر آسمانی گٹھڑی کیوں بند رہے۔ آسمانی گٹھڑی کی نسبت گذشتہ نبیوں نے بھی پیشگوئی کی تھی کہ بچے اور عورتیں بھی خدا کا الہام پائیں گی اور وہ مسیح موعود کا زمانہ ہوگا۔ منہ

نہیں ملے گی نامی علماء کو جمع کر کے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کریں بلکہ اس ملک کے علماء سے چند رسالے پشتو زبان میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرائیں تو یقین ہے کہ اس قسم کی کارروائی کا لوگوں پر بہت اثر پڑے گا اور وہ جوش جو نادان ملاعوام میں پھیلاتے ہیں رفتہ رفتہ کم ہو جائے گا اور یقیناً امیر صاحب کی رعایا کی بڑی بد قسمتی ہوگی اگر اس ضروری اصلاح کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے اور آخری نتیجہ اس کا اُس گورنمنٹ کے لئے خود زحمتیں ہیں جو ملاؤں کے ایسے فتوؤں پر خاموش بیٹھی رہے کیونکہ آج کل ان ملاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک ادنیٰ اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا ایک فرقہ کو کافر ٹھہرادیتے ہیں اور پھر جو کافروں کی نسبت ان کے فتوے جہاد وغیرہ کے ہیں وہی فتوے ان کی نسبت بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں امیر صاحب بھی ان فتوؤں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت یہ ملا لوگ کسی جزوی بات پر امیر صاحب پر ناراض ہو کر ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور پھر ان کے لئے بھی وہی جہاد کے فتوے لکھے جائیں جو کفار کے لئے وہ لکھا کرتے ہیں پس بلاشبہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں مومن یا کافر بنانا اور پھر اس پر جہاد کا فتویٰ لکھنا ہے ایک خطرناک قوم ہے جن سے امیر صاحب کو بھی بے فکر نہیں بیٹھنا چاہیے اور بلاشبہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے بغاوت کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں۔ عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں اور ان کے دلوں کی کل ان کے ہاتھ میں ہے جس طرف چاہیں پھیر دیں اور ایک دم میں قیامت برپا کر دیں۔ پس یہ گناہ کی بات نہیں ہے کہ عوام کو ان کے پنجہ سے چھڑا دیا جائے اور خود ان کو نرمی سے جہاد کے مسئلہ کی اصل حقیقت سمجھا دی جائے۔ اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہنروں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہشیں پوری کریں اور چونکہ اسلام میں بغیر بادشاہ کے حکم کے کسی طرح جہاد درست نہیں اور اس کو عوام بھی جانتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت سے بے خبر ہیں اپنے دلوں میں



﴿۱۹﴾

امیر صاحب پر یہ الزام لگائیں کہ انہی کے اشارہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لہذا امیر صاحب کا ضرور یہ فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس غلط فتوے کو روکنے کے لئے جہد بلیغ فرمائیں کہ اس صورت میں امیر صاحب کی بریت بھی آفتاب کی طرح چمک اٹھے گی اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ حقوق عباد پر نظر کر کے اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں کہ مظلوموں کی گردنوں کو ظالموں کی تلوار سے چھڑایا جائے اور چونکہ ایسے کام کرنے والے اور غازی بننے کی نیت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں جن کا امیر صاحب کے ملک میں ایک معتد بہ حصہ ہے اس لئے امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقع دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاح عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو قوم افغان سے چھڑادیں ورنہ اب دور مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہر حال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خون ریزی سے پڑتھی اب عدل اور امن اور صلح کاری سے پڑ ہو جائے گی۔ اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصہ لیں۔

ان تمام تحریروں کے بعد ایک خاص طور پر اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور گویہ جاننا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ ایک عاقل اور زیرک گورنمنٹ ہے لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ اگر کوئی نیک تجویز جس میں گورنمنٹ اور عامہ خلایق کی بھلائی ہو خیال میں گذرے تو اُسے پیش کریں۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ واقعی اور یقینی امر ہے کہ یہ وحشیانہ عادت جو سرحدی افغانوں میں پائی جاتی ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی کسی بے گناہ کا خون کیا جاتا ہے اس کے اسباب جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں دو ہیں (۱) اول وہ مولوی جن کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں اور خاص کر عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم ہے اور اس سے بہشت کی وہ عظیم الشان نعمتیں ملیں گی کہ وہ نہ نماز سے مل سکتی ہیں نہ حج سے نہ زکوٰۃ سے اور نہ کسی اور نیکی کے کام سے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ درپردہ عوام الناس کے کان میں ایسے وعظ پہنچاتے رہتے ہیں۔ آخر دن رات

﴿۲۰﴾

ایسے وعظوں کو سن کر ان لوگوں کے دلوں پر جو حیوانات میں اور ان میں کچھ تھوڑا ہی فرق ہے بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک ذرہ رحم باقی نہیں رہتا اور ایسی بے رحمی سے خون ریزیاں کرتے ہیں جن سے بدن کا نپتا ہے۔ اور اگر چہ سرحدی اور افغانی ملکوں میں اس قسم کے مولوی بکثرت بھرے پڑے ہیں جو ایسے ایسے وعظ کیا کرتے ہیں مگر میری رائے تو یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان بھی ایسے مولویوں سے خالی نہیں۔ اگر گورنمنٹ عالیہ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اس ملک کے تمام مولوی اس قسم کے خیالات سے پاک اور مبرا ہیں تو یہ یقین بے شک نظر ثانی کے لائق ہے۔ میرے نزدیک اکثر مسجد نشین نادان مغلوب الغضب ملا ایسے ہیں کہ ان گندے خیالات سے بری نہیں ہیں اگر وہ ایسے خیالات خدا تعالیٰ کی پاک کلام کی ہدایت کے موافق کرتے تو میں ان کو معذور سمجھتا کیونکہ درحقیقت انسان اعتقادی امور میں ایک طور پر معذور ہوتا ہے لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جیسا کہ وہ گورنمنٹ کے احسانات کو فراموش کر کے اس عادل گورنمنٹ کے چھپے ہوئے دشمن ہیں ایسا ہی وہ خدا تعالیٰ کے بھی مجرم اور نافرمان ہیں کیونکہ میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہرگز نہیں سکھاتا کہ ہم اس طرح پر بے گنا ہوں کے خون کیا کریں اور جس نے ایسا سمجھا ہے وہ اسلام سے برگشتہ ہے (۲) دوسرا سبب ان مجرمانہ خون ریزیوں کا جو غازی بننے کے بہانہ سے کی جاتی ہیں میری رائے میں وہ پادری صاحبان بھی ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ اسلام میں جہاد فرض ہے اور دوسری قوموں کو قتل کرنا مسلمانوں کے مذہب میں بہت ثواب کی بات ہے۔ میرے خیال میں سرحدی لوگوں کو جہاد کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی یہ تو پادری صاحبوں نے یاد دلایا میرے پاس اس خیال کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ جب تک پادری صاحبوں کی طرف سے ایسے اخبار اور رسالے اور کتابیں سرحدی ملکوں میں شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ایسی وارداتیں بہت ہی کم سنی جاتی تھیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں تھیں بلکہ جب سکھوں کی سلطنت اس ملک سے اٹھ گئی

اور ان کی جگہ انگریز آئے تو عام مسلمانوں کو اس انقلاب سے بڑی خوشی تھی اور سرحدی لوگ بھی بہت خوش تھے۔ پھر جب پادری فنڈل صاحب نے ۱۸۴۹ء میں کتاب میزان الحق تالیف کر کے ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں شائع کی اور نہ فقط اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے بلکہ لاکھوں انسانوں میں یہ شہرت دی کہ اسلام میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بڑا ثواب ہے۔ ان باتوں کو سن کر سرحدی حیوانات جن کو اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں جاگ اٹھے اور یقین کر بیٹھے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے۔ میں نے غور کر کے سوچا ہے کہ اکثر سرحدی وارداتیں اور پُر جوش عداوت جو سرحدی لوگوں میں پیدا ہوئی اس کا سبب پادری صاحبوں کی وہ کتابیں ہیں جن میں وہ تیز زبانی اور بار بار جہاد کا ذکر لوگوں کو سنانے میں حد سے زیادہ گذر گئے یہاں تک کہ آخر میزان الحق کی عام شہرت اور اس کے زہریلے اثر کے بعد ہماری گورنمنٹ کو ۱۸۶۷ء میں ایک نمبر ۲۳۷۷ء سرحدی اقوام کے غازیانہ خیالات کے روکنے کے لئے جاری کرنا پڑا۔ یہ قانون سرحد کی چھ قوموں کے لئے شائع ہوا تھا اور بڑی امید تھی کہ اس سے وارداتیں رک جائیں گی لیکن افسوس کہ بعد اس کے پادری عماد الدین امرتسری اور چند دوسرے بد زبان پادریوں کی تیز اور گندی تحریروں نے ملک کی اندرونی محبت اور مصالحت کو بڑا نقصان پہنچایا اور ایسا ہی اور پادری صاحبوں کی کتابوں نے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں دلوں میں عداوت کا تخم بونے میں کمی نہیں کی۔ غرض یہ لوگ گورنمنٹ عالیہ کی مصلحت کے سخت خارج ہوئے۔ ہماری گورنمنٹ کی طرف سے یہ کارروائی نہایت قابل تحسین ہوئی کہ مسلمانوں کو ایسی کتابوں کے جواب لکھنے سے منع نہیں کیا اور اس تیزی کے مقابل پر مسلمانوں کی طرف سے بھی کسی قدر تیز کلامی ہوئی مگر وہ تیزی گورنمنٹ کی کشادہ دلی پر دلیل روشن بن گئی اور ہتک آمیز کتابوں کی وجہ سے جن فسادوں کی توقع تھی وہ اس گورنمنٹ عالیہ کی نیک نیتی اور عادلانہ طریق ثابت ہو جانے کی وجہ سے اندر ہی اندر دب گئے۔ پس اگرچہ ہمیں اسلام کے ملاؤں کی نسبت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے

کہ انہوں نے ایک غلط مسئلہ جہاد کی پیروی کر کے سرحدی اقوام کو یہ سبق دیا کہ تا وہ ایک محسن گورنمنٹ کے معزز افسروں کے خون سے اپنی تلواروں کو سرخ کیا کریں اور اس طرح ناحق اپنی محسن گورنمنٹ کو ایذا پہنچایا کریں مگر ساتھ ہی یورپ کے ملاؤں پر بھی جو پادری ہیں ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ناحق تیز اور خلاف واقعہ تحریروں سے نادانوں کو جوش دلائے ہزاروں دفعہ جہاد کا اعتراض پیش کر کے وحشی مسلمانوں کے دلوں میں یہ جمادیا کہ اُن کے مذہب میں جہاد ایک ایسا طریق ہے جس سے جلد بہشت مل جاتا ہے اگر ان پادری صاحبوں کے دلوں میں کوئی بد نیتی نہیں تھی تو چاہیے تھا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کے جہادوں کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد سے مقابلہ کر کے اندر ہی اندر سمجھ جاتے اور چپ رہتے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس فتنہ عوام کے جوش دلانے کے بڑے محرک اسلامی مولوی ہیں تاہم ہمارا انصاف ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ کسی قدر اس فتنہ انگیزی میں پادریوں کی وہ تحریریں بھی حصہ دار ہیں جن سے آئے دن مسلمان شاکِ نظر آتے ہیں۔ افسوس کہ بعض جاہل ایک حرکت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کو مشکلات پیش آتی ہیں ان مشکلات کے رفع کرنے کے لئے میرے نزدیک احسن تجویز وہی ہے جو حال میں رومی گورنمنٹ نے اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ امتحاناً چند سال کے لئے ہر ایک فرقہ کو قطعاً روک دیا جائے کہ وہ اپنی تحریروں میں اور نیز زبانی تقریروں میں ہرگز ہرگز کسی دوسرے مذہب کا صراحتاً یا اشارتاً ذکر نہ کرے ہاں اختیار ہے کہ جس قدر چاہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اس صورت میں نئے نئے کیوں کی تخم ریزی موقوف ہو جائے گی اور پرانے قصے بھول جائیں گے اور لوگ باہمی محبت اور مصالحت کی طرف رجوع کریں گے اور جب سرحد کے وحشی لوگ دیکھیں گے کہ قوموں میں اس قدر باہم انس اور محبت پیدا ہو گیا ہے تو آخر وہ بھی متاثر ہو کر عیسائیوں کی ایسی ہی ہمدردی کریں گے جیسا کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کی کرتا ہے اور دوسری تدبیر یہ ہے کہ اگر پنجاب اور ہندوستان کے مولوی درحقیقت مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں تو وہ اس بارے میں رسالے تالیف کر کے اور پشتو میں ان کا ترجمہ کرا کر سرحدی اقوام میں مشتہر کریں بلاشبہ اُن کا بڑا اثر ہوگا۔ مگر ان تمام باتوں کے لئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے نہ نفاق سے۔ والسلام علی من اتبع الهدی.

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود غنی اللہ عنہ از قادیان

المرقوم ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء

## ضمیمہ رسالہ جہاد

عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی کے دعوے کی اصل حقیقت اور جناب

نواب وائسرائے صاحب بالقابہ کی خدمت میں ایک

درخواست

اگرچہ میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ میری طرف سے یہ دعویٰ کہ میں عیسیٰ مسیح ہوں اور نیز محمد مہدی ہوں اس خیال پر مبنی نہیں ہیں کہ میں درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور نیز درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مگر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے غور سے میری کتابیں نہیں دیکھیں وہ اس شبہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ گویا میں نے تاسخ کے طور پر اس دعوے کو پیش کیا ہے اور گویا میں اس بات کا مدعی ہوں کہ سچ مچ ان دو بزرگ نبیوں کی روحوں میرے اندر حلول کر گئی ہیں لیکن واقعی امر ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ جو دو قسم کے ظلم سے بھر جائے گا۔ ایک ظلم مخلوق کے حقوق کی نسبت ہوگا اور دوسرا ظلم خالق کے حقوق کی نسبت۔ مخلوق کے حقوق کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ جہاد کا نام رکھ کر نوع انسان کی خون ریزیاں ہوں گی۔ یہاں تک کہ جو شخص ایک بے گناہ کو قتل کرے گا وہ خیال کرے گا کہ گویا وہ ایسی خون ریزی سے ایک ثواب عظیم کو حاصل کرتا ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی قسم کی ایذائیں محض دینی غیرت کے بہانہ پر نوع انسان کو پہنچائی جائیں گی چنانچہ وہ زمانہ یہی ہے کیونکہ ایمان اور انصاف

کے رو سے ہر ایک خدا ترس کو اس زمانہ میں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مثلاً آئے دن جو سرحدیوں کی ایک وحشی قوم ان انگریز حکام کو قتل کرتی ہے جو ان کے یا ان کے ہم قوم بھائی مسلمانوں کی جانوں اور عزتوں کے محافظ ہیں۔ یہ کس قدر ظلم صریح اور حقوق عباد کا تلف کرنا ہے۔ کیا ان کو سکھوں کا زمانہ یاد نہیں رہا جو بانگ نماز پر بھی قتل کرنے کو مستعد ہو جاتے تھے۔ گورنمنٹ انگریزی نے کیا گناہ کیا ہے جس کی یہ سزا اس کے معزز حکام کو دی جاتی ہے۔ اس گورنمنٹ نے پنجاب میں داخل ہوتے ہی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں پوری آزادی دی۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے جو دھیمی آواز سے بھی بانگ نماز دے کر مارکھادیں بلکہ اب بلند میناروں پر چڑھ کر بانگیں دو اور اپنی مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو کوئی مانع نہیں۔ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی غلاموں کی طرح زندگی تھی اور اب انگریزی عملداری سے دوبارہ ان کی عزت قائم ہوئی۔ جان اور مال اور عزت تینوں محفوظ ہوئے۔ اسلامی کتب خانوں کے دروازے کھولے گئے تو کیا انگریزی گورنمنٹ نے نیکی کی یا بدی کی؟ سکھوں کے زمانہ میں بزرگوار مسلمانوں کی قبریں بھی اُکھیڑی جاتی تھیں۔ سر ہند کا واقعہ بھی اب تک کسی کو بھولا نہیں ہوگا۔ لیکن یہ گورنمنٹ ہماری قبروں کی بھی ایسی ہی محافظ ہے جیسا کہ ہمارے زندوں کی۔ کیسی عافیت اور امن کی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہم لوگ رہتے ہیں جس نے ایک ذرہ مذہبی تعصب ظاہر نہیں کیا۔ کوئی مسلمان اپنے مذہب میں کوئی عبادت بجالا دے۔ حج کرے زکوٰۃ دے۔ نماز پڑھے یا خدا کی طرف سے ہو کر یہ ظاہر کرے کہ میں مجدد وقت ہوں یا ولی ہوں یا قطب ہوں یا مسیح ہوں یا مہدی ہوں اس سے اس عادل گورنمنٹ کو کچھ سروکار نہیں۔ بجز اس صورت کے کہ وہ خود ہی طریق اطاعت کو چھوڑ کر باغیانہ خیالات میں گرفتار ہو۔ پھر باوجود اس کے کہ گورنمنٹ کے یہ سلوک اور احسان ہیں مسلمانوں کی طرف سے اس کا عوض یہ دیا جاتا ہے کہ ناحق بے گناہ بے قصور ان حکام کو قتل کرتے ہیں جو دن رات انصاف کی پابندی سے ملک کی خدمت میں مشغول ہیں۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ لوگ تو سرحدی ہیں اس ملک کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کا کیا

گناہ ہے تو اس کا جواب بادب ہم یہ دیتے ہیں کہ ضرور ایک گناہ ہے چاہو قبول کرو یا نہ کرو اور وہ یہ کہ جب ہم ایک طرف سرحدی وحشی قوموں میں غازی بننے کا شوق دیکھتے ہیں تو دوسری طرف اس ملک کے مولویوں میں اپنی گورنمنٹ اور اس کے انگریزی حکام کی سچی ہمدردی کی نسبت وہ حالت ہمیں نظر نہیں آتی اور نہ وہ جوش دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ اس گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں تو کیوں بالاتفاق ایک فتویٰ طیار کر کے سرحدی ملکوں میں شائع نہیں کرتے تا ان نادانوں کا یہ عذر ٹوٹ جائے کہ ہم غازی ہیں اور ہم مرتے ہی بہشت میں جائیں گے۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ مولویوں اور ان کے پیروؤں کا اس قدر اطاعت کا دعویٰ اور پھر کوئی عمدہ خدمت نہیں دکھلا سکتے بلکہ یہ کلام تو بطریق تنزّل ہے۔ بہت سے مولوی ایسے بھی ہیں جن کی نسبت اس سے بڑھ کر اعتراض ہے۔ خدا ان کے دلوں کی اصلاح کرے۔ غرض مخلوق کے حقوق کی نسبت ہماری قوم اسلام میں سخت ظلم ہو رہا ہے۔ جب ایک محسن بادشاہ کے ساتھ یہ سلوک ہے تو پھر اوروں کے ساتھ کیا ہوگا۔ پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا۔ اس لئے اُس نے اس کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ مسیح کی خواہر طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے کیوں کہ یہ تعلیم جس پر اب ہم زور دیتے ہیں یعنی یہ کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور خدا کی مخلوق کی عموماً بھلائی چاہو۔ اس تعلیم پر زور دینے والا وہی بزرگ نبی گذرا ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح ہے۔ اور اس زمانہ میں بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے دشمنوں سے پیار کریں ناحق ایک قابل شرم مذہبی بہانہ سے ایسے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں جنہوں نے کوئی بدی اُن سے نہیں کی بلکہ نیکی کی، اس لئے ضرور تھا کہ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے ایک ایسا شخص خدا سے الہام پا کر پیدا ہو جو حضرت مسیح کی خواہر طبیعت اپنے اندر رکھتا ہے اور صلح کاری کا پیغام لے کر آیا ہے۔ کیا اس زمانہ میں ایسے شخص کی ضرورت نہ تھی جو عیسیٰ مسیح کا اوتار ہے؟ بیشک ضرورت تھی۔

جس حالت میں اسلامی قوموں میں سے کروڑ ہا لوگ روئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو جہاد کا بہانہ رکھ کر غیر قوموں کو قتل کرنا ان کا شیوہ ہے بلکہ بعض تو ایک محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ رہ کر بھی پوری صفائی سے ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ سچی ہمدردی کو کمال تک نہیں پہنچا سکتے اور نہ نفاق اور دورنگی سے بھکی پاک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خواہر طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔

اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا خدا کا برگزیدہ اور دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الہی کا مقرب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے اور کروڑ ہا انسان جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اُس کی وصیتوں پر چلتے ہیں اور اس کی ہدایات کے کار بند ہیں وہ جہنم سے نجات پائیں گے لیکن با اس یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اُس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔ خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہہ دیں یا یہ کہہ دیں کہ خدا ہی ہے جو ان میں بولتا ہے اور وہی ہے جس کا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک معنی کے رو سے صحیح ہوتی ہیں جن کی تاویل کی جاتی ہے کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اس کے نور سے پرورش پا کر نئے سرے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اُس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ اہل معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اُس میں ظاہر ہوا ہے لیکن اس سے درحقیقت یہ نہیں کھلتا کہ وہی شخص درحقیقت رب العالمین ہے۔ اس نازک محل میں اکثر عوام کا قدم پھسل جاتا ہے اور ہزار ہا بزرگ اور ولی اور اوتار جو خدا بنائے گئے وہ بھی دراصل انہی لغزشوں کی وجہ سے بنائے گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب



روحانی اور آسمانی باتیں عوام کے ہاتھ میں آتی ہیں تو وہ اُن کی جڑ تک پہنچ نہیں سکتے۔ آخر کچھ بگاڑ کر اور مجاز کو حقیقت پر حمل کر کے سخت غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سواسی غلطی میں آج کل کے علماء مسیحی بھی گرفتار ہیں اور اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ کسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بنا دیا جائے۔ سو یہ حق تلفی خالق کی ہے اور اس حق کے قائم کرنے کے لئے اور تو حید کی عظمت دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک بزرگ نبی ملک عرب میں گذرا ہے جس کا نام محمدؐ اور احمدؑ تھا خدا کے اُس پر بے شمار سلام ہوں۔ شریعت دو حصوں پر منقسم تھی۔ بڑا حصہ یہ تھا کہ لا الہ الا اللہ یعنی تو حید اور دوسرا حصہ یہ کہ ہمدردی نوع انسان کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے۔ سو ان دو حصوں میں سے حضرت مسیح نے ہمدردی نوع انسان پر زور دیا کیونکہ وہ زمانہ اسی زور کو چاہتا تھا۔ اور دوسرا حصہ جو بڑا حصہ ہے یعنی لا الہ الا اللہ جو خدا کی عظمت اور تو حید کا سرچشمہ ہے اس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا کیونکہ وہ زمانہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ پھر بعد اس کے ہمارا زمانہ آیا جس میں اب ہم ہیں۔ اس زمانہ میں یہ دونوں قسم کی خرابیاں کمال درجہ تک پہنچ گئی تھیں یعنی حقوق عباد کا تلف کرنا اور بے گناہ بندوں کا خون کرنا مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہو گیا تھا اور اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ہزار ہا بے گناہوں کو وحشیوں نے تہ تیغ کر دیا تھا اور پھر دوسری طرف حقوق خالق کا تلف کرنا بھی کمال کو پہنچ گیا تھا اور عیسائی عقیدہ میں یہ داخل ہو گیا تھا کہ وہ خدا جس کی انسانوں اور فرشتوں کو پرستش کرنی چاہیے وہ مسیح ہی ہے اور اس قدر غلو ہو گیا کہ اگرچہ اُن کے نزدیک عقیدہ کے رو سے تین اقنوم ہیں لیکن عملی طور پر دعا اور عبادت میں صرف ایک ہی قرار دیا گیا ہے یعنی مسیح۔ یہ دونوں پہلو اتلافِ حقوق کے یعنی حق العباد اور حق رب العباد اس قدر کمال کو پہنچ گئے تھے کہ اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا پہلو اپنے غلو میں انتہائی درجہ تک جا پہنچا ہے۔ سو اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا

اور مجھے خواور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا ایسا ہی اُس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خواور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنی ہیں خدا کو چھونے والا اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنی ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ و بروز محمد۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک متجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اُس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم

☆ اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ

جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں بلکہ شاید زیادہ ہوں۔ منہ

کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے اور یہ وہ صلح کاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لئے ایسا پڑتا شیر سلسلہ قائم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لیں گے۔

﴿۸﴾

اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیب کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا ہے اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے ہیں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اُس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس

قبولیت کا علم دیئے جانایا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حد علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا گو وہ مشرقی ہو یا مغربی یہ وہ دونشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں تا ان کے ذریعہ سے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جو درحقیقت ہماری روحوں اور جسموں کا خدا ہے جس کی طرف ایک دن ہر ایک کا سفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ مذہب کچھ چیز نہیں جس میں الہی طاقت نہیں۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھہرائی ہے کہ اُس میں الہی طاقت ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ دونوں نام جو خدا تعالیٰ نے میرے لئے مقرر فرمائے یہ صرف چند روز سے نہیں ہیں بلکہ میری کتاب براہین احمدیہ میں جس کو شائع کئے قریباً بیس برس گذر گئے یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے الہام میں میری نسبت ذکر فرمائے گئے ہیں یعنی عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی تا میں ان دونوں گروہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو وہ پیغام پہنچا دوں جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کاش اگر دلوں میں طلب ہوتی اور آخرت کے دن کا خوف ہوتا تو ہر ایک سچائی کے طالب کو یہ موقع دیا گیا تھا کہ وہ مجھ سے تسلی پاتا۔ سچا مذہب وہ مذہب ہے جو الہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور فوق العادت کاموں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو میں اس بات کا گواہ رویت ہوں کہ ایسا مذہب توحید کا مذہب ہے جو اسلام ہے جس میں مخلوق کو خالق کی جگہ نہیں دی گئی۔ اور عیسائی مذہب بھی خدا کی طرف سے تھا مگر افسوس کہ اب وہ اس تعلیم پر قائم نہیں اور اس زمانہ کے مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ وہ شریعت کے اس دوسرے حصہ سے محروم ہو گئے ہیں جو ہمدردی نوع انسان اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے اور وہ توحید کا دعویٰ کر کے پھر ایسے وحشیانہ اخلاق میں مبتلا ہیں جو قابل شرم ہیں۔ میں نے بارہا کوشش کی جو ان کو ان عادات سے چھڑاؤں لیکن افسوس کہ بعض ایسی تحریکیں ان کو پیش آ جاتی ہیں کہ جن سے وحشیانہ جذبات ان کے زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بعض کم سمجھ پادریوں کی تحریرات ہیں جو زہریلا اثر رکھتی ہیں۔ مثلاً پادری عماد الدین کی کتابیں اور پادری ٹھا کر داس کی کتابیں اور صفدر علی آئی کتابیں اور امہات المؤمنین

اور پادری ریوڑی کا رسالہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ کی توہین اور تکذیب سے پُر ہیں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ جو شخص مسلمانوں میں سے اس کو پڑھے گا اگر اس کو صبر اور حلم سے اعلیٰ درجہ کا حصہ نہیں تو بے اختیار جوش میں آجائے گا کیونکہ ان کتابوں میں علمی بیان کی نسبت سخت کلامی بہت ہے جس کی عام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک معزز پادری صاحب نے اپنے ایک پرچہ میں جو لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا لکھتے ہیں کہ اگر ۱۸۵۷ء کا دوبارہ آنا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ پادری عماد الدین کا کیسا خطرناک کلام ہے جس پر ایک معزز مشنری صاحب یہ رائے ظاہر کرتے ہیں اور گذشتہ دنوں میں میں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رُک جائے۔ سو اگرچہ ان حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن مشکل یہ ہے کہ اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی تحریریں نکلتی رہتی ہیں کہ جو زور درنج اور تیز طبع مسلمان ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ نہایت خوفناک کارروائی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان یہ جھوٹا الزام مسلمانوں کو دیتے ہیں کہ ان کو قرآن میں ہمیشہ اور ہر ایک زمانہ میں جہاد کا حکم ہے گویا وہ ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں۔ اور پھر تیز تحریریں نکال کر ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کے ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔ اصلیت صرف اس قدر ہے کہ ابتدائی زمانہ میں بعض مخالفوں نے اسلام کو تلوار سے روکنا بلکہ نابود کرنا چاہا تھا سو اسلام نے اپنی حفاظت کے لئے ان پر تلوار اٹھائی اور انہی کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کئے جائیں اور یا اسلام لائیں۔ سو یہ حکم مختص الزمان تھا ہمیشہ کے لئے

نہیں تھا اور اسلام اُن بادشاہوں کی کارروائیوں کا ذمہ وار نہیں ہے جو نبوت کے زمانہ کے بعد سراسر غلطیوں یا خود غرضیوں کی وجہ سے ظہور میں آئیں۔ اب جو شخص نادان مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے بار بار جہاد کا مسئلہ یاد دلاتا ہے گویا وہ ان کی زہریلی عادت کو تحریک دینا چاہتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ پادری صاحبان صحیح واقعات کو مد نظر رکھ کر اس بات پر زور دیتے کہ اسلام میں جہاد نہیں ہے اور نہ جبر سے مسلمان کرنے کا حکم ہے جس کتاب میں یہ آیت اب تک موجود ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۱ یعنی دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کرنی چاہئے۔ کیا اس کی نسبت ہم ظن کر سکتے ہیں کہ وہ جہاد کی تعلیم دیتی ہے۔ غرض اس جگہ ہم مولویوں کا کیا شکوہ کریں خود پادری صاحبوں کا ہمیں شکوہ ہے کہ وہ راہ انہوں نے اختیار نہیں کی جو درحقیقت سچی تھی اور گورنمنٹ کے مصالح کے لئے بھی مفید تھی۔ اسی درد دل کی وجہ سے میں نے جناب نواب وائسرائے صاحب بہادر بالقبابہ کی خدمت میں دو دفعہ درخواست کی تھی کہ کچھ مدت تک اس طریق بحث کو بند کر دیا جائے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کی نکتہ چینیوں کرے۔ لیکن اب تک اُن درخواستوں کی طرف کچھ توجہ نہ ہوئی۔ لہذا اب بار سوم حضور ممدوح میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ کم سے کم پانچ برس تک یہ طریق دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کا بند کر دیا جائے اور قطعاً ممانعت کر دی جائے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے عقائد پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کرے کہ اس سے دن بدن ملک میں نفاق بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ مختلف قوموں کی دوستانہ ملاقاتیں ترک ہو گئی ہیں کیونکہ بسا اوقات ایک فریق دوسرے فریق پر اپنی کم علمی کی وجہ سے ایسا اعتراض کر دیتا ہے کہ وہ دراصل صحیح بھی نہیں ہوتا اور دلوں کو سخت رنج پہنچا دیتا ہے اور بسا اوقات کوئی فتنہ پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر جہاد کا اعتراض بلکہ ایسا اعتراض دوسرے فریق کے لئے بطور یاد دہانی ہو کر بھولے ہوئے جوش اس کو

یاد دلادیتا ہے اور آخر مفسد کا موجب ٹھہرتا ہے۔ سو اگر ہماری دانشمند گورنمنٹ پانچ برس تک یہ قانون جاری کر دے کہ برٹش انڈیا کے تمام فرقوں کو جس میں پادری بھی داخل ہیں قطعاً روک دیا جائے کہ وہ دوسرے مذاہب پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کریں اور محبت اور خلق سے ملاقاتیں کریں اور ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرے تو مجھے یقین ہے کہ یہ زہر ناک پودہ پھوٹ اور کینوں کا جو اندر ہی اندر نشوونما پا رہا ہے جلد تر مفقود ہو جائے گا اور یہ کارروائی گورنمنٹ کی قابل تحسین ٹھہر کر سرحدی لوگوں پر بھی بے شک اثر ڈالے گی اور امن اور صلح کاری کے نتیجے ظاہر ہوں گے۔ آسمان پر بھی یہی منشاء خدا کا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ و جدل کے طریق موقوف ہوں اور صلح کاری کے طریق اور باہمی محبت کی راہیں کھل جائیں۔ اگر کسی مذہب میں کوئی سچائی ہے تو وہ سچائی ظاہر کرنی چاہیے نہ یہ کہ دوسرے مذاہب کی عیب شاری کرتے رہیں۔ یہ تجویز جو میں پیش کرتا ہوں اس پر قدم مارنا یا اس کو منظور کرنا ہر ایک حاکم کا کام نہیں ہے بڑے پرمغز حکام کا یہ منصب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے عالی جاہ نواب معلی القاب وائسرائے بہادر کرزن صاحب بالقابہ اپنی وسعت اخلاق اور موقع شناسی کی قوت سے ضرور اس درخواست پر توجہ فرمائیں گے اور اپنی شاہانہ ہمت سے اس پیش کردہ تجویز کو جاری فرمائیں گے اور اگر یہ نہیں تو اپنے عہد دولت مہد میں اسی قدر خدا کے لئے کارروائی کر لیں کہ خود بدولت امتحان کے ذریعہ سے آزمائیں کہ اس ملک کے مذاہب موجودہ میں سے الہی طاقت کس مذہب میں ہے یعنی تمام مسلمانوں آریوں سکھوں سناٹن دھرموں عیسائیوں برہمنوں یہودیوں وغیرہ فرقوں کے نامی علماء کے نام یہ احکام جاری ہوں کہ اگر ان کے مذہب میں کوئی الہی طاقت ہے خواہ وہ بیشکونی کی قسم سے ہو یا اور قسم سے وہ دکھائیں۔ اور پھر جس مذہب میں وہ زبردست طاقت جو طاقت بالا ہے ثابت ہو جائے ایسے مذہب کو قابل تعظیم اور سچا سمجھا جائے اور چونکہ مجھے آسمان سے اس

کام کے لئے روح ملی ہے اس لئے میں اپنی تمام جماعت کی طرف سے سب سے پہلے یہ درخواست کرنے والا ہوں کہ اس امتحان کے لئے دوسرے فریقوں کے مقابل پر میں طیار ہوں اور ساتھ ہی دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ اقبال نصیب کرے جس کے زیر سایہ ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ہو کر ایسی درخواستیں خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کریں۔ والسلام۔ ۷ جولائی ۱۹۰۰ء

المہتمم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان



الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ میر عمر علی شاہ صاحب گولڑی اور ان کے بیوی  
اور ہم خیال لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتاً لکھا گیا ہے اور بعض  
اس لئے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس  
روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل ہیج کے دوسرے  
صفحہ پر مندرج ہے اور یہ  
رسالہ موسوم بہ

# تحفہ گولڑی

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام  
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر  
یوم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔

جلد ۷۰۰

### اشتہار انعامی پچاس روپیہ

چونکہ میں اپنی کتاب انجام آہتم کے اخیر میں وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ کے ساتھ زبانی بحث نہیں کروں گا اس لئے پیر مہر علی شاہ صاحب کی درخواست زبانی بحث کی جو میرے پاس پہنچی میں کسی طرح اس کو منظور نہیں کر سکتا۔ افسوس کہ انہوں نے محض دھوکا دہی کے طور پر باوجود اس علم کے کہ میں ایسی زبانی بحثوں سے برکنار رہنے کے لئے جن کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ میں ایسے مباحثات سے دور رہوں گا پھر بھی مجھ سے بحث کرنے کی درخواست کردی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ ان کی درخواست محض اس ندامت سے نہ بچنے کے لئے ہے کہ وہ اس اعجازی مقابلہ کے وقت جو عربی میں تفسیر لکھنے کا مقابلہ تھا اپنی نسبت یقین رکھتے تھے۔ گویا عوام کے خیالات کو اور طرف الٹا کر سرخرو ہو گئے اور پردہ بنا رہا۔

ہر ایک دل خدا کے سامنے ہے اور ہر ایک سینا اپنے گنہ کو محسوس کر لیتا ہے لیکن میں حق کی حمایت کی وجہ سے ہرگز نہیں چاہتا کہ یہ جھوٹی سرخروئی بھی اُن کے پاس رہ سکے اس لئے مجھے خیال آیا کہ عوام جن میں سوچ کا مادہ طبعاً کم ہوتا ہے وہ اگرچہ یہ بات تو سمجھ لیں گے کہ پیر صاحب عربی نصح میں تفسیر لکھنے پر قادر نہیں تھے اسی وجہ سے تو ٹال دیا لیکن ساتھ ہی ان کو یہ خیال بھی گزرے گا کہ منقولی مباحثات پر ضرور وہ قادر ہوں گے سچی تو درخواست پیش کردی اور اپنے دلوں میں گمان کریں گے کہ اُن کے پاس حضرت مسیح کی حیات اور میرے دلائل کے رد میں کچھ دلائل ہیں اور یہ تو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ زبانی مباحثہ کی جرأت بھی میرے ہی اس عہد ترک بحث نے اُن کو دلائی ہے جو انجام آہتم میں طبع ہو کر لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے۔ لہذا میں یہ رسالہ لکھ کر اس وقت اقرار صحیح شرمی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھ کر میرے ان تمام دلائل کو اول سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری میں میرے تمام دلائل ایک ایک کر کے حاضرین کے سامنے ذکر کریں اور پھر ہر ایک دلیل کے مقابل پر جس کو وہ بغیر کسی کمی بیشی اور تصرف کے حاضرین کو سنادیں گے پیر صاحب کے جوابات سنادیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح ہیں اور دلیل پیش کردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو میں مبلغ پچاس روپیہ انعام بطور فتح یابی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دے دوں گا اور اگر پیر صاحب تحریر فرما دیں تو میں یہ مبلغ پچاس روپیہ پہلے سے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس جمع کر دوں گا مگر یہ پیر صاحب کا ذمہ ہوگا کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کو ہدایت کریں کہ تا وہ مبلغ پچاس روپیہ اپنے پاس بطور امانت جمع کر کے باضابطہ رسید دیدیں اور مندرجہ بالا طریق کی پابندی سے قسم کھا کر ان کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر میری اجازت کے پچاس روپیہ پیر صاحب کے حوالہ کر دیں۔ قسم کھانے کے بعد میری شکایت اُن پر کوئی نہیں ہوگی صرف خدا پر نظر ہوگی جس کی وہ قسم کھائیں گے۔ پیر صاحب کا یہ اختیار نہیں ہوگا کہ یہ فضول عذرات پیش کریں کہ میں نے پہلے سے رد کرنے کے لئے کتاب لکھی ہے کیونکہ اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلاشبہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں ہیں۔

المستہر مرزا غلام احمد از قادیاں۔ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء



## ضمیمہ تحفہ گولڑویہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر۔  
اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

آمین

## اشتہار انعامی پانسورویہ

بنام حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دارنہر۔ اور ایسا ہی اس اشتہار میں  
یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔

مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی۔ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولوی محمد بشیر صاحب  
بھوپالوی۔ مولوی حافظ محمد یوسف صاحب بھوپالوی۔ مولوی تملطف حسین صاحب دہلوی۔  
مولوی عبدالحق صاحب دہلوی صاحب تفسیر حقانی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی  
محمد صدیق صاحب دیوبندی حال مدرس پچھراویوں ضلع مراد آباد۔ شیخ خلیل الرحمن صاحب جمالی  
سرساہ ضلع سہارنپور۔ مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانہ۔ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانہ۔ مولوی  
احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی ثم امرتسری۔ مولوی غلام رسول صاحب  
عرف رسل بابا۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی لاہور۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی لاہور۔

ڈپٹی فٹح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر لاہوری۔ منشی الہی بخش صاحب اکونٹ لاہور۔ منشی عبدالحق صاحب اکونٹ پنشنر۔ مولوی محمد حسن صاحب ابوالفیض ساکن بھین۔ مولوی سید عمر صاحب واعظ حیدرآباد۔ علماء ندوۃ الاسلام معرفت مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری ندوۃ العلماء۔ مولوی سلطان الدین صاحب جے پور۔ مولوی مسیح الزمان صاحب استاد نظام حیدرآباد دکن۔ مولوی عبدالواحد خان صاحب شاہجہانپور۔ مولوی اعزاز حسین خان صاحب شاہجہانپور۔ مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپور۔ سید صوفی جان شاہ صاحب میرٹھ۔ مولوی اسحاق صاحب پٹیالہ۔ جمیع علماء کلکتہ و بمبئی و مدراس۔ جمیع سجادہ نشینان و مشائخ ہندوستان۔ جمیع اہل عقل و انصاف و تقویٰ و ایمان از قوم مسلمان۔

واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دار نہر نے اپنے نافرمان اور غلط کار مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں بمقام لاہور جس میں مرزا خدا بخش صاحب مصاحب نواب محمد علی خاں صاحب اور میاں معراج الدین صاحب لاہوری اور مفتی محمد صادق صاحب اور صوفی محمد علی کلرک اور میاں چٹو صاحب لاہوری اور خلیفہ رجب دین صاحب تاجر لاہوری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ اور میاں چراغ الدین صاحب کلرک اور مولوی یار محمد صاحب موجود تھے بڑے اصرار سے یہ بیان کیا کہ اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ ایسے افترا کے ساتھ تینیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے یعنی افترا علی اللہ کے بعد اس قدر عمر پانا اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتی اور بیان کیا کہ ایسے کئی لوگوں کا نام میں نظیراً پیش کر سکتا ہوں جنہوں نے نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور تینیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک لوگوں کو سناتے رہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمارے پرنازل ہوتا ہے حالانکہ وہ کاذب تھے۔ غرض حافظ صاحب نے محض اپنے مشاہدہ کا حوالہ دے کر مذکورہ بالا دعویٰ پر زور دیا جس سے لازم آتا تھا کہ قرآن شریف کا وہ استدلال جو آیات مندرجہ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے

کے بارے میں ہے صحیح نہیں ہے اور گویا خدا تعالیٰ نے سراسر خلاف واقعہ اس حجت کو نصاریٰ اور یہودیوں اور مشرکین کے سامنے پیش کیا ہے اور گویا ائمہ اور مفسرین نے بھی محض نادانی سے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا یہاں تک کہ شرح عقائد نسفی میں بھی کہ جو اہل سنت کے عقیدوں کے بارے میں ایک کتاب ہے عقیدہ کے رنگ میں اس دلیل کو لکھا ہے اور علماء نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ استخفاف قرآن یا دلیل قرآن کلمہ کفر ہے مگر نہ معلوم کہ حافظ صاحب کو کس تعصب نے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ باوجود دعویٰ حفظ قرآن مفصلہ ذیل آیات کو بھول گئے اور وہ یہ ہیں۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ وَ مَا هُوَ يَقُوْلُ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔ وَلَا يَقُوْلُ كَا هِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَدَّكَّرُوْنَ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْاَقْوَامِ اِلَّا خَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۔ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عِنْدَهُ حُجْرِيْنَ ۱۔ دیکھو سورۃ الحاقہ الجز، نمبر ۲۹ اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ یہ قرآن کلام رسول کا ہے یعنی وحی کے ذریعہ سے اُس کو پہنچا ہے۔ اور یہ شاعر کا کلام نہیں مگر چونکہ تمہیں ایمانی فراست سے کم حصہ ہے اس لئے تم اس کو پہچانتے نہیں اور یہ کاہن کا کلام نہیں یعنی اس کا کلام نہیں جو جنات سے کچھ تعلق رکھتا ہو مگر تمہیں تدبر اور تذکر کا بہت کم حصہ دیا گیا ہے اس لئے ایسا خیال کرتے ہو۔ تم نہیں سوچتے کہ کاہن کس پست اور ذلیل حالت میں ہوتے ہیں بلکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے۔ جو عالم اجسام اور عالم ارواح دونوں کا رب ہے یعنی جیسا کہ وہ تمہارے اجسام کی تربیت کرتا ہے ایسا ہی وہ تمہاری رُوحوں کی تربیت کرنا چاہتا ہے اور اسی ربوبیت کے تقاضا کی وجہ سے اُس نے اس رسول کو بھیجا ہے۔ اور اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنا لیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے حالانکہ وہ کلام اس کا ہوتا نہ خدا کا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اُس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اس کو بچا نہ سکتا یعنی اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو اس کی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جھوٹے دعوے سے افترا اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا تو اس کا مرنا اس حادثہ سے

بہتر ہے کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اسی کو ہلاک کر دیتے ہیں جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کر کے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے اور خدا پر افترا کر کے گستاخی کرتا ہے۔

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر وہ ہماری طرف سے نہ ہوتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے اور وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکتا گو تم لوگ اس کے بچانے کے لئے کوشش بھی کرتے لیکن حافظ صاحب اس دلیل کو نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی تمام وکمال مدت تیسیس برس کی تھی اور میں اس سے زیادہ مدت تک کے لوگ دکھا سکتا ہوں جنہوں نے جھوٹے دعوے نبوت اور رسالت کے کئے تھے اور باوجود جھوٹ بولنے اور خدا پر افترا کرنے کے وہ تیسیس برس سے زیادہ مدت تک زندہ رہے۔ لہذا حافظ صاحب کے نزدیک قرآن شریف کی یہ دلیل باطل اور ہیچ ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر تعجب کہ جبکہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی سید آل حسن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب ازالہ اوہام اور استفسار میں پادری فنڈل کے سامنے یہی دلیل پیش کی تھی تو پادری فنڈل صاحب کو اس کا جواب نہیں آیا تھا اور باوجودیکہ تواریخ کی ورق گردانی میں یہ لوگ بہت کچھ مہارت رکھتے ہیں مگر وہ اس دلیل کے توڑنے کے لئے کوئی نظیر پیش نہ کر سکا اور

☆ پادری فنڈل صاحب نے اپنے میزان الحق میں صرف یہ جواب دیا تھا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں کئی کروڑ بت پرست موجود ہیں۔ لیکن یہ نہایت فضول جواب ہے کیونکہ بت پرست لوگ بت پرستی میں اپنے وحی من اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہتے کہ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ بت پرستی کو دنیا میں پھیلاؤ۔ وہ لوگ گمراہ ہیں نہ مفتری علی اللہ۔ یہ جواب امر متنازعہ فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ بحث تو دعویٰ نبوت اور افترا علی اللہ میں ہے نہ فقط ضلالت میں۔ منہ

لاجواب رہ گیا۔ اور آج حافظ محمد یوسف صاحب مسلمانوں کے فرزند کہلا کر اس قرآنی دلیل سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ معاملہ صرف زبانی ہی نہیں رہا بلکہ ایک ایسی تحریر اس بارے میں ہمارے پاس موجود ہے جس پر حافظ صاحب کے دستخط ہیں جو انہوں نے محبی اخویم مفتی محمد صادق صاحب کو اس عہد اقرار کے ساتھ دی ہے کہ ہم ایسے مفتریوں کا ثبوت دیں گے جنہوں نے خدا کے مامور یا نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر وہ اس دعوے کے بعد تینیس برس سے زیادہ جیتے رہے۔ یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے گروہ میں سے ہیں اور بڑے مؤحد مشہور ہیں اور ان لوگوں کے عقائد کا بطور نمونہ یہ حال ہے جو ہم نے لکھا اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ قرآن کے دلائل پیش کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے۔ اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل کو رد کیا جائے تو امان اٹھ جائے گا اور اس سے لازم آئے گا کہ قرآن کے تمام دلائل جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہیں سب کے سب باطل اور بیچ ہوں اور آج تو حافظ صاحب نے اس رد کے لئے یہ بیڑہ اٹھایا کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ لوگوں نے تینیس برس تک یا اس سے زیادہ نبوت یا رسالت کے جھوٹے دعوے کئے اور پھر زندہ رہے اور کل شاید حافظ صاحب یہ بھی کہہ دیں کہ قرآن کی یہ دلیل بھی کہ لَوْ كَانَ فِيْهَا اِلَهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا<sup>۱</sup> باطل ہے اور دعویٰ کریں کہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ خدا کے سوا اور بھی چند خدا ہیں جو سچے ہیں مگر زمین و آسمان پھر بھی اب تک موجود ہیں۔ پس ایسے بہادر حافظ صاحب سے سب کچھ امید ہے لیکن ایک ایماندار کے بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے جب کوئی یہ بات زبان پر لاوے کہ فلاں بات جو قرآن میں ہے وہ خلاف واقعہ ہے یا فلاں دلیل قرآن کی باطل ہے بلکہ جس امر میں قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زبرد پڑتی ہو ایمان دار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کرے اور حافظ صاحب کی نوبت اس درجہ تک محض اس لئے پہنچ گئی کہ انہوں نے اپنے چند قدیم رفیقوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے منجانب اللہ ہونے کے دعوے کا انکار مناسب سمجھا اور چونکہ دروغ گو کو خدا تعالیٰ اسی جہان میں

ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے اس لئے حافظ صاحب بھی اور منکروں کی طرح خدا کے الزام کے نیچے آگئے اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مجلس میں جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں میری جماعت کے بعض لوگوں نے حافظ صاحب کے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افترا کرتا تو میں اس کی رگ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اس مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ منجانب اللہ ہونے اور مکالمات الہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے اور اکیس برس سے براہین احمدیہ شائع ہے۔ پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک جھوٹے مدعی رسالت کو تیس برس تک مہلت دی اور لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا ۱ کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دے دی ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جہی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح پر اُس کی بادشاہت میں گڑ بڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اٹھ جاتی ہے۔ غرض جب میرے دعویٰ کی تائید میں یہ دلیل پیش کی گئی تو حافظ صاحب نے اس دلیل سے سخت انکار کر کے اس بات پر زور دیا کہ کاذب کا تیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہنا جائز ہے اور کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے کاذبوں کی میں نظیر پیش کروں گا جو رسالت کا جھوٹا دعویٰ کر کے تیس برس تک یا اس سے زیادہ رہے ہوں مگر اب تک کوئی نظیر پیش نہیں کی



﴿۵﴾

اور جن لوگوں کو اسلام کی کتابوں پر نظر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آج تک علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تینیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے بلکہ یہ تو صریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ اور کمال بے ادبی ہے اور خدا تعالیٰ کی پیش کردہ دلیل سے استخفاف ہے۔ ہاں اُن کا یہ حق تھا کہ مجھ سے اس کا ثبوت مانگتے کہ میرے دعویٰ مامور من اللہ ہونے کی مدت تینیس برس یا اس سے زیادہ اب تک ہو چکی ہے یا نہیں مگر حافظ صاحب نے مجھ سے یہ ثبوت نہیں مانگا کیونکہ حافظ صاحب بلکہ تمام علماء اسلام اور ہندو اور عیسائی اس بات کو جانتے ہیں کہ براہین احمدیہ جس میں یہ دعویٰ ہے اور جس میں بہت سے مکالمات الہیہ درج ہیں اس کے شائع ہونے پر اکیس برس گزر چکے ہیں اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریباً تیس برس سے یہ دعویٰ مکالمات الہیہ شائع کیا گیا ہے اور نیز الہام الیس اللہ بکاف عبدہ جو میرے والد صاحب کی وفات پر ایک انگشتری پر کھودا گیا تھا اور امرتسر میں ایک مہر کن سے کھدوایا گیا تھا وہ انگشتری اب تک موجود ہے اور وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے طیار کروائی اور براہین احمدیہ موجود ہے جس میں یہ الہام الیس اللہ بکاف عبدہ لکھا گیا ہے اور جیسا کہ انگشتری سے ثابت ہوتا ہے یہ بھی چھیس برس کا زمانہ ہے۔ غرض چونکہ یہ تیس سال تک کی مدت براہین احمدیہ سے ثابت ہوتی ہے اور کسی طرح مجال انکار نہیں۔ اور اسی براہین کا مولوی محمد حسین نے ریو یو بھی لکھا تھا لہذا حافظ صاحب کی یہ مجال تو نہ ہوئی کہ اس امر کا انکار کریں جو اکیس سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے ناچار قرآن شریف کی دلیل پر حملہ کر دیا کہ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیانہ کرتا۔ سو ہم اس اشتہار میں حافظ محمد یوسف صاحب سے وہ نظیر طلب کرتے ہیں جس کے پیش کرنے کا انہوں نے اپنی دستخطی تحریر میں وعدہ کیا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ قرآنی دلیل کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ یہ خدا کی پیش کردہ دلیل ہے نہ کسی انسان کی۔ کئی کم بخت بد قسمت دنیا میں آئے اور انہوں نے قرآن کی اس دلیل کو توڑنا چاہا مگر آخر آپ ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مگر یہ دلیل ٹوٹ نہ سکی۔ حافظ صاحب علم سے بے بہرہ ہیں اُن کو خبر نہیں کہ ہزار ہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اسی دلیل کو کفار کے سامنے پیش کرتے رہے اور کسی عیسائی یا یہودی کو طاقت نہ ہوئی کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افترا کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے زندگی کے تینیس برس پورے کئے ہوں۔ پھر حافظ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اس دلیل کو توڑ سکیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے بعض جاہل اور نا فہم مولوی میری ہلاکت کے لئے طرح طرح کے حیلے سوچتے رہے ہیں تا یہ مدت پوری نہ ہونی پاوے جیسا کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم اُن صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا رہا ہے مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رفع ہوا۔ سو اس طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اتنی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا تا لوگ کی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں جیسا کہ یہودی صلیب سے نتیجہ عدم رفع کا نکالنا چاہتے تھے۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اندھا ہونا تا اس سے بھی کوئی بد نتیجہ نہ نکالیں☆۔ اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بد دعائیں بھی کرتے رہیں گے مگر ان کی بد دعائیں میں انہی پر ڈالوں گا۔ اور درحقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح لو تقول کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ باز می میں کچھ کمی نہیں کی۔ بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کے لئے میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی

﴿۶﴾

☆ الہام الہی آنکھ کے بارے میں یہ ہے تنزل الرحمة علی ثلث العین و علی الاخرین۔

یعنی تیرے تین عضووں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں اور باقی دو اور۔ منہ

میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے۔ بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علیگڈہ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میری نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی اسماعیل نے شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مر گیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مر گیا۔ لیکچرار نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مر گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اپنے نشانوں کو مکمل کرے۔

میری نسبت جو کچھ ہمدردی قوم نے کی ہے وہ ظاہر ہے اور غیر قوموں کا بغض ایک طبعی امر ہے۔ ان لوگوں نے کون سا پہلو میرے تباہ کرنے کا اٹھا رکھا کون سا ایذا کا منصوبہ ہے جو انتہا تک نہیں پہنچایا۔ کیا بد دعاؤں میں کچھ کسر رہی یا قتل کے فتوے نامکمل رہے یا ایذا اور توہین کے منصوبے گمنا حقیقہ ظہور میں نہ آئے پھر وہ کون سا ہاتھ ہے جو مجھے بچاتا ہے۔ اگر میں کاذب ہوتا تو چاہیے تو یہ تھا کہ خدا خود میرے ہلاک کرنے کے لئے اسباب پیدا کرتا نہ یہ کہ وقتاً فوقتاً لوگ اسباب پیدا کریں اور خدا ان اسباب کو معدوم کرتا رہے۔ کیا

☆ دیکھو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے میرے نابود کرنے کے لئے کیا کچھ ہاتھ پیر مارے اور محض فضول گوئی سے خدا سے لڑا اور دعویٰ کیا کہ میں نے ہی اونچا کیا اور میں ہی گراؤں گا مگر وہ خود جانتا ہے کہ اس فضول گوئی کا انجام کیا ہوا افسوس کہ اُس نے اپنے اس کلمہ میں ایک صریح جھوٹ تو زمانہ ماضی کی

بہی کا ذب کی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ قرآن بھی اس کی گواہی دے اور آسمانی نشان بھی اسی کی تائید میں نازل ہوں۔ اور عقل بھی اُسی کی مؤید ہو اور جو اس کی موت کے شائق ہوں وہی مرتے جائیں۔ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی ہے۔ اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کر کے یہ کہا کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے۔ مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پھر آپ ہی مر گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ میری موت کے شائق تھے اور انہوں نے خدا سے دعائیں کیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے آخر وہ مر گئے نہ ایک نہ دو بلکہ پانچ آدمی نے ایسا ہی کہا اور اس دنیا کو چھوڑ گئے

نسبت بولا اور ایک آئندہ کی نسبت جھوٹی پیشگوئی کی۔ وہ کون تھا اور کیا چیز تھا جو مجھے اونچا کرتا یہ خدا کا میرے پر احسان ہے اور اس کے بعد کسی کا بھی احسان نہیں۔ اول اُس نے مجھے ایک بڑے شریف خاندان میں پیدا کیا اور حسب نسب کے ہر ایک داغ سے بچایا پھر بعد میں میری حمایت میں آپ کھڑا ہوا افسوس ان لوگوں کی کہاں تک حالت پہنچ گئی ہے کہ ایسی خلاف واقعہ باتیں منہ پر لاتے ہیں جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس بد قسمت نے ہر ایک طور سے مجھ پر حملے کئے اور نامراد رہا لوگوں کو بیعت سے روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا لوگ میری بیعت میں داخل ہو گئے۔ اقدام قتل کے جھوٹے مقدمہ میں پادریوں کا گواہ بن کر میری عزت پر حملہ کیا مگر اسی وقت کرسی مانگنے کی تقریب سے اپنی نیت کا پھل پالیا۔ میرے پرائیویٹ امور میں گندے اشتہار دیئے ان کا جواب خدا نے پہلے سے دے رکھا ہے۔ میرے بیان کی حاجت نہیں۔ منہ

اس کا نتیجہ موجودہ مولویوں کے لئے جو محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی ثم امرتسری اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور مولوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور رشید احمد گنگوہی اور نذیر حسین دہلوی اور رسل بابا امرتسری اور منشی الہی بخش صاحب اکونٹ اور حافظ محمد یوسف ضلع دارنہر وغیرہم کے لئے یہ تو نہ ہوا کہ اس اعجاز صریح سے یہ لوگ فائدہ اٹھاتے اور خدا سے ڈرتے اور توبہ کرتے۔ ہاں ان لوگوں کی ان چند نمونوں کے بعد کمریں ٹوٹ گئیں اور اس قسم کی تحریروں سے ڈر گئے فلسفیان یکتبوا بمثل هذا بما تقدمت الامثال۔ یہ معجزہ کچھ تھوڑا نہیں تھا کہ جن لوگوں نے مدار فیصلہ جھوٹے کی موت رکھی تھی وہ میرے مرنے سے پہلے قبروں میں جاسوئے۔ اور میں نے ڈپٹی آفٹیم کے مباحثہ میں قریباً ساٹھ آدمی کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو آفٹیم بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ مجھے ان لوگوں کی حالتوں پر رحم آتا ہے کہ بخل کی وجہ سے کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اگر کوئی نشان بھی طلب کریں تو کہتے ہیں کہ یہ دعا کرو کہ ہم سات دن میں مرجائیں۔ نہیں جانتے کہ خود تراشیدہ میعادوں کی خدا پیروی نہیں کرتا اُس نے فرمادیا ہے کہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ۔ اور اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا۔ سو جبکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کی میعاد اپنی طرف سے پیش نہیں کر سکتے تو میں سات دن کا کیونکر دعویٰ کروں۔ ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھارہا کہ اُس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی۔ یہی دعا کی کہ یا الہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے۔ اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں تو اُسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی۔ دیکھو کیسا صفائی سے فیصلہ ہو گیا۔ اگر کسی کو اس فیصلہ کے ماننے میں تردد ہو تو اس کو اختیار ہے کہ آپ خدا کے فیصلہ کو آزمائے لیکن ایسی شرارتیں چھوڑ دے جو آیت وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ

إِنِّي قَاعِلٌ ذَلِكَ عَدًّا<sup>۱</sup> سے مخالف پڑی ہیں۔ شرارت کی حجت بازی سے صریح بے ایمانی کی بو آتی ہے۔ ایسا ہی مولوی محمد اسماعیل نے صفائی سے خدا تعالیٰ کے روبرو یہ درخواست کی کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ مر جائے۔ سو خدا نے اُس کو بھی جلد تر اس جہان سے رخصت کر دیا اور ان وفات یافتہ مولویوں کا ایسی دعاؤں کے بعد مرجانا ایک خدا ترس مسلمان کے لئے تو کافی ہے مگر ایک پلید دل سیاہ دل دنیپرست کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ بھلا علیگڈہ تو بہت دور ہے اور شاید پنجاب کے کئی لوگ مولوی اسماعیل کے نام سے بھی ناواقف ہوں گے مگر قصور ضلع لاہور تو دور نہیں اور ہزاروں اہل لاہور مولوی غلام دستگیر قصوری کو جانتے ہوں گے اور اُس کی یہ کتاب بھی انہوں نے پڑھی ہوگی تو کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا مرنا نہیں؟ کیا غلام دستگیر کی موت میں بھی لیکھرام کی موت کی طرح سازش کا الزام لگائیں گے۔ خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔ کیا دنیا کے کیڑے محض سازش اور منصوبہ سے خدا کے مقدس مامورین کی طرح کوئی قطعی پیشگوئی کر سکتے ہیں۔ ایک چور جو چوری کے لئے جاتا ہے اس کو کیا خبر ہے کہ وہ چوری میں کامیاب ہو یا ماخوذ ہو کر جیل خانہ میں جائے۔ پھر وہ اپنی کامیابی کی زور شور سے تمام دنیا کے سامنے دشمنوں کے سامنے کیا پیشگوئی کرے گا۔ مثلاً دیکھو کہ ایسی پُر زور پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کئے جانے کے بارے میں تھی جس کے ساتھ دن تاریخ وقت بیان کیا گیا تھا کسی شریر بدچلن خونی کا کام ہے۔ غرض ان مولویوں کی سمجھ پر کچھ ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ کسی نشان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ براہین احمدیہ میں قریب سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف کسوف کا نشان ظاہر کرے گا لیکن جب وہ نشان ظاہر ہو گیا اور حدیث کی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں رمضان میں خسوف کسوف ہوگا تو ان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤ خور کر دیا اور حدیث سے منہ پھیر لیا۔ یہ بھی احادیث

﴿۸﴾

میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کئے جائیں گے اور قرآن شریف میں بھی وارد تھا کہ  
وَإِذَا الْعِشَاءُ عَصَلَتْ ۱۔ اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل  
طیارہ ہو رہی ہے اور اونٹوں کے الوداع کا وقت آ گیا۔ پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔  
یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں ستارہ ذوالسنین نکلے گا۔ اب انگریزوں سے  
پوچھ لیجئے کہ مدت ہوئی کہ وہ ستارہ نکل چکا۔ اور یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح کے وقت میں  
طاعون پڑے گی حج روکا جائے گا۔ سو یہ تمام نشان ظہور میں آ گئے۔ اب اگر مثلاً میرے لئے  
آسمان پر خسوف کسوف نہیں ہوا تو کسی اور مہدی کو پیدا کریں جو خدا کے الہام سے دعویٰ کرتا ہو  
کہ میرے لئے ہوا ہے۔ افسوس ان لوگوں کی حالتوں پر۔ ان لوگوں نے خدا اور رسول کے  
فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی اور صدی پر بھی سترہ برس گزر گئے مگر ان کا مجدد اب تک کسی غار  
میں پوشیدہ بیٹھا ہے۔ مجھ سے یہ لوگ کیوں بخل کرتے ہیں۔ اگر خدا نہ چاہتا تو میں نہ آتا۔ بعض  
دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ میں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ سے علیحدہ  
کرے اور میری جگہ کسی اور کو اس خدمت سے ممتاز فرمائے پر ساتھ ہی میرے دل میں یہ ڈالا گیا  
کہ اس سے زیادہ اور کوئی سخت گناہ نہیں کہ میں خدمت سپرد کردہ میں بزدلی ظاہر کروں۔ جس  
قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی  
رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری  
آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں  
گے لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اُس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی  
لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سر اسر بد قسمتی ہے  
کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا  
ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا  
اسکر یوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم  
پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے  
کہ خدا کس کے ساتھ ہے مگر میدان میں نکلنا کسی محنت کا کام نہیں۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے

ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلتا محال اور غیر ممکن ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہر گز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہر گز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حی و قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔ اب اس اشتہار سے میرا یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اور نشانوں میں



مخالفین پر حجت پوری کی ہے۔ اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ آیت لو تقول کے متعلق بھی حجت پوری ہو جائے۔ اسی جہت سے میں نے اس اشتہار کو پانسورویہ کے انعام کے ساتھ شائع کیا ہے اور اگر تسلی نہ ہو تو میں یہ روپیہ کسی سرکاری بنک میں جمع کرا سکتا ہوں۔ اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے دوسرے ہم مشرب جن کے نام میں نے اس اشتہار میں لکھے ہیں اپنے اس دعوے میں صادق ہیں یعنی اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفسرتی ہونے کے برابر تینیس برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے کہ مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانسورویہ نقد دے دوں گا۔ اور اگر ایسے لوگ کئی ہوں تو ان کا اختیار ہوگا کہ وہ روپیہ باہم تقسیم کر لیں۔ اس اشتہار کے نکلنے کی تاریخ سے پندرہ روز تک ان کو مہلت ہے کہ دنیا میں تلاش کر کے ایسی

☆ اس زمانہ کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر پھر مجھ سے حدیثوں کی رو سے بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرانے کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر افسوس کہ نہیں جانتے کہ جس حالت میں وہ اپنی چند ایسی حدیثوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے جو محض ظلمات کا ذخیرہ اور مجروح اور مخدوش ہیں اور نیز مخالف ان کے اور حدیثیں بھی ہیں اور قرآن بھی ان حدیثوں کو جھوٹی ٹھہراتا ہے تو پھر میں ایسے روشن ثبوت کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں جس کی ایک طرف قرآن شریف تائید کرتا ہے اور ایک طرف اس کی سچائی کی احادیث صحیحہ گواہ ہیں اور ایک طرف خدا کا وہ کلام گواہ ہے جو مجھ پر نازل ہوتا ہے اور ایک طرف پہلی کتابیں گواہ ہیں اور ایک طرف عقل گواہ ہے۔ اور ایک طرف وہ صد ہا نشان گواہ ہیں جو میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں ہے۔ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں۔ اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔ منہ

نظیر پیش کریں۔ افسوس کا مقام ہے کہ میرے دعوے کی نسبت جب میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا مخالفوں نے نہ آسمانی نشانوں سے فائدہ اٹھایا اور نہ زمینی نشانوں سے کچھ ہدایت حاصل کی۔ خدا نے ہر ایک پہلو سے نشان ظاہر فرمائے پر دنیا کے فرزندوں نے ان کو قبول نہ کیا۔ اب خدا کی اور ان لوگوں کی ایک کشتی ہے یعنی خدا چاہتا ہے کہ اپنے بندہ کی جس کو اُس نے بھیجا ہے روشن دلائل اور نشانوں کے ساتھ سچائی ظاہر کرے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ تباہ ہو اس کا انجام بد ہو اور وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو اور اس کی جماعت متفرق اور نابود ہو تب یہ لوگ ہنسیں اور خوش ہوں اور ان لوگوں کو تمسخر سے دیکھیں جو اس سلسلہ کی حمایت میں تھے اور اپنے دل کو کہیں کہ تجھے مبارک ہو کہ آج تو نے اپنے دشمن کو ہلاک ہوتے دیکھا اور اس کی جماعت کو تتر بتر ہوتے مشاہدہ کر لیا مگر کیا اُن کی مرادیں پوری ہو جائیں گی اور کیا ایسا خوشی کا دن اُن پر آئے گا؟ اس کا یہی جواب ہے کہ اگر اُن کے امثال پر آیا تھا تو ان پر بھی آئے گا۔ ابو جہل نے جب بدر کی لڑائی میں یہ دُعا کی تھی کہ اللہم من کان مننا کاذباً فساحنہ فی ہذا الموطن . یعنی اے خدا ہم دونوں میں سے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ہوں جو شخص تیری نظر میں جھوٹا ہے اُس کو اسی موقع قتال میں ہلاک کر۔ تو کیا اِس دعا کے وقت اُس کو گمان تھا کہ میں جھوٹا ہوں؟ اور جب لیکھرام نے کہا کہ میری بھی مرزا غلام احمد کی موت کی نسبت ایسی ہی پیشگوئی ہے جیسا کہ اِس کی۔ اور میری پیشگوئی پہلے پوری ہو جائے گی اور وہ مرے گا۔ <sup>☆</sup> تو کیا اُس کو اس وقت اپنی نسبت گمان

☆ ایسا ہی جب مولوی غلام دستگیر قصوری نے کتاب تالیف کر کے تمام پنجاب میں مشہور کر دیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دے دیا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا تو کیا اُس کو خبر تھی کہ یہی فیصلہ اس کے لئے لعنت کا نشانہ ہو جائے گا۔ اور وہ پہلے مر کر دوسرے ہم مشربوں کا بھی منہ کالا کرے گا اور آئندہ ایسے مقالات میں اُن کے منہ پر مہر لگا دے گا اور بزدل بنا دے گا۔ منہ

﴿۱۱﴾

تھا کہ میں جھوٹا ہوں؟ پس منکر تو دنیا میں ہوتے ہیں پر بڑا بد بخت وہ منکر ہے جو مرنے سے پہلے معلوم نہ کر سکے کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس کیا خدا پہلے منکروں کے وقت میں قادر تھا اور اب نہیں؟ نعوذ باللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ہر ایک جو زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا کہ آخر خدا غالب ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ وہ خدا جس کا قوی ہاتھ زمینوں اور آسمانوں اور اُن سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں تھامے ہوئے ہے وہ کب انسان کے ارادوں سے مغلوب ہو سکتا ہے اور آخر ایک دن آتا ہے جو وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہی کا ہوتا ہے۔ خدا اپنی تجلیات کے ساتھ اُن کے دل پر نزول کرتا ہے پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے۔ ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو گا لیاں دو جس قدر چاہو اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے۔ نادان کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ میں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو آنکھیں بجھتا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرورت تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اُس کو کافر قرار دیں گے اور اُس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دیں کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے۔ کیا وہ رات ان کے لئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعویٰ

کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیشگوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا۔ کیا وہ دن اُن پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کر لیں تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ دعویٰ غیر وقت پر نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی تھی ظہور فرما ہوئے اور جب سات کو دگنا کیا جائے تو چودہ ہوتے ہیں لہذا چودھویں صدی کا سر مسیح موعود کے لئے مقدر تھا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جس قدر قوموں میں فساد اور بگاڑ حضرت مسیح کے زمانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پیدا ہو گیا تھا اس فساد سے وہ فساد دو چند ہے جو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالیٰ نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا اور اسی کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اس کا ذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے مہلت نہیں دیتا اور ہلاک کرتا ہے۔ پس ہمارے مخالف مولویوں کی یہ کیسی ایمانداری ہے کہ منہ سے تو قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے پیش کردہ دلائل کو رد کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآن شریف پر ایمان لاکر اسی اصول کو میرے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہراتے تو جلد تر حق کو پا لیتے۔ لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہم کلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اس دعویٰ پر تینیس یا پچیس برس گذر جائیں یعنی وہ میعاد گذر جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی

میرا تھی۔ اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہوا اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے کیونکہ اس سے خدا کے کلام کی تکذیب و توہین لازم آتی ہے۔ ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حقہ کے ثابت کرنے کے لئے اسی استدلال کو پکڑا ہے کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ پر افترا کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا اور تمام علماء جانتے ہیں کہ خدا کی دلیل پیش کردہ سے استخفاف کرنا بالاتفاق کفر ہے کیونکہ اس دلیل پر ٹھٹھا مارنا جو خدا نے قرآن اور رسول کی حقیقت پر پیش کی ہے مستلزم تکذیب کتاب اللہ و رسول اللہ ہے اور وہ صریح کفر ہے مگر ان لوگوں پر کیا افسوس کیا جائے۔ شائد ان لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ پر افترا کرنا جائز ہے اور ایک بدن کہہ سکتا ہے کہ شائد یہ تمام اصرار حافظ محمد یوسف صاحب کا اور ان کا ہر مجلس میں بار بار یہ کہنا کہ ایک انسان تینیس برس تک خدا تعالیٰ پر افترا کر کے ہلاک نہیں ہوتا اس کا یہی باعث ہو کہ انہوں نے نعوذ باللہ چند افترا خدا تعالیٰ پر کئے ہوں اور کہا ہو کہ مجھے یہ خواب آئی یا مجھے یہ الہام ہوا اور پھر اب تک ہلاک نہ ہوئے تو دل میں یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا اپنے رسول کریم کی نسبت یہ فرمانا کہ اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اور خیال کیا کہ ہماری رگ جان خدا نے کیوں نہ کاٹ دی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت رسولوں اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے جو کروڑ ہا انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور جن کے افترا سے دنیا تباہ ہوتی ہے لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ

☆ ہمیں حافظ صاحب کی ذات پر ہرگز یہ امید نہیں کہ نعوذ باللہ کبھی انہوں نے خدا پر افترا کیا ہو اور پھر کوئی

سزا نہ پانے کی وجہ سے یہ عقیدہ ہو گیا ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ خدا پر افترا کرنا پلید طبع لوگوں کا کام ہے اور

آخر وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ منہ

ہونے کا دعویٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پرافتر کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اُس کو نبی یا رسول یا مومرن اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ اس مفتر یا نہ عادت پر برابر تینیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا اُن کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ اُن کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں اور سنا ہے کہ اب ان سے وہ انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیاں پر گر اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثیل کے طور پر ظاہر ہو کر اُن کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے <sup>☆</sup> کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

☆ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ نہ صرف میں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب ”ازالہ اوہام“ میں ان کی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کریں گے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

جیسا کہ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے اب بھی صاف گواہی دیدی ہے کہ ایک خواب کی تعبیر میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے فرمایا تھا کہ وہ نور جو دنیا کو روشن کرے گا وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ حافظ صاحب بھی بار بار ان دونوں قصوں کو بیان کرتے تھے اور ہنوز وہ ایسے پیر فرقت نہیں ہوئے تا یہ خیال کیا جائے کہ پیرانہ سالی کے تقاضا سے قوتِ حافظہ جاتی رہی اور آٹھ سال سے زیادہ مدت ہو گئی جب میں حافظ صاحب کی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کے مذکورہ بالا کشف کو ازالہ اوہام میں شائع کر چکا ہوں۔ کیا کوئی عقلمند مان سکتا ہے کہ میں ایک جھوٹی بات اپنی طرف سے لکھ دیتا اور حافظ صاحب اس کتاب کو پڑھ کر پھر خاموش رہتے۔ کچھ عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصلحت سے عمداً گواہی کو چھپاتے ہیں اور نیک نیتی سے ارادہ رکھتے ہیں کہ کسی اور موقع پر اس گواہی کو ظاہر کر دوں گا مگر زندگی کتنے روز ہے؟ اب بھی اظہار کا وقت ہے۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیر دے۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مبالغہ کرنے کو تیار ہیں اور اسی میں بہت سا حصہ اُن کی عمر کا گذر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خواہیں سناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مبالغہ بھی کیا مگر کیوں پھر دنیا کی طرف جھک گئے لیکن ہم اب تک اس بات سے نومید نہیں ہیں کہ خدا ان کی آنکھیں کھولے اور یہ امید باقی ہے جب تک کہ وہ اسی حالت میں فوت نہ ہو جائیں۔

﴿۱۴﴾

اور یاد رہے کہ خاص موجب اس اشتہار کے شائع کرنے کا وہی ہیں کیونکہ ان دنوں میں سب سے پہلے انہی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کی یہ دلیل کہ ”اگر یہ نبی جھوٹے طور پر وحی کا دعویٰ کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا“ یہ کچھ چیز نہیں ہے بلکہ بہتیرے ایسے مفتزی دنیا میں پائے جاتے ہیں جنہوں نے تینیس برس سے بھی زیادہ مدت تک نبوت یا رسالت یا مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے خدا پر افترا کیا اور اب تک زندہ موجود

ہیں۔ حافظ صاحب کا یہ قول ایسا ہے کہ کوئی مومن اس کی برداشت نہیں کرے گا مگر وہی جس کے دل پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا خدا کا کلام جھوٹا ہے؟ و من اظلم من الذی کذب کتاب اللہ الا ان قول اللہ حق والا ان لعنة اللہ علی المکذبین۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ اُس نے منجملہ اور نشانوں کے یہ نشان بھی میرے لئے دکھلایا کہ میرے وحی اللہ پانے کے دن سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں سے برابر کئے جب سے کہ دنیا شروع ہوئی ایک انسان بھی بطور نظیر نہیں ملے گا جس نے ہمارے سید و سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تینیس برس پائے ہوں اور پھر وحی اللہ کے دعوے میں جھوٹا ہو یہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص عزت دی ہے جو ان کے زمانہ نبوت کو بھی سچائی کا معیار ٹھہرا دیا ہے۔ پس اے مومنو! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تینیس برس کا عرصہ گزر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعویٰ کرتا رہا اور وہ دعویٰ اس کی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے <sup>☆</sup> کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اللہ پانے کی مدت اُس شخص کو مل سکے جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ درحقیقت اس شخص نے وحی اللہ پانے کے دعوے میں تینیس برس کی مدت حاصل کر لی اور اس مدت میں اخیر تک کبھی خاموش نہیں رہا اور نہ اس دعوے سے دست بردار ہوا۔ سو اس اُمت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تینیس برس کی مدت دی گئی اور تینیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔ اس کے ثبوت کے لئے اوّل میں براہین احمدیہ کے وہ مکالمات الہیہ لکھتا ہوں جو اکیس برس سے براہین احمدیہ میں چھپ کر شائع ہوئے اور سات آٹھ برس پہلے زبانی طور پر شائع ہوتے رہے جن کی گواہی خود براہین احمدیہ سے ثابت ہے اور پھر اس کے بعد چند وہ مکالمات الہیہ لکھوں گا جو براہین احمدیہ کے بعد



وَقَمًا فَوَقَمًا دوسری کتابوں کے ذریعہ سے شائع ہوتے رہے۔ سو براہین احمدیہ میں یہ کلمات اللہ درج ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوئے اور میں صرف نمونہ کے طور پر اختصار کر کے لکھتا ہوں۔ مفصل دیکھنے کے لئے براہین موجود ہے۔

وہ مکالمات الہیہ جن سے مجھے مشرف کیا گیا  
اور براہین احمدیہ میں درج ہیں

بشریٰ لک احمدی☆. انت مرادی ومعی. غرست لک قدرتی بیدی. سرک  
سری. انت وجیہ فی حضرتی. اختر تک لِنفسی. انت منی بمنزلة توحیدی و  
تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس. یا احمد فاضت الرحمة علی شفیتیک.  
بورکت یا احمد وکان مابارک اللہ فیک حقاً فیک. الرحمن علم القرآن لتنذر  
قومًا ما نذر آباءهم ولتستبین سبیل المجرمین. قل انی امرت وانا اول المؤمنین. قل  
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ. ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین. و  
ماکان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب. وان علیک رحمتی فی الدنیا  
والدین. وانک الیوم لدینا مکین امین. وانک من المنصورین. وانت منی بمنزلة لا  
یعلمها الخلق. وما ارسلناک الا رحمة للعالمین. یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة. یا  
آدم اسکن انت وزوجک الجنة. هذا من رحمة ربک لیکون آية للمؤمنین. اردت ان  
استخلف فخلقت آدم لیقیم الشریعة ویحی الدین. جرى اللہ فی حلل الانبیاء. وجیہ فی  
الدنیا والأخرة ومن المقربین. کنت کنزاً مخفياً فاحببت ان اعرف. ولنجعلہ آية  
لنناس ورحمة منّا وکان امرأ مقضیاً. یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی  
ومطهرک من الذین کفروا. وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة  
ثلة من الاولین وثلة من الآخیرین. یخوفونک من دونه. یعصمک اللہ من عنده

☆ براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۶۰۹ پر الہام کے الفاظ ”بشریٰ لک یا احمدی“ درج ہیں۔ (ناشر)

ولولم يعصمك الناس . وكان ربك قديرا . يحمدك الله من عرشه نحمدك  
ونصلى . وانا كفيناك المستهزئين . وقالوا ان هو الا افك افتراى . وما سمعنا بهذا  
فى ابائنا الاولين . ولقد كرمنا بنى ادم وفضلنا بعضهم على بعض كذا لك لتكون اية  
للمؤمنين . ووجدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا . قل عندى شهادة من الله  
فهل انتم مؤمنون . قل عندى شهادة من الله فهل انتم مسلمون . وقالوا انى لك هذا .  
ان هذا الاسحريؤثر . وان يروا آية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر . كتب الله لاغلبين  
انا ورسلى . والله غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون . هو الذى ارسل رسوله  
بالحدى ودين الحق ليظهره على الدين كله . لا مبدل لكلمات الله . والذين امنوا ولم  
يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون . ولا تخاطبنى فى الذين ظلموا  
انهم مغرقون . وان يتخذونك الا هزوا . اهذا الذى بعث الله وينظرون اليك وهم لا  
يبصرون . واذ يمكربك الذى كفر . او قدى يا هامان لعلى اطلع على اله موسى وانى  
لاظنه من الكاذبين . تبّت يدا ابى لهب وتبّ . ما كان له ان يدخل فيها الا حائفاً .  
وما اصابك فمن الله . الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولو العزم . الا انها فتنة من الله  
ليحبّ حبا جمّا . حبا من الله العزيز الاكرم . عطاءً اغير مجدوذ . وفى الله  
اجرك ويرضى عنك ربك ويتم اسمك . وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لك  
وعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون .  
ترجمہ۔ اے میرے احمد! تجھے بشارت ہو تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔

☆ اس قدر الہامات ہم نے براہین احمدیہ سے بطور اختصار لکھے ہیں۔ اور چونکہ کئی دفعہ کئی ترتیبوں کے رنگ میں یہ الہامات ہو چکے ہیں اس لئے فقرات جوڑنے میں ایک خاص ترتیب کا لحاظ نہیں ہر ایک ترتیب فہم ملہم کے مطابق الہامی ہے۔ منہ

﴿۱۶﴾

میں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا۔ تیرا بھید میرا بھید ہے اور تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے چنا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آگیا ہے کہ تو مدد دیا جائے اور لوگوں میں تیرے نام کی شہرت دی جائے۔ اے احمد! تیرے لبوں میں نعمت یعنی حقائق اور معارف جاری ہیں اے احمد! تو برکت دیا گیا اور یہ برکت تیرا ہی حق تھا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی قرآن کے اُن معنوں پر اطلاع دی جن کو لوگ بھول گئے تھے تاکہ تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے بے خبر گذر گئے اور تاکہ مجرموں پر خدا کی ججت پوری ہو جائے۔ ان کو کہہ دے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی وحی اور حکم سے یہ سب باتیں کہتا ہوں اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔

☆ یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے۔ انت منی بمنزلہ توحیدی و تفسیدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو جو جیسا کہ میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا۔ اور ہر ایک جگہ جو میرا نام جائے گا تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔ منہ

اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں کرے گا کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے اور تو آج ہماری نظر میں صاحب مرتبہ ہے اور اُن میں سے ہے جن کو مدد دی جاتی ہے۔ اور مجھ سے تو وہ مقام اور مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔ اے احمد! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ اے آدم! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو یعنی ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی ہے یا تیرا دوست ہے نجات پائے گا۔ اور اس کو بہشتی زندگی ملے گی اور آخر بہشت میں داخل ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ زمین پر اپنا جانشین پیدا کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ یہ آدم شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کر دے اور یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے لباس میں۔ دنیا اور آخرت میں وجیہ اور خدا کے مقربوں میں سے۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اور ہم اس اپنے بندہ کو اپنا ایک نشان بنائیں گے اور اپنی رحمت کا ایک نمونہ کریں گے اور ابتدا سے یہی مقدر تھا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے طبعی طور پر وفات دوں گا یعنی تیرے مخالف تیرے قتل پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی دلائل واضح سے اور کھلے کھلے نشانوں سے ثابت کر دوں گا کہ تو میرے مقربوں میں سے ہے اور اُن تمام الزاموں سے تجھے پاک کروں گا جو تیرے پر منکر لوگ لگاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے تیرے پیرو ہوں گے میں اُن کو اُن دوسرے گروہ پر قیامت تک غلبہ اور فوقیت دوں گا جو تیرے مخالف ہوں گے۔ تیرے تابعین کا ایک گروہ پہلوں میں سے ہوگا اور ایک گروہ پچھلوں میں سے۔ لوگ تجھے اپنی شرارتوں سے ڈرائیں گے پر خدا تجھے دشمنوں کی شرارت سے آپ بچائے گا گو لوگ نہ بچاویں اور تیرا خدا قادر ہے۔ وہ عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے یعنی لوگ جو گالیاں نکالتے ہیں ان کے مقابل پر خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں اور جو ٹھٹھا کرنے والے ہیں اُن کے لئے ہم اکیلے کافی ہیں اور وہ لوگ کہتے

ہیں کہ یہ تو جھوٹا افترا ہے جو اس شخص نے کیا۔ ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسا نہیں سنا۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کسی کو کوئی مرتبہ دینا خدا پر مشکل نہیں۔ ہم نے انسانوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ پس اسی طرح اس شخص کو یہ مرتبہ عطا فرمایا تاکہ مومنوں کے لئے نشان ہو مگر خدا کے نشانوں سے ان لوگوں نے انکار کیا۔ دل تو مان گئے مگر یہ انکار تکبر اور ظلم کی وجہ سے تھا۔ ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے پس کیا تم مانتے نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے۔ پس کیا تم قبول نہیں کرتے۔ اور جب نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک معمولی امر ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے۔ (واضح ہو کہ آخری فقرہ اس الہام کا وہ آیت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جب کفار نے شق القمر دیکھا تھا تو یہی عذر پیش کیا تھا کہ یہ ایک کسوف کی قسم ہے۔ ہمیشہ ہوا کرتا ہے کوئی نشان نہیں۔ اب اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اس کسوف خسوف کی طرف اشارہ فرمایا جو اس پیشگوئی سے کئی سال بعد میں وقوع میں آیا جو کہ مہدی معبود کے لئے قرآن شریف اور حدیث دارقطنی میں بطور نشان مندرج تھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس کسوف خسوف کو دیکھ کر منکر لوگ یہی کہیں گے کہ یہ کچھ نشان نہیں۔ یہ ایک معمولی بات ہے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں اس کسوف خسوف کی طرف آیت جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۱ میں اشارہ ہے اور حدیث میں اس کسوف خسوف کے بارے میں امام باقر کی روایت ہے جس کے یہ لفظ ہیں کہ اِنَّ لِمَهْدِيْنَا اَيْتِيْنَ۔ اور عجیب تر بات یہ کہ براہین احمدیہ میں واقعہ کسوف خسوف سے قریباً پندرہ برس پہلے اس واقعہ کی خبر دی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ظہور کے وقت ظالم لوگ اس نشان کو قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے حالانکہ ایسی صورت جب سے کہ دنیا ہوئی کبھی پیش نہیں آئی کہ کوئی مہدی کا دعویٰ کرنے والا ہو اور اس کے زمانہ میں کسوف خسوف ایک ہی مہینہ میں یعنی رمضان میں ہو۔ اور یہ فقرہ جو دو مرتبہ فرمایا گیا کہ قَلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ وَقَلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ ﴿۱۸﴾

فہل انتم مسلمون۔ اس میں ایک شہادت سے مراد کسوف شمس ہے اور دوسری شہادت سے مراد خسوف قمر ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا نے قدیم سے لکھ رکھا ہے یعنی مقرر کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے۔ یعنی گو کسی قسم کا مقابلہ آپڑے جو لوگ خدا کی طرف سے ہیں وہ مغلوب نہیں ہوں گے اور خدا اپنے ارادوں پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو بدل دے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان کو ہر ایک بلا سے امن ہے اور وہی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ کلام نہ کرو وہ تو ایک غرق شدہ قوم ہے اور تجھے ان لوگوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ کیا یہی ہے جو خدا نے مبعوث فرمایا اور تیری طرف دیکھتے ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا۔ اور یاد کرو وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص

☆ اس کلام الہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اما مکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل جبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حاکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔ منہ

سراسر مکر سے تکفیر کا فتویٰ دے گا۔ (یہ ایک پیشگوئی ہے جس میں ایک بد قسمت مولوی کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ ایک زمانہ آتا ہے جب کہ وہ مسیح موعود کی نسبت تکفیر کا کاغذ تیار کرے گا) اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے بزرگ ہامان کو کہے گا کہ اس تکفیر کی بنیاد تو ڈال کہ تیرا اثر لوگوں پر بہت ہے اور تو اپنے فتویٰ سے سب کو فروختہ کر سکتا ہے۔ سو تو سب سے پہلے اس کفر نامہ پر مہر لگا تا سب علماء بھڑک اٹھیں اور تیری مہر کو دیکھ کر وہ بھی مہریں لگا دیں اور تا کہ میں دیکھوں کہ خدا اس شخص کے ساتھ ہے یا نہیں کیونکہ میں اُس کو جھوٹا سمجھتا ہوں (تب اُس نے مہر لگا دی) ابولہب ہلاک ہو گیا اور اُس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے (ایک وہ ہاتھ جس کے ساتھ تکفیر نامہ کو پکڑا اور دوسرا وہ ہاتھ جس کے ساتھ مہر لگائی یا تکفیر نامہ لکھا) اس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس کام میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے جب وہ ہامان تکفیر نامہ پر مہر لگا دے گا تو بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا (یہ اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ اُن پر بھی یہود کے پلید طبع مولویوں نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا اور اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ یہ تکفیر اس لئے ہوگی کہ تا اس امر میں بھی حضرت عیسیٰ سے مشابہت پیدا ہو جائے۔ اور اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتاء لکھنے والے کا نام فرعون رکھا اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اول فتویٰ دیا ہامان۔ پس تعجب نہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ ہامان اپنے کفر پر مرے گا لیکن فرعون کسی وقت جب خدا کا ارادہ ہو کہے گا آمننت بالذی آمنت بہ بنو اسرائیل) اور پھر فرمایا کہ یہ فتنہ خدا کی طرف سے فتنہ ہوگا تا وہ تجھ سے بہت محبت کرے جو دائمی محبت ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی اور خدا میں تیرا اجر ہے خدا تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کرے گا۔ بہت ایسی باتیں ہیں کہ تم چاہتے ہو مگر وہ تمہارے لئے اچھی نہیں۔ اور بہت ایسی باتیں ہیں کہ تم نہیں چاہتے اور وہ تمہارے لئے اچھی ہیں اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تکفیر ضروری تھی اور

اس میں خدا کی حکمت تھی مگر افسوس اُن پر جن کے ذریعہ سے یہ حکمت اور مصلحت الہی پوری ہوئی اگر وہ پیدا نہ ہوتے تو اچھا تھا۔

اس قدر الہام تو ہم نے بطور نمونہ کے براہین احمدیہ میں سے لکھے ہیں۔ لیکن اس اکیس برس کے عرصہ میں براہین احمدیہ سے لے کر آج تک میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعوے کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں اور وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں اور ان سب میں میری مسلسل طور پر یہ عادت رہی ہے کہ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں۔ اس صورت میں ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ ایک مدت دراز کا زمانہ ابتدائے دعویٰ مامور من اللہ ہونے سے آج تک کیسی شہ روزی سرگرمی سے گذرا ہے اور خدا نے نہ صرف اس وقت تک مجھے زندگی بخشی بلکہ ان تالیفات کے لئے صحت بخشی مال عطا کیا وقت عنایت فرمایا۔ اور الہامات میں خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت نہیں کہ صرف معمولی مکالمہ الہیہ ہو بلکہ اکثر الہامات میرے پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کے بد ارادوں کا اُن میں جواب ہے۔ مثلاً چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا اس لئے پہلے ہی سے اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ثمانین حوالاً او قریباً من ذالک او تزید علیہ سنیناً و ترائی نسلاً بعیداً یعنی تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا اور یہ الہام قریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح مجبور اور مخدول رہے اور زمین پر اُس کی قبولیت پیدا نہ ہوتا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ وہ قبولیت جو صادقین کے لئے شرط ہے اور اُن کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس شخص کو نہیں دی گئی لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرمادیا۔ ینصبرک رجال نوحی الیہم من السماء۔ یاتون من



کلّ فح عمیق. والمملوک یتبرکون بشیابک. اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتهی امر الزمان الینا الیس هذا بالحق. یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا۔ وہ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جب ہماری مدد اور فتح آجائے گی تب مخالفین کو کہا جائے گا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائے تا نادانوں کی نظر میں یہ بھی ایک نشان ہو۔ لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں خبر دے دی کہ ینقطع آباءک ویدء منک یعنی تیرے بزرگوں کی پہلی نسلیں منقطع ہو جائیں گی اور اُن کے ذکر کا نام و نشان نہ رہے گا اور خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالے گا۔ اسی بنیاد کی مانند جو براہیم سے ڈالی گئی۔ اسی

☆ ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا اس لئے پہلے سے اُس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہوا۔ تنزل الرحمة علی ثلاث العین وعلی الاخریین. یعنی رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی اور نزول الماء وغیرہ سے جس سے نور بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی اُن پر بھی یہی رحمت نازل ہوگی اور اُن کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئے گا۔ اب بولو تم نے دنیا میں کس کذاب کو دیکھا کہ اپنی عمر بتلاتا ہے اپنی صحت بصری اور دوسرے دو اعضا کی صحت کا اخیر عمر تک دعویٰ کرتا ہے۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ لوگ قتل کے منصوبے کریں گے اُس نے پہلے سے براہین میں خبر دے دی یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس۔ منہ

مناسبت سے خدانے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا سلام علی ابراہیم صافیناہ ونجیناہ من العَمِّ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ. قل رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین. یعنی سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ۔ اور پھر فرمایا کہہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے۔ اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیم کی طرح کثرت نسل کرے گا اور بہترے اُس نسل سے برکت پائیں گے اور یہ جو فرمایا کہ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِمَ مَصلیٰ۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالو اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلِ یَّآئِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهُ اَحْمَدُ میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا

﴿۲۱﴾

☆ یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کے مظہر اتم ہیں لہذا خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَمَا رَهْمِیْتَ اِذْ رَهْمِیْتَ وَلَکِنَّ اللّٰهَ رَحِیْمٌ اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں اس خدا نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَآخِرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہُمْ ۗ مِنْہ

نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا ایسا ہی یہ آیت **وَ اتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰہِمَ مُصَلِّیًّا** <sup>۱</sup> اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

اب ہم بطور نمونہ چند الہامات دوسری کتابوں میں سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں صفحہ ۶۳۴ سے اخیر تک اور نیز دوسری کتابوں میں یہ الہام ہیں **جعلناک المسیح ابن مریم**۔ ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ یہ کہیں گے کہ ہم نے پہلوں سے ایسا نہیں سنا۔ سو تو ان کو جواب دے کہ تمہارے معلومات وسیع نہیں تم ظاہر لفظ اور ابہام پر قانع ہو اور پھر ایک اور الہام ہے اور وہ یہ ہے **الحمد لله الذی جعلک المسیح ابن مریم**۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقته۔ کمثلک درّ لا یضاع۔ یعنی خدا کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جاوے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا اور پھر فرمایا **لنحییٰ نیک حیوۃ طیّبة ثمانین حولاً او قریباً من ذالک**۔ و ترائی نسلاً بعیداً مظهر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء۔ یعنی ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے۔ انسی برس یا اس کے قریب قریب یعنی دو چار برس کم یا زیادہ اور تو ایک دور کی نسل دیکھے گا بلندی اور غلبہ کا مظہر گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ اور پھر فرمایا **یأتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی ما انت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبه**۔ الفوق معک والتحت مع اعدائک۔ یعنی نبیوں کا چاند چڑھے گا اور تو کامیاب ہو جائے گا تو ایسا نہیں کہ شیطان کو چھوڑ دے قبل اس کے کہ اس پر غالب ہو اور اوپر رہنا تیرے حصہ میں ہے اور نیچے رہنا تیرے دشمنوں کے حصے میں اور پھر فرمایا **انسی مہین من اراد اهانک**۔ وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ سبحان اللہ انت وقارہ۔ فکیف

یتر کک. انی اناللہ فاخترنی. قل رب انی اخترتک علی کل شیء۔ ترجمہ۔  
 میں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے اور میں اس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کرتا ہے۔  
 اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ خدا ہر ایک  
 عیب سے پاک ہے اور تو اس کا وقار ہے پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ میں ہی خدا ہوں تو  
 سراسر میرے لئے ہو جا۔ تو کہہ اے میرے رب میں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کیا۔ اور پھر فرمایا۔  
 سيقول العدو لست مرسلًا. سناخذہ من مارن او خرطوم. وانا من الظالمین  
 منتقمون. انی مع الافواج اتیک بغتةً. یوم یعصّ الظالم علی یدیه یالیتنی  
 اتخذت مع الرسول سبیلا. وقالوا سيقلب الامر وما كانوا علی الغیب  
 مطلقین. انا انزلناک وکان اللہ قدیرا. یعنی دشمن کہے گا کہ تو خدا کی طرف سے نہیں  
 ہے۔ ہم اس کو ناک سے پکڑیں گے یعنی دلائل قاطعہ سے اُس کا دم بند کر دیں گے اور ہم جزا  
 کے دن ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تیرے پاس ناگہانی طور پر آؤں  
 گا یعنی جس گھڑی تیری مدد کی جائے گی اس گھڑی کا تجھے علم نہیں۔ اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ  
 کاٹے گا کہ کاش میں اس خدا کے بھیجے ہوئے سے مخالفت نہ کرتا اور اُس کے ساتھ رہتا۔ اور  
 کہتے ہیں کہ یہ جماعت متفرق ہو جائے گی اور بات بگڑ جائے گی حالانکہ اُن کو غیب کا علم نہیں دیا  
 گیا۔ تو ہماری طرف سے ایک بُر ہان ہے اور خدا قادر تھا کہ ضرورت کے وقت میں اپنی بُر ہان  
 ظاہر کرتا اور پھر فرمایا انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر۔  
 وجعلوا یشہدون علیہ ویسیلون کماء منہم۔ ان حبّی قریب مستتر۔ یأتیک  
 نصرتی انی انا الرحمن۔ انت قابل یأتیک وابل۔ انی حاشر کل قوم یأتونک  
 جنبًا۔ وانی انصرت مکانک۔ تنزیل من اللہ العزیز الرحیم بلجت آتاتی۔  
 ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ انت مدینة العلم۔ طیب  
 مقبول الرحمن۔ وانت اسمی الاعلیٰ۔ بشری لک فی ہذہ الایام۔ انت منی

یا ابراہیم۔ انت القائم علیٰ نفسه مظهر الحیّ۔ وانت منّی مبدء الامر۔ انت من مائنا وهم من فشل۔ ام يقولون نحن جميع منتصر۔ سیهزم الجمع ویولون الدبر۔ الحمد لله الذی جعل لکم الصهر والنسب۔ انذرقومک وقل انی نذیر مبین۔ انا اخرجنا لک زروعاً یا ابراہیم۔ قالوا لنهلکنک۔ قال لاخوف علیکم لاغلبن انا ورسلی۔ وانّی مع الافواج اتيک بغتة۔ وانّی اموج موج البحر۔ ان فضل الله لات۔ ولس لاحد ان یرد ما اتی۔ قل ای وربّی انه لحق لا یتبدّل ولا یخفی۔ وینزل ما تعجب منه وحی من ربّ السموات العلیّ۔ لا اله الا هو یعلم کل شیء ویرى۔ ان الله مع الذین اتقوا والذین هم یحسنون الحسنی تفتح لهم ابواب السماء ولهم بشرى فی الحیوة الدنیا۔ انت تربی فی حجر النبی <sup>☆</sup> وانت تسکن قنن الجبال۔ وانّی معک فی کل حال۔ ترجمہ۔ ہم نے احمد کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

تب لوگوں نے کہا کہ یہ کذاب ہے اور انہوں نے اس پر گواہیاں دیں اور سیلاب کی طرح اس پر گرے۔ اس نے کہا کہ میرا دوست قریب ہے مگر پوشیدہ تھے میری مدد آئے گی۔ میں رحمن ہوں۔ تو قابلیت رکھتا ہے اس لئے تو ایک بزرگ بارش کو پائے گا۔ میں ہر ایک

﴿۲۳﴾

﴿۲۲﴾

☆ بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے اس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارک الذی <sup>☆</sup> من علم وتعلم یعنی بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا یعنی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے جس نے اس سے تعلیم پائی۔ تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں چاہیے تا مناسبت ضائع نہ ہو۔ منہ

﴿۲۳﴾

قوم میں سے گروہ کے گروہ تیری طرف بھیجوں گا۔ میں نے تیرے مکان کو روشن کیا۔ یہ اُس خدا کا کلام ہے جو عزیز اور رحیم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہم جانیں کہ یہ خدا کا کلام ہے تو ان کے لئے یہ علامت ہے کہ یہ کلام نشانوں کے ساتھ اُترا ہے اور خدا ہرگز کافروں کو یہ موقع نہیں دے گا کہ مومنوں پر کوئی واقعی اعتراض کر سکیں۔ تو علم کا شہر ہے طیب اور خدا کا مقبول اور تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ تجھے ان دنوں میں خوشخبری ہو۔ اے ابراہیم تو مجھ سے ہے تو خدا کے نفس پر قائم ہے۔ زندہ خدا کا مظہر اور تو مجھ سے امر مقصود کا مبداء ہے اور تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بڑی جماعت ہیں انتقام لینے والی۔ یہ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھر لیں گے۔ وہ خدا قابل تعریف ہے جس نے تجھے دامادی اور آبائی عزت بخشی۔ اپنی قوم کو ڈرا اور کہہ کہ میں خدا کی طرف سے ڈرانے والا ہوں۔ ہم نے کئی کھیت تیرے لئے تیار کر رکھے ہیں اے ابراہیم۔ اور لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہلاک کریں گے مگر خدا نے اپنے بندہ کو کہا کہ کچھ خوف کی جگہ نہیں میں اور میرے رسول غالب ہوں گے۔ اور میں اپنی فوجوں کے ساتھ عنقریب آؤں گا۔ میں سمندر کی طرح موج زنی کروں گا۔ خدا کا فضل آنے والا ہے اور کوئی نہیں جو اس کو رد کر سکے اور کہہ خدا کی قسم یہ بات سچ ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوگی اور نہ وہ چھپی رہے گی اور وہ امر نازل ہوگا جس سے تو تعجب کرے گا۔ یہ خدا کی وحی ہے جو اونچے آسمانوں کا بنانے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہ خدا اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور نیکی کو نیک طور پر ادا کرتے ہیں اور اپنے نیک عملوں کو خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ وہی ہیں جن کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور دنیا کی زندگی میں بھی ان کو بشارتیں ہیں۔ تو نبی کی کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہے۔ اور میں ہر حال میں تیرے ساتھ ہوں اور پھر فرمایا وقالوا ان هذا الا اختلاق. ان هذا الرجل يجوح الدين. قل جاء الحق وزهق الباطل. قل لو كان الامر من عند غير الله لوجدتم فيه اختلافًا كثيرًا. هو الذي ارسل

رسولہ بالهدی و دین الحق و تہذیب الاخلاق. قل ان افتريتہ فعلیٰ اجرامی.  
 و من اظلم ممن افتريٰ علی اللہ کذبًا. تنزيل من اللہ العزیز الرحیم. لتندر قومًا  
 ما انذر اباؤہم و لتدعو قومًا اخرین. عسی اللہ ان يجعل بینکم و بین الذین  
 عادیتم مودة. یخرون علی الاذقان سجّدا ربنا اغفر لنا انا کنا خاطئین. لا  
 تشریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و هو ارحم الراحمین. انی انا اللہ فاعبدنی  
 و لا تنسني و اجتهد ان تصلنی و اسئل ربک و کن سئولا. اللہ ولیّ حنان. علم  
 القران. فیایّ حدیث بعدہ تحکمون. نزلنا علیٰ هذا العبد رحمة. و ما یناطق  
 عن الهوی ان هو الا و حی یوحی. دنئی فتدلئی فکان قاب قوسین او ادنی. ذرنی  
 و المکذبین. انی مع الرسول اقوم. ان یومی لفصل عظیم. و انک علی صراط  
 مستقیم. و انا نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک. و انی رافعک الی  
 و یأتیک نصرتی. انی انا اللہ ذو السلطان. ترجمہ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور یہ  
 شخص دین کی بیخ کنی کرتا ہے۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف سے  
 نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس کے لئے کوئی تائید نہ  
 ملتی۔ اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ  
 ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی  
 سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے  
 ساتھ نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے  
 رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ ان کو کہہ دے کہ اگر  
 میں نے افترا کیا ہے تو میرے پر اس کا جرم ہے یعنی میں ہلاک ہو جاؤں گا اور اس شخص سے زیادہ تر  
 ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحیم ہے تا تو  
 ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا دوسری قوموں کو دعوت دین

کرے۔ عنقریب ہے کہ خداتم میں اور تمہارے دشمنوں میں دوستی کر دے گا۔ اور تیرا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اُس روز وہ لوگ سجدہ میں گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا معاف کرے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں خدا ہوں میری پرستش کر۔ اور میرے تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتا رہ۔ اپنے خدا سے مانگتا رہ اور بہت مانگنے والا ہو۔ خدا دوست اور مہربان ہے۔ اُس نے قرآن سکھلایا۔ پس تم قرآن کو چھوڑ کر کس حدیث پر چلو گے۔ ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا۔ اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آ گیا۔ اوپر خدا اور نیچے مخلوق۔ مکذبین کے لئے مجھ کو چھوڑ دے۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے اور تو سیدھی راہ پر ہے اور جو کچھ ہم اُن کے لئے وعدہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ تیری زندگی میں تجھ کو دکھلا دیں اور یا تجھ کو وفات دیدیں اور بعد میں وہ وعدے پورے کریں۔ اور میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ یعنی تیرا رفع الی اللہ دنیا پر ثابت کر دوں گا۔ اور میری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں ہوں وہ خدا جس کے نشان دلوں پر تسلط کرتے ہیں اور ان کو قبضہ میں لے آتے ہیں۔

﴿۲۵﴾

ان الہامات کے سلسلہ میں بعض اردو الہام بھی ہیں جن میں سے کسی قدر ذیل میں لکھے

جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ لک خطاب العزرة۔ ایک

یہ تو غیر ممکن ہے کہ تمام لوگ مان لیں کیونکہ موجب آیت وَ لِنُذَلِّكَ خَلْقَهُمْ<sup>۱</sup> اور بموجب

آیت کریمہ وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ<sup>۲</sup> سب کا

ایمان لانا خلاف نص صریح ہے۔ پس اس جگہ سعید لوگ مراد ہیں۔ منہ

☆



بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ (عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزت کا خطاب دیں گے اور یہ تب ہوگا جب ایک نشان ظاہر ہوگا) اور پھر فرمایا خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ میں اپنی چمکارد دکھلاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں نے تیری مدد کی۔ آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو خذوا الرفق فان الرفق رأس الخیرات نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔ (اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا تھا اس پر حکم ہوا کہ اس قدر سخت گوئی نہیں چاہیے۔ حتیٰ المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے۔ اما بحکم ضرورت و بقدر ضرورت۔ نہ یہ کہ

☆ اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ اُن کی کنیز کیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی کرو۔ اور حدیث میں ہے خیر کم خیر کم لاهلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ اُن کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندہ برتن کی طرح جلد مت توڑو۔ منہ

سخت گوئی طبیعت پر غالب آجائے) خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اگر مسیح ناصری کی طرف دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جگہ اُس سے برکات کم نہیں ہیں۔ اور مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ (یہ فقرہ بطور حکایت میری طرف سے خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے) اور پھر فرمایا۔ لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے شیر خدا نے اُن کو پکڑا شیر خدا نے فتح پائی۔ اور پھر فرمایا ”بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمد یان بر منار بلندتر محکم☆

اُفتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ و روشن شدن نشانہائے من۔ بڑا مبارک وہ دن ہوگا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ آمین

﴿۲۶﴾

☆ اس فقرہ سے مراد کہ محمد یوں کا پیرا اونچے منار پر جا پڑا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں جو آخر الزمان کے مسیح موعود کے لئے تھیں جس کی نسبت یہود کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا اور عیسائیوں کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا۔ مگر وہ مسلمانوں میں سے پیدا ہوا۔ اس لئے بلند منار عزت کا محمد یوں کے حصہ میں آیا اور اس جگہ محمدی کہا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اب تک صرف ظاہری قوت اور شوکت اسلام دیکھ رہے تھے جس کا اسم محمد مظہر ہے اب وہ لوگ بکثرت آسمانی نشان پائیں گے جو اسم احمد کے مظہر کو لازم حال ہے۔ کیونکہ اسم احمد انکسار اور فروتنی اور کمال درجہ کی محویت کو چاہتا ہے جو لازم حال حقیقت احمدیت اور حامدیت اور عاشقیت اور مَحَبَّت ہے اور حامدیت اور عاشقیت کے لازم حال صدور آیات تائید یہ ہے۔ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال      دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال  
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام <sup>☆</sup> ہے      دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
اب آسمان سے نورِ خدا کا نزول ہے      اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

☆ نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا: ”قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔“ اس کے یہ معنی مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔ اس کے بعد ۳ جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا: ”کافر جو کہتے تھے وہ گونسا رہ گئے۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے۔“ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ اُن کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو  
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر  
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا  
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا  
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند  
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا  
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا  
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے  
کردے گا ختم آ کے وہ دیں کی لڑائیاں  
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توال نہیں  
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی  
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی  
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی  
خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی  
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی  
کسل آ گیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی  
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی  
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی  
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی  
نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد  
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو  
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر  
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ  
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا  
پیوں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند  
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا  
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا  
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے  
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان  
ظاہر ہیں خود نشان کہ زماں وہ زماں نہیں  
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی  
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی  
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی  
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی  
دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی  
حمق آ گیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی  
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی  
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی  
وہ اُلس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی  
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی  
 خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی  
 مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی  
 سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی  
 تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی  
 اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی  
 اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے  
 ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو  
 اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے  
 اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں  
 کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں  
 تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے  
 کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے  
 اب تم تو خود ہی موردِ خشم خدا ہوئے  
 اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے  
 سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں  
 پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا  
 پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے  
 ایسا گماں کہ مہدیٰ خونی بھی آئے گا  
 اے غافلوا! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں  
 یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا

نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی  
 دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی  
 دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی  
 اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی  
 صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی  
 بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی  
 کرتی نہیں ہے منع صلوة اور صوم سے  
 عادت میں اپنے کر لیا فسق و گناہ کو  
 مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے  
 روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں  
 شیطان کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں  
 جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے  
 باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے  
 اُس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے  
 تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے  
 وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں  
 وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا  
 آیت علیکم انفسکم لے یاد کیجئے  
 اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا  
 بہتال ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں  
 یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب سال سترہ<sup>۱۷</sup> بھی صدی سے گذر گئے  
 تھوڑے نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں  
 پر تم نے اُن سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ  
 بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں  
 باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں  
 اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں  
 آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں  
 تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار  
 لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے  
 تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے  
 کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں  
 منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ ماندہ  
 خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں  
 حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں  
 مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں  
 اُس وقت اُس کو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں  
 اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے اُستوار  
 اب جنگ اور جہاد حرام اور فتنہ ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا  
 اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا



## عربی زبان میں ایک خط

اہل اسلام پنجاب اور ہندوستان اور عرب اور فارس وغیرہ ممالک

کی طرف جہاد کی ممانعت کے بارے میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اعلموا ایہا المسلمون رحمکم اللہ ان اللہ الذی تولى الاسلام. وکفل امورہ العظام. جعل دینہ هذا وصلة الی حکمہ وعلومہ. ووضع المعارف فی ظاہرہ ومکتومہ. فمن الحکم التی اودع هذا الدین لیزید ہدی المہتدین. هو الجہاد الذی امر بہ فی صدر زمن الاسلام. ثم نهی عنہ فی ہذہ الایام. والسرفیہ انہ تعالیٰ اذن للذین یقاتلون فی اول زمان الملة دفعا لصول الکفرة. وحفظا للذین و نفوس الصحبة ثم انقلب امر الزمان عند عهد الدولة البريطانية. وحصل الامن للمسلمین وما بقی حاجة السیوف والاسنة. فعند ذالک اثم المخالفون المجاہدین. وسلکوم مسلك الظالمین السفاکین. ولبس اللہ علیہم سر الغزاة والغازین. فنظروا الی محاربات الذین کلہا بنظر الزرایة. ونسبوا کل من غزا الی الجبر والطغیان والغوایة.

☆ نوٹ: لا شک اننا نعیش تحت هذا السلطنة البريطانية بالحرية التامة وحفظت اموالنا و نفوسنا وملتنا واعراضنا من ایدی الظالمین بعناية هذه الدولة. فوجب علینا شکر من عمرنا بنوالہ. وسقانا كأس الراحة بمآثر خصالہ ووجب ان نرى اعداءه صقال العضب ونوقد له لا علیه نار العضب. منه

فاقتضت مصالح اللہ ان يضع الحرب والجهاد ويرحم العباد وقد مضت سنته هذه في شيع الاولين. فان بنى اسرائيل قد طعن فيهم لجهادهم من قبل فبعث الله المسيح في اخر ز من موسى وارى ان الزارين كانوا خاطئين. ثم بعثى ربى في اخر ز من نبينا المصطفى وجعل مقدار هذا الزمن كمقدار زمن كان بين موسى وعيسى و ان في ذلك لاية لقوم متفكرين. والمقصود من بعثى وعيسى واحد وهو اصلاح الاخلاق ومنع الجهاد. و اراءة الايات لتقوية ايمان العباد. ولا شك ان وجوه الجهاد معدومة في هذا الزمن وهذه البلاد. فاليوم حرام على المسلمين ان يحاربوا للدين. وان يقتلوا من كفر بالشرع الممتين. فان الله صرح حرمة الجهاد عند زمان الامن والعافية. وندد الرسول الكريم بانه من المناهى عند نزول المسيح في الامة. ولا يخفى ان الزمان قد بدل احواله تبديلا صريحا وترك طوراً قبيحاً ولا يوجد في هذا الزمان ملك يظلم مسلماً لاسلامه. ولا حاكم يجور لدينه في احكامه. فلاجل ذلك بدل الله حكمه في هذا الاوان. ومنع ان يحارب للدين او تقتل نفس لا اختلاف الاديان. وامران يتم المسلمون حججهم على الكفار. ويضعوا البراهين موضع السيف البتار. ويتوردوا موارد البراهين البالغة و يعلوا قنن البراهين العالية حتى تطأ اقدامهم. كل اساس يقوم عليه البرهان. ولا يفوتهم حجة تسبق اليه الاذهان. ولا سلطان يرغب فيه الزمان. ولا يبقى شبهة يولدها الشيطان. وان يكونوا في اتمام الحجج مستشقين. و اراد ان يتصيد شوارد الطباع المنتفرة من مسئلة الجهاد. وينزل ماء الاى على القلوب المجذبة كالعهاد.

﴿ ۳۱ ﴾

ويغسل و سح الشبهات و درن الوسوس و سوء الاعتقاد. فقدر للاسلام وقتاً كابان الربيع وهو وقت المسيح النازل من الرقيع. ليجرى فيه ماء الايات كالينابيع. ويظهر صدق الاسلام. ويبين ان المتزريين كانوا كاذبين. وكان ذلك واجباً



فی علم اللہ رب العالمین. لیعلم الناس ان تزوّع الاسلام وشیعو عته كان من اللہ لا من المحاربین. وائی انا المسیح النازل من السماء. و انّ وقتی وقت ازالة الظنون و اراءة الاسلام كالشمس فی الضیاء. ففکروا ان کنتم عاقلین. وترون ان الاسلام قد وقعت حدّته اديان کاذبة یسعی لتصديقها. و اعین کلیلة یجاهد لتبريقها. و ان اهلها اخذوا طریق الرفق والحلم فی دعواتهم وأروا التواضع والذل عند ملاقاتهم. وقالوا ان الاسلام اولغ فی الابدان الممدی. لیبلغ القوة والعلی. وانا ندعوا الخلق متواضعین. فرأى اللہ کیدهم من السماء. وما ارید من البهتان والازدراء والافتراء. فجلی مطلع هذا الدين بنور البرهان. واری الخلق انه هو القائم والشایع بنور ربّه لا بالسيف والسنان. ومنع ان یقاتل فی هذا الحین. وهو حکیم یعلّمنا ارتضاع كأس الحکمة والعرفان. ولا یفعل فعلا لیس من مصالح الوقت والأوان. ویرحم عباده ویحفظ القلوب من الصداء والطباع من الطغیان. فانزل مسیحه الموعود والمهدی المعهود. لیعصم قلوب الناس من وساوس الشیطان وتجارته من الخسران. ولیجعل المسلمین کرجل هیمن ما اصطفاه. و اصاب ما اصابه. فثبت ان الاسلام لا یستعمل السیف والسهم عند الدعوة. ولا یضرب الصعدة ولكن یأتی بدلائل تحکی الصعدة فی اعدام الفریة. وکانت الحاجة قد اشتدت فی زمننا لرفع الالتباس. لیعلم الناس حقیقة الامر ویعرفوا السرّ کالاکیاس. و الاسلام مشرب قد احتوی کل نوع حفاوة. والقران کتاب جمع کل حلاوة وطلاوة. ولكن الاعداء لا یرون من الظلم والضیم. وینسابون انسیاب الایم. مع ان الاسلام دین خصّه اللہ بهذه الاثرة. وفيه بركات لا یبلغها احد من الملة. وکان الاسلام فی

هذا الزمان كمثل معصوم أثم وظلم بانواع البهتان. وطالت الالسنه عليه وصالوا  
 على حريمه. وقالوا مذهب كان قتل الناس خلاصه تعليمه. فبعثت ليجد الناس ما  
 فقدوا من سعادة الجد. وليخلصوا من الخصم الالذ. واني ظهرت برث في الارض  
 وحلل بارقة في السماء. فقير في الغبراء وسلطان في الخضراء. فطوبى للذي عرفني  
 او عرف من عرفني من الاصدقاء وجئت اهل الدنيا ضعيفا نحيفا كنجافة الصب.  
 وغرض القذف والشتم والسب. ولكني كمي قوى في العالم الاعلى. ولي غضب  
 مذرب في الافلاك وملك لا يبلى. وحسام يضاهاى البرق صقاله. ويمدق الكذب  
 قتاله. ولى صورة في السماء لا يراها الانسان. ولا تدركها العينان. واني من  
 اعاجيب الزمان. واني طهرت وبُذلت وبُعدت من العصيان. وكذالك يطهر ويبدل  
 من احبني وجاء بصدق الجنان. وان انفاسي هذه ترياق سم الخطيات وسد مانع من  
 سوق الخطرات الى سوق الشبهات. ولا يمتنع من الفسق عبدا ابدا الا الذي احب  
 حبيب الرحمان. او ذهب منه الاطيان. وعطف الشيب شطاظه بعد ما كان كقضيبي  
 البان. ومن عرف الله او عرف عبده فلا يبقى فيه شىء من الحد والسنان. وينكسر  
 جناحه ولا يبقي بطش في الكف والبنان. ومن خواص اهل النظر انهم يجعلون  
 الحجر كالعقيان. فانهم قوم لا يشقى جليسهم ولا يرجع رفيقهم بالحرمان.  
 فالحمد لله على مننه انه هو المنان. ذو الفضل والاحسان. واعلموا انى انا المسيح.  
 وفى بركات اسيح. وكل يوم يزيد البركات ويزداد الايات. والنور يبرق على بابي.  
 ويأتى زمان يتبرك الملوک فيه اثنابى. وذاك الزمان زمان قريب. وليس من  
 القادر بعجيب.

## الاختبار اللطيف لمن كان يعدل او يحيف

أيها الناس ان كنتم في شك من امرى. ومما اوحى اليّ من ربّي. ففاضلوني في انباء الغيب من حضرة الكبرياء. وان لم تقبلوا ففي استجابة الدعاء. وان لم تقبلوا ففي تفسير القرآن في اللسان العربية. مع كمال الفصاحة ورعاية الملح الادبية. فمن غلب منكم بعد ماساق هذا المساق. فهو خير منّي ولا مراء ولا شقاق. ثم ان كنتم تُعرضون عن الامرين الاولين. و تعتذرون وتقولون انا ما اعطينا عين رؤية الغيب ولا من قدرة على اجراء تلك العين. فصارعوني في فصاحة البيان مع التزام بيان معارف القرآن واختاروا مسح نظم الكلام. ولتسحبوا ولا ترهبوا ان كنتم من الادباء الكرام. وبعد ذلك ينظر الناظرون في تفاضل الانشاء. ويحمدون من يستحق الاحماد والابراد ويلعنون من لعن من السماء. فهل فيكم فارس هذا الميدان. و مالک ذالك البستان. وان كنتم لا تقدرّون على البيان. ولا تكفون حصائد اللسان. فلستم على شيء من الصدق والسداد. وليس فيكم الامادة الفساد. اتحمون وطيس الجدال. مع هذه البرودة والجمود والجهل والكالال. موتوا في غدیر او بارزونى كقدير. و ارونى عينكم ولا تمشوا كضيرير. واتقوا عذاب ملك خبير. و اذكروا اخذ عليهم وبصير. وان لم تنتهوا فياتى زمان تحضرون عند جليل كبير. ثم تدوقون ما يدوق المجرمون في حصير. وان كنتم تدعون المهارة فى طرق الاشرار. ومكائد الكفار. فكيدوا كل كيد الى قوة الاظفار. و قلبوا امرى ان كان عندكم ذرة من الاقدار. واحكموا تدبيركم وعاقبوا دبیركم. واجمعوا كبيركم.

وصغیرکم واستعملوا دقاریرکم. وادعوا لهذا الامر مشاہیرکم. وکل من کان من المحتالین. واسجدوا علی عتبه کل قریع زمن وجابر زمن لیمدکم بالمال والعقیان ثم انهضوا بذالک المال وهدمونی من البنیان ان کنتم علی هدھیکل اللہ قادرین. واعلموا ان اللہ یخزیکم عند قصد الشرّ. ویحفظنی من الضرّ. ویتم امره وینصر عبده ولا تضرونه شیئاً ولا تموتون حتی یریکم ما اری من قبلکم کل من عادا اولیاءه من النبیین والمرسلین والمأمورین واکرامنا نصر من اللہ وفتح مبین. واکر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

المشتر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ

## بجواب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ ۗ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلٰى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِآيٰتِهِ ۗ



ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء میں پیر مہر علی صاحب گولڑوی کی اس بنا پر ایک اعجازی مقابلہ کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ دوسرے علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرح میرے دعوے کے مکذب ہیں اور میری وہ تیس سے زیادہ کتابیں جو میں نے اپنے دعوے کے اثبات میں تالیف کر کے ملک میں شائع کی ہیں وہ ثبوت اُن کے لئے کافی نہیں ہے اور نیز وہ تمام مناظرات اور مباحثات جو اُن کے ہم عقیدہ علماء سے آج تک ہوتے رہے وہ بھی اُن کے نزدیک نظری ہیں تو اب آخری فیصلہ یہ ہے کہ وہ سنت قدیمہ اکابر اسلام کے رو سے اس طرح پر ایک مباہلہ کی صورت پر مجھ سے مقابلہ کر لیں کہ قرآن شریف کی چالیس آیتیں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے نکال کر اور یہ دعا کر کے کہ جو شخص حق پر ہے اُس کو اس

☆ اس قسم کا مقابلہ گو حقیقی طور پر مباہلہ نہیں کیونکہ اس میں لعنت نہیں اور کسی کے لئے عذاب کی

درخواست نہیں اسی لئے ہم نے اس کا نام اعجازی مقابلہ رکھا تا ہم مباہلہ کے اغراض نرم طور پر اس

میں موجود ہیں جو خدا کے فیصلہ کے لئے کافی ہیں۔ منہ

مقابلہ میں فوری عزت حاصل ہو اور جو ناحق پر ہے اس کو فوری خذلان نصیب ہو اور پھر آمین کہہ کر دونوں فریق یعنی میں اور پیر مہر علی شاہ صاحب زبان عربی فصیح اور بلیغ میں اُن چالیس آیات کی تفسیر لکھیں جو بیس ورق سے کم نہ ہو اور جو شخص ہم دونوں میں سے فصاحت زبان عربی اور معارف قرآنی کے رو سے غالب رہے وہی حق پر سمجھا جائے۔ اور اگر پیر صاحب موصوف اس مقابلہ سے کنارہ کش ہوں تو دوسرے مولوی صاحبان مقابلہ کریں بشرطیکہ چالیس سے کم نہ ہوں تا عام لوگوں پر اُن کے مغلوب ہونے کا کچھ اثر پڑ سکے اور اُن کی وقعت گھٹانے کی گنجائش کم ہو جائے لیکن افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے میری اس دعوت کو جس سے مسنون طور پر حق کھلتا تھا اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے فیصلہ ہو جاتا تھا ایسے صریح ظلم سے ٹال دیا ہے جس کو بجز ہٹ دھرمی کچھ نہیں کہہ سکتے اور ایک اشتہار شائع کیا کہ ہم اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بحث کرنے کے لئے حاضر ہیں اس میں اگر تم مغلوب ہو تو ہماری بیعت کر لو اور پھر بعد اس کے ہمیں وہ اعجازی مقابلہ بھی منظور ہے۔ اب ناظرین سوچ لیں کہ اس جگہ کس قدر جھوٹ اور فریب سے کام لیا گیا ہے کیونکہ جبکہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے مغلوب ہونے کی حالت میں میرے لئے بیعت کرنے کا حکم لگایا گیا ہے تو پھر مجھے اعجازی مقابلہ کے لئے کونسا موقع دیا گیا اور ظاہر ہے کہ غالب ہونے کی حالت میں تو مجھے خود ضرورت اعجازی مقابلہ کی باقی نہیں رہے گی اور مغلوب ہونے کی حالت میں بیعت کرنے کا حکم میری نسبت صادر کیا گیا۔ اب ناظرین بتلاویں کہ جس مقابلہ اعجازی کے لئے میں نے بلایا تھا اس کا موقع کونسا رہا۔ پس یہ کس قدر فریب ہے کہ پیر جی صاحب نے پیر کہلا کر اپنی جان بچانے کے لئے اس کو استعمال کیا ہے۔ پھر اس پر ایک اور جھوٹ یہ ہے کہ آپ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعوت کو منظور کر لیا ہے۔ ناظرین انصاف کریں کہ کیا یہی طریق منظوری ہے جو انہوں نے پیش کیا ہے؟ منظوری تو اس حالت میں ہوتی کہ وہ بغیر کسی حیلہ بازی کے میری درخواست کو منظور

کر لیتے مگر جبکہ آپ نے ایک اور درخواست پیش کر دی اور یہ لکھ دیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے رو سے مباحثہ ہو اور اگر منصف لوگ جو انہی کی جماعت میں سے ہوں گے یہ رائے ظاہر کریں کہ پیر صاحب اس مباحثہ میں غالب رہے تو پھر بیعت کر لو۔ اب بتلاؤ کہ جب منقولی مباحثہ پر ہی بیعت تک نوبت پہنچ گئی تو میری درخواست کے منظور کرنے کے کیا معنی ہوئے وہ تو بات ہی معرض التوا میں رہی کیا اسی کو منظوری کہتے ہیں؟ کیا میں پیر صاحب کا مرید بن کر پھر تفسیر لکھنے میں ان کا مقابلہ بھی کروں گا یا غالب ہونے کی حالت میں میرا حق نہیں ہوگا کہ میں ان سے بیعت لوں اور میرے لئے پھر اعجازی مقابلہ کی ضرورت رہے گی مگر ان کے لئے نہیں۔ اور پھر قابل شرم دھوکا جو اس اشتہار میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بیان نہیں کیا گیا کہ ہماری اس دعوت سے اصل غرض کیا تھی۔ ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ اصل غرض اس اشتہار سے یہ تھی کہ جب کہ نقلی مباحثات سے مخالف علماء راہ راست پر نہیں آئے اور ان مباحثات کو ہوتے ہوئے بھی دس سال سے کچھ زیادہ گزر گئے اور اس عرصہ میں میں نے چھتیس کتابیں تالیف کر کے قوم میں شائع کیں اور ایک سو سے زیادہ اشتہار شائع کیا اور ان تمام تحریروں کی پچاس ہزار سے زیادہ کاپی ملک میں پھیلائی گئی اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے اعلیٰ درجہ کا ثبوت دیا گیا لیکن ان تمام دلائل اور مباحثات سے انہوں نے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا تو آخر خدا تعالیٰ سے امر پا کر سنت انبیاء علیہم السلام پر علاج اس میں دیکھا کہ ایک فوری مبالغہ کے رنگ میں اعجازی مقابلہ کیا جائے لیکن اب پیر صاحب مجھے اسی پہلے مقام کی طرف کھینچتے ہیں اور اسی سوراخ میں پھر میرا ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں جس میں بجز سانپوں کے میں نے کچھ نہیں پایا اور جس کی نسبت میں اپنی کتاب انجام آتھم میں مولویوں کی سخت دلی کو دیکھ کر تحریری وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ ہم ان کے ساتھ مباحثات مذکورہ نہیں کریں گے پیر صاحب نے کسی جگہ ہاتھ پڑتا نہ دیکھ کر اس غریق کی طرح جو گھاس پات پر ہاتھ مارتا ہے مباحثہ کا بہانہ پیش کر دیا یہ خیال میری نسبت کر کے کہ اگر وہ مباحثہ نہیں

کریں گے تو ہم عوام میں فتح کا نفاذہ بجائیں گے۔ اور اگر مباحثہ کریں گے تو کہہ دیں گے کہ اس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے پھر توڑا۔ ہم پیر صاحب سے فتویٰ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے نفس کے لئے یہ جائز رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے پھر توڑ دیں؟ پھر ہم سے آپ نے کیونکر توقع رکھی؟ اور اب منقولی مباحثات کی حاجت ہی کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کی کلام سے حضرت مسیح کا فوت ہونا ثابت ہو گیا۔ ایماندار کے لئے صرف ایک آیت فَكَلِمًا تَوْفِيقِيَّتِي<sup>۱</sup> اس بات پر دلیل کافی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے تینیس مقامات میں لفظ توفیقی کو قبض روح کے موقع پر استعمال کیا۔ اوّل سے آخر تک قرآن شریف میں کسی جگہ لفظ توفیقی کا ایسا نہیں جس کے بجز قبض روح اور مارنے کے اور معنی ہوں۔ اور پھر ثبوت پر ثبوت یہ کہ صحیح بخاری میں ابن عباس سے متوفیق کے معنی مہمیتک لکھے ہیں۔ ایسا ہی تفسیر فوز الکبیر میں بھی یہی معنی مندرج ہیں اور کتاب عینی تفسیر بخاری میں اس قول کا اسناد بیان کیا ہے۔ اب اس نص قطعی سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے ضرور مر چکے ہیں اور احادیث میں جہاں کہیں توفیقی کا لفظ کسی صیغہ میں آیا ہے اس کے معنی مارنا ہی آیا ہے جیسا کہ محدثین پر پوشیدہ نہیں۔ اور علم لغت میں یہ مُسْتَم اور مقبول اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہے وہاں بجز مارنے کے اور کوئی معنی توفیقی کے نہیں آتے۔ تمام دوادین عرب اس پر گواہ ہیں۔ اب اس سے زیادہ ترک انصاف کیا ہوگا کہ قرآن بلند آواز سے فرما رہا ہے کوئی نہیں سنتا۔ حدیث گواہی دے رہی ہے کوئی پروا نہیں کرتا۔ علم لغت عرب شہادت ادا کر رہا ہے کوئی اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ دوادین عرب اس لفظ کے محاورات بتلا رہے ہیں کسی کے کان کھڑے نہیں ہوتے۔ پھر قرآن شریف میں صرف یہی آیت تو نہیں کہ حضرت مسیح کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ تیس آیتیں جن کا ذکر ازالہ اوہام میں موجود ہے یہی گواہی دیتی ہیں جیسا کہ آیت وَفِيهَا تَحْيَوْنَ<sup>۲</sup> یعنی زمین پر ہی تم زندگی بسر کرو گے۔



اب دیکھو اگر کوئی آسمان پر جا کر بھی کچھ حصہ زندگی کا بسر کر سکتا ہے تو اس سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسی کی مؤید ہے یہی دوسری آیت کہ **وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ**<sup>۱</sup> یعنی تمہارا قرار گاہ زمین ہی رہے گی۔ اب اس سے زیادہ خدا تعالیٰ کیا بیان فرماتا؟ پھر ایک اور آیت حضرت عیسیٰ کی موت پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ **كَانَا يَا مُكَلِّنِ الطَّعَامِ**<sup>۲</sup> یعنی حضرت مسیح اور حضرت مریم جب زندہ تھے تو روٹی کھایا کرتے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ترک طعام کی دو وجہیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس کا ذکر علیحدہ علیحدہ کر دیتا کہ مریم تو بوجہ فوت ہونے کے طعام سے مہجور ہو گئی اور عیسیٰ کسی اور وجہ سے کھانا چھوڑ بیٹھا بلکہ دونوں کو ایک ہی آیت میں شامل کرنا اتحاد امر واقعہ پر دلیل ہے تا معلوم ہو کہ دونوں مر گئے۔ پھر ایک اور آیت حضرت عیسیٰ کی موت پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ **أَوْصَيْنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا**<sup>۳</sup> یعنی خدا نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں نماز پڑھتا رہوں اور زکوٰۃ دوں۔ اب بتلاؤ کہ آسمان پر وہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں؟ اور پھر ایک اور آیت ہے جو بڑی صراحت سے حضرت عیسیٰ کی موت پر دلالت کر رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ **أَهْوَاتٌ غَيْرٌ أَحْيَاءٍ**<sup>۴</sup> یعنی جس قدر باطل معبودوں کی لوگ زمانہ حال میں پرستش کر رہے ہیں وہ سب مر چکے ہیں ان میں کوئی زندہ باقی نہیں۔ اب بتلاؤ کیا اب بھی کچھ خدا کا خوف پیدا ہوا یا نہیں؟ یا نعوذ باللہ خدا نے غلطی کی جو سب باطل معبودوں کو مردہ قرار دیا اور پھر ان سب کے بعد وہ عظیم الشان آیت ہے جس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا اور ایک لاکھ سے زیادہ صحابی نے اس بات کو مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کل گذشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں اور وہ یہ آیت ہے۔ **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ**<sup>۵</sup>۔ اس جگہ خلیت کے معنی خدا تعالیٰ نے آپ فرمادئے کہ موت یا قتل۔ پھر اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے محلّ استدلال میں جمیع انبیاء گذشتہ کی موت پر اس آیت کو پیش کر کے

اور صحابہ نے ترک مقابلہ اور تسلیم کا طریق اختیار کر کے ثابت کر دیا کہ یہ آیت موت مسیح اور تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر قطعی دلیل ہے اور اس پر تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا ایک فرد بھی باہر نہ رہا جیسا کہ میں نے اس بات کو مفصل طور پر رسالہ تحفہ غزنویہ میں لکھ دیا ہے پھر اس کے بعد تیرہ سو برس تک کبھی کسی مجتہد اور مقبول امام پیشوائے انام نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں بلکہ امام مالک نے صاف شہادت دی کہ فوت ہو گئے ہیں اور امام ابن حزم نے صاف شہادت دی کہ فوت ہو گئے ہیں۔ اور تمام کامل مکمل ملہمین میں سے کبھی کسی نے یہ الہام نہ سنایا کہ خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا ہے کہ عیسیٰ بن مریم برخلاف تمام نبیوں کے زندہ آسمان پر موجود ہے۔ الغرض جبکہ میں نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور اقوال ائمہ اربعہ اور وحی اولیاء اُمت محمدیہ اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم میں بجز موت مسیح کے اور کچھ نہ پایا تو بنظر تکمیل لوازم تقویٰ انبیاء سابقین علیہم السلام کے قصص کی طرف دیکھا کہ کیا قرون گذشتہ میں اس کی کوئی نظیر بھی موجود ہے کہ کوئی آسمان پر چلا گیا ہو اور دوبارہ واپس آیا ہو تو معلوم ہوا کہ حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک کوئی نظیر نہیں جیسا کہ قرآن شریف بھی آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا<sup>۱</sup> میں اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ یعنی جب کفار بد بخت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ افترا ہی معجزہ مانگا کہ ہم تب تجھے قبول کریں گے کہ جب ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جائے اور دیکھتے دیکھتے اتر آوے تو آپ کو حکم آیا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا اس بات سے پاک ہے کہ اپنی سنتِ قدیمہ اور دائمی قانونِ قدرت کے برخلاف کوئی بات کرے میں تو صرف رسول اور انسان ہوں اور جس قدر رسول دنیا میں آئے ہیں اُن میں سے کسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہوئی کہ اس کو بجسمِ عنصری آسمان پر لے گیا ہو اور پھر آسمان سے اتارا ہو اور اگر عادت ہے تو تم خود ہی اس کا ثبوت دو کہ فلاں نبی بجسمِ عنصری آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور پھر اتارا گیا۔ تب میں بھی آسمان پر جاؤں گا اور تمہارے روبرو اُتروں گا۔

﴿۵﴾

اور اگر کوئی نظیر تمہارے پاس نہیں تو پھر کیوں ایسے امر کی نسبت مجھ سے تقاضا کرتے ہو جو رسولوں کے ساتھ سنت اللہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ سکھلایا ہوا ہوتا کہ حضرت مسیح زندہ بجسمہ العنصری آسمان پر چلے گئے ہیں تو ضرور وہ اس وقت اعتراض کرتے اور کہتے کہ یا حضرت آپ کیوں آسمان پر کسی رسول کا بجسم عنصری جانا سنت اللہ کے برخلاف بیان فرماتے ہیں حالانکہ آپ ہی نے تو ہمیں بتلایا تھا کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ بجسمہ العنصری چلے گئے ہیں ایسا ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کسی نے اعتراض نہ کیا کہ قرآن میں کیوں تحریف کرتے ہو تمام گذشتہ انبیاء کہاں فوت ہوئے ہیں اور اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُس وقت عذر کرتے کہ نہیں صاحب میرا منشاء تمام انبیاء کا فوت ہونا تو نہیں ہے میں تو بدل اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسمہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور کسی وقت اُتریں گے تو صحابہ جواب دیتے کہ اگر آپ کا یہی اعتقاد ہے تو پھر آپ نے اس آیت کو پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیالات کا رد کیا کیا؟ کیا آپ کے کان بہرے ہیں کیا آپ سنتے نہیں کہ عمر بلند آواز سے کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت وہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں زندہ ہیں اور پھر دنیا میں آئیں گے اور منافقوں کو قتل کریں گے اور وہ آسمان کی طرف ایسا ہی زندہ اٹھائے گئے ہیں جیسے کہ عیسیٰ بن مریم اٹھایا گیا تھا آپ نے آیت تو پڑھ لی مگر اس آیت میں اس خیال کا رد کہاں ہے لیکن صحابہ جو عقلمند اور زیرک اور پاک نبی کے ہاتھ سے صاف کئے گئے تھے اور عربی تو ان کی مادری زبان تھی اور کوئی تعصب درمیان نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے آیت موصوفہ بالا کے سنتے ہی سمجھ لیا کہ خلت کے معنی موت ہیں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ نے فقرہ اَفَآئِسُ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ<sup>۱</sup> میں تشریح کر دی ہے اس لئے انہوں نے بلا توقف اپنے خیالات سے رجوع کر لیا اور ذوق میں آ کر اور آنحضرت کے فراق کے درد سے بھر کر بعض نے اس مضمون کو ادا کرنے کے لئے شعر بھی بنائے جیسا کہ حسان بن ثابت نے بطور مرثیہ یہ دو بیت کہے

كنت السواد لناظري. فعمى عليك الناظر

من شاء بعدك فليمت. فعليك كنت احاذر

یعنی اے میرے پیارے نبی! تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھی اور میرے دیدوں کا نور تھا۔ پس میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے۔ کوئی مرے مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔ دیکھو عشقِ محبت اسے کہتے ہیں جب صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ نبی افضل الانبیاء جن کی زندگی کی اشد ضرورت تھی عمر طبعی سے پہلے ہی فوت ہو گئے تو وہ اس کلمہ سے سخت بیزار ہو گئے کہ آنحضرت تو مرجائیں مگر کسی دوسرے کو زندہ رسول کہا جائے۔ افسوس ہے آج کل کے مسلمانوں پر کہ پادریوں کے ہاتھ سے اس بحث میں سخت ذلیل بھی ہوتے ہیں اور لاجواب اور کھسیانے ہو کر بحث کو ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اس عقیدہ سے باز نہیں آتے کہ زندہ رسول فقط عیسیٰ علیہ السلام ہے جو آسمان کے تخت پر بیٹھا ہوا دوبارہ آنے سے محمدی ختم نبوت کو داغ لگانا چاہتا ہے۔ افسوس کہ یہ علماء اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت سید الرسل و سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مردہ رسول قرار دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا اس میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہتک ہے اور یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے جس کی شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں اور اصطباغ لئے ہوئے گرجاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ اس باطل عقیدہ سے باز نہیں آتے بلکہ میری مخالفت کی وجہ سے اور بھی اس میں اصرار کرتے اور حد سے بڑھتے جاتے ہیں بلکہ بعض نابکار مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیسیٰ مسیح سے نسبت ہی کیا ہے وہ تو از قسم ملائکہ تھانہ انسان۔ اور صاف اور صریح اور روشن دلائل حضرت مسیح کی موت پر پیش کئے گئے ان کو میرے بغض سے مانتے نہیں اور ان کی اُس ہندو کی مثال ہے کہ ایک ایسے موقع پر جہاں صرف مسلمان رہتے تھے سخت بھوکا اور قریب الموت ہو گیا مگر مسلمانوں کے کھانے جو نہایت نفیس اور لذیذ موجود تھے جن کو اُس ہندو کے کبھی باپ دادا نے

بھی نہیں دیکھا تھا ان میں سے کچھ نہ کھایا یہاں تک کہ بھوک سے مر گیا اور اس لئے نہ کھایا کہ مسلمانوں کے ہاتھ اُن کھانوں سے چھو گئے تھے۔ اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے کہ جن دلائل قاطعہ کو اُن کے خیال میں میرے ہاتھوں نے چھوا اُن سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے مگر میں بار بار کہتا ہوں کہ ہندومت بنویہ دلائل میرے نہیں ہیں اور نہ میرے ہاتھ ان کو چھوئے ہیں بلکہ یہ تو سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں شوق سے ان کو استعمال کرو۔ دیکھو کس قدر نصوص قرآنیہ حضرت مسیح کی وفات پر گواہی دے رہی ہیں۔ نصوص حدیثیہ گواہی دے رہی ہیں صحابہ کا اجماع گواہی دے رہا ہے۔ ائمہ اربعہ کی شہادت گواہی دے رہی ہے۔ سنت قدیمہ جو مؤید بآیت لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا<sup>۱</sup> ہے گواہی دے رہی ہے پھر بھی اگر نہ مانو تو سخت بد نصیبی ہے۔ قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ اور نظیر سنت قدیمہ کے بعد کونسا شک باقی ہے۔ افسوس یہ بھی نہیں سوچتے کہ دوبارہ نزول کا مقدمہ حضرت مسیح کی عدالت سے پہلے فیصلہ پا چکا ہے اور ڈگری ہماری تائید میں ہوئی ہے۔ اور حضرت مسیح نے یہودیوں کے اس خیال کو کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا رد کر دیا ہے اور مجاز اور استعارہ کے طور پر اس پیشگوئی کو قرار دے دیا ہے اور مصداق ایلیا کا حضرت یوحنا یعنی یحییٰ کو ٹھہرایا ہے۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فیصلہ کس قدر تمہارے مسئلہ متنازعہ فیہ کو صاف کر رہا ہے سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اُس کی نظیر کوئی نہیں ہوتی۔ بھلا بتلاؤ کہ مثلاً دو فریق میں ایک امر متنازعہ فیہ ہے اور منجملہ ان کے ایک فریق نے اپنی تائید میں ایک نبی معصوم کے فیصلہ کی نظیر پیش کر دی ہے اور دوسرا نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے اب ان دونوں میں سے احق بالامن کون ہے؟ بیسوا تو جبروا۔ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ بجز خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتے ہیں تا کسی نبی کی کوئی خصوصیت منجر بہ شرک نہ ہو جائے۔ اب بتلاؤ کہ ایک طرف تو نصاریٰ حضرت مسیح کی اس قدر لمبی زندگی کو اُن کی خدائی پر دلیل ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب دنیا میں بجز اُن کے

کوئی بھی زندہ نبی موجود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مردہ سمجھتے ہیں مگر مسیح کو ایسا زندہ کہ خدا تعالیٰ کے پاس بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ لوگ بھی حضرت عیسیٰ کو زندہ کہہ کر اور قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ کو خاک میں پھینک کر نصاریٰ سے ہاں میں ہاں ملا رہے ہو۔ اب سوچ لو کہ اس حالت میں امت محمدیہ پر کیا اثر پڑے گا؟ تم نے تو اپنے منہ سے اپنے تئیں لاجواب کر دیا اور کچھ عذر تو اور بھی مخالف کی بات کو قوت دیتے ہیں۔ غرض تمہارے لاجواب ہو جانے سے ہزاروں انسان مر گئے اور مسجدیں خالی ہو گئیں اور نصاریٰ کے گر جا بھر گئے۔ اے رحم کے لائق مولویو! کبھی تو مسجدوں کے حجروں سے نکل کر اس انقلاب پر نظر ڈالو جو اسلام پر آگیا۔ خود غرضی کو دور کیجئے۔ برائے خدا ایک نظر دیکھئے کہ اسلام کی کیا حالت ہے خدا نے جو مجھے بھیجا اور یہ امور مجھے سکھلائے یہی آسمانی حربہ ہے جس کے بغیر باطل کا دفع کرنا ممکن ہی نہیں۔ اب ہر ایک مرتد کا گناہ آپ لوگوں کی گردن پر ہے۔ جب آپ لوگ ہی قبول کریں کہ حضرت مسیح زندہ رسول اور حضرت خاتم الانبیاء مردہ رسول ہیں تو پھر لوگ مرتد ہوں یا نہ ہوں؟ پھر فرض کے طور پر اگر یہ واقعہ دوبارہ دنیا میں آنے کا صحیح تھا تو کیا وجہ کہ آپ لوگ اس کی کوئی نظیر نہیں پیش کر سکتے۔ بغیر نظیر کے تو ایسی خصوصیت سے شرک کو قوت ملتی ہے اور ہرگز خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے ظاہر ہے کہ نصاریٰ کو ملزم کرنے کے لئے صرف ایلیا نبی کے آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے کی نظیر ہو سکتی تھی اور بے شک اس نظیر سے کچھ کام بن سکتا تھا لیکن ان معنوں کو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ہی رد کر دیا اور فرمایا کہ ایلیا سے مراد یوحنا نبی ہے جو اس کی خواہر اور طبیعت پر آیا ہے۔ اب تک یہودی شور مچا رہے ہیں کہ ملاکی نبی کی کتاب میں ایلیا کے دوبارہ آنے کی صاف اور صریح لفظوں میں خبر دی گئی تھی کہ وہ مسیح سے پہلے آئے گا مگر حضرت مسیح نے ناحق اپنے تئیں سچا مسیح بنانے کے لئے اس کھلے کھلے نص کی تاویل کر دی اور اس تاویل میں وہ متفرد ہیں کسی

اور نبی یا ولی یا فقیہ نے ہرگز یہ تاویل نہیں کی۔ اور ایلیا سے یحییٰ نبی مراد نہیں لیا بلکہ ظاہر آیت کو مانتے چلے آئے اور حضرت ایلیا کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کے منتظر رہے۔ سو یہ ایک جھوٹ ہے جو عیسیٰ نے محض خود غرضی سے بولا۔ اب بتلاؤ یہودی اس الزام میں سچے ہیں یا جھوٹے؟ وہ تو اپنے تئیں سچے کہتے ہیں۔ ان کی یہ حجت ہے کہ خدا کی کتاب میں کسی مثیل ایلیا کے آنے کی ہمیں خبر نہیں دی گئی۔ خبر یہی دی گئی کہ خود ایلیا ہی دوبارہ دنیا میں آجائے گا۔ مگر حضرت مسیح کا یہ عذر ہے کہ میں حکم ہو کر آیا ہوں اور خدا سے علم رکھتا ہوں نہ اپنی طرف سے اس لئے میرے معنی صحیح ہیں۔ اور واقعی امر یہ ہے کہ اگر یہ قبول نہ کیا جائے کہ حضرت مسیح خدا کی طرف سے علم پا کر کہتے ہیں تو منطوق آیت بلاشبہ یہودیوں کے ساتھ ہے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ اب تک روتے چیختے اور حضرت مسیح کو سخت گالیاں دیتے ہیں کہ اپنے تئیں مسیح موعود قرار دینے کے لئے تحریف سے کام لیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی ایک کتاب اسی پیشگوئی کے بارے میں میرے پاس موجود ہے جس کا خلاصہ اس جگہ لکھا گیا جو چاہے دیکھ لے میں دکھا سکتا ہوں۔ اس کتاب کا مؤلف نہایت درجہ کے دعوے سے تمام لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ دیکھو عیسیٰ کیسا عمداً اپنے تئیں مسیح موعود قرار دینے کے لئے جھوٹ اور افتراء سے کام لے رہا ہے اور پھر یہ مؤلف کہتا ہے کہ خدا کے سامنے ہمارے لئے یہ عذر کافی ہے کہ ملاکی کی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا مگر یہ شخص جو عیسیٰ بن مریم ہے یہ نص کتاب اللہ کے ظاہر الفاظ سے انحراف کر کے ایلیا سے مثیل ایلیا مراد لیتا ہے اس لئے کاذب ہے اور چونکہ ایلیا

☆ فقرہ رَافِعًا إِلَىٰ ۱ اور بَلَّ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۲ کے یہ معنی کیوں کئے جاتے ہیں کہ

حضرت مسیح آسمان کی طرف اٹھائے گئے ان لفظوں کے تو یہ معنی نہیں اور اگر کسی حدیث نے یہ تشریح

کی ہے تو وہ حدیث تو پیش کرنی چاہیے ورنہ یہودیوں کی طرح ایک تحریف ہے۔ منہ

اب تک آسمان سے نہیں اُترتا تو یہ کیونکر مسیح بن کر آ گیا اور ممکن نہیں جو الہامی کتابیں جھوٹ ہوں۔ اب بتلاؤ کہ آپ لوگ حضرت عیسیٰ سے تو اتنی محبت رکھتے ہیں کہ آپ لوگوں کی نظر میں نعوذ باللہ سید الاصفیاء واصفی الاصفیاء حضرت خاتم الانبیاء تو مردہ رسول مگر مسیح زندہ رسول اور باوصف اس قدر اطراء حضرت مسیح کے یہودیوں کا پہلو آپ لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ بھلا بتلاؤ کہ آپ لوگوں کے بیان میں جو آخری مسیح موعود کے بارے میں ہے اور یہودیوں کے بیان میں جو ان کے اس زمانہ کے مسیح موعود کے بارے میں ہے فرق کیا ہے۔ کیا یہ دونوں عقیدے ایک ہی صورت کے نہیں ہیں؟ اور کیا میرا جواب اور حضرت عیسیٰ کا جواب ایک ہی طرز کا نہیں ہے؟ پھر اگر تقویٰ ہے تو اس قدر ہنگامہ محشر کیوں برپا کر رکھا ہے اور یہودیوں کی وکالت کیوں اختیار کر لی؟ کیا یہ بھی ضروری تھا کہ جب میں نے اپنے آپ کو مسیح کے رنگ میں ظاہر کیا تو اس طرف سے آپ لوگوں نے جواب دینے کے وقت فی الفور یہودیوں کا رنگ اختیار کر لیا۔ بھلا اگر بقول حضرت مسیح ایلیا کے دوبارہ نزول کے یہ معنی ہوئے کہ ایک اور شخص بروزی طور پر اُس کی خواہر طبیعت پر آئے گا تو پھر آپ کا کیا حق ہے کہ اس نبوی فیصلہ کو نظر انداز کر کے آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اب خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آجائے گا۔ گویا خدا تعالیٰ کو ایلیا نبی کے دوبارہ بھیجنے میں تو کوئی کمزوری پیش آگئی تھی مگر مسیح کے بھیجنے میں پھر خدائی قوت اس میں عود کر آئی۔ کیا اس کی کوئی نظیر بھی موجود ہے کہ بعض آدمی آسمان پر بجسمہ العصری جا کر پھر دنیا میں آتے رہے ہیں کیونکہ حقیقتیں نظیروں کے ساتھ ہی کھلتی ہیں۔ چنانچہ جب لوگوں کو حضرت عیسیٰ کے بے پدر ہونے پر اشتباہ ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے دلوں کو مطمئن کرنے کے لئے حضرت آدم کی نظیر پیش کر دی مگر حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کے لئے کوئی نظیر پیش نہ کی نہ حدیث میں نہ قرآن میں حالانکہ نظیر کا پیش کرنا دو وجہ سے ضروری

☆ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ بھی تو عقیدہ اہل اسلام کا ہے کہ الیاس اور خضر زمین پر زندہ موجود ہیں



تھا ایک اس غرض سے کہ تا حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانا اُن کی ایک خصوصیت ٹھہر کر منجوالی الشوک نہ ہو جائے اور دوسرے اس لئے کہ تا اس بارے میں سنت اللہ معلوم ہو کر ثبوت اس امر کا پایہ کمال کو پہنچ جائے۔ سو جہاں تک ہمیں علم ہے خدا اور رسول نے اس کی نظیر پیش نہیں کی۔ اگر گولڑوی صاحب کو کشف کے ذریعہ سے اس کی نظیر معلوم ہوگئی ہے تو پھر اس کو پیش کرنا چاہئے۔ غرض حضرت مسیح علیہ السلام کی موت قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ اور اکابر ائمہ اربعہ اور اہل کشف کے کشف سے ثابت ہے اور اس کے سوا اور بھی دلائل ہیں جیسا کہ مرہم عیسیٰ جو ہزار طبیب سے زیادہ اس کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں جن کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مرہم جو زخموں اور خون جاری کے لئے نہایت مفید ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی تھی اور واقعات سے ثابت ہے کہ نبوت کے زمانہ میں صرف ایک ہی صلیب کا حادثہ اُن کو پیش آیا تھا کسی اور سقظہ یا ضربہ کا واقعہ نہیں ہوا پس بلاشبہ وہ مرہم انہی زخموں کے لئے تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے زندہ بچ گئے اور مرہم کے استعمال سے شفا پائی اور پھر اس جگہ وہ حدیث جو کنز العمال میں لکھی ہے حقیقت کو اور بھی ظاہر کرتی ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کو اس ابتلا کے زمانہ میں جو صلیب کا ابتلا تھا حکم ہوا کہ کسی اور ملک

اور ادریس آسمان پر مگر ان کو معلوم نہیں کہ علماء محققین ان کو زندہ نہیں سمجھتے کیونکہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ آج سے ایک سو برس کے گزرنے پر زمین پر کوئی زندہ نہیں رہے گا پس جو شخص خضر اور الیاس کو زندہ جانتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا مذب ہے اور ادریس کو اگر آسمان پر زندہ مانیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ آسمان پر ہی مرے گئے کیونکہ اُن کا دوبارہ زمین پر آنا نصوص سے ثابت نہیں اور آسمان پر مرنا آیت **فِيهَا تَمُوتُونَ**<sup>۱</sup> کے منافی ہے۔ منہ

بہتہ  
حاشیہ

﴿۹﴾ کی طرف چلا جا کہ یہ شریر یہودی تیری نسبت بد ارادے رکھتے ہیں اور فرمایا کہ ایسا کر جو ان ملکوں سے دور نکل جا تا تجھ کو شناخت کر کے یہ لوگ دکھ نہ دیں۔ اب دیکھو کہ اس حدیث اور مرہم عیسیٰ کا نسخہ اور کشمیر کے قبر کے واقعہ کو باہم ملا کر کیسی صاف اصلیت اس مقولہ کی ظاہر ہو جاتی ہے۔ کتاب سوانح یوز آسف جس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ ہو گیا ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا اور پھر اسی کتاب میں اُس نبی کی تعلیم لکھی ہے اور وہ تعلیم مسئلہ تثلیث کو الگ رکھ کر بعینہ انجیل کی تعلیم ہے۔ انجیل کی مثالیں اور بہت سی عبارتیں اُس میں بعینہ درج ہیں چنانچہ پڑھنے والے کو کچھ بھی اس میں شک نہیں رہ سکتا کہ انجیل اور اس کتاب کا مؤلف ایک ہی ہے اور طرفہ تر یہ کہ اس کتاب کا نام بھی انجیل ہی ہے۔ اور استعارہ کے رنگ میں یہودیوں کو ایک ظالم باپ قرار دے کر ایک لطیف قصہ بیان کیا ہے جو عمدہ نصائح سے پُر ہے اور مدت ہوئی کہ یہ کتاب یورپ کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے اور یورپ کے ایک حصہ میں یوز آسف کے نام پر ایک گرجا بھی طیار کیا گیا ہے اور جب میں نے اس قصہ کی تصدیق کے لئے ایک معتبر مرید اپنا جو خلیفہ نور الدین کے نام سے مشہور ہیں کشمیر سری نگر میں بھیجا تو انہوں نے کئی مہینے رہ کر بڑی آہستگی اور تدبیر سے تحقیقات کی۔ آخر ثابت ہو گیا کہ فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا اس کا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے جس کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھے کرنے والا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمیر کے بعض باشندے اس قبر کا نام عیسیٰ صاحب کی قبر بھی کہتے ہیں اور اُن کی پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا جس کو قریباً اُنیس سو برس آئے ہوئے گذر گئے اور ساتھ اس کے بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اُس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلادِ شام

کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے۔ پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے۔ اور وہ قبر بنی اسرائیل کی قبروں کی طرح ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ ہے اور قریباً سرینگر کے پانسو آدمی نے اس محضر نامہ پر بدیں مضمون دستخط اور مہرین لگائیں کہ کشمیر کی پرانی تاریخ سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا اور شہزادہ کہلاتا تھا کسی بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے کشمیر میں آ گیا تھا اور بہت بڑھا ہو کر فوت ہوا اور اُس کو عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں اور شہزادہ نبی بھی اور یوز آسف بھی۔ اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کسر کیا رہ گئی اور اگر باوجود اس بات کے کہ اتنی شہادتیں قرآن اور حدیث اور اجماع اور تاریخ اور نسخہ مرہم عیسیٰ اور وجود قبر سرینگر میں اور معراج میں بزمرة اموات دیکھے جانا اور عمر ایک سو بیس سال مقرر ہونا اور حدیث سے ثابت ہونا کہ واقعہ صلیب کے بعد وہ کسی اور ملک کی طرف چلے گئے تھے اور اسی سیاحت کی وجہ سے اُن کا نام نبی سیاح مشہور تھا۔ یہ تمام شہادتیں اگر ان کے مرنے کو ثابت نہیں کرتیں تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی نبی بھی فوت نہیں ہوا۔ سب بحکم غضری آسمان پر جا بیٹھے ہیں کیونکہ اس قدر شہادتیں اُن کی موت پر ہمارے پاس موجود نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کی موت خود مشتبہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اُن کی زندگی پر یہ آیت قرآنی گواہ ہے یعنی یہ کہ

فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَابِهِ ۗ ۱۔ اور ایک حدیث بھی گواہ ہے کہ موسیٰ ہر سال دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے حج کرنے کو آتا ہے۔ اے بزرگو! اب اس ماتم سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب تو حضرت مسیح پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو وہ تو بے شک فوت ہو گئے وہ حدیث صحیح نکلے کہ مسیح کی عمر ایک سو بیس برس ہوگی نہ ہزاروں برس اب خدا سے ڈرنے کا وقت ہے کج بخشی کا وقت نہیں کیونکہ ثبوت انتہا تک پہنچ گیا ہے اور یہ خیال کہ قرآن شریف میں اُن کی نسبت بَلَىٰ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ آیا ہے اور بَلْ دلالت کرتا ہے کہ وہ مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے۔ یہ خیال نہایت ذلیل خیال اور بچوں کا سا خیال ہے۔ اس قسم کا رفع تو بلعم کی نسبت بھی مذکور ہے یعنی لکھا ہے کہ ہم نے ارادہ کیا تھا کہ بلعم کا رفع کریں مگر وہ

زمین کی طرف جھک گیا۔ ظاہر ہے کہ مسیح کیلئے جو لفظ رفع میں استعمال کئے گئے وہی لفظ بلعم کی نسبت استعمال کئے گئے۔ مگر کیا خدا کا ارادہ تھا کہ بلعم کو مع جسم آسمان پر پہنچا دے بلکہ صرف اُس کی رُوح کا رفع مراد تھا۔ اے حضرات! خدا سے خوف کرو۔ رفع جسمانی تو یہودیوں کے الزام میں معرض بحث میں ہی نہیں تمام جھگڑا تو رفع روحانی کے متعلق ہے کیونکہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچ کر بموجب نص تو ریت کے یہ خیال کر لیا تھا کہ اب اس کا رفع روحانی نہیں ہوگا اور وہ نعوذ باللہ خدا کی طرف نہیں جائے گا بلکہ ملعون ہو کر شیطان کی طرف جائیگا یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے کہ جو شخص خدا کی طرف بلایا جاتا ہے اس کو مرفوع کہتے ہیں اور جو شیطان کی طرف دکھیل دیا جاتا ہے اس کو ملعون کہتے ہیں سو یہی وہ یہودیوں کی غلطی تھی جس کا قرآن شریف نے بحیثیت حَکَم ہونے کے فیصلہ کیا اور فرمایا کہ مسیح صلیب پر قتل نہیں کیا گیا اور فعل صلیب پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا اس لئے مسیح رفع روحانی سے محروم نہیں ہو سکتا۔ علاوہ اس کے صاف ظاہر ہے کہ علم طبعی کی رو سے جس کے مسائل مشہورہ محسوسہ ہیں ہمیشہ جسم معرض تحلیل و تبدیل میں ہے ہر آن اور ہر سیکنڈ میں ذرات جسم بدلتے رہتے ہیں جو اس وقت ہیں وہ ایک منٹ کے بعد نہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ جس جسم کے رفع کا آیت رَافِعَتِكَ اِلَيْهِ میں وعدہ ہوا تھا وہی جسم زمانہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي تک موجود تھا۔ پس لازم آیا کہ جو وعدہ رَافِعَتِكَ اِلَيْهِ میں ایک خاص جسم کی نسبت دیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا کیونکہ ایفاء وعدہ کے وقت تو اور جسم تھا اور پہلا جسم تحلیل پا چکا تھا۔ اور خود یہ خیال غلط ہے کہ جب کسی کو مخاطب کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ یا ابراہیم اور یا عیسیٰ اور یا موسیٰ اور یا محمد (علیہم السلام) تو اس کے ساتھ معیت جسم شرط ہوتی ہے اور کچھ حصہ خطاب کا جسم کے ساتھ بھی متعلق ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اگر مثلاً ایک نبی کا ہاتھ کٹ جائے یا پیر کٹ جائے تو پھر اس لائق نہ رہے کہ یا عیسیٰ یا موسیٰ اس کو کہا جائے کیونکہ ایک حصہ جسم کا جس کو خطاب کیا گیا ہے اُس کے ساتھ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مردہ انبیاء کا قرآن شریف میں ذکر اسی طرح کیا ہے جیسے اس حالت میں ذکر کیا تھا جبکہ وہ جسم کے ساتھ زندہ تھے پس اگر ایسے خطاب کے لئے جسم کی شرط ہے تو مثلاً یہ کہنا کیونکر جائز ہے کہ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاقْوَاهُ حَلِيْمًا۔ غرض حضرت مسیح علیہ السلام کی موت



کا بخوبی فیصلہ ہو چکا ہے اور اب ایسے ایسے بے ہودہ عذر کرنا اُس غرق ہونے والے کی مانند ہے جو موت سے بچنے کے لئے گھاس پات کو ہاتھ مارتا ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ نیک نیتی سے سیدھی راہ کو نہیں سوچتے۔ اس بحث میں سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح کچھ انوکھے رسول نہیں تھے اُن کے قتل کے بارے میں اس قدر جھگڑا کیوں برپا کیا گیا اور کیوں بار بار اس بات پر زور دیا گیا کہ وہ مصلوب نہیں ہوئے بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا نہ شیطان کی طرف اگر اس جھگڑے سے صرف اس قدر غرض تھی کہ یہودیوں پر ظاہر کیا جائے کہ وہ قتل نہیں ہوئے تو یہ تو ایک بیہودہ اور سراسر لغو غرض ہے اس غرض کو اس رفع اعتراض سے کیا تعلق کہ خدا نے مسیح کو اپنی طرف جو مقام اعزاز ہے اٹھالیا شیطان کی طرف رد نہیں کیا جو مقام ذلت ہے۔ ظاہر ہے کہ محض قتل ہونے سے نبی کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا میں یہ بات داخل ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں تو پھر یہ بات قبول کے لائق ہے کہ قتل ہونے میں کوئی جتنک عزت نہیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے یہ دعائے کرتے تو پھر اس قدر حضرت مسیح کی نسبت الزام قتل کا دفع اور ذب اور یہ کہنا کہ وہ قتل نہیں ہوا اور ہرگز صلیب سے قتل نہیں ہوا بلکہ ہم نے اپنی طرف اٹھالیا اس سے مطلب کیا نکلا اگر مسیح قتل نہیں ہوا تو کیا یحییٰ نبی بھی قتل نہیں ہوا اُس کو خدا نے کیوں اپنی طرف مع جسم عنصری نہ اٹھایا۔ کیا وجہ کہ اس جگہ غیرت الہی نے جوش نہ مارا اور اُس جگہ جوش مارا اور اگر خدا نے کسی کو جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہے تو اُس کے لئے تو یہ الفاظ چاہیں کہ جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا نہ یہ کہ خدا کی طرف اٹھایا گیا۔ یاد رہے کہ قرآن شریف بلکہ تمام آسمانی کتابوں نے دو طرفیں مقرر کی ہیں ایک خدا کی طرف اور اس کی نسبت یہ محاورہ ہے کہ فلاں شخص خدا کی طرف اٹھایا گیا اور دوسری طرف بمقابل خدا کی طرف کے شیطان کی طرف ہے۔ اس کی نسبت قرآن میں اَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ ۱؎ کا محاورہ ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے کہ رفع الی اللہ جو ایک روحانی امر اخلاص الی الشیطان کے مقابل پر تھا اس سے آسمان پر مع جسم جانا سمجھا گیا اور خیال کیا گیا کہ خدا نے

مسیح کو مع جسم کے آسمان پر اٹھایا بھلا اس کا روائی سے حاصل کیا ہوا اور اس سے کونسا الزام یہودیوں پر آیا اور آسمان پر مع جسم کیوں پہنچایا گیا۔ کس ضرورت نے حکیم مطلق سے یہ فعل کرایا؟ اگر قتل سے بچانا تھا تو خدا تعالیٰ زمین پر بھی بچا سکتا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غارتور میں کفار کے قتل سے بچا لیا۔ اب اگر آہستگی اور تحمل سے سنو تو ہم بتلاتے ہیں کہ اس تمام جھگڑے کی اصلیت کیا ہے؟ بزرگو! خدا تم پر رحم کرے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کو غور سے دیکھنے اور ان کے تاریخی واقعات پر نظر ڈالنے سے جو تو اتر کے اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جن سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا یہ حال معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اوائل حال میں تو بے شک یہودی ایک مسیح کے منتظر تھے تا وہ ان کو غیر قوموں کی حکومت سے نجات بخشے اور جیسا کہ ان کی کتابوں کی پیشگوئیوں کے ظاہر الفاظ سے سمجھا جاتا ہے داؤد کے تخت کو اپنی بادشاہی سے پھر قائم کرے چنانچہ اس انتظار کے زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے دعویٰ کیا

☆ اگر آسمان پر پہنچانے سے یہ غرض تھی کہ وہ بہشت میں پہنچ جائیں اور لذاتِ اُخروی سے حظ اٹھادیں تو وہ غرض بھی تو پوری نہیں ہوئی کیونکہ اُخروی لذات سے حظ اٹھانے کے لئے اول مرنا ضروری ہے تو گویا اس جہان کے اغراض سے بھی جس کے لئے بھیجے گئے تھے ناکام رہے۔ اور وہ اصلاح جو اصل مقصود تھی وہ نہ کر سکے اور قوم ضلالت سے بھر گئی اور آسمان پر جا کر بھی کچھ لذت اور راحت نہ اٹھائی۔ آپ آسمان پر بے فائدہ بیٹھے ہیں نہ اُس مقام پر ڈیرہ لگانے سے اپنے نفس کو کچھ فائدہ اور نہ امت کو کچھ نفع۔ کیا انبیاء علیہم السلام کی طرف جو دنیا کی اصلاح کر کے پھر خدا کو جاملتے ہیں ایسے امور منسوب ہو سکتے ہیں؟ اوّل یہ تو سوچنا چاہئے کہ دفعِ الہی اللہ جو جامع لذاتِ اُخروی ہے بغیر موت کے کب ممکن ہے۔ یہ تحلف وعدہ کیسا ہوا؟ کہ دفعِ الہی اللہ کا وعدہ کیا گیا اور پھر بٹھایا گیا دوسرے آسمان پر۔ کیا خدا دوسرے آسمان پر ہے؟ اور کیا حضرت ابراہیم اور موسیٰ خدا سے اوپر رہتے ہیں؟ منہ

﴿۱۲﴾

کہ وہ مسیح میں ہوں اور میں ہی داؤد کے تخت کو دوبارہ قائم کروں گا۔ سو یہودی اس کلمہ سے اوائل حال میں بہت خوش ہوئے اور صدا عوام الناس بادشاہت کی اُمید سے آپ کے معتقد ہو گئے اور بڑے بڑے تاجر اور رئیس بیعت میں داخل ہوئے لیکن کچھ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہر کر دیا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے اور میری بادشاہت آسمان کی ہے۔ تب اُن کی وہ سب اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور ان کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص دوبارہ تخت داؤد کو قائم نہیں کرے گا بلکہ وہ کوئی اور ہوگا۔ پس اسی دن سے بغض اور کینہ ترقی ہونا شروع ہوا اور ایک جماعت کثیر مرتد ہو گئی پس ایک تو یہی وجہ یہودیوں کے ہاتھ میں تھی کہ یہ شخص نبیوں کی پیشگوئی کے موافق بادشاہ ہو کر نہیں آیا۔ پھر کتابوں پر غور کرنے سے ایک اور وجہ یہ بھی پیدا ہوئی کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا تھا کہ مسیح بادشاہ جس کی یہودیوں کو انتظار تھی وہ نہیں آئے گا جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آئے چنانچہ انہوں نے یہ عذر حضرت مسیح کے سامنے پیش بھی کیا لیکن آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس جگہ ایلیا سے مراد مثیل ایلیا ہے یعنی یحییٰ۔ افسوس کہ اگر جیسا کہ اُن کی نسبت احیاء موتی کا گمان باطل کیا جاتا ہے وہ حضرت ایلیا کو زندہ کر کے دکھلا دیتے تو اس قدر جھگڑا نہ پڑتا اور نص کے ظاہری الفاظ کے رو سے حجت پوری ہو جاتی۔ غرض یہودی اُن کے بادشاہ نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی نسبت شک میں پڑ گئے تھے اور ملاکی نبی کی کتاب کے رو سے یہ دوسرا شک پیدا ہوا پھر کیا تھا سب کے سب تکفیر اور گالیوں پر آ گئے اور یہودیوں کے علماء نے اُن کے لئے ایک کفر کا فتویٰ طیار کیا اور ملک کے تمام علماء کرام اور صوفیہ عظام نے اس فتوے پر اتفاق کر لیا اور مہریں لگا دیں مگر پھر بھی بعض عوام الناس میں سے جو تھوڑے ہی آدمی تھے حضرت مسیح کے ساتھ رہ گئے۔ اُن میں سے بھی یہودیوں نے ایک کو کچھ رشوت دے کر اپنی طرف پھیر لیا اور دن رات یہ مشورے ہونے لگے کہ تو ریت کے نصوص صریحہ سے اس شخص کو کافر ٹھہرانا چاہیے تا عوام بھی یکدفعہ بیزار ہو جائیں اور اس کے بعض نشانوں کو دیکھ کر دھوکا نہ کھائیں۔ چنانچہ

یہ بات قرار پائی کہ کسی طرح اس کو صلیب دی جائے پھر کام بن جائے گا۔ کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے یعنی وہ شیطان کی طرف جاتا ہے نہ خدا کی طرف۔ سو یہودی لوگ اس تدبیر میں لگے رہے اور جو شخص اس ملک کا حاکم قیصر روم کی طرف سے تھا اور بادشاہ کی طرح قائم مقام قیصر تھا اس کے حضور میں جھوٹی خبریاں کرتے رہے کہ یہ شخص درپردہ گورنمنٹ کا بدخواہ ہے۔ آخر گورنمنٹ نے مذہبی فتنہ اندازی کے بہانہ سے پکڑ ہی لیا مگر چاہا کہ کچھ تنبیہ کر کے چھوڑ دیں مگر یہود صرف اس قدر پر کب راضی تھے۔ انہوں نے شور مچایا کہ اس نے سخت کفر بکا ہے قوم میں بلوا ہو جائے گا مفسدہ کا اندیشہ ہے اس کو ضرور صلیب ملنی چاہیے۔ سو رومی گورنمنٹ نے یہودیوں کے بلوہ سے اندیشہ کر کے اور کچھ مصلحت ملکی کو سوچ کر حضرت مسیح کو اُن کے حوالہ کر دیا کہ اپنے مذہب کے رو سے جو چاہو کرو اور پیلاطوس گورنر قیصر جس کے ہاتھ میں یہ سب کارروائی تھی اس کی بیوی کو خواب آئی کہ اگر یہ شخص مر گیا تو پھر اس میں تمہاری تباہی ہے۔ اس لئے اس نے اندرونی طور پر پوشیدہ کوشش کر کے مسیح کو صلیب موت سے بچا لیا مگر یہود اپنی حماقت سے یہی سمجھتے رہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا۔ حالانکہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ کا حکم پا کر جیسا کہ کنز العمال کی حدیث میں ہے اس ملک سے نکل گئے اور وہ تاریخی ثبوت جو ہمیں ملے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ نصیبین سے ہوتے ہوئے پشاور کی راہ سے پنجاب میں پہنچے اور چونکہ سرد ملک کے باشندے تھے اس لئے اس ملک کی شدت گرمی کا تحمل نہ کر سکے لہذا کشمیر میں پہنچ گئے اور سری نگر کو اپنے وجود باجود سے شرف بخشا اور کیا تعجب کہ انہی کے زمانہ میں یہ شہر آباد بھی ہوا ہو۔ بہر حال سری نگر کی زمین مسیح کے قدم رکھنے کی جگہ ہے۔ غرض حضرت مسیح تو سیاحت کرتے کرتے کشمیر پہنچ گئے لیکن یہودی اسی زعم باطل میں گرفتار رہے کہ گویا حضرت مسیح بذریعہ صلیب

﴿۱۳﴾

☆ ہر ایک نبی کے لئے ہجرت مسنون ہے اور مسیح نے بھی اپنی ہجرت کی طرف انجیل میں اشارہ

☆



قتل کئے گئے کیونکہ جس طرز سے حضرت مسیح صلیب سے بچائے گئے تھے اور پھر مرہم عیسیٰ سے زخم اچھے کئے گئے تھے اور پھر پوشیدہ طور پر سفر کیا گیا تھا یہ تمام امور یہودیوں کی نظر سے پوشیدہ تھے۔ ہاں حواریوں کو اس راز کی خبر تھی اور گلیل کی راہ میں حواری حضرت مسیح سے ایک گاؤں میں اکٹھے ہی رات رہے تھے اور مچھلی بھی کھائی تھی بائیں ہمہ جیسا کہ انجیل سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے حواریوں کو حضرت مسیح نے تاکید سے منع کر دیا تھا کہ میرے اس سفر کا حال کسی کے پاس مت کہو سو حضرت مسیح کی یہی وصیت تھی کہ اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور کیا مجال تھی کہ وہ اس خبر کو افشا کر کے نبی کے راز اور امانت میں خیانت کرتے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت مسیح کا نام سیاحت کرنے والا نبی رکھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح نے اکثر حصہ دنیا کا سیر کیا ہے اور یہ حدیث کتاب کنز العمال میں موجود ہے اور اسی بنا پر لغت عرب کی کتابوں میں مسیح کی وجہ تسمیہ بہت سیاحت کرنے والا بھی لکھا ہے۔☆ غرض یہ قول نبوی

☆ دیکھو لسان العرب مسح کے لفظ میں۔ منہ

فرمایا ہے اور کہا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین اس بات پر بھی غور نہیں کرتے کہ حضرت مسیح نے کب اور کس ملک کی طرف ہجرت کی بلکہ زیادہ تر تعجب اس بات سے ہے کہ وہ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح نے مختلف ملکوں کی بہت سیاحت کی ہے بلکہ ایک وجہ تسمیہ اسم مسیح کی یہ بھی لکھتے ہیں لیکن جب کہا جائے کہ وہ کشمیر میں بھی گئے تھے تو اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ جس حالت میں انہوں نے مان لیا کہ حضرت مسیح نے اپنے نبوت کے ہی زمانہ میں بہت سے ملکوں کی سیاحت بھی کی تو کیا وجہ کہ کشمیر جانا ان پر حرام تھا؟ کیا ممکن نہیں کہ کشمیر میں بھی گئے ہوں اور وہیں وفات پائی ہو اور پھر جب صلیبی واقعہ کے بعد ہمیشہ زمین پر سیاحت کرتے رہے تو آسمان پر کب گئے؟ اس کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے۔ منہ

ہو  
ہو  
ہو

کہ مسیح سیاح نبی ہے تمام سر بستہ راز کی گنجی تھی اور اسی ایک لفظ سے آسمان پر جانا اور اب تک زندہ ہونا سب باطل ہوتا تھا مگر اس پر غور نہیں کی گئی۔ اور اس بات پر غور کرنے سے واضح ہوگا کہ جبکہ عیسیٰ مسیح نے زمانہ نبوت میں یہودیوں کے ملک سے ہجرت کر کے ایک زمانہ دراز اپنی عمر کا سیاحت میں گزارا تو آسمان پر کس زمانہ میں اُٹھائے گئے اور پھر اتنی مدت کے بعد ضرورت کیا پیش آئی تھی؟ عجیب بات ہے یہ لوگ کیسے پیچ میں پھنس گئے ایک طرف یہ اعتقاد ہے کہ صلیبی فتنہ کے وقت کوئی اور شخص سولی مل گیا اور حضرت مسیح بلا توقف دوسرے آسمان پر جا بیٹھے اور دوسری طرف یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ صلیبی حادثہ کے بعد وہ اسی دنیا میں سیاحت کرتے رہے اور بہت سا حصہ عمر کا سیاحت میں گزارا۔ عجب اندھیر ہے کوئی سوچتا نہیں کہ پیلاطوس کے ملک میں رہنے کا زمانہ تو بالاتفاق ساڑھے تین برس تھا۔ اور درواز ملکوں کے یہودیوں کو بھی دعوت کرنا مسیح کا ایک فرض تھا۔ پھر وہ اس فرض کو چھوڑ کر آسمان پر کیوں چلے گئے کیوں ہجرت کر کے بطور سیاحت اس فرض کو پورا نہ کیا؟ عجیب تر امر یہ ہے کہ حدیثوں میں جو کنز العمال میں ہیں اسی بات کی تصریح موجود ہے کہ یہ سیر و سیاحت اکثر ملکوں کا حضرت مسیح نے صلیبی فتنہ کے بعد ہی کیا ہے اور یہی معقول بھی ہے کیونکہ ہجرت انبیاء علیہم السلام میں سنت الہی یہی ہے کہ وہ جب تک نکالے نہ جائیں ہرگز نہیں نکلتے اور بالاتفاق مانا گیا ہے کہ نکالنے یا قتل کرنے کا وقت صرف فتنہ صلیب کا وقت تھا۔ غرض یہودیوں نے بوجہ صلیبی موت کے جو ان کے خیال میں تھی حضرت مسیح کی نسبت یہ نتیجہ نکالا کہ وہ نعوذ باللہ ملعون ہو کر شیطان کی طرف گئے نہ خدا کی طرف۔ اور ان کا رفع خدا کی طرف نہیں ہوا بلکہ شیطان کی طرف ہبوط ہوا کیونکہ شریعت نے دو طرفوں کو مانا ہے۔ ایک خدا کی طرف اور وہ اونچی ہے جس کا مقام انتہائے عرش ہے اور دوسری شیطان کی اور وہ بہت نیچی ہے اور اس کا انتہاز میں کا پاتال ہے۔ غرض یہ تینوں شریعتوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ مومن مر کر خدا کی طرف جاتا ہے۔ اور اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں جیسا کہ آیت اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّیْ ۱۔ اس کی شاہد ہے اور کافر نیچے کی طرف جو شیطان کی طرف ہے

جاتا ہے جیسا کہ آیت لَا تَفْتَحْ لَهُمُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ ۱ اس کی گواہ ہے۔ خدا کی طرف جانے کا نام رفع ہے اور شیطان کی طرف جانے کا نام لعنت۔ ان دونوں لفظوں میں تقابل اضداد ہے۔ نادان لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھے۔ یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر رفع کے معنی مع جسم اٹھانا ہے تو اس کے مقابل کا لفظ کیا ہوا جیسا کہ رفع روحانی کے مقابل پر لعنت ہے۔ یہود نے خوب سمجھا تھا مگر بوجہ صلیب حضرت مسیح کے ملعون ہونے کے قائل ہو گئے اور نصاریٰ نے بھی لعنت کو مان لیا مگر یہ تاویل کی کہ ہمارے گناہوں کے لئے مسیح پر لعنت پڑی اور معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ نے لعنت کے مفہوم پر توجہ نہیں کی کہ کیسا ناپاک مفہوم ہے جو رفع کے مقابل پر پڑا ہے جس سے انسان کی روح پلید ہو کر شیطان کی طرف جاتی ہے اور خدا کی طرف نہیں جاسکتی۔ اسی غلطی سے انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے ہیں اور کفارہ کے پہلو کو اپنی طرف سے تراش کر یہ پہلو ان کی نظر سے چھپ گیا کہ یہ بات بالکل غیر ممکن ہے کہ نبی کا دل ملعون ہو کر خدا کو رد کر دے اور شیطان کو اختیار کرے مگر حواریوں کے وقت میں یہ غلطی نہیں ہوئی بلکہ ان کے بعد عیسائیت کے بگڑنے کی یہ پہلی اینٹ تھی۔ اور چونکہ حواریوں کو تاکید یہ وصیت کی گئی تھی کہ میرے سفر کا حال ہرگز بیان مت کرو اس لئے وہ اصل حقیقت کو ظاہر نہ کر سکے اور ممکن ہے کہ تو یہ کے طور پر انہوں نے یہ بھی کہہ دیا ہو کہ وہ تو آسمان پر چلے گئے تا یہودیوں کا خیال دوسری طرف پھیر دیں۔ غرض انہی وجوہ سے حواریوں کے بعد نصاریٰ صلیبی اعتقاد سے سخت غلطی میں مبتلا ہو گئے مگر ایک گروہ ان میں سے اس بات کا مخالف بھی رہا اور قرآن سے انہوں نے معلوم کر لیا کہ مسیح کسی اور ملک میں چلا گیا صلیب پر نہیں مرا اور نہ آسمان پر گیا۔ <sup>☆</sup> بہر حال جبکہ یہ مسئلہ نصاریٰ پر مشتبہ ہو گیا اور یہودیوں نے صلیبی موت کی عام شہرت دے دی تو عیسائیوں کو چونکہ اصل حقیقت سے بے خبر تھے وہ بھی اس اعتقاد میں یہودیوں کے

☆ اس گروہ کا ایک فرقہ اب تک نصاریٰ میں پایا جاتا ہے جو حضرت مسیح کے آسمان پر جانے سے منکر ہیں۔ منہ

پیر ہو گئے مگر قدر قلیل، اس لئے اُن کا بھی یہی عقیدہ ہو گیا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے اور اس عقیدہ کی حمایت میں بعض فقرے انجیلوں میں بڑھائے گئے جن کی وجہ سے انجیلوں کے بیانات میں باہم تناقض پیدا ہو گیا چنانچہ انجیلوں کے بعض فقروں سے تو صاف سمجھا جاتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا اور بعض میں لکھا ہے کہ مر گیا۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے یہ فقرے پیچھے سے ملا دیئے گئے ہیں۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ یہودیوں نے صلیب کی وجہ سے اس بات پر اصرار شروع کیا کہ عیسیٰ ابن مریم ایماندار اور صادق آدمی نہیں تھا اور نہ نبی تھا اور نہ ایمان داروں کی طرح اس کا خدا کی طرف رفع ہوا بلکہ شیطان کی طرف گیا اور اس پر یہ دلیل پیش کی کہ وہ صلیبی موت سے مرا ہے اس لئے ملعون ہے یعنی اس کا رفع نہیں ہوا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آ گیا اور چھ سو برس اس قصہ کو گذر گیا اور چونکہ عیسائیوں میں علم نہیں تھا اور کفارہ کا ایک منصوبہ بنانے کا شوق بھی اُن کو محرک ہوا لہذا وہ بھی لعنت اور عدم رفع کے قائل ہو گئے اور خیال نہ کیا کہ لعنت کے مفہوم کو یہ بات لازمی ہے کہ انسان خدا کی درگاہ سے بالکل راندہ ہو جائے اور پلید دل ہو کر شیطان کی طرف چلا جائے اور محبت اور وفا کے تمام تعلق ٹوٹ جائیں اور دل پلید اور سیاہ اور خدا کا دشمن ہو جائے جیسا کہ شیطان کا دل ہے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ خدا کا ایسا مقبول بندہ جیسا کہ مسیح ہے اُس کا دل لعنت کی کیفیت کے نیچے آسکے اور نعوذ باللہ شیطانی مناسبت سے شیطان کی طرف کھینچا جائے۔ غرض یہ دونوں تو میں بھول گئیں۔ یہودیوں نے ایک پاک نبی کو ملعون کہہ کر خدا کے غضب کی راہ اختیار کی اور عیسائیوں نے اپنے پاک نبی اور مرشد اور ہادی کے دل کو بوجہ لعنت کے مفہوم کے

☆ اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ سورۃ فاتحہ میں جو آیا ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ل وہ اسی معرکہ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہود نے خدا کے پاک اور مقدس نبی کو عمداً محض شرارت سے

﴿۱۶﴾

ناپاک اور خدا سے پھرا ہوا قرار دے کر ضلالت کی راہ اختیار کی اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن بحیثیت حکم ہونے کے اس امر کا فیصلہ کرے۔ پس یہ آیات بطور فیصلہ ہیں کہ مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ - بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۗ - یعنی یہ سرے سے بات غلط ہے کہ یہودیوں نے بذریعہ صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے اس لئے اس کا نتیجہ بھی غلط ہے کہ حضرت مسیح کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوا اور نعوذ باللہ شیطان کی طرف گیا ہے بلکہ خدا نے اپنی طرف اُس کا رفع کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہود اور نصاریٰ میں رفع جسمانی کا کوئی جھگڑا نہ تھا

☆ حکم اور حاکم میں یہ فرق ہے کہ حکم کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے اس کے بعد کوئی اپیل نہیں مگر مجرد لفظ حاکم اس مضمون پر حاوی نہیں۔ منہ

لعنتی ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کا غضب اپنے پر نازل کیا اور مغضوب علیہم ٹھہرے حالانکہ اُن کو پتہ بھی لگ گیا تھا کہ حضرت مسیح قبر میں نہیں رہے اور وہ پیشگوئی اُن کی پوری ہوئی کہ یونس کی طرح میرا حال ہوگا یعنی زندہ ہی قبر میں جاؤں گا اور زندہ ہی نکلوں گا۔ اور نصاریٰ کو حضرت مسیح سے محبت کرتے تھے مگر محض اپنی جہالت سے انہوں نے بھی لعنت کا داغ حضرت مسیح کے دل کی نسبت قبول کر لیا اور یہ نہ سمجھا کہ لعنت کا مفہوم دل کی ناپاکی سے تعلق رکھتا ہے اور نبی کا دل کسی حالت میں ناپاک اور خدا کا دشمن اور اس سے بیزار نہیں ہو سکتا۔ پس اس سورۃ میں بطور اشارت مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ یہود کی طرح آنے والے مسیح موعود کی تکذیب میں جلدی نہ کریں اور حیلہ بازی کے فتوے طیار نہ کریں اور اس کا نام لعنتی نہ رکھیں ورنہ وہی لعنت اُلٹ کر اُن پر پڑے گی۔ ایسا ہی عیسائیوں کی طرح نادان دوست نہ بنیں اور ناجائز صفات اپنے پیشوا کی طرف منسوب نہ کریں پس بلاشبہ اس سورۃ میں مخفی طور پر میرا ذکر ہے اور ایک لطیف پیرا یہ میں میری نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے اور دعا کے رنگ میں مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ ایسا زمانہ تم پر بھی آئے گا اور تم بھی حیلہ جوئی سے مسیح موعود کو لعنتی ٹھہراؤ گے کیونکہ یہ بھی حدیث ہے کہ اگر یہودی سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو مسلمان بھی داخل ہوں گے۔ یہ عجیب خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں ہی جس کو بیخ وقت مسلمان پڑھتے ہیں میرے آنے کی نسبت پیشگوئی کر دی۔ فالحمد لله علی ذالک۔ منہ

اور نہ یہود کا یہ اعتقاد تھا کہ جس کا رفع جسمانی نہ ہو وہ مومن نہیں ہوتا اور ملعون ہوتا ہے اور خدا کی طرف نہیں جاتا بلکہ شیطان کی طرف جاتا ہے۔ خود یہود قائل ہیں کہ حضرت موسیٰ کا رفع جسمانی نہیں ہوا حالانکہ وہ حضرت موسیٰ کو تمام اسرائیلی نبیوں سے افضل اور صاحب الشریعت سمجھتے ہیں اب تک یہود زندہ موجود ہیں ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ انہوں نے حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے کیا نتیجہ نکالا تھا؟ کیا یہ کہ ان کا رفع جسمانی نہیں ہوا یا یہ کہ ان کا رفع روحانی نہیں ہوا اور وہ نعوذ باللہ اوپر کو خدا کی طرف نہیں گئے بلکہ نیچے کو شیطان کی طرف گئے۔ بڑی حماقت انسان کی یہ ہے کہ وہ ایسی بحث شروع کر دے جس کو اصل تنازع سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ بمبئی کلکتہ میں صد ہا یہودی رہتے ہیں بعض اہل علم اور اپنے مذہب کے فاضل ہیں ان سے بذریعہ خط دریافت کر کے پوچھ لو کہ انہوں نے حضرت مسیح پر کیا الزام لگایا تھا اور صلیبی موت کا کیا نتیجہ نکالا تھا کیا عدم رفع جسمانی یا عدم رفع روحانی۔ غرض حضرت مسیح کے رفع کا مسئلہ بھی قرآن شریف میں بے فائدہ اور بغیر کسی محرک کے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اس میں یہود کے ان خیالات کا ذب اور دفع مقصود ہے جن میں وہ حضرت مسیح کے رفع روحانی کے منکر ہیں۔ بھلا اگر تنزل کے طور پر ہم مان بھی لیں کہ یہ لغو حرکت نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے اپنے لئے پسند کی کہ مسیح کو مع جسم اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنے نفس پر جسم اور جسمانی ہونے کا اعتراض بھی وارد کر لیا کیونکہ جسم جسم کی طرف کھینچا جاتا ہے پھر بھی طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ قرآن شریف یہود اور نصاریٰ کی غلطیوں کی اصلاح کرنے آیا ہے اور یہود نے یہ ایک بڑی غلطی اختیار کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ملعون قرار دیا اور ان کے روحانی رفع سے انکار کیا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مر کر خدا کی طرف نہیں گیا ہے بلکہ شیطان کی طرف گیا تو اس الزام کا دفع اور ذب قرآن میں کہاں ہے جو اصل منصب قرآن کا تھا کیونکہ جس حالت میں آیت رَافِعُكَ إِلَىٰ ۱ اور آیت بَلَىٰ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۲ جسمانی رفع کے لئے خاص ہو گئیں تو روحانی رفع کا بیان کسی اور آیت میں ہونا چاہیے اور یہود اور نصاریٰ کی غلطی دور کرنے کے لئے کہ جو عقیدہ لعنت کے متعلق ہے ایسی آیت کی ضرورت ہے کیونکہ جسمانی

رفع لعنت کے مقابل پر نہیں بلکہ جیسا کہ لعنت بھی ایک روحانی امر ہے ایسا ہی رفع بھی ایک امر روحانی ہونا چاہیے۔ پس وہی مقصود بالذات امر تھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ جو امر تصفیہ کے متعلق تھا وہ اعتراض تو بدستور گلے پڑا رہا اور خدا نے خواہ مخواہ ایک غیر متعلق بات جو یہود کے عقیدہ اور باطل استنباط سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتی یعنی رفع جسمانی اس کا قصہ بار بار قرآن شریف میں لکھ مارا۔ گویا سوال دیگر اور جواب دگر۔ ظاہر ہے کہ رفع جسمانی یہود اور نصاریٰ اور اہل اسلام تینوں فرقوں کے عقائد کے رو سے مدار نجات نہیں <sup>☆</sup> بلکہ کچھ بھی نجات اس پر موقوف نہیں تو پھر کیوں خدا نے اس کو بار بار ذکر کرنا شروع کر دیا۔ یہود کا یہ کب مذہب ہے کہ بغیر جسمانی رفع کے نجات نہیں ہو سکتی اور نہ سچا نبی ٹھہر سکتا ہے پھر اس لغو ذکر سے فائدہ کیا ہوا؟ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جو تصفیہ کے لائق امر تھا جس کے عدم تصفیہ سے ایک سچا نبی جھوٹا ٹھہرتا ہے بلکہ نعوذ باللہ کافر بنتا ہے اور لعنتی کہلاتا ہے اس کا تو قرآن نے کچھ ذکر نہ کیا اور ایک بے ہودہ قصہ رفع جسمانی کا جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں شروع کر دیا۔ <sup>✽</sup> غرض حضرت مسیح

﴿۱۷﴾

☆ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُس رفع سے منکر تھے جو ہر ایک مومن کے لئے مدار نجات ہے کیونکہ مسلمانوں کی طرح اُن کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جان نکلنے کے بعد ہر ایک مومن کی روح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں مگر کافر پر آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں اس لئے اس کی روح نیچے شیطان کی طرف پھینک دی جاتی ہے جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں بھی شیطان کی طرف ہی جاتا تھا لیکن مومن اپنی زندگی میں اوپر کی طرف جاتا ہے اس لئے مرنے کے بعد بھی خدا کی طرف اس کا رفع ہوتا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی آواز آتی ہے۔ منہ

✽ رفع جسمانی کا خیال اُس وقت نصاریٰ کے دل میں پیدا ہوا جبکہ اُن کا ارادہ ہوا کہ حضرت مسیح کو خدا بناویں اور دنیا کا مُنہجی قرار دیں ورنہ نصاریٰ بھی خود اس بات کے قائل ہیں کہ نجات کے لئے تو صرف روحانی رفع کافی ہے۔ پس افسوس کہ جس امر کو نصاریٰ حضرت مسیح کی خدائی کے لئے استعمال کرتے ہیں اور ان کی ایک خصوصیت ٹھہراتے ہیں وہی امر مسلمانوں نے بھی اپنے عقیدہ میں داخل کر لیا ہے اگر مسلمان یہ جواب دیں کہ ہم تو ادریس کو بھی مسیح کی طرح آسمان پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ دوسرا جھوٹ ہے کیونکہ جیسا کہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ ادریس آسمان پر زندہ جسم عنصری نہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ بھی کسی دن زمین پر مرنے کے لئے آئے گا تو اب خواہ مخواہ رفع جسمانی میں مسیح کی خصوصیت مانتی پڑی اور قبول کرنا پڑا کہ اس کا جسم غیر فانی ہے اور خدا کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور یہ صریح باطل ہے۔ منہ

کی موت اور رفع جسمانی پر یہ دلائل ہیں جو ہم نے بہت بسط سے اپنی کتابوں میں بیان کئے ہیں اور اب تک ہمارے مخالف عدم جواب کی وجہ سے ہمارے مدیون ہیں۔ پھر اس میں اب ہم پیر مہر علی شاہ یا کسی اور پیر صاحب یا مولوی صاحب سے کیا بحث کریں۔ ہم تو باطل کو ذبح کر چکے اب ذبح کے بعد کیوں اپنے ذبیحہ پر بے فائدہ چھری پھیریں۔ اے حضرات! ان اُمور میں اب بحثوں کا وقت نہیں۔ اب تو ہمارے مخالفوں کے لئے ڈرنے اور توبہ کرنے کا وقت ہے کیونکہ جہاں تک اس دنیا میں ثبوت ممکن ہے اور جہاں تک حقائق اور دعاوی کو ثابت کیا جاتا ہے اسی طرح ہم نے حضرت مسیح کی موت اور اُن کے رفع روحانی کو ثابت کر دیا ہے۔ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۗ

اب موتِ مسیح کے بعد دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ مسیح موعود کا اسی اُمت میں سے آنا کن خصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور دیگر قرآن سے ثابت ہے۔ سو وہ دلائل ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔ غور سے سنو شاید خدائے رحیم ہدایت کرے۔

مخملہ ان دلائل کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو آنے والا مسیح جس کا اس اُمت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی اُمت میں سے ایک شخص ہوگا بخاری اور مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں امامکم منکم اور امکم منکم لکھا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ہوگا۔ چونکہ یہ حدیث آنے والے عیسیٰ کی نسبت ہے اور اسی کی تعریف میں اس حدیث میں حکم اور عدل کا لفظ بطور صفت موجود ہے جو اس فقرہ سے پہلے ہے اس لئے امام کا لفظ بھی اسی کے حق میں ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جگہ منکم کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے اور وہی مخاطب تھے لیکن ظاہر ہے کہ اُن میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس لئے منکم کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہ ہے اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مفضلہ ذیل میں قائم مقام صحابہ کیا گیا ہے یعنی یہ کہ **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلِدُ حَقُّوَابِهِمْ** ۗ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ



رسول کریم کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے اور اسی معنی کے رو سے صحابہ میں داخل ہے اور اس آیت کی تشریح میں یہ حدیث ہے لو کان الایمان معلقاً بالشریا لنالہ رجل من فارس اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہو کر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اس کو عدل سے پُر کرنا۔ لہذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وہ میں ہوں اور جس طرح کسی دوسرے مدعی مہدویت کے وقت میں کسوف خسوف رمضان میں آسمان پر نہیں ہوا۔ ایسا ہی تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے الہام سے علم پا کر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لنالہ رجل من فارس کا مصداق میں ہوں اور پیشگوئی اپنے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ یہ شخص آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ لوگوں کے ایمانوں میں بہت ضعف آجائے گا اور فارسی الاصل ہوگا اور اس کے ذریعہ سے زمین پر دوبارہ ایمان قائم کیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ صلیبی زمانہ سے زیادہ تر ایمان کو صدمہ پہنچانے والا اور کوئی زمانہ نہیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا ایمان زمین پر سے اُٹھ گیا جیسا کہ اس وقت لوگوں کی عملی حالتیں اور انقلاب عظیم جو بدی کی طرف ہوا ہے اور قیامت کی علاماتِ صغریٰ جو مدت سے ظہور میں آچکی ہیں صاف بتلا رہی ہیں اور نیز آیت **وَآخِرِیْنَ مِنْہُمْ** میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جیسے صحابہ کے زمانہ میں زمین پر شرک پھیلا ہوا تھا ایسا ہی اُس زمانہ میں بھی ہوگا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس حدیث اور اس آیت کو باہم ملانے سے یقینی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ پیشگوئی مہدی آخر الزمان اور مسیح آخر الزمان کی نسبت ہے کیونکہ مہدی کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی تھی اور مسیح آخر الزمان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دوبارہ ایمان اور امن کو دنیا میں قائم کر دے گا اور شرک کو محو کرے گا اور مل باطلہ کو ہلاک کر دے گا۔ پس ان حدیثوں کا مال بھی یہی ہے کہ مہدی اور مسیح کے زمانہ میں وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا اور ثریا تک پہنچ گیا تھا پھر دوبارہ قائم کیا جائے گا اور ضرور ہے کہ اوّل زمین ظلم سے پُر ہو جائے اور ایمان اُٹھ جائے کیونکہ جبکہ لکھا ہے کہ تمام زمین ظلم سے بھر جائے گی تو ظاہر ہے کہ ظلم اور ایمان

ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ناچار ایمان اپنے اصلی مقرر کی طرف جو آسمان ہے چلا جائے گا۔ غرض تمام زمین کا ظلم سے بھرنا اور ایمان کا زمین پر سے اُٹھ جانا اس قسم کی مصیبتوں کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایک ہی زمانہ ہے جس کو مسیح کا زمانہ یا مہدی کا زمانہ کہتے ہیں اور احادیث نے اس زمانہ کو تین پیرایوں میں بیان کیا ہے رجل فارسی کا زمانہ۔ مہدی کا زمانہ۔ مسیح کا زمانہ۔ اور اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے ان تین ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ علیحدہ شخص سمجھ لئے ہیں اور تین قومیں اُن کے لئے مقرر کی ہیں۔ ایک فارسیوں کی قوم۔ دوسری بنی اسرائیل کی قوم، تیسری بنی فاطمہ کی قوم۔ مگر یہ تمام غلطیاں ہیں۔ حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں۔ پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہو اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہو پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہو اور نصف فاطمی ہو جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الہی کے اور کچھ ثبوت نہیں لیکن یہ الہام اس زمانہ کا ہے کہ جب اس دعوے کا نام و نشان بھی نہیں تھا یعنی آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اور اے فارس کے بیٹو! اور پھر دوسری جگہ یہ الہام ہے۔ ان الذین صدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیہم رجل من فارس شکور اللہ سعیه۔ یعنی جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے اُن کا ردّ لکھا۔ خدا نے اُس کی کوشش کا شکر یہ کیا۔ ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے لو کان الایمان معلقاً بالشریٰ لنالہ رجل من فارس

﴿۱۹﴾

☆ چونکہ تیرہ سو برس تک خدا کے الہام کے امر سے اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا کسی نے دعویٰ

نہیں کیا اور ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جوٹھی ہو اس لئے جس شخص نے یہ دعویٰ

کیا اور دعویٰ بھی قبل اعتراض پیش آمدہ اس کا ردّ کرنا گویا پیشگوئی کی تکذیب ہے۔ منہ

یعنی اگر ایمان ثریا پر اٹھایا جاتا اور زمین سراسر بے ایمانی سے بھر جاتی تب بھی یہ آدمی جو فارسی الاصل ہے اس کو آسمان پر سے لے آتا۔ اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصهر والنسب۔ اشکر نعمتی رثیت خدیجتی یعنی تمام حمد اور تعریف اُس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علونسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی اور نیز بنی فاطمہ اُمہات میں سے پیدا کر کے تمہارے نسب کو عزت بخشی اور میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا یعنی بنی اسحاق کی وجہ سے ایک تو آبائی عزت تھی اور دوسری بنی فاطمہ ہونے کی عزت اس کے ساتھ ملحق ہوئی اور سادات کی دامادی کی طرف اس عاجز کی بیوی کی طرف اشارہ ہے جو سیدہ

☆ الہام الحمد للہ الذی جعل لکم الصهر والنسب سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ صہر اور نسب اس الہام میں ایک ہی جعل کے نیچے رکھے گئے ہیں اور ان دونوں کو تقریباً ایک ہی درجہ کا امر قابل حمد ٹھہرایا گیا ہے۔ اور یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ جس طرح صہر یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے اسی طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے اور صہر کو نسب پر مقدم رکھنا اسی فرق کے دکھلانے کیلئے ہے کہ صہر میں خالص فاطمیت ہے اور نسب میں اس کی آمیزش۔ منہ

☆ یہ الہام براہین میں درج ہے اس میں بطور پیشگوئی اشارۃً یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ تمہاری شادی جو سادات میں مقدر ہے ضروری طور پر ہونے والی ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو خدیجہ کے نام سے یاد کیا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک بڑے خاندان کی ماں ہو جائے گی۔ اس جگہ یہ عجیب لطفہ ہے کہ خدا نے ابتدائے سلسلہ سادات میں سادات کی ماں ایک فارسی عورت مقرر کی جس کا نام شہر بانو تھا اور دوسری مرتبہ ایک فارسی خاندان کی بنیاد ڈالنے کے لئے ایک سیدہ عورت مقرر کی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے گویا فارسیوں کے ساتھ یہ عوض معاوضہ کیا کہ پہلے ایک بیوی فارسی الاصل سید کے گھر میں آئی اور پھر آخری زمانہ میں ایک بیوی سیدہ فارسی مرد کے ساتھ بیابائی گئی اور عجیب تر یہ کہ دونوں کے نام بھی باہم ملتے ہیں۔ اور جس طرح سادات کا خاندان پھیلانے کے لئے وعدہ الہی تھا اس جگہ بھی براہین احمدیہ کے الہام میں اس خاندان کے پھیلانے کا وعدہ ہے اور وہ یہ ہے:- ”سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع ابائک و بیداء منک“۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ منہ

سندی سادات دہلی میں سے ہیں میر درد کے خاندان سے تعلق رکھنے والے۔ اسی فاطمی تعلق کی طرف اس کشف میں اشارہ ہے جو آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا جس میں دیکھا تھا کہ حضرات پنج تن سید الکوین حسنین فاطمۃ الزہراء اور علی رضی اللہ عنہ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سراپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خوبی آمیزش کے تعلق پر یقین کئی ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔ اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا۔ ایک حصہ بدن کا اسرائیلی اور ایک حصہ محمدی کیونکہ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ جیسا کہ آنے والے مسیح کے منصبی کاموں میں بیرونی اور اندرونی اصلاح کی ترکیب ہے یعنی یہ کہ وہ کچھ مسیحی رنگ میں ہے اور کچھ محمدی رنگ میں کام کرے گا ایسا ہی اس کی سرشت میں بھی ترکیب ہے۔ غرض اس حدیث امامکم منکم سے ثابت ہے کہ آنے والا مسیح ہرگز اسرائیلی نبی نہیں ہے بلکہ اسی امت میں سے ہے جیسا کہ ظاہر نص یعنی امامکم منکم اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس تکلف اور تاویل کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر امتی بن جائیں گے اور نبی نہیں رہیں گے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ اور عبارت کا حق ہے کہ قبل وجود قرینہ اس کو ظاہر پر حمل کیا جائے ورنہ یہودیوں کی طرح ایک تحریف ہوگی۔ غرض یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی دنیا میں آکر مسلمانوں کا جامہ پہن لے گا اور امتی کہلائے گا یہ ایک غیر معقول تاویل ہے جو قوی دلائل چاہتی ہے۔ تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ ان کے معنی ظاہر عبارت کے رو سے کئے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ پیدا نہ ہو اور بغیر قرینہ تو یہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کئے جائیں اور امامکم منکم کے ظاہری معنی یہی ہیں جو وہ امام اسی امت محمدیہ میں پیدا ہوگا۔

اب اس کے برخلاف اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی جس پر انجیل نازل ہوئی تھی وہی دنیا میں دوبارہ آکر امتی بن جائیں گے تو یہ ایک نیا دعویٰ ہے جو ظاہر نص کے برخلاف ہے اس لئے قوی ثبوت کو چاہتا ہے کیونکہ دعویٰ بغیر دلیل کے قابل پذیرائی نہیں اور ایک دوسرا قرینہ اس پر یہ ہے کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ سرخ رنگ لکھا ہے جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے ایسا ہی ان کے بال بھی خمدار لکھے ہیں مگر آنے والے مسیح کا رنگ ہر ایک حدیث میں گندم گوں لکھا ہے اور بال سیدھے لکھے ہیں اور تمام کتاب میں یہی التزام کیا ہے کہ جہاں کہیں حضرت عیسیٰ بنی علیہ السلام کے حلیہ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو ضرور بالالتزام اُس کو احمر یعنی سرخ رنگ لکھا ہے اور اس احمر کے لفظ کو کسی جگہ چھوڑا نہیں۔ اور جہاں کہیں آنے والے مسیح کا حلیہ لکھنا پڑا ہے تو ہر ایک جگہ بالالتزام اس کو آدم یعنی گندم گوں لکھا ہے یعنی امام بخاری نے جو لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہیں جس میں ان دونوں مسیحوں کا ذکر ہے وہ ہمیشہ اس قاعدہ پر قائم رہے ہیں جو حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی کے لئے احمر کا لفظ اختیار کیا ہے اور آنے والے مسیح کی نسبت آدم یعنی گندم گوں کا لفظ اختیار کیا ہے۔ پس اس التزام سے جس کو کسی جگہ صحیح بخاری کی حدیثوں میں ترک نہیں کیا گیا بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم بنی اسرائیلی اور تھا۔ اور آنے والا مسیح جو اسی امت میں سے ہوگا اور ہے ورنہ اس بات کا کیا جواب ہے کہ تفریق حلیتین کا پورا التزام کیوں کیا گیا۔ ہم اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں اگر کسی اور محدث نے اپنی ناواقفی کی وجہ سے احمر کی جگہ آدم اور آدم کی جگہ احمر لکھ دیا ہو مگر امام بخاری جو حافظ حدیث اور اول درجہ کا نقاد ہے اُس نے اس بارے میں کوئی ایسی حدیث نہیں لی جس میں مسیح بنی اسرائیلی کو آدم لکھا گیا ہو یا آنے والے مسیح کو احمر لکھا گیا ہو بلکہ امام بخاری نے نقل حدیث کے وقت اس شرط کو عمداً لیا ہے اور برابر اول سے آخر تک اس کو ملحوظ رکھا ہے۔ پس جو حدیث امام بخاری کی

شرط کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں۔

اور منجملہ ان دلائل کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم بہترین امت ہو جو اس لئے نکالی گئی ہو کہ تا تم تمام دجالوں اور دجال معبود کا فتنہ فرو کر کے اور ان کے شر کو دفع کر کے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاؤ۔ واضح رہے کہ قرآن شریف میں **النَّاسِ** کا لفظ بمعنی دجال معبود بھی آتا ہے اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور معنی کرنا معصیت ہے چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں **النَّاسِ** کے معنی دجال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ **لَخَلَقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ**۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اسرار اور عجائبات پر ہیں دجال معبود کی طبائع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں یعنی گو وہ لوگ اسرار زمین و آسمان کے معلوم کرنے میں کتنی ہی جانکا ہی کریں اور کیسی ہی طبع و قادلاویں پھر بھی ان کی طبیعتیں ان اسرار کے انتہا تک پہنچ نہیں سکتیں۔ یاد رہے کہ اس جگہ بھی مفسرین نے **النَّاسِ** سے مراد دجال معبود ہی لیا ہے دیکھو تفسیر معالم وغیرہ اور قرینہ قویہ اس پر یہ ہے کہ لکھا ہے کہ دجال معبود اپنی ایجادوں اور صنعتوں سے خدا تعالیٰ کے کاموں پر ہاتھ ڈالے گا اور اس طرح پر خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس بات کا سخت حریص ہوگا کہ خدائی باتیں جیسے بارش برسنا اور پھل لگانا اور انسان وغیرہ حیوانات کی نسل جاری رکھنا اور سفر اور حضر اور صحت کے سامان فوق العادت طور پر انسان کے لئے مہیا کرنا ان تمام باتوں میں قادرِ مطلق کی طرح کارروایاں کرے اور سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہو جائے اور کوئی بات اس کے آگے انہونی نہ رہے اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے اور خلاصہ مطلب آیت یہ ہے کہ زمین آسمان میں جس قدر اسرار رکھے گئے ہیں جن کو دجال بذریعہ علم طبعی اپنی قدرت میں کرنا چاہتا ہے وہ اسرار اُس کے اندازہ جودت طبع اور مبلغ علم سے بڑھ کر ہیں اور جیسا کہ آیت ممدوحہ میں **النَّاسِ** کے لفظ سے

دجال مراد ہے۔ ایسا ہی آیت اخراجت للناس میں بھی الناس کے لفظ سے دجال ہی مراد ہے۔ کیونکہ تقابیل کے قرینہ سے اس آیت کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ کنتم خیر الناس اخراجت لشراً الناس۔ اور شرّ الناس سے بلاشبہ گروہ دجال مراد ہے کیونکہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ آدم سے قیامت تک شرانگیزی میں دجال کی مانند نہ کوئی ہو اور نہ ہوگا اور یہ ایک ایسی محکم اور قطعی دلیل ہے کہ جس کے دونوں حصے یقینی اور قطعی اور عقائد مسلمہ میں سے ہیں یعنی جیسا کہ کسی مسلمان کو اس بات سے انکار نہیں کہ یہ امت خیر الامم ہے اسی طرح اس بات سے بھی انکار نہیں کہ گروہ دجال شرّ الناس ہے اور اس تقسیم پر یہ دو آیتیں بھی دلالت کرتی ہیں جو سورۃ لم یکن میں ہیں اور وہ یہ ہیں إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔ دیکھو اس آیت کے رو سے ایک ایسے گروہ کو شرّ البریہ کہا گیا ہے جس میں سے گروہ دجال ہے اور ایسے گروہ کو خیر البریہ کہا گیا ہے جو امت محمدیہ ہے۔ بہر حال آیت خیر امۃ کا لفظ الناس کے ساتھ مقابلہ ہو کر قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ الناس سے مراد دجال ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔ اور اس مقصد پر ایک یہ بھی بزرگ قرینہ ہے کہ خدا کی عادت حکیمانہ یہی چاہتی ہے کہ جس نبی کے عہد نبوت میں دجال پیدا ہو۔ اسی نبی کی امت کے بعض افراد اس فتنہ کے فرو کرنے والے ہوں نہ یہ کہ فتنہ تو پیدا ہووے عہد نبوت محمدیہ میں اور کوئی گذشتہ نبی اس کے فرو کرنے کے لئے نازل ہو اور یہی قدیم سے اور جب سے کہ شریعتوں کی بنیاد پڑی سنت اللہ ہے کہ جس کسی نبی کے عہد نبوت میں کوئی مفسد فرقہ پیدا ہوا اسی نبی کے بعض جلیل الشان وارثوں کو اس فساد کے فرو کرنے کے لئے حکم دیا گیا ہاں اگر یہ فتنہ دجال کا حضرت مسیح کے عہد نبوت میں ہوتا تو اُن کا حق تھا کہ خود وہ یا کوئی اُن کے حواریوں اور خلیفوں میں سے اس فتنہ کو فرو کرتا مگر یہ کیا اندھیر کی بات ہے کہ یہ امت کہلاوے تو خیر الامم مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں اس قدر نالائق

اور نکمی ہو کہ جب کسی فتنہ کے دور کرنے کا موقع آوے تو اس کے دور کرنے کے لئے کوئی شخص باہر سے مامور ہو اور اس امت میں کوئی ایسا لائق نہ ہو کہ اس فتنہ کو دور کر سکے گویا اس امت کی اس صورت میں وہ مثال ہوگی کہ مثلاً کوئی گورنمنٹ ایک نیا ملک فتح کرے جس کے باشندے جاہل اور نیم وحشی ہوں تو آخر اس گورنمنٹ کو مجبوری سے یہ کرنا پڑے کہ اس ملک کے مالی اور دیوانی اور فوجداری کے انتظام کے لئے باہر سے لائق آدمی طلب کر کے معزز عہدوں پر ممتاز کرے۔ سو ہرگز عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی کہ جس امت کے ربانی علماء کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء اسرائیلی پیغمبروں کی طرح ہیں اخیر پر ان کی یہ ذلت ظاہر کرے کہ دجال جو خدائے عظیم القدرت کی نظر میں کچھ بھی چیز نہیں اس کے فتنہ کے فرو کرنے کے لئے اُن میں مادہ لیاقت نہ پایا جائے۔ اس لئے ہم اسی طرح پر جیسا کہ آفتاب کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ آفتاب ہے اس آیت **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** کو پہچانتے ہیں اور اس کے یہی معنی کرتے ہیں کہ **كنتم خير امية** اخراجت لشر الناس الذی هو الدجال المعهود۔ یاد رہے کہ ہر ایک امت سے ایک خدمت دینی لی جاتی ہے اور ایک قسم کے دشمن کے ساتھ اس کا مقابلہ پڑتا ہے سو مقدر تھا کہ اس امت کا دجال کے ساتھ مقابلہ پڑے گا جیسا کہ حدیث نافع بن عتبہ سے مسلم میں صاف لکھا ہے کہ تم دجال کے ساتھ لڑو گے اور فتح پاؤ گے۔ اگرچہ صحابہ دجال کے ساتھ نہیں لڑے مگر حسب منطوق اخیرین منہم مسیح موعود اور اس کے گروہ کو صحابہ قرار دیا۔ اب دیکھو اس حدیث میں بھی لڑنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

☆ عن نافع بن عتبة قال قال رسول الله صلعم تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله ثم تغزون الدجال فيفتحها الله.

رواه مسلم مشكوة شريف باب الملاحم صفحه ۲۶۶ مطبع مجتہائی دہلی۔ منہ



اپنے صحابہ کو جو امت ہیں قرار دیا۔ اور یہ نہ کہا کہ مسیح بنی اسرائیلی لڑے گا اور نزول کا لفظ محض اجلال اور اکرام کے لئے ہے۔ اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ اس پُر فساد زمانہ میں ایمان ثریا پر چلا جائے گا اور تمام پیری مریدی اور شاگردی استادی اور افادہ استفادہ معرض زوال میں آجائے گا اس لئے آسمان کا خدا ایک شخص کو اپنے ہاتھ سے تربیت دے کر بغیر توسط زمینی سلسلوں کے زمین پر بھیجے گا جیسے کہ بارش آسمان سے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے نازل ہوتی ہے۔

اور مجملہ دلائل قویہ قطعیہ کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو مسیح موعود اسی امت محمدیہ میں سے ہوگا قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ لَا يَخْلِفُ إِلَّا عَنِ إِرَادَةِ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيمِ ﴿۲۳﴾

خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے جو ان کو زمین پر انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں خلیفے مقرر فرمائے گا اس آیت میں پہلے خلیفوں سے مراد حضرت موسیٰ کی امت میں سے خلیفے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو قائم کرنے کے لئے پے در پے بھیجا تھا اور خاص کر کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دین موسوی کے مجدد تھے خالی نہیں جانے دیا تھا اور قرآن شریف نے ایسے خلیفوں کا شمار کر کے ظاہر فرمایا ہے کہ وہ بار بار<sup>۱۲</sup> ہیں اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو موسوی شریعت کا مسیح موعود ہے۔ اور اس مماثلت کے لحاظ سے جو آیت مدوحہ میں کَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے ضروری تھا کہ محمدی خلیفوں کو موسوی خلیفوں سے مشابہت و مماثلت ہو۔ سو اسی مشابہت کے ثابت اور متحقق کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا مگر درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں تھا اور پھر خدا نے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی

سلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دے کر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی ایک مسیح ہے اور درمیان میں بارہا خلیفے ہیں تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس جگہ بھی چوداں کا عدد پورا ہوا ایسا ہی سلسلہ محمدی خلافت کے مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا کیونکہ موسوی سلسلہ کا مسیح موعود بھی ظاہر نہیں ہوا تھا جب تک کہ سن موسوی کے حساب سے چودھویں صدی نے ظہور نہیں کیا تھا ایسا کیا گیا تا دونوں مسیحوں کا مبداء سلسلہ سے فاصلہ باہم مشابہ ہو اور سلسلہ کے آخری خلیفہ مجدد کو چودھویں صدی کے سر پر ظاہر کرنا تکمیل نور کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مسیح موعود اسلام کے قمر کا متمم نور ہے اس لئے اس کی تجدید چاند کی چودھویں رات سے مشابہت رکھتی ہے اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں کہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ<sup>۱</sup> کیونکہ اظہار تام اور تمام نور ایک ہی چیز ہے۔ اور یہ قول کہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ<sup>۱</sup> الاظہار مساوی اس قول سے ہے کہ لیتم نورہ کل الاتمام اور پھر دوسری آیت میں اس کی اور بھی تصریح ہے اور وہ یہ ہے۔ يُرِيدُونَ لِيُظْفِقُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ<sup>۲</sup> اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ تمام نور کے لئے چودھویں رات مقرر ہے۔ غرض جیسا کہ قرآن شریف میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان بارہا خلیفوں کا ذکر فرمایا گیا اور ان کا عدد بارہ ظاہر کیا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ تمام بارہ کے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے مگر تیرہواں خلیفہ جو آخری خلیفہ ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے رو سے اس قوم میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کا کوئی باپ نہ تھا جس کی وجہ سے وہ حضرت موسیٰ سے اپنی شاخ ملا سکتا۔ یہی تمام باتیں سلسلہ خلافت محمدیہ میں پائی جاتی ہیں یعنی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ اس سلسلہ میں بھی درمیانی خلیفے بارہا ہیں اور تیرہواں جو خاتم ولایت محمدیہ ہے وہ محمدی قوم میں سے نہیں ہے یعنی قریش میں سے نہیں اور یہی چاہیے تھا کہ بارہا خلیفے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے

﴿۲۴﴾

ہوتے اور آخری خلیفہ اپنے آباء و اجداد کے رو سے اس قوم میں سے نہ ہوتا تا تحقیق مشابہت اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا۔ سو الحمد للہ والمنۃ کہ ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے جو جابر بن سمرہ سے ہے اور وہ یہ ہے۔ لایزال الاسلام عزیزاً الی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش یعنی بارہ خلیفوں کے ہوتے تک اسلام خوب قوت اور زور میں رہے گا مگر تیرہواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے اُس وقت آئے گا جبکہ اسلام غلبہ صلیب اور غلبہ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا اور وہ بارہ خلیفہ جو غلبہ اسلام کے وقت آتے رہیں گے وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوں گے مگر مسیح موعود جو اسلام کے ضعف کے وقت آئے گا وہ قریش کی

☆ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایزال الاسلام عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش متفق علیہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش۔ یعنی اسلام بارہاں خلیفوں کے ظہور تک غالب رہے گا اور وہ تمام خلیفہ قریش میں سے ہوں گے۔ اس جگہ یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ مسیح موعود بھی انہی بارہاں میں داخل ہے کیونکہ متفق علیہ یہ امر ہے کہ مسیح موعود اسلام کی قوت کے وقت نہیں آئے گا بلکہ اس وقت آئے گا جبکہ زمین پر نصرانیت کا غلبہ ہوگا جیسا کہ یکسر الصلیب کے فقرہ سے مستنبط ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ مسیح کے ظہور سے پہلے اسلام کی قوت جاتی رہے اور مسلمانوں کی حالت پر ضعف طاری ہو جائے اور اکثر ان کے دوسری طاقتوں کے نیچے اسی طرح محکوم ہوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت یہودیوں کی حالت ہو رہی تھی۔ چونکہ حدیثوں میں مسیح موعود کا خاص طور پر تذکرہ تھا اس لئے بارہاں خلیفوں سے اس کو الگ رکھا گیا کیونکہ مقدر ہے کہ وہ نزول شدائد و مصائب کے بعد آوے اور اس وقت آوے جبکہ اسلام کی حالت میں ایک صریح انقلاب پیدا ہو جائے اور اسی طرز سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے یعنی ایسے وقت میں جبکہ یہودیوں میں ایک صریح زوال کی علامت پیدا ہو گئی تھی پس اس طریق سے حضرت موسیٰ کے خلیفہ بھی تیرہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بھی تیرہ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودھویں جگہ تھے ایسا ہی ضرور تھا کہ اسلام کا مسیح موعود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چودھویں جگہ پر ہو اسی مشابہت سے مسیح موعود کا چودھویں صدی میں ظاہر ہونا ضروری تھا۔ منہ

قوم میں سے نہیں ہوگا کیونکہ ضرورت تھا کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء اپنے باپ کے رو سے حضرت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں ہے ایسا ہی محمدی سلسلہ کا خاتم الاولیاء قریش میں سے نہ ہو اور اسی جگہ سے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ اسلام کا مسیح موعود اسی امت میں سے آنا چاہئے کیونکہ جبکہ نص قطعی قرآنی یعنی کَمَا کے لفظ سے ثابت ہو گیا کہ سلسلہ استخلاف محمدی کا سلسلہ استخلاف موسوی سے مماثلت رکھتا ہے جیسا کہ اُسی کَمَا کے لفظ سے ان دونوں یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت ثابت ہے جو آیت کَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رُسُومًا سے سمجھی جاتی ہے تو یہ مماثلت اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے جبکہ محمدی سلسلہ کے آنے والے خلیفہ گزشتہ خلیفوں کا عین نہ ہوں بلکہ غیر ہوں۔ وجہ یہ کہ مشابہت اور مماثلت میں من وجہ مغایرت ضروری ہے اور کوئی چیز اپنے نفس کے مشابہ نہیں کہلا سکتی۔ پس اگر فرض کر لیں کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا جو تقابل کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر واقع ہوا ہے جس کی

﴿۲۵﴾

☆ جبکہ بوجہ کَمَا کے لفظ کے جو آیت کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ<sup>۱</sup> میں موجود ہے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی نسبت وجوباً و قطعاً مان لیا گیا ہے کہ وہ وہی خلیفہ نہیں ہیں جو موسوی سلسلہ کے خلیفہ تھے ہاں اُن خلیفوں سے مشابہت ہیں اور نیز ساتھ اس کے واقعات نے بھی ظاہر کر دیا ہے کہ وہ لوگ پہلے خلیفوں کے عین نہیں ہیں بلکہ غیر ہیں تو پھر آخری خلیفہ اس سلسلہ محمدیہ کی نسبت جو مسیح موعود ہے کیوں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے مسیح کا عین ہے؟ کیا وہ کَمَا کے لفظ کے نیچے نہیں ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حسب منشاء کَمَا کے لفظ کے محمدی سلسلہ کا مسیح اسرائیلی مسیح کا غیر ہونا چاہیے نہ عین۔ عین سمجھنا تو قرآن کے منطوق نص پر صریح حملہ ہے بلکہ قرآن شریف کی صریح تکذیب ہے اور نیز ایک بے جا تحکم کہ بار ا خلیفوں کو تو حسب منشاء کَمَا کے لفظ کے اسرائیلی خلیفوں کا غیر سمجھنا اور پھر مسیح موعود کو جو سلسلہ موسویہ کے مقابل پر سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ ہے پہلے مسیح کا عین قرار دے دینا۔ وھذہ نکتۃ مبتکرۃ و حجة باھرۃ و درۃ من دُررِ تفردت بها فخذوها بقوۃ و اشکروا اللہ بانابۃ و لا تکنونوا من المحرورمین۔ منہ

نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس اُمت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر درحقیقت وہی عیسیٰ علیہ السلام ہے جو دوبارہ آنے والا ہے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن جیسا کہ کَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے دونوں سلسلوں کے تمام خلیفوں کو من وجہ مغائر قرار دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے کہ اگر ایک دنیا اس کے مخالف اٹھی ہو جائے تب بھی وہ اس نص واضح کو رد نہیں کر سکتی کیونکہ جب پہلے سلسلہ کا عین ہی نازل ہو گیا تو وہ مغائرت فوت ہو گئی اور لفظ کَمَا کا مفہوم باطل ہو گیا۔ پس اس صورت میں تکذیب قرآن شریف لازم ہوئی۔ وھذا باطل و کَلَّمَا یَسْتَلْزِمُ الْبَاطِلُ الْبَاطِلُ فَهُوَ بَاطِلٌ۔ یاد رہے کہ قرآن شریف نے آیت کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ<sup>۱</sup> میں وہی کَمَا استعمال کیا ہے جو آیت کَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا<sup>۲</sup> میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہو کر نہیں آئے بلکہ یہ خود موسیٰ بطور تباخ آ گیا ہے یا یہ دعویٰ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ توریت کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں بلکہ اس پیشگوئی کے معنی یہ ہیں کہ خود موسیٰ ہی آجائے گا جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہے تو کیا اس فضول دعوے کا یہ جواب نہیں دیا جائے گا کہ قرآن شریف میں ہرگز بیان نہیں فرمایا گیا کہ خود موسیٰ آئے گا بلکہ کَمَا کے لفظ سے مثیل موسیٰ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے ہے کہ اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے کَمَا کا لفظ موجود ہے۔

☆ شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا اور اس کی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا۔ سوا سی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔ منہ

اور یہ نص قطعی کلام الہی کی آفتاب کی طرح چمک کر ہمیں بتلا رہی ہے کہ سلسلہ خلافت محمدی کے تمام خلیفہ خلفاء موسوی کے مثیل ہیں۔ اسی طرح آخری خلیفہ جو خاتم ولایت محمدیہ ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے وہ حضرت عیسیٰ سے جو خاتم سلسلہ نبوت موسویہ ہے مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔ مثلاً دیکھو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت یوشع بن نون سے کیسی مشابہت ہے کہ انہوں نے ایسا ایک نا تمام کام لشکر اسامہ اور انبیاء کا ذبین کے مقابلہ کا پورا کیا جیسا کہ حضرت یوشع بن نون نے پورا کیا۔ اور آخری خلیفہ سلسلہ موسوی کا یعنی حضرت عیسیٰ جیسا کہ اُس وقت آیا جبکہ گلیل اور پیلاطوس کے علاقہ سے سلطنت یہود کی جاتی رہی تھی ایسا ہی سلسلہ محمدیہ کا مسیح ایسے وقت میں آیا کہ جب ہندوستان کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکی۔

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ آیا یہ امر ثابت ہے یا نہیں کہ آنے والا مسیح موعود اسی زمانہ میں آنا چاہیے جس میں ہم ہیں۔ سو دلائل مفصلہ ذیل سے صاف طور پر کھل گیا ہے کہ ضرور ہے کہ وہ اسی زمانہ میں آوے۔

(۱) اول دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے لکھا ہے کہ مسیح موعود کسر صلیب کے لئے آئے گا۔ اور ایسے وقت میں آئے گا کہ جب ملک میں ہر ایک پہلو سے بے اعتدالیاں قول اور فعل میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ سواب اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے غور سے دیکھنے کی بھی حاجت نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ عیسائیت کا اثر لاکھوں انسانوں کے دلوں پر پڑ گیا ہے۔ اور ملک اباحت کی تعلیموں سے متاثر ہوتا جاتا ہے۔ صد ہا آدمی ہر ایک خاندان میں سے نہ صرف دین اسلام سے ہی مرتد ہو گئے ہیں بلکہ جناب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن بھی ہو گئے ہیں اور اب تک صد ہا کتابیں دین اسلام کے رد میں تالیف بھی ہو چکی ہیں اور اکثر وہ کتابیں تو ہیں اور گالیوں سے پُر ہیں اور اس مصیبت کے وقت جب ہم گزشتہ زمانہ کی طرف

دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک قطعی فیصلہ کے طور پر یہ رائے ظاہر کرنی پڑتی ہے کہ تیرہ سو برس کی بارہ صدیوں میں سے کوئی بھی ایسی صدی اسلام کے مضر نہیں گذری کہ جیسے تیرہویں صدی گذری ہے اور یا جو اب گذر رہی ہے۔ لہذا عقل سلیم اس بات کی ضرورت کو مانتی ہے کہ ایسے پُرخطر زمانہ کے لئے جس میں عام طور پر زمین میں بہت جوش مخالفت کا پھوٹ پڑا ہے اور مسلمانوں کی اندرونی زندگی بھی ناگفتہ بہ حالت تک پہنچ گئی ہے کوئی مصلح صلیبی فتنوں کا فرو کرنے والا اور اندرونی حالت کو پاک کرنے والا پیدا ہو۔ اور تیرہویں صدی کے پورے سو برس کے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ان زہریلی ہواؤں کی اصلاح جو بڑے زور شور سے چل رہی ہیں اور عام وبا کی طرح ہر ایک شہر اور گاؤں سے کچھ کچھ اپنے قبضہ میں لا رہی ہیں ہر ایک معمولی طاقت کا کام نہیں کیونکہ یہ مخالفانہ تاثیرات اور ذخیرہ اعتراضات خود ایک معمولی طاقت نہیں بلکہ زمین نے اپنے وقت پر ایک جوش مارا ہے اور اپنے تمام زہروں کو بڑی قوت کے ساتھ اُگلا ہے اس لئے اس زہر کی مدافعت کے لئے آسمانی طاقت کی ضرورت ہے کیونکہ لوہے کو لوہا ہی کا ٹٹا ہے۔ سو اس دلیل سے روشن ہو گیا کہ یہی زمانہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے۔ یہ بات بڑی سریع الفہم ہے جس کو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس حالت میں علت غائی مسیح کے آنے کی کسر صلیب ہے اور آج کل مذہب صلیب اُس جوانی کے جوشوں میں ہے جس سے بڑھ کر اُس کی قوتوں کا نشوونما اور اس کے حملوں کا طریق ہیبت نما ہونا ممکن نہیں تو پھر اگر

☆ اس وجہ سے اس سے زیادہ سختی ممکن نہیں کہ جس قدر اسلام پر ابتلا آنا تھا آ گیا اب اس سے زیادہ اس اُمت مرحومہ پر ابتلا نہیں آ سکتا کیونکہ اگر اس سے زیادہ مخالفت کی کامیابی ہو جائے تو قرآنِ تو یہ صاف گواہی دے رہے ہیں کہ اسلام کا بلکی استیصال ہو جائے۔ لہذا ضروری تھا کہ اس درجہ کے ابتلا پر مسیح کا سر الصلیب آجاتا اور اس سے زیادہ اسلام کو خفّت نہ اٹھانی پڑتی۔ منہ

اس وقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدافعت نہ ہوتی تو پھر اس کے بعد کس وقت کی انتظار تھی؟ اور نیز جبکہ مسیح موعود کا صدی کے سر پر ہی آنا ضروری ہے اور چودھویں صدی میں سے سترہ برس گزر گئے تو اس صورت میں اگر اب تک مسیح نہیں آیا تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اور سو برس تک یا اس سے بھی زیادہ اسلام کو نشاۃ توہین و تحقیر رکھے لیکن اس کسر صلیب سے میری مراد وہ طریق جہاد اور کشت و خون نہیں جو حال کے اکثر علماء کا مدنظر ہے کیونکہ وہ لوگ تمام خوبیوں کو جہاد اور لڑائی پر ہی ختم کر بیٹھے ہیں۔ اور میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ مسیح یا اور کوئی دین کے لئے لڑائیاں کرے۔☆

(۲) دوسری دلیل وہ بعض احادیث اور کثوف اولیاء کرام و علماء عظام ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی معہود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ حدیث الایات بعد المائین کی تشریح بہت سے متقدمین اور متأخرین نے یہی کی ہے جو مائین کے لفظ سے وہ مائین مراد ہیں جو الف کے بعد ہیں یعنی ہزار کے بعد اس طرح پر معنی اس حدیث کے یہ ہوئے کہ مہدی اور مسیح کی پیدائش جو آیات کبریٰ میں سے ہے تیرھویں صدی میں ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔ یہی معنی محققین علماء نے کئے ہیں اور انہی قرائن سے انہوں نے حکم کیا ہے کہ مہدی معہود کا تیرھویں صدی میں پیدا ہو جانا ضروری ہے تا چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو سکے۔ چنانچہ اسی بنا پر اور

☆ اگر کسی کمزور یا نابینا کے کپڑے پر کوئی پلیدی لگ جائے یا وہ شخص خود کچھڑ میں پھنس جائے تو ہماری انسانی ہمدردی کا یہ تقاضا نہیں ہو سکتا کہ ان کو وہ اسباب کی وجہ سے اس کمزور یا نابینا کو قتل کر دیں بلکہ ہمارے رحم کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ ہم خود اٹھ کر محبت کی راہ سے اُس کچھڑ سے اس عاجز کے پیر باہر نکالیں اور کپڑے کو دھو دیں۔ منہ



﴿۲۷﴾

نیز کئی اور قرائن کے رو سے بھی مولوی نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم اپنی کتاب حجاج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ میں بلحاظ قرائن قویہ گمان کرتا ہوں کہ چودھویں صدی کے سر پر مہدی موعود کا ظہور ہوگا۔ اور ان قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ تیرھویں صدی میں بہت سے دجالی فتنے ظہور میں آگئے ہیں۔ اب دیکھو کہ اس نامی مولوی نے جو بہت سی کتابوں کا مؤلف بھی ہے کیسی صاف گواہی دے دی کہ چودھویں صدی ہی مہدی اور مسیح کے ظاہر ہونے کا وقت ہے اور صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی کتاب میں اپنی اولاد کو وصیت بھی کرتا ہے کہ اگر میں مسیح موعود کا زمانہ نہ پاؤں تو تم میری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا السلام علیکم مسیح موعود کو پہنچا دو☆ مگر افسوس کہ یہ تمام باتیں صرف زبان سے تھیں اور دل انکار سے خالی نہ تھا اگر وہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا زمانہ پاتے تو ظاہر قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں علماء سے لعن و طعن اور تکفیر و تکذیب اور تفسیق میں شریک ہو جاتے۔ کیا ان مولویوں نے چودھویں صدی کے آنے پر کچھ غور بھی کی؟ کچھ خوف خدا اور تقویٰ سے بھی کام لیا؟ کون سا حملہ ہے جو نہیں کیا اور کون سی تکذیب اور توہین ہے جو ان سے ظہور میں نہیں آئی اور کونسی گالی ہے جس سے زبان کو روک رکھا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک کسی دل کو خدا نہ کھولے کھل نہیں سکتا اور جب تک وہ قادر کریم خود اپنے فضل سے بصیرت

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم پہنچایا یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک پیشگوئی ہے نہ عوام کی طرح معمولی سلام۔ اور پیشگوئی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بشارت دیتے ہیں کہ جس قدر مخالفین کی طرف سے فتنے اٹھیں گے اور کافر اور دجال کہیں گے اور عزت اور جان کا ارادہ کریں گے اور قتل کیلئے فتوے لکھیں گے خدا ان سب باتوں میں ان کو نامراد رکھے گا اور تمہارے شامل حال سلامتی رہے گی۔ اور ہمیشہ کے لئے عزت اور بزرگی اور قبولیت اور ہر ایک ناکامی سے سلامتی صفحہ دنیا میں محفوظ رہے گی جیسا کہ السلام علیکم کا مفہوم ہے۔ منہ

عنایت نہ کرے تب تک کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ اور پھر ایک ثبوت چودھویں صدی کے متعلق یہ ہے کہ ایک بزرگ نے مدت دراز سے ایک شعر اپنے کشف کے متعلق شائع کیا ہوا ہے جس کو لاکھوں انسان جانتے ہیں۔ اس کشف میں بھی یہی لکھا ہے کہ مہدی معبود یعنی مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اور وہ شعر یہ ہے۔

درسن عاشی ہجری دو قراں خواہد بود از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود  
 اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ جب چودھویں صدی میں سے گیارہ برس گزریں گے تو آسمان پر خسوف کسوف چاند اور سورج کا ہوگا اور وہ مہدی اور دجال کے ظاہر ہوجانے کا نشان ہوگا۔ اس شعر میں مؤلف نے دجال کے مقابل پر مسیح نہیں لکھا بلکہ مہدی لکھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مہدی اور مسیح دونوں ایک ہی ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوگئی اور میرے دعوے کے وقت رمضان کے مہینہ میں اسی صدی میں یعنی چودھویں صدی ۱۳ھ میں خسوف کسوف ہو گیا۔ فالحمد لله علی ذالک۔ ایسا ہی دارقطنی کی ایک حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہدی معبود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ انّ لمہدینا ایبتین الخ۔ ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جب سے زمین و آسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی مامور اور مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے اور وہ نشان یہ ہیں کہ چاند کا اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج کا اپنے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں رمضان کے مہینہ میں گرہن ہوگا۔ یعنی انہی دنوں میں جبکہ مہدی اپنا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کرے گا اور دنیا اُس کو قبول نہیں کرے گی آسمان پر اس کی تصدیق کے لئے ایک نشان ظاہر ہوگا۔ اور وہ یہ کہ مقررہ تاریخوں میں جیسا کہ حدیث مذکورہ میں درج ہیں سورج چاند کا رمضان کے مہینہ میں جو نزول کلام الہی کا مہینہ ہے گرہن ہوگا اور ظلمت کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ ہوگا کہ زمین پر ظلم کیا گیا اور جو خدا کی طرف سے تھا اس کو مفتری سمجھا گیا۔ اب

اس حدیث سے صاف طور پر چودھویں صدی متعین ہوتی ہے کیونکہ کسوف خسوف جو مہدی کا زمانہ بتلاتا ہے اور کمذبین کے سامنے نشان پیش کرتا ہے وہ چودھویں صدی میں ہی ہوا ہے۔ اب اس سے زیادہ صاف اور صریح دلیل کونسی ہوگی کہ کسوف خسوف کے زمانہ کو مہدی معبود کا زمانہ حدیث نے مقرر کیا ہے اور یہ امر مشہور محسوس ہے کہ یہ کسوف خسوف چودھویں صدی ہجری میں ہی ہوا اور اسی صدی میں مہدی ہونے کے مدعی کی سخت تکذیب ہوئی۔ پس ان قطعی اور یقینی مقدمات سے یہ قطعی اور یقینی نتیجہ نکلا کہ مہدی معبود کا زمانہ چودھویں صدی ہے اور اس سے انکار کرنا امور مشہورہ محسوسہ بدیہیہ کا انکار ہے۔ ہمارے مخالف اس بات کو تو مانتے ہیں کہ چاند اور سورج کا گرہن رمضان میں واقع ہو گیا اور چودھویں صدی میں واقع ہوا مگر نہایت ظلم اور حق پوشی کی راہ سے تین عذر پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا یہ عذر صحیح ہیں؟

(۱) اول یہ عذر ہے کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقاہت میں سے نہیں ہیں اس کا یہ جواب ہے کہ اگر درحقیقت بعض راوی مرتبہ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دارقطنی پر ہوگا کہ اُس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکا دیا؟ یعنی یہ حدیث اگر قابل اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟ حالانکہ وہ اس مرتبہ کا آدمی ہے جو صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتا ہے اور اس کی تنقید میں کسی کو کلام نہیں اور اس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ گزر گیا مگر اب تک کسی عالم نے اس حدیث کو زیر بحث لا کر اس کو موضوع قرار نہیں دیا نہ یہ کہا کہ اس کے ثبوت کی تائید میں کسی دوسرے طریق سے مدد نہیں ملی بلکہ اس وقت سے جو یہ کتاب ممالک اسلامیہ میں شائع ہوئی تمام علماء و فضلاء متقدمین و متاخرین میں سے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے۔ بھلا اگر کسی نے اکابر محدثین میں سے اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا ہے تو اُن میں سے کسی محدث کا فعل یا قول پیش تو کرو جس نے لکھا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اگر کسی جلیل الشان

محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کریں گے جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرالو ورنہ خدا سے ڈرو جو میرے بغض کے لئے صحیح حدیثوں کو جو علمائے ربانی نے لکھی ہیں موضوع ٹھہراتے ہو حالانکہ امام بخاری نے تو بعض روافض اور خوارج سے بھی روایت لی ہے ان تمام حدیثوں کو کیوں صحیح جانتے ہو؟ غرض ناظرین کے لئے یہ فیصلہ کھلا کھلا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حدیث کو موضوع قرار دیتا ہے تو وہ اکابر محدثین کی شہادت سے ثبوت پیش کرے۔ ہم حتمی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس کو ایک سو روپیہ بطور انعام دے دیں گے۔ خواہ یہ روپیہ بھی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے پاس اپنی تسلی کے لئے بشرائط مذکورہ بالا جمع کرالو اور اگر یہ حدیث موضوع نہیں اور افترا کی تہمت سے اس کا دامن پاک ہے تو تقویٰ اور ایمانداری کا یہی تقاضا ہونا چاہیے کہ اس کو قبول کرلو۔ محدثین کا ہرگز یہ قاعدہ نہیں ہے کہ کسی راوی کی نسبت ادنیٰ جرح سے ہی فی الفور حدیث کو موضوع قرار دیا جائے۔ بھلا جن حدیثوں کی رو سے مہدی خون کو مانا جاتا ہے وہ کس مرتبہ کی ہیں؟ آیا ان کے تمام راوی جرح سے خالی ہیں؟ بلکہ جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہے تمام اہل حدیث جانتے ہیں کہ مہدی کی حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی جرح سے خالی نہیں۔ پھر ان مہدی کی حدیثوں کو ایسا قبول کر لینا کہ گویا ان کا انکار کفر ہے حالانکہ وہ سب کی سب جرح سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ایک ایسی حدیث سے انکار کرنا جو اور طریقوں سے بھی ثابت ہے اور جو خود قرآن آیت جَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ<sup>۱</sup> میں اس کے مضمون کا مصدق ہے کیا یہی ایمانداری ہے؟ حدیثوں کے جمع کرنے والے ہر ایک جرح سے حدیث کو نہیں پھینک دیتے تھے ورنہ ان کے لئے مشکل ہو جاتا کہ اس التزام سے تمام اخبار و آثار کو اکٹھا کر سکتے۔ یہ باتیں سب کو معلوم ہیں مگر اب بخل جوش مار رہا ہے۔ ماسوا اس کے جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے پورا ہو گیا تو بموجب آیت کریمہ لَا يُظْهِرُ عَلَيَّ غَيْبَةَ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى

مِنْ رَّسُولٍ ۱ قطعاً اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہے یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔ تو اب بعد شہادت قرآن شریف کے جو آیت لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۲ سے اس حدیث کے منجانب رسول ہونے پر مل گئی ہے پھر بھی اس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سمجھنا کیا یہ دیانت کا طریق ہے؟ اور کیا آپ لوگوں کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی پر بجز خدا کے رسولوں کے کوئی اور بھی قادر ہو سکتا ہے؟ اور اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ قرآنی شہادت کے رو سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ اور اگر آپ لوگوں کے نزدیک ایسی پیشگوئی پر کوئی دوسرا بھی قادر ہو سکتا ہے تو پھر آپ اس کی نظیر پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ کسی مفتری یا رسول کے سوا کسی اور نے کبھی یہ پیشگوئی کی ہو کہ ایک زمانہ آتا ہے جس میں فلاں مہینے میں چاند اور سورج کا خسوف کسوف ہوگا اور فلاں فلاں تاریخوں میں ہوگا اور یہ نشان کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے ہوگا جس کی تکذیب

☆ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کی گواہی صحت حدیث کسوف خسوف کی نسبت صرف ایک گواہی نہیں ہے بلکہ دو گواہیاں ہیں ایک تو یہ آیت کہ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۳ جو پیشگوئی کے طور پر بتلا رہی ہے کہ قیامت کے قریب جو مہدی آخر الزمان کے ظہور کا وقت ہے چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا۔ دوسری گواہی اس حدیث کی صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ ۴ میں ہے کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کارسولوں پر حصر کرتی ہے جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ان لمہدینا کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ منہ

کی گئی ہوگی اور اس صورت کا نشان اوّل سے آخر تک کبھی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا ہوگا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ ہرگز اس کی نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔ درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی اور یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے۔

(۱) یعنی چاند کا گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اوّل درجہ پر ہے جن کی نسبت آیت لَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِہٖ اَحَدًا<sup>۱</sup> کا مضمون صادق آسکتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں۔ پھر جبکہ ایک حدیث دوسری حدیث سے قوت پا کر پایہ یقین کو پہنچ جاتی ہے تو جس حدیث نے خدا تعالیٰ کے کلام سے قوت پائی ہے اُس کی نسبت یہ زبان پر لانا کہ وہ موضوع اور مردود ہے انہی لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اگرچہ باعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی مگر خدا نے اپنی دو گواہیوں سے یعنی آیت لَا يُظْهِرُ اٰنْح اور آیت جَمِيعَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ<sup>۱</sup> سے خود اس حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ سو بلاشبہ قرآنی شہادت سے اب یہ حدیث مرفوع متصل ہے کیونکہ قرآن ایسی تمام پیشگوئیوں کا جو کمال صفائی سے پوری ہو جائیں اس تہمت سے تبریہ کرتا ہے کہ بجز خدا کے رسول کے کوئی اور شخص ان کا بیان کرنے والا ہے۔ نعوذ باللہ یہ خدا کے کلام کی تکذیب ہے کہ وہ تو صاف لفظوں میں بیان فرماوے کہ میں صریح اور صاف پیشگوئیوں کے کہنے پر بجز اپنے رسول کے کسی کو قدرت نہیں دیتا لیکن اس کے برخلاف کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ ایسی پیشگوئیاں کوئی اور بھی کر سکتا ہے

﴿۳۰﴾

جس پر خدا کی طرف سے وحی نازل نہیں ہوئی اور اس طریق سے آیت لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا<sup>۱</sup> کی تکذیب کر دیوے۔ غرض جبکہ ان تمام طریقوں سے اس حدیث کی صحت ثابت ہو گئی اور نیز اس کی پیشگوئی اپنے پورے پیرایہ میں وقوع میں بھی آگئی تو اے خدا سے ڈرنے والو! اب مجھے کہنے دو کہ ایسی حدیث سے انکار کرنا جو گیارہ سو برس سے علماء اور خواص اور عوام میں شائع ہو رہی ہے اور امام محمد باقر اس کے راوی ہیں اور تیرہ سو برس سے یعنی ابتدا سے آج تک کسی نے اس کو موضوع قرار نہیں دیا۔ اور نہ دارقطنی نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا اور قرآن آیت جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ<sup>۲</sup> میں اس کا مصدق ہے یعنی اسی گرهن سورج اور چاند کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے اور نیز قرآن کے صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کسی پیشگوئی پر جو صاف اور صریح اور فوق العادت طور پر پوری ہو گئی ہو بجز خدا کے رسول کے اور کوئی شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ ایسا انکار جو عناداً کیا جائے ہرگز کسی ایماندار کا کام نہیں۔

دوسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اپنے الفاظ کے مفہوم کے مطابق پوری نہیں ہوئی کیونکہ چاند کا گرہن رمضان کی پہلی رات میں نہیں ہوا بلکہ تیرھویں رات میں ہوا اور نیز سورج کا گرہن رمضان کی پندرھویں تاریخ نہیں ہوا بلکہ ۲۸ تاریخ ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرہن کے لئے کوئی نیا قاعدہ اپنی طرف سے نہیں تراشا بلکہ اُسی قانون قدرت کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے جو خدا نے ابتدا سے سورج اور چاند کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ سورج کا خسوف اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا اور قمر کا خسوف اس کی پہلی رات میں ہوگا یعنی اُن تین راتوں میں سے جو خدا نے قمر کے گرہن کے لئے مقرر فرمائی ہیں پہلی رات میں خسوف ہوگا

سوا ایسا ہی وقوع میں آیا کیونکہ چاند کی تیرھویں رات میں جو قمر کی خسوفی راتوں میں سے پہلی رات ہے خسوف واقع ہو گیا اور حدیث کے مطابق واقع ہو اور نہ مہینہ کی پہلی رات میں قمر کا گرہن ہونا ایسا ہی بدیہی محال ہے جس میں کسی کو کلام نہیں وجہ یہ کہ عرب کی زبان میں چاند کو اسی حالت میں قمر کہہ سکتے ہیں جبکہ چاند تین دن سے زیادہ کا ہو اور تین دن تک اس کا نام ہلال ہے نہ قمر اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہتے ہیں۔

چنانچہ قمر کے لفظ میں لسان العرب وغیرہ میں یہ عبارت ہے۔ ہو بعد ثلث لیل الی <sup>☆</sup> اخر الشهر یعنی چاند کا قمر کے لفظ پر اطلاق تین رات کے بعد ہوتا ہے۔ پھر جبکہ پہلی رات میں جو چاند نکلتا ہے وہ قمر نہیں ہے اور نہ قمر کی وجہ تسمیہ یعنی شدت سپیدی و روشنی اس میں موجود ہے تو پھر کیونکر یہ معنی صحیح ہوں گے کہ پہلی رات میں قمر کو گرہن لگے گا۔

یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں جو اں عورت پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی اور اس پر کوئی مولوی صاحب ضد کر کے یہ معنی بتلاویں کہ پہلی رات سے مراد وہ رات ہے جس رات وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی تو کیا یہ معنی صحیح ہوں گے؟ اور کیا اُن کی خدمت میں کوئی عرض نہیں کرے گا کہ حضرت پہلی رات میں تو وہ جو اں عورت نہیں کہلاتی بلکہ اس کو صبیہ یا بچہ کہیں گے پھر اس کی طرف حمل منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور اس جگہ ہر ایک عقلمند یہی سمجھے گا کہ پہلی رات سے مراد زفاف کی رات ہے جبکہ اول دفعہ ہی کوئی عورت اپنے خاوند کے پاس جائے۔ اب بتلاؤ کہ اس فقرے میں اگر کوئی اس طرح کے معنی کرے تو کیا وہ معنی آپ کے نزدیک صحیح ہیں؟ اس بنیاد پر کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور کیا آپ ایسا خیال کر لیں گے کہ وہ جو اں عورت پیدا ہوتے ہی اپنی پیدائش کی پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی۔ اے حضرات!



خدا سے ڈرو جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اُس کو کہتے ہیں جو تین دن کے بعد ریاسات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے تو اب ہلال کو کیونکر قمر کہا جائے۔ ظلم کی بھی تو کوئی حد ہوتی ہے پھر ظاہر ہے کہ جبکہ قمر کے گرہن کے لئے تین راتیں خدا کے قانونِ قدرت میں موجود ہیں اور پہلی رات چاند کے خسوف کی تین راتوں میں سے مہینہ کی تیرھویں رات ہے اور ایسا ہی سورج کے گرہن کے لئے خدا کے قانونِ قدرت میں تین دن ہیں اور بیچ کا دن سورج کے کسوف کے دنوں میں سے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ ہے تو یہ معنی کیسے صاف اور سیدھے اور سریع الفہم اور قانونِ قدرت پر مبنی ہیں کہ مہدی کے ظہور کی یہ نشانی ہوگی کہ چاند کو اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے جو اس کے لئے خدا نے ابتدا سے مقرر رکھی ہیں پہلی رات میں گرہن لگ جائے گا یعنی مہینہ کی تیرھویں رات جو گرہن کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ ایسا ہی سورج کو اپنے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں گرہن لگے گا یعنی مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو جو سورج کے گرہن کا ہمیشہ بیچ کا دن ہے کیونکہ خدا کے قانونِ قدرت کے رو سے ہمیشہ چاند کا گرہن تین راتوں میں سے کسی رات میں ہوتا ہے یعنی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵۔ ایسا ہی سورج کا گرہن اُس کے تین مقررہ دنوں میں سے کبھی باہر نہیں جاتا یعنی مہینہ کا ۲۷، ۲۸ و ۲۹۔ پس چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ سترھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے اور سورج کے گرہن کا بیچ کا دن ہمیشہ مہینہ کی ۲۸ تاریخ۔ عقلمند جانتا ہے۔ اب ایسی صاف پیشگوئی میں بحث کرنا اور یہ کہنا کہ قمر کا گرہن مہینہ کی پہلی رات میں ہونا چاہیے تھا یعنی جبکہ کنارہ آسمان پر ہلال نمودار ہوتا ہے یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہاں ہیں رونے والے جو اس قسم کی عقلوں کو روویں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ پہلی تاریخ کا چاند جس کو ہلال

کہتے ہیں وہ تو خود ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ پس اس غریب بے چارہ کا گریہ کیا ہوگا۔ کیا پدی کیا پدی کا شور با☆

تیسرا اعتراض اس نشان کو مٹانے کے لئے یہ پیش کیا گیا ہے کہ کیا ممکن نہیں کہ کسوف خسوف تو اب رمضان میں ہو گیا ہو مگر مہدی جس کی تائید اور شناخت کے لئے خسوف کسوف ہوا ہے وہ پندرہویں صدی میں پیدا ہوا یا سولہویں صدی میں یا اس کے بعد کسی اور صدی میں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اے بزرگو! خدا ہی تم پر رحم کرے جبکہ آپ لوگوں کی فہم کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے تو میرے اختیار میں نہیں کہ میں کچھ سمجھا سکوں۔ صاف ظاہر ہے کہ خدا کے نشان اس کے رسولوں اور ماموروں کی تصدیق اور شناخت کے لئے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ ان کی سخت تکذیب کی جاتی ہے اور ان کو مفتری اور کافر اور فاسق قرار دیا جاتا ہے تب خدا کی غیرت ان کے لئے جوش مارتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنے نشانوں سے صادق کو صادق کر کے دکھلاوے۔ غرض ہمیشہ آسمانی نشانوں کے لئے ایک محرک کی ضرورت ہوتی ہے اور جو لوگ بار بار

﴿۳۲﴾

☆ یاد رہے کہ کسی حدیث کی سچائی پر اس سے زیادہ کوئی یقینی اور قطعی گواہی نہیں ہو سکتی کہ وہ حدیث اگر کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے تو وہ پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جائے کیونکہ اور سب طریق اثبات صحت حدیث کے ظنی ہیں مگر یہ حدیث کا ایک چمکتا ہوا زیور ہے کہ اس کی سچائی کی روشنی پیشگوئی کے پورے ہونے سے ظاہر ہو جائے کیونکہ کسی حدیث کی پیشگوئی کا پورا ہونا اس حدیث کو مرتبہ ظن سے یقین کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیتا ہے اور ایسی حدیث کے ہم مرتبہ اور یقینی مرتبہ میں ہم پلہ کوئی حدیث نہیں ہو سکتی جو بخاری کی ہو یا مسلم کی۔ اور ایسی حدیث کے سلسلہ اسناد میں گو بفرض محال ہزار کذاب اور مفتری ہو اس کی قوت صحت اور مرتبہ یقین کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وسائل محسوسہ مشہودہ بدیہہ سے اس کی صحت کھل جاتی ہے اور ایسی کتاب کا یہ امر فخر ہو جاتا ہے اور اس کی صحت پر ایک دلیل قائم ہو جاتی ہے جس میں ایسی حدیث ہو پس دارقطنی کا فخر ہے جس کی حدیث ایسی صفائی سے پوری ہو گئی۔ منہ

تکذیب کرتے ہیں وہی محرک ہوتے ہیں۔ نشانوں کی یہی فلاسفی ہے اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ نشان تو آج ظاہر ہو اور جس کی تصدیق اور اس کے مخالفوں کے ذب اور دفع کے لئے وہ نشان ہے وہ کہیں سو یا دو سو یا تین سو یا ہزار برس کے بعد پیدا ہو اور خود ظاہر ہے کہ ایسے نشانوں سے اس کے دعوے کو کیا مدد پہنچے گی بلکہ ممکن ہے کہ اس عرصہ تک اس نشان پر نظر رکھ کر کئی مدعی پیدا ہو جائیں تو اب کون فیصلہ کرے گا کہ کس مدعی کی تائید میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا۔ تعجب ہے کہ مدعی کا تو ابھی وجود بھی نہیں اور نہ اس کے دعوے کا وجود ہے اور نہ خدا کی نظر میں کوئی محرک تکذیب کرنے والا موجود ہے بلکہ سو دو سو یا ہزار برس کے بعد انتظار ہے تو قبل از وقت نشان کیا فائدہ دے گا اور کس قوم کے لئے ہوگا کیونکہ موجودہ زمانہ کے لوگ تو ایسے نشان سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے جس کے ساتھ مدعی نہیں ہے اور جبکہ نشان کے دیکھنے والے بھی سب خاک میں مل جائیں گے اور کوئی زمین پر زندہ نہیں ہوگا جو یہ کہہ سکے کہ میں نے چاند اور سورج کو پچشم خود گرہن ہوتے دیکھا تو ایسے نشان سے کیا فائدہ مرتب ہوگا جو زندہ مدعی کے زمانہ کے وقت صرف ایک مردہ قصہ کے طور پر پیش کیا جائے گا اور خدا کو کیا ایسی جلدی پڑی تھی کہ کئی سو برس پہلے نشان ظاہر کر دیا اور ابھی مدعی کا نام و نشان نہیں۔ نہ اس کے باپ دادے کا کچھ نام و نشان۔ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ عقیدہ اہل سنت اور شیعہ کا مسلم ہے کہ مہدی جب ظاہر ہوگا تو صدی کے سر پر ہی ظاہر ہوگا۔ پس جبکہ مہدی کے ظہور کے لئے صدی کے سر کی شرط ہے تو اس صدی میں تو مہدی کے پیدا ہونے سے ہاتھ دھور کھنا چاہیے کیونکہ صدی کا سر گذر گیا اور اب بات دوسری صدی پر جا پڑی اور اس کی نسبت بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیونکہ جب کہ چودھویں صدی جو حدیث نبوی کا مصداق تھی اور نیز اہل کشف کے کشفوں سے لدی ہوئی تھی خالی گذر گئی تو پندرہویں صدی پر کیا اعتبار رہا۔ پھر جبکہ آنے والے مہدی کے ظہور کے کوئی لکھن نظر نہیں آتے اور کم سے کم سو برس پر بات جا پڑی تو اس بے ہودہ نشان خسوف کسوف سے فائدہ کیا ہوا۔ جب اس صدی کے سب لوگ مر جائیں گے اور کوئی

خسوف کسوف کا دیکھنے والا زندہ نہ رہے گا تو اس وقت تو یہ کسوف خسوف کا نشان محض ایک قصہ کے رنگ میں ہو جائے گا اور ممکن ہے کہ اس وقت علماء کرام اس کو ایک موضوع حدیث کے طور پر سمجھ کر داخل دفتر کر دیں۔ غرض اگر مہدی اور اس کے نشان میں جدائی ڈال دی جائے تو یہ ایک مکروہ بدفالی ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز ارادہ ہی نہیں ہے کہ اس کی مہدویت کو آسمانی نشانوں سے ثابت کرے۔ پھر جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ نشان اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ خدا کے رسولوں کی تکذیب ہوتی ہے اور ان کو مفتری خیال کیا جاتا ہے تو یہ عجیب بات ہے کہ مدعی تو ابھی ظاہر نہیں ہوا اور نہ اس کی تکذیب ہوئی مگر نشان پہلے ہی سے ظاہر ہو گیا اور جب دو تین سو برس کے بعد کوئی پیدا ہوگا اور تکذیب ہوگی تب یہ باسی قصہ کس کام آسکتا ہے کیونکہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہو سکتی اور نہ ایسے مدعی کی نسبت قطع کر سکتے ہیں کہ درحقیقت فلاں صدی میں خسوف کسوف اسی کی تصدیق میں ہوا تھا۔ خدا کی ہرگز یہ عادت نہیں کہ مدعی اور اس کے تائیدی نشانوں میں اس قدر لمبا فاصلہ ڈال دے جس سے امر مشتبہ ہو جائے۔ کیا یہ چند لفظ ثبوت کا کام دے سکتے ہیں کہ فلاں صدی میں جو خسوف کسوف ہوا تھا وہ اسی مدعی کی تائید میں ہوا تھا۔ یہ خوب ثبوت ہے جو خود ایک دوسرے ثبوت کو چاہتا ہے۔ غرض یہ دارقطنی کی حدیث مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے اس نے ایک تو قطعی طور پر مہدی معبود کے لئے چودھویں صدی زمانہ مقرر کر دیا ہے اور دوسرے اس مہدی کی تائید میں اس نے ایسا آسمانی نشان پیش کیا ہے جس کے تیرہ سو برس سے کل اہل اسلام منتظر تھے۔ سچ کہو کہ کیا آپ لوگوں کی طبیعتیں چاہتی تھیں کہ میرے مہدویت کے دعوے کے وقت آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہو جائے۔ ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی

جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینے میں خسوف کسوف کرا لیتے۔ بے شک وہ لوگ کروڑ ہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ اُن کے دعوے کے ایام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اُس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مسلمون یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ وہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کے لئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا اور ایسا ہی میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہو گئی ہے کیونکہ جبکہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کے لئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی کیونکہ جس صدی کے سر پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی

وہی صدی مہدی کے ظہور کے لئے ماننی پڑی تا دعویٰ اور دلیل میں تفریق اور بُعد پیدا نہ ہو۔ اور پھر اس بات پر ایک اور دلیل ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ علماء اسلام کا یقینی طور پر یہی عقیدہ تھا کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اور وہ یہ ہے کہ انواع حافظ برخوردارکنہ موضع چپٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ میں جس کی پنجاب میں بڑی قبولیت ہے ایک ہندی شعر ہے جس میں صاف اور صریح طور پر اس بات کا بیان ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اور وہ یہ ہے۔

پچھلے اک ہزار دے گزرے تری سے سال عیسیٰ ظاہر ہو سیا کر سی عدل کمال  
 اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب سن ہجری سے تیرہ سو برس گزر جائیں گے تو چودھویں صدی کے سر پر  
 عیسیٰ ظاہر ہو جائے گا جو کامل عدالت کرے گا یعنی دکھا دے گا کہ صراطِ مستقیم یہ ہے۔ اب دیکھو  
 کہ حافظ صاحب مرحوم نے جو عالم حدیث اور فقہ ہیں اور تمام پنجاب میں بڑی شہرت رکھتے  
 ہیں اور پنجاب میں اپنے زمانہ میں اول درجہ کے فقیہ مانے گئے ہیں اور لوگ اُن کو اہل اللہ میں  
 سے شمار کرتے ہیں اور متقی اور راست گو سمجھتے ہیں بلکہ علماء میں وہ ایک خاص عزت کی نظر سے  
 دیکھے جاتے ہیں کیسے انہوں نے صاف طور پر فرمادیا کہ چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوگا  
 اور مصنفین کے لئے کافی ثبوت اس بات کا دے دیا ہے کہ حدیث اور اقوال علماء سے یہی  
 ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا وقت چودھویں صدی کا سر ہے۔ دیکھو یہ کیسی  
 صاف گواہیاں ہیں جن کو آپ لوگ قبول نہیں کرتے۔ کیا ممکن تھا کہ حافظ برخوردار صاحب  
 باوجود اس قدر وقعت اور شان اپنی کے جھوٹ بولتے؟ اور اگر جھوٹ بولتے اور اس قول کا کوئی  
 حدیث ماخذ ثابت نہ کرتے تو کیوں علمائے امت اُن کا پیچھا چھوڑ دیتے۔ پھر ایک اور مشہور  
 بزرگ جو اسی زمانہ میں گزرے ہیں جو کوٹھہ والے کر کے مشہور ہیں۔ اُن کے بعض مرید اب  
 تک زندہ موجود ہیں انہوں نے عام طور پر بیان کیا ہے کہ میاں صاحب کوٹھہ والے نے ایک  
 مرتبہ فرمایا تھا کہ مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب اس کا زمانہ ہے اور ہمارا زمانہ جاتا رہا اور

یہ بھی فرمایا کہ اُس کی زبان پنجابی ہے۔ تب عرض کیا گیا کہ آپ نام بتلاویں جس نام سے وہ شخص مشہور ہے اور جگہ سے مطلع فرمادیں۔ جواب دیا کہ میں نام نہیں بتلاؤں گا۔ اب جس قدر

☆ ان راویوں میں سے ایک صاحب مرزا صاحب کر کے مشہور ہیں جن کا نام محمد اسماعیل ہے اور پشاور محلہ گل بادشاہ صاحب کے رہنے والے ہیں سابق انسپکٹر مدارس تھے۔ ایک معزز اور ثقہ آدمی ہیں مجھ سے کوئی تعلق بیعت نہیں ہے۔ ایک مدت دراز تک میاں صاحب کوٹھہ والے کی صحبت میں رہے ہیں انہوں نے مولوی سید سرور شاہ صاحب کے پاس بیان کیا کہ میں نے حضرت کوٹھہ والے صاحب سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہو گیا ہے ابھی اس کا ظہور نہیں ہوا اور جب پوچھا گیا کہ نام کیا ہے تو فرمایا کہ نام نہیں بتلاؤں گا مگر اس قدر بتلاتا ہوں کہ زبان اس کی پنجابی ہے۔

دوسرے صاحب جو وہ اپنا بلا واسطہ سُننا بیان کرتے ہیں۔ وہ ایک بزرگ معمر حضرت کوٹھہ والے صاحب کے بیعت کرنے والوں میں سے اور اُن کے خاص رفیقوں میں سے ہیں جن کا نام حافظ نور محمد ہے اور وہ متوطن موضع گڑھی امازی ہیں۔ اور ان دنوں میں کوٹھہ میں رہا کرتے ہیں۔

اور تیسرے صاحب جو اپنا سُننا بلا واسطہ بیان کرتے ہیں ایک اور بزرگ معمر سفید ریش ہیں جن کا نام گلزار خاں ہے یہ بھی حضرت کوٹھہ والے صاحب سے بیعت کرنے والے اور متقی پرہیزگار خدا ترس نرم دل اور مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کے پیر بھائی ہیں ان دونوں بزرگوں کی چشم دید روایت بذریعہ محبی مولوی حکیم محمد بیگی صاحب دیپگر انی مجھے پہنچی ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک ثقہ اور متقی آدمی ہیں اور حضرت کوٹھہ والے صاحب کے خلیفہ کے خلف الرشید ہیں۔ انہوں نے ۲۳ جنوری ۱۹۰۰ء کو میری طرف ایک خط لکھا تھا جس میں ان دونوں بزرگوں کے بیانات اپنے کانوں سے سن کر مجھے اس سے اطلاع دی ہے خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے آمین۔ اور وہ خط یہ ہے بخدمت شریف حضرت امام الزمان بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معروض کہ میں موضع کوٹھہ علاقہ یوسف زئی کو گیا تھا اور چونکہ سنا ہوا تھا کہ حضرت صاحب مرحوم

میں نے اس بات کا ثبوت دیا ہے وہ بدیہی طور پر اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ مسیح موعود

﴿۳۵﴾

کوٹھ والے فرماتے تھے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہو گیا ہے مگر ظہور ابھی نہیں ہوا تو اس بات کا مجھ کو بہت خیال تھا کہ اس امر میں تحقیق کروں کہ فی الواقع کس طرح ہے۔ جب میں اس دفعہ کوٹھ کو گیا تو ان کے مریدوں میں سے جو کوئی باقی ماندہ ہیں ہر ایک سے میں نے استفسار کیا ہر ایک یہی کہتا تھا کہ یہ بات مشہور ہے ہم نے فلاں سے سنا فلاں آدمی نے یوں کہا کہ حضرت صاحب یوں فرماتے تھے مگر دو آدمی ثقہ متدین نے اس طرح کہا کہ ہم نے خود اپنے کانوں سے حضرت کی زبان مبارک سے سنا ہے اور ہم کو خوب یاد ہے۔ ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ اب میں ہر ایک کا بیان بعینہ عرض خدمت کرتا ہوں۔ (۱) ایک صاحب حافظ قرآن نور محمد نام اصل متوطن گڑھی امازیٰ حال مقیم کوٹھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت (کوٹھ والے) ایک دن وضو کرتے تھے اور میں رو برو بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے کہ ”ہم اب کسی اور کے زمانہ میں ہیں۔“ میں اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت اس قدر عمر ہو گئے ہیں کہ اب آپ کا زمانہ چلا گیا۔ ابھی آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہیں اپنے دنیوی کام کرتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ تو میری بات کو نہ سمجھا۔ میرا مطلب تو کچھ اور ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک بندہ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے ہماری باری چلی گئی۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم کسی غیر کے زمانہ میں ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ وہ ایسا ہوگا کہ مجھ کو تو کچھ تعلق مخلوق سے بھی ہے اُس کو کسی کے ساتھ تعلق نہ ہوگا اور اُس پر اس قدر شائد مصائب آئیں گے جن کی نظیر زمانہ گذشتہ میں نہ ہوگی مگر اس کو کچھ پروانہ ہوگی اور سب طرح کے تکالیف اور فساد اس وقت ہوں گے اُس کو پروانہ ہوگی۔ زمین آسمان مل جائیں گے اور اُلٹ پلٹ ہو جائیں گے اُس کو پروانہ ہوگی۔ پھر میں نے عرض کی کہ نام و نشان یا جگہ بتاؤ۔ فرمانے لگے نہیں بتاؤں گا۔ فقط۔ یہ اس کا بیان ہے۔ اس میں میں نے ایک حرف زریر بالا نہیں کیا

﴿۳۶﴾



کا ظہور چودھویں صدی کے سر پر ہونا ضروری تھا۔

ہاں اُس کی تقریر افغانی ہے یہ اس کا ترجمہ ہے۔ دوسرے صاحب جن کا نام گلزار خاں ہے جو ساکن موضع بڈا بیر علاقہ پشاور ہیں اور حال میں ایک موضع میں کوٹھہ شریف کے قریب رہتے ہیں اور اس موضع کا نام ٹوپی ہے یہ بزرگ بہت مدت تک حضرت صاحب کی خدمت میں رہے ہیں انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ ایک دن حضرت صاحب عام مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور طبیعت اس وقت بہت خوش و خرم تھی۔ فرمانے لگے کہ میرے بعض آشنا مہدی آخر الزمان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے (اشارہ یہ تھا کہ اسی ملک کے قریب مہدی ہوگا جس کو دیکھ سکیں گے) اور پھر فرمایا کہ اُس کی باتیں اپنے کانوں سے سُنیں گے۔ فقط۔ اُس بزرگ کو جب کہ میں نے اس راز سے مطلع کیا کہ آپ کے حضرت کی یہ پیشگوئی سچی نکلی اور ایسا ہی وقوع میں آ گیا ہے (یعنی پیشگوئی کے منشاء کے موافق مہدی پنجاب میں پیدا ہو گیا ہے) تو وہ بزرگ بہت رویا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں مجھ کو کسی طرح اُن کے قدموں تک پہنچاؤ اور میں بہ سبب ضعف بصارت کے جا نہیں سکتا کیا کروں۔ پھر کہنے لگا کہ میرا سلام اُن کو پہنچانا اور دُعا کرانی۔ پھر میں نے اُس سے وعدہ کیا کہ ضرور تمہارا سلام پہنچا دوں گا۔ اور دعا کا سوال بھی کروں گا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ضرور اُس کے واسطے دعا کی جائے گی۔ والسلام خیر ختام واللہ ثم تاللہ کہ ان دونوں شخصوں نے اسی طرح گواہی دی ہے۔ محمد یحییٰ از دیپگراں ایسا ہی ایک اور خط مولوی حمید اللہ صاحب ملا سوات کی طرف سے مجھے پہنچا ہے جس میں یہی گواہی بزبان فارسی ہے جس کا ترجمہ ذیل میں لکھتا ہوں:-

بخدمت شریف کاشف رموز نہانی واقف علوم ربانی جناب مرزا صاحب۔ عرضداشت یہ ہے کہ فضیلت پناہ جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب اخوان زادہ جو آپ کی خدمت میں ہو گئے ہیں اُن سے کئی دفعہ آپ کا ذکر جمیل درمیان آیا آخر ایک روز باتیں کرتے کرتے مہدی اور

چوتھا امر اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا چودھویں صدی کے

﴿۳۶﴾

عیسیٰ اور مجدد کا ذکر درمیان آگیا۔ تب میں نے اُسی تقریب پر ذکر کیا کہ ایک روز ہمارے مرشد حضرت صاحب کوٹھہ والے فرماتے تھے کہ مہدی معبود پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اس بات کو سن کر فضیلت پناہ مولوی محمد بیگی اخوان زادہ اس بات پر مصر ہوئے کہ اس بیان کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر تحریر کر دیں پس میں بحکم آیت وَلَا تَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَإِنَّ إِسْمَ قَلْبِهِ خداتعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کوٹھہ والے ایک دو سال اپنی وفات سے پہلے یعنی ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں اپنے چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک باب سے معارف اور اسرار میں گفتگو شروع تھی ناگاہ مہدی معبود کا تذکرہ درمیان آگیا فرمانے لگے کہ مہدی معبود پیدا ہو گیا ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا ہے اور قسم بخدا کہ یہی اُن کے کلمات تھے۔ اور میں نے سچ سچ بیان کیا ہے نہ ہوائے نفس سے اور بجز اظہار حق اور کوئی غرض درمیان نہیں۔ اُن کے مُنہ سے یہ الفاظ افغانی زبان میں نکلے تھے: ”چہ مہدی پیدا شوے وے او وقت و ظہور مندے“ یعنی مہدی موعود پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ بعد اس کے حضرت موصوف نے سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ ہجری میں وفات پائی۔

آیسا ہی ایک اور بزرگ گلاب شاہ نامی موضع جمال پور ضلع لودیانہ میں گذرے ہیں جن کے خوارق اس طرف بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے چند لوگوں کے پاس اپنا یہ کشف بیان کیا جن میں سے ایک بزرگ کریم بخش نامی (خدا ان کو غریق رحمت کرے) پر ہیہ زگار موحد معمر سفید ریش کو میں نے دیکھا ہے۔ اور انہوں نے نہایت رقت سے چشم پُر آب ہو کر کئی جلسوں میں میرے روبرو اُس زمانہ

﴿۳۷﴾

☆ میاں کریم بخش ساکن جمال پور ضلع لدھیانہ نے میاں گلاب شاہ مجذوب کی اس پیشگوئی کو بڑے بڑے مسلمانوں کے جلسہ میں بیان کیا تھا چنانچہ ایک دفعہ قریباً سات سو آدمی کے جلسہ میں قادیان میں بیان کیا اور میرے خیال میں انہوں نے لدھیانہ میں کم سے کم دس ہزار آدمی کو اس سے اطلاع دی ہوگی مجھے کئی مہینوں تک لدھیانہ میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ میاں کریم بخش موضع جمال پور سے چند روز کے بعد ضرور آتے تھے اور بسا اوقات پچاس پچاس آدمی کے روبرو کریم بخش کی پیشگوئی بیان کرتے تھے اور یہ لازمی امر تھا کہ بیان کرنے کے وقت بات کے کسی نہ کسی محل پر اُن کے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ مولوی محمد احسن صاحب لدھیانہ نے بھی یہ پیشگوئی اُن کے مُنہ سے سُنی تھی۔

لدھیانہ میں یہ پیشگوئی بہت شہرت یافتہ ہے اور ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ منہ

ہاشیہ در ہاشیہ

﴿۳۷﴾

سر پر مقدر تھا وہ میں ہی ہوں۔ سو اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ میرے ہی دعوے کے وقت میں آسمان پر خسوف کسوف ہوا ہے اور میرے ہی دعوے کے وقت میں صلیبی فتنے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی ہاتھ پر خدا نے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہونا چاہئے اور مجھے خدا نے اپنی طرف سے قوت دی ہے کہ میرے مقابل پر مباحثہ کے وقت کوئی پادری ٹھہر نہیں سکتا اور میرا رُعب عیسائی علماء پر خدا نے ایسا ڈال دیا ہے کہ اُن کو طاقت نہیں رہی کہ میرے مقابلہ پر آسکیں۔ چونکہ

جبکہ چودھویں صدی میں سے ابھی آٹھ برس گزرے تھے یہ گواہی دی کہ مجزوب گلاب شاہ صاحب نے آج سے تیس برس پہلے یعنی اُس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز قریباً بیس سال کی عمر کا تھا خبر دی تھی کہ عیسیٰ جو آنے والا تھا وہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ قادیان میں ہے میاں کریم بخش صاحب کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ تو آسمان سے اتریں گے وہ کہاں پیدا ہو گیا؟ تب اُس نے جواب دیا کہ جو آسمان پر بلائے جاتے ہیں وہ واپس نہیں آیا کرتے اُن کو آسانی بادشاہت مل جاتی ہے وہ اس کو چھوڑ کر واپس نہیں آتے بلکہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ جب وہ ظاہر ہوگا تب وہ قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ میں دل میں ناراض ہوا اور کہا کہ کیا قرآن میں غلطیاں ہیں تب اُس نے کہا کہ تو میری بات نہیں سمجھا قرآن کے ساتھ جھوٹے حاشیے ملائے گئے ہیں وہ دُور کر دے گا۔ یعنی جب وہ ظاہر ہوگا جھوٹی تفسیریں جو قرآن کی گئی ہیں اُن کا جھوٹ ثابت کر دے گا۔ تب اس عیسیٰ پر بڑا شور ہوگا اور تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے۔ یاد رکھ کہ تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے۔ تب میں نے کہا کہ قادیان تو ہمارے گاؤں سے قریب دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اُس میں عیسیٰ کہاں ہے اس کا اُس نے جواب نہ دیا (وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس کو اس سے زیادہ علم نہیں دیا گیا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہوگا اور اس کو خبر نہیں تھی کہ ایک قادیان ضلع گورداسپور میں بھی ہے اس لئے اُس نے اس اعتراض میں دخل نہ دیا یا فقیرانہ کبریائی سے اس کی طرف التفات نہ کی) پھر کریم بخش صاحب مرحوم کہتے ہیں کہ ایک دوسرے وقت میں پھر اُس نے یہی ذکر کیا اور کہا کہ اُس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے اور وہ قادیان میں ہے۔ اب دیکھو کس قدر اہل کشف ایک زبان ہو کر چودھویں صدی میں عیسیٰ کے ظاہر ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔ منہ

﴿۳۸﴾

خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے اس لئے کوئی پادری میرے مقابل پر آہی نہیں سکتا یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی اور اب بلائے جاتے ہیں پر نہیں آتے اس کا یہی سبب ہے کہ ان کے دلوں میں خدا نے ڈال دیا ہے کہ اس شخص کے مقابل پر ہمیں بجز شکست کے اور کچھ نہیں۔ دیکھو ایسے وقت میں کہ جب حضرت مسیح کے خدا بنانے پر سخت غلو کیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روح القدس کی تائید سے خالی خیال کرتے تھے اور معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار تھا۔ ایسے وقت میں پادریوں کے مقابل پر کون کھڑا ہوا؟ کس کی تائید میں خدا نے بڑے بڑے معجزے دکھلائے کتاب تریاق القلوب کو پڑھو اور پھر انصاف سے کہو کہ اگرچہ صد ہا باتیں قصوں کے رنگ میں بیان کی جاتی ہیں مگر یہ نشان اور پیشگوئیاں جو روایت کی شہادت سے ثابت ہیں جن کے پچشم خود دیکھنے والے اب تک لاکھوں انسان دنیا میں موجود ہیں یہ کس سے ظہور میں آئے؟ کون ہے جو ہر ایک نئی صبح کو مخالفین کو ملزم کر رہا ہے کہ آؤ اگر تم میں روح القدس سے کچھ قوت ہے تو میرا مقابلہ کرو؟ عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں میں سے کون ہے جو اس وقت میرے سامنے کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا؟ سو یہ خدا کی حجت ہے جو پوری ہوئی۔ سچائی سے انکار کرنا طریق دیانت اور ایمان نہیں ہے۔ بلاشبہ ہر ایک قوم پر اللہ کی حجت پوری ہو گئی ہے آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں کہ جو روح القدس کی تائید میں میرا مقابلہ کر سکے۔ میں انکار کرنے والوں کو کس سے مشابہت دوں وہ اس نادان سے مشابہت رکھتے ہیں جس کے سامنے ایک ڈبہ جو اہرات کا پیش کیا گیا جس میں کچھ بڑے دانے اور کچھ چھوٹے تھے۔ اور بہت سے ان میں سے صفا کئے گئے تھے مگر ایک دو دانے اعلیٰ قسم کے تو تھے مگر ابھی جو ہری نے نادانوں کے امتحان کے لئے ان کو جلا نہیں دی تھی۔ تب

یہ نادان غصہ میں آیا اور تمام پاک اور چمکیلے جواہرات دامن سے پھینک دیئے اس خیال سے کہ ایک دو دانے اُن جواہرات میں سے اُس کے نزدیک بہت روشن نہیں ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ باوجودیکہ خدا تعالیٰ کی اکثر پیشگوئیاں کمال صفائی سے پوری ہو گئیں اُن سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے جو سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔ لیکن ایک دو ایسی پیشگوئیاں جن کی حقیقت کم بصیرتی سے ان کو سمجھ نہیں آئی اُن کا بار بار ذکر کر رہے ہیں ہر ایک مجلس میں اُن کو پیش کرتے ہیں۔ اے مسلمانوں کی ذریت! تمہیں راستی سے بغض کرنا کس نے سکھایا جبکہ تمہاری آنکھوں کے سامنے خدا نے وہ عجیب کام بکثرت دکھلائے جن کا دکھلانا انسان کی قدرت میں نہیں اور جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے تو کیا ان نشانوں کو بھلا دینا اور دو تین پیشگوئیوں کی نسبت یہودہ نکتہ چینیوں کرنا جائز تھا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو میری تصدیق کے لئے کیسا عظیم الشان نشان آسمان پر ظاہر ہوا۔ اور تیرہ سو برس کی انتظار کے بعد میرے ہی زمانہ میں میرے ہی دعوے کے عہد میں میری ہی تکذیب کے وقت خدا نے اپنے دور روشن نیروں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں بے نور کر دیا۔ یہ موجودہ علماء کے سلبِ نور اور ظلم پر ایک ماتمی نشان تھا اور مقرر تھا کہ وہ مہدی کی تکذیب کے وقت ظاہر ہوگا۔ خدا کے پاک نبی ابتدا سے خبر دیتے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور رمضان میں اس لئے کہ دین میں ظلمت اور ظلم روا رکھا گیا جیسا کہ آثار میں بھی آچکا ہے کہ مہدی پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا۔ اور اس کا نام وقت کے علماء دجال اور کذاب اور مفتری اور بے ایمان رکھیں گے اور اُس کے قتل کے منصوبے ہوں گے۔ تب خدا جو آسمان کا خدا ہے جس کا قوی ہاتھ اُس کے گروہ کو ہمیشہ بچاتا ہے آسمان پر مہدی کی تائید کے لئے یہ نشان ظاہر کرے گا اور قرآن

اس کی گواہی دے گا☆ مگر چونکہ نشانوں کے نیچے ہمیشہ ایک اشارہ ہوتا ہے گویا ان کے اندر ایک تصویری تفہیم منقوش ہوتی ہے اس لئے خدا نے اس کسوف خسوف کے نشان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ علمائے محمدی جو چاند اور سورج کے مشابہ ہونے چاہیے تھے اس وقت اُن کا نور فراست جاتا رہے گا۔ اور مہدی کو شناخت نہیں کریں گے اور تعصب کے گرہن نے ان کے دل کو سیاہ کر دیا ہوگا۔ اس لئے اس امر کے اظہار کے لئے ماتی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اسی نشان پر خدا نے بس نہیں کی بڑی بڑی فوق العادت پیشگوئیاں ظہور میں آئیں جیسا کہ لیکھرام والی پیشگوئی جس کی ساری برٹش انڈیا گواہ ہے کیسے شان اور شوکت سے ظہور میں آگئی اور باوجود ہزاروں طرح کی حفاظتوں اور ہشیاریوں کے کس طرح خدا کے ارادہ نے روز روشن میں اپنا کام کر دیا۔ ایسا ہی رسالہ انجام آتھم کی یہ پیشگوئی کہ عبدالحق غزنوی نہیں مرے گا جب تک کہ اس عاجز کا پسر چہارم پیدا نہ ہو لے کس صفائی اور روشنی سے عبدالحق کی زندگی میں پوری ہوگی اور ایسا ہی یہ پیشگوئی کہ اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا بعد ان لڑکوں کے جو سب مر گئے اور اس لڑکے کا تمام بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا ہوگا چنانچہ ان پیشگوئیوں میں ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جس طور سے

☆ حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ مسیح اپنے دعاوی اور معارف کو قرآن سے استنباط کرے گا یعنی قرآن اس کی سچائی کی گواہی دے گا اور علماء وقت بعض حدیثوں کو پیش نظر رکھ کر اُس کی تکذیب کریں گے۔ اور مکتوبات امام ربانی میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماء وقت بمقابلہ اس کے آمادہ مخالفت ہو جائیں گے کیونکہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر دقیق اور غامض ہوں گی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہ میں کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آئیں گی حالانکہ حقیقت میں برخلاف نہیں ہوں گی۔ دیکھو صفحہ ۱۰ مکتوبات امام ربانی مطبع احمدی دہلی۔ منہ

اور جس تاریخ میں لیکھرام کا قتل ہونا بیان کیا گیا تھا اسی طرح سے لیکھرام قتل ہوا اور کئی سولوگوں نے گواہی دی کہ وہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی چنانچہ اب تک وہ محض نامہ میرے پاس موجود ہے جس پر ہندوؤں کی گواہیاں بھی ثبت ہیں۔ ایسا ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چہارم کی پیدائش تک پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی زندہ رہا اس میں کیسی قدرت الہی پائی جاتی ہے۔ ایسا ہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ پھوڑے ایک سال سے بھی کچھ زیادہ دنوں تک اس لڑکے کے بدن پر رہے جو بڑے بڑے اور خطرناک اور بدنما اور موٹے اور ناقابل علاج معلوم ہوتے تھے جن کے اب تک داغ موجود ہیں۔ کیا یہ طاقتیں بجز خدا کے کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں؟ پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس اُن تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہو گیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے جو میں پھر واپس آؤں گا۔ یا مثلاً شرارت کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کو بیان کر کے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ بھی ہو گئے تھے اور داؤد کا تخت اُن کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی بخیل کی نسبت

سچ فرماتے ہیں ۔

ندارد بصد نکتہ نغز گوش      چو زحیفہ بہ بیند بر آرد خروش  
یہ نادان نہیں جانتے کہ پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے اس میں بعض وقت  
منشائے ہات بھی ہوتے ہیں اور بعض وقت ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے جیسا کہ حدیث ذہب  
وہلسی اس پر شاہد ہے پھر احمد بیگ کے داماد کا اعتراض کرنا اور احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا  
کیا یہی ایمان داری ہے۔ اس جگہ تو پیشگوئی کی دو ٹانگ میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور ایک  
حصہ پیشگوئی کا یعنی احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہو جانا حسب منشاء پیشگوئی صفائی سے  
پورا ہو گیا اور دوسرے کی انتظار ہے مگر یونس نبی کی قطعی پیشگوئی میں سے کونسا حصہ پورا ہو گیا؟  
اگر شرم ہے تو اس کا کچھ جواب دو۔ آپ لوگ اگر بہت ہی کم فرصت ہوں اور ان تمام نشانوں  
کو جو سو سے زیادہ ہیں غور سے نہ دیکھ سکیں تو نمونہ کے طور پر ایک نشان آسمان کا لے لیں یعنی  
مہینہ رمضان کا خسوف کسوف اور ایک نشان زمین کا یعنی لیکھرام کا پیشگوئی کے مطابق مارا  
جانا۔ اور پھر سوچ لیں کہ نشان نمائی میں درحقیقت یہ دو گواہیاں طالب صادق کے لئے کافی  
ہیں ہاں اگر طالب صادق نہیں تو اس کے لئے تو ہزار معجزہ بھی کافی نہیں ہوگا۔ دیکھنا چاہیے کہ  
چاند اور سورج کا رمضان شریف میں گرہن ہونا کس قدر ایک مشہور پیشگوئی تھی یہاں تک کہ  
جب ہندوستان میں یہ نشان ظاہر ہوا تو مکہ معظمہ کی ہر ایک گلی اور کوچہ میں اس کا تذکرہ تھا کہ  
مہدی موعود پیدا ہو گیا۔ ایک دوست نے جو ان دنوں میں مکہ میں تھا خط میں لکھا کہ جب مکہ  
والوں کو سورج اور چاند گرہن کی خبر ہوئی کہ رمضان میں حدیث کے الفاظ کے مطابق گرہن ہو  
گیا تو وہ سب خوشی سے اُچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا اور مہدی پیدا ہو گیا اور  
بعض نے قدیم جہادی غلطیوں کی وجہ سے اپنے ہتھیار صاف کرنے شروع کر دیئے کہ اب  
کافروں سے لڑائیاں ہوں گی۔ غرض متواتر سنا گیا ہے کہ نہ صرف مکہ میں بلکہ تمام بلاد اسلام



میں اس کسوف خسوف کی خبر پا کر بڑا شور اٹھا تھا اور بڑی خوشیاں ہوئی تھیں اور منجمن نے یہ بھی گواہی دی ہے کہ اس کسوف خسوف میں ایک خاص ندرت تھی یعنی ایک بے مثل اجوبہ جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور اسی ندرت کے دیکھنے کے لئے ہمارے اس ملک کے ایک حصہ میں انگریزی فلاسفروں کی طرف سے ایک رصد گاہ بنایا گیا تھا اور امریکہ اور یورپ کے دُور دُور کے ملکوں سے انگریزی منجم کسوف خسوف کی اس طرز عجیب کے دیکھنے کے لئے آئے تھے جیسا کہ اس خسوف کسوف کے ندرت کے حالات ان دنوں میں پرچہ سول ملٹری گزٹ اور ایسا ہی اور کئی انگریزی اخباروں میں اور نیز بعض اردو اخباروں میں بھی مفصل چھپے تھے۔ اور لیکھرام کے مارے جانے کا نشان بھی ایک ہیبت ناک نشان تھا جس میں پانچ برس پہلے اس واقعہ کی خبر دی گئی تھی اور پیشگوئی میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ عید کے دوسرے دن مارا جائے گا۔ اور اس طرح پر قتل کا دن بھی متعین ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ کسی قسم کی شرط نہ تھی اور ہزار سے زیادہ لوگ بول اُٹھے تھے کہ یہ پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہو گئی۔ غرض ان دونوں نشانوں کی عظمت نے دلوں کو ہلا دیا تھا۔ نہ معلوم منکر خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے جنہوں نے ان چمکتے ہوئے نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ناحق ظلم سے اپنے پیروں کے نیچے کچل دیا۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۗ ہائے یہ لوگ کیوں نہیں دیکھتے کہ کیسے متواتر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں کیسی نازل ہو رہی ہیں اور ایک خدائی قوت زمین پر کام کر رہی ہے۔ ہائے! یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس قدر نقلی اور عقلی اور کشفی طور پر ثبوت کے مواد ہرگز اس میں جمع نہ ہو سکتے۔

آسمان بارد نشان اَلوقت می گوید زمیں باز بغض و کینہ و انکار ایناں را بہ بین  
اے ملامت گر خدا ربر زمان کن یک نظر چوں خدا خاموش ماندے در چنین وقتِ خطر

خستگان دین مرا از آسماں طلبیدہ اند آمدم وقتے کہ دلہا خونِ زغم گردیدہ اند  
دعوائے مار فروغ از صد نشا نہادادہ اند مہر و مہ ہم از پئے تصد لبق ما استادہ اند  
کچھ ایسے عقل پر پردے پڑ گئے ہیں کہ بار بار یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ حدیثوں کے مطابق  
اس شخص کا دعویٰ نہیں۔ اے قابل رحم قوم! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گا۔ خدا تمہیں ضائع  
ہونے سے بچا دے آپ لوگ کیوں نہیں سمجھتے اور میں کیونکر دلوں کو چاک کر کے سچائی کا نور  
اُن میں ڈال دوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح حَکَم ہو کر آتا۔ اور کیا مسیح پر یہ فرض تھا کہ باوجود  
اس کے کہ خدا نے اُس کو صحیح علم دیا پھر بھی وہ تمہاری ساری حدیثوں کو مان لیتا کیا اس کو ادنیٰ  
سے ادنیٰ محدث کا درجہ بھی نہیں دیا گیا اور اس کی تنقید جو علم لدنی پر مبنی ہے اس کا کچھ بھی اعتبار  
نہیں اور کیا اس پر واجب ہے کہ پہلے ناقدین حدیث کی شہادت کو ہر جگہ اور ہر مقام اور  
ہر موقعہ اور ہر تاویل میں قبول کر لے اور ایک ذرہ ان کے قدم گاہ سے انحراف نہ کرے۔ اگر  
ایسا ہی ہونا چاہیے تھا تو پھر اس کا نام حَکَم کیوں رکھا گیا؟ وہ تو تلمیذ المحدثین ہو اور  
ان کی رہنمائی کا محتاج۔ اور جبکہ بہر حال محدثین کی لکیر پر ہی اُس نے چلنا ہے تو یہ ایک بڑا  
دھوکہ ہے کہ اُس کا نام یہ رکھا گیا کہ قومی تنازع کا فیصلہ کرنے والا۔ بلکہ اس صورت میں وہ نہ  
عدل رہا نہ حَکَم رہا۔ صرف بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابن داؤد وغیرہ کا ایک مقلد ہوا۔  
گویا محمد حسین بٹالوی اور نذیر حسین دہلوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ کا ایک چھوٹا بھائی ہوا۔  
بس یہی ایک غلطی ہے جس نے آسمانی دولت سے ان لوگوں کو محروم رکھا ہے۔ کیا یہ اندھیر کی  
بات نہیں کہ محدثین کی تنقید اور توثیق اور تصحیح کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا جائے گویا ان کا سب  
لکھا ہوا نوشتہ تقدیر ہے لیکن وہ جس کا خدا نے فیصلہ کرنے والا نام رکھا اور امت کے اندرونی  
نزعوں کے تصفیہ کرنے کے لئے ٹھہرایا وہ ایسا بے دست و پا آیا کہ کسی حدیث کے رد یا قبول  
کا اس کو اختیار نہیں گویا اس سے وہ لوگ بھی اچھے ٹھہرے جن کی نسبت اہل سنت قبول

کرتے ہیں کہ وہ تصحیح حدیث بطور کشف براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے تھے اور اس ذریعہ سے کبھی صحیح حدیث کو موضوع کہہ دیتے تھے اور کبھی موضوع کا نام صحیح رکھتے تھے۔ پس سوچو اور سمجھو کہ جس شخص کے ذمہ اسلام کے ۳۷ فرقوں کی نزاعوں کا فیصلہ کرنا ہے کیا وہ محض مقلد کے طور پر دنیا میں آسکتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ یہ ضروری تھا کہ وہ ایسے طور سے آتا کہ بعض نادان اس کو یہ سمجھتے کہ گویا وہ اُن کی بعض حدیثوں کو زیور بر کر رہا ہے یا بعض کو نہیں مانتا اسی لئے تو آثار میں پہلے سے اچکا ہے کہ وہ کافر ٹھہرایا جائے گا اور علماء اسلام اُس کو دائرۃ اسلام سے خارج کریں گے اور اس کی نسبت قتل کے فتوے جاری ہوں گے۔ کیا تمہارا مسیح بھی میری طرح کافر اور دجال ہی کہلائے گا؟ اور کیا علماء میں اُس کی یہی عزت ہوگی؟ خدا سے خوف کر کے بتلاؤ کہ ابھی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ جبکہ مسیح اور مہدی کی تکفیر تک نوبت پہنچے گی اور علماء کرام اور صوفیائے عظام اُن کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان اور دائرۃ اسلام سے خارج رکھیں گے تو کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف پر یہ شور قیامت برپا ہوگا یہاں تک کہ بجز چند افراد کے تمام علماء اسلام جو زمین پر رہتے ہیں سب اتفاق کر لیں گے کہ یہ شخص کافر ہے یہ پیشگوئی بڑے غور کے لائق ہے کیونکہ بڑے زور سے آپ لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے اُس کو پورا کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ شہادت کہ کیوں صحاح ستہ کی وہ تمام حدیثیں جو مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں لکھی ہیں اس جگہ صادق نہیں آتیں اس سوال سے حل ہو جاتی ہیں کہ کیوں اخبار و آثار میں یہاں تک کہ مکتوبات مجدد صاحب سرہندی اور فتوحات مکیہ اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ مہدی اور مسیح کی علمائے وقت سخت مخالفت کریں گے اور ان کا نام گمراہ اور ملحد اور کافر اور دجال رکھیں گے اور کہیں گے کہ انہوں نے دین کو بگاڑ دیا اور احادیث کو چھوڑ دیا اس لئے وہ واجب القتل ہیں کیونکہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ آنے والے مسیح اور مہدی بعض حدیثوں کو جو علماء کے نزدیک صحیح ہیں چھوڑ دیں گے بلکہ اکثر کو چھوڑیں گے

تبھی تو یہ شورِ قیامت برپا ہوگا اور کافر کہلائیں گے۔ غرض ان احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مہدی اور مسیح علماء وقت کی امیدوں کے برخلاف ظاہر ہوں گے اور جس طور سے انہوں نے حدیثوں میں پڑی جمارکھی ہے اُس پڑی کے برخلاف ان کا قول اور فعل ہوگا۔☆ اسی وجہ سے اُن کو کافر کہا جائے گا۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ علماء مخالفین کا میری نسبت درحقیقت اور کوئی بھی عذر نہیں بجز اس بیہودہ عذر کے کہ جو ایک ذخیرہ رطب یا بس حدیثوں کا انہوں نے جمع کر رکھا ہے اُن کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں حالانکہ اُن حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہئے تھا۔ یہ ایک ابتلاء ہے جو کم عقل اور بدقسمت لوگوں کے لئے مقدر تھا اور اس ابتلاء میں نادان لوگ پھنس جاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ اپنے دلوں میں پہلے ہی ٹھہرا لیتے ہیں کہ جو کچھ مہدی اور مسیح کی نسبت حدیثیں لکھی ہیں اور جس طرح اُن کے معنی کئے گئے ہیں وہ سب صحیح اور واجب الاعتقاد ہیں اس لئے جب وہ لوگ اس فرضی نقشہ سے جو قرآن شریف سے بھی مخالف ہے مجھے مطابق نہیں پاتے تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ کاذب ہے۔ مثلاً وہ خیال کرتے ہیں کہ مسیح موعود ایک ایسی قوم یا جوج ماجوج کے وقت آنا چاہئے جن کے لمبے درختوں کی طرح قد ہوں گے اور اس قدر لمبے کان ہوں گے کہ اُن کو بستر کی طرح بچھا کر اُن پر سو رہیں گے۔ اور نیز مسیح آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اُترنا چاہئے بیت المقدس کے منارہ کے پاس مشرقی طرف اور دجال عجیب الخلق اس سے پہلے موجود چاہئے جس کے قبضہ قدرت میں سب خدائی کی باتیں ہوں۔ مینہ برسانے اور کھیتیاں اگانے اور مُردوں کے زندہ کرنے پر قادر ہو ایک آنکھ سے کانا ہو۔ اور اس کے گدھے کا سر اتنا بڑا موٹا ہو کہ دونوں کانوں کا

☆ مہدی کو کافر اور گمراہ اور دجال اور طحطاہر انے کے بارے میں دیکھو حجج الکرامہ نواب مولوی

صدیق حسن خاں اور دراسات اللیب اور فتوحات مکہ۔ منہ

فاصلہ تین سو ہاتھ کے قریب ہو اور دجال کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہو۔ اور مہدی ایسا چاہیے جس کی تصدیق کے لئے آسمان سے زور زور سے آواز آوے کہ یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے اور وہ آواز تمام مشرق و مغرب تک پہنچ جائے اور مکہ سے اس کے لئے ایک خزانہ نکلے اور وہ عیسائیوں سے لڑے اور عیسائی بادشاہ اُس کے پاس پکڑے آویں اور تمام زمین کو کفار کے خون سے پُر کر دیوے اور اُن کی تمام دولت لوٹ لے اور اس قدر قاتل اور خونریز ہو کہ جب سے دنیا کی بنیاد پڑی ہے ایسا خون آدی کوئی نہ گذرا ہو۔ اور اس قدر اپنے تابعوں میں مال تقسیم کرے کہ لوگوں کو مال رکھنے کے لئے جگہ نہ رہے۔ اور پھر اتنی خونریزیوں کے بعد چالیس برس تک موت کا حکم دنیا پر سے قطعاً موقوف کر دیا جائے اور تمام ایشیا اور یورپ اور امریکہ میں بجائے اس کے کہ ایک طرفۃ العین میں لاکھ آدمی مرتا تھا چالیس برس تک کوئی کیڑا بھی نہ مرے نہ وہ بچہ جو پیٹ میں ہے اور نہ وہ بڑھا جو ایک سو برس کا ہے۔ اور شیر اور بھیڑیے اور چرگ اور باز گوشت کھانا چھوڑ دیں یعنی چالیس برس تک درندے بھی اپنے شکار کو مارنا چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ وہ جوئیں جو بالوں میں پڑتی ہیں اور وہ کیڑے جو پانی میں ہوتے ہیں کسی کو موت نہ آوے۔ اور لوگ اگر چہ روپیہ بہت پائیں مگر چالیس برس تک صرف دال پر ہی گزارہ کریں۔ اور عین مت کے مذہب کی طرح کوئی شخص کوئی جانور نہ مارے عید کی قربانیاں اور حج کے ذبیحے سب بند ہو جائیں۔ لوگ

☆ یہ تمام امور اُن پیشگوئیوں سے لازم آتے ہیں جن کے ظاہر الفاظ پر علماءِ حال زور دے رہے ہیں کیونکہ جبکہ یہ حکم صادر ہو گیا کہ چالیس برس تک کوئی زندہ نہیں مرے گا اور اسی بنا پر شیر نے بکری کے ساتھ ایک گھاٹ میں پانی پیا اور اپنا شکار پا کر پھر بھی اس کو نہ مارا اور بھیڑیے نے بھی گوشت خواری سے توبہ کی اور باز بھی چڑیوں کے مارنے سے باز آیا اور سب نے بھوک سے اذیت اٹھانا قبول کیا مگر کسی جاندار پر حملہ نہ کیا یہاں تک کہ بلی نے بھی چوہے کی جان بخشی کی اور سب درندوں نے جانوں کی حفاظت کے لئے اپنی موت کو قبول کر لیا تو پھر کیا انسان ہی نالائق اور نافرمان رہے گا کہ ایسے امن کے زمانہ میں اپنے پیٹ کے لئے خون کر کے درندوں سے بھی بدتر ہو جائے گا؟ منہ

سانپوں کو نہ ماریں اور نہ سانپ لوگوں کو ڈسیں۔ پس اگر کسی مہدویت کے مدعی کے وقت یہ سب باتیں ہوں تب اس کو سچا مہدی مانا جائے ورنہ نہیں تو اب بتلاؤ کہ ان علامتوں اور نشانوں کے ساتھ جو لوگ سچے مہدی اور سچے مسیح کو پرکھنا چاہتے ہیں وہ مجھ کو کیونکر قبول کر لیں۔ لیکن اس جگہ تعجب یہ ہے کہ آثار میں لکھا ہے کہ وہ مسیح موعود جو ان کے زعم میں آسمان پر سے اترے گا اور وہ مہدی جس کے لئے آسمان پر سے آواز آئے گی اُس کو بھی میری طرح کافر اور دجال کہا جائے گا۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ مسیح حدیثوں کے مطابق آسمان سے اترے گا اور اس مہدی کے لئے سچے سچے آسمان سے آواز آئے گی جو یہ خلیفۃ اللہ ہے تو اتنے بڑے معجزات دیکھنے کے بعد یہاں تک کہ آسمانی فرشتے اترتے دیکھ کر پھر کیا وجہ کہ اُن کو کافر ٹھہرائیں گے۔ بالخصوص جبکہ وہ آسمان سے اتر کر ان لوگوں کی تمام حدیثیں قبول کر لیں گے تو پھر تو کوئی وجہ تکفیر کی نہیں معلوم ہوتی۔ اس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ میری نسبت بہت زیادہ ان لوگوں کی حدیثوں کا انکار کریں گے ورنہ کیا وجہ کہ باوجود اتنے معجزات دیکھنے کے پھر بھی اُن کو کافر کہا جائے گا پس ماننا پڑا کہ سچے مسیح اور مہدی کی نشانی ہی یہی ہے کہ وہ ان لوگوں کی بہت سی حدیثوں سے منکر ہو۔ ورنہ یوں تو علماء کا سر پھرا ہوا نہ ہوگا کہ بے وجہ کافر کہہ دیں گے اور ان کی نسبت کفر کا فتویٰ دیں گے۔ اب اس سوال کا جواب دینا ان مولوی صاحبوں کا حق ہے کہ جبکہ مہدی اور مسیح اُن کے قرار دادہ نشانوں کے موافق آئیں گے یعنی ایک تو دیکھتے دیکھتے آسمان سے مع فرشتوں کے اترے گا اور دوسرے کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے اور ایک دم میں مشرق مغرب میں وہ آواز پھر جائے گی گویا دونوں آسمان ہی سے اترے تو پھر اس قدر بڑا معجزہ دیکھنے کے بعد جو گویا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ظہور میں نہیں آیا کیوں ان دونوں معجز نما بزرگوں کو کافر کہیں گے۔ حالانکہ وہ آتے ہی علماء کرام کے سامنے اطاعت کے ساتھ جھک جائیں گے

اور چوں نہیں کریں گے اور بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور نسائی اور مؤطا غرض تمام ذخیرہ حدیثوں کو جس طرح پر حضرات موحدین مانتے ہیں سر جھکا کر سب کو مان لیں گے اور اگر کوئی عرض کرے گا کہ حضرت آپ تو حکم ہو کر آئے ہیں کچھ تو ان علماء سے اختلاف کیجئے تو نہایت عاجزی اور مسکینی سے کہیں گے کہ حکم کیسے۔ ہماری کیا مجال کہ ہم صحاح ستہ کی کچھ مخالفت کریں یا حضرت مولانا شیخ الکل نذیر حسین اور حضرت مولانا مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور یا حضرت مولانا امام المقلدین رشید احمد گنگوہی کے اجتہادات اور ان کے اکابر کی تشریحات کی مخالفت کریں۔ یہ حضرات جو کچھ فرما چکے سب ٹھیک اور بجا ہے ہم کیا اور ہمارا وجود کیا۔ ظاہر ہے کہ جبکہ مہدی اس طرح پر تسلیم محض ہو کر آئیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ علماء ان کو کافر کہیں یا ان کا نام دجال رکھیں۔ اکثر یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں عوام کا لانعام کے آگے محض دھوکا دہی کے طور پر یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ دیکھو مسلم میں یہ کیسی واضح حدیث ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی منارہ کے نزدیک آسمان پر سے اترے گا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھے گا اور اس پیشگوئی کے ظاہر الفاظ میں دمشق اور اس کے شرقی طرف ایک منارہ کا بیان ہے جس کے نزدیک مسیح موعود کا آسمان سے اترنا ضروری ہے۔ پس اگر ان تمام الفاظ کی تاویل کی جائے گی تو پھر پیشگوئی تو کچھ بھی نہ رہے گی بلکہ مخالف کے نزدیک ایک باعث تمسخر ہوگا کیونکہ پیشگوئی کی تمام شوکت اور اس کا اثر اپنے ظاہر الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے اور پیشگوئی کرنے والے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان علامتوں کو یاد رکھیں اور انہی کو مدعی صادق کا معیار ٹھہرائیں مگر تاویل میں تو وہ سارے نشان مقرر کردہ گم ہو جاتے ہیں اور یہ امر مقبول اور مسلم ہے کہ نصوص کو ہمیشہ ان کے ظاہر پر حمل کرنا چاہئے اور ہر ایک لفظ کی تاویل مخالف کو تسکین نہیں دے سکتی کیونکہ اس طرح تو کوئی مقدمہ فیصلہ ہی نہیں ہو سکتا بلکہ اگر ایک شخص تاویل کے طور پر اپنے مطلب کے موافق کسی حدیث کے معنی کر لیتا ہے اور الفاظ کے معنی کو تاویل کے طور پر اپنے مطلب

کی طرف پھیر لیتا ہے تو اس طرح پر تو مخالف کا بھی حق ہے کہ وہ بھی تاویل سے کام لے تو پھر فیصلہ قیامت تک غیر ممکن۔ یہ اعتراض ہے جو ہمارے مخالف کرتے ہیں اور نیز اپنے نادان چیلوں کو سکھاتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ وہ خود اس اعتراض کے نیچے ہیں۔ ہم تو کسی حدیث کے ظاہر الفاظ کو نہیں چھوڑتے جب تک قرآن اپنے نصوص صریحہ سے مع دوسری حدیثوں کے اس کو نہ چھڑائے اور تاویل کے لئے مجبور نہ کرے۔ چنانچہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہے۔ اگر یہ لوگ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے کچھ سوچتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ درحقیقت یہ اعتراض تو انہی پر ہوتا ہے کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کے بارے میں صاف لفظوں میں یہ پیشگوئی موجود تھی کہ **يُعِيسَىٰ اِذَا مَتَّوَفِّيكَ وَرَافِعَكَ اِلٰى** یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور وفات کے بعد اپنی طرف اٹھانے والا لیکن ہمارے مخالفوں نے اس نص کے ظاہر الفاظ پر عمل نہیں کیا اور نہایت مکروہ اور پُر تکلف تاویل سے کام لیا یعنی رافع کے فقرہ کو متوفیک کے فقرہ پر مقدم کیا اور ایک صریح تحریف کو اختیار کر لیا اور یا بعض نے توفی کے لفظ کے معنی بھر لینا کیا جو نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ علم لغت سے ثابت ہوتا ہے اور جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اپنی طرف سے ملا لیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متوفیک کے معنی صریح ممینک بخاری میں موجود ہیں۔ ان سے منہ پھیر لیا اور علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اُس جگہ توفی کے معنی مارنے اور رُوح قبض کرنے کے آتے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے اس قاعدہ کی کچھ بھی پروا نہیں رکھی اور خدا کی تمام کتابوں میں کسی جگہ دفع الی اللہ کے معنی یہ نہیں کئے گئے کہ کوئی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا جائے لیکن ان لوگوں نے زبردستی سے بغیر وجود کسی نظیر کے دفع الی اللہ کے اس جگہ یہ معنی کئے کہ جسم کے ساتھ اٹھایا گیا۔ ایسا ہی توفی کے اُلٹے معنی کرنے کے وقت کوئی نظیر پیش نہ کی اور بھر لینا معنی لے لئے۔ اب بتلاؤ کہ کس نے نصوص کے ظاہر پر عمل کرنا چھوڑ دیا؟ یا یوں سمجھ لو کہ



اس جگہ دو پیشگوئیاں متناقض ہیں یعنی ایک پیشگوئی دوسرے کی ضد واقع ہے اس طرح پر کہ مسیح موعود کے نزول کی پیشگوئی جو صحیح مسلم میں موجود ہے اس کے یہ معنی محض اپنی طرف سے ہمارے مخالف کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا ہے ابھی تک فوت نہیں ہوا اور آخری زمانہ میں دمشق منارہ کی شرقی طرف اترے گا اور ایسے ایسے کام کرے گا غرض یہ پیشگوئی تو صحیح مسلم کی کتاب میں سے ہے جو بگاڑ کر بیان کی جاتی ہے اور اس کے مقابل پر اور اس کی ضد ایک پیشگوئی قرآن شریف میں موجود ہے جو پہلی صدی میں ہی کروڑہا مسلمانوں میں شہرت پا چکی تھی اور یہ شہرت قرآنی پیشگوئی کی مسلم والی پیشگوئی کے وجود سے پہلے تھی یعنی اس زمانہ سے پہلے جبکہ مسلم نے کسی راوی سے سُن کر اس مخالفانہ پیشگوئی کو قریباً پونے دو سو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتاب میں لکھا تھا اور مسلم کی پیشگوئی میں صرف یہی نقص نہیں کہ وہ قریباً پونے دو سو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی گئی بلکہ ایک یہ بھی نقص ہے کہ مسلم نے اُس اصل راوی کو بھی نہیں دیکھا جس نے یہ حدیث بیان کی تھی اور نہ اس شخص کو دیکھا جس کے پاس یہ روایت بیان کی بلکہ بہت سی زبانوں میں گھومتی ہوئی اور ایسے لوگوں کو چھوتی ہوئی جن کو ہم معصوم نہیں کہہ سکتے مسلم تک پہنچی اور ہمارے پاس کوئی دلیل اس بات پر نہیں کہ کیوں ایسی پیشگوئی کی نسبت جو غیر معصوم زبانوں سے کئی وسائط سے سنی گئی یہ حکم جاری کریں کہ وہ قرآن کی پیشگوئی کے درجہ پر ہے۔ غرض ایسی پیشگوئی جس کا سارا تانا بانا ہی ظنی ہے جب قرآن کی پیشگوئی کے نفیض اور ضد ہو تو اس کو اس کے ظاہر الفاظ کے رو سے ماننا گویا قرآن شریف سے دست بردار ہونا ہے۔ ہاں اگر کسی تاویل سے مطابق آجائے اور تناقض جاتا رہے تو پھر بسر و چشم منظور۔ یاد رہے کہ کوئی فولادی قلعہ بھی ایسا پختہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کی موت کی آیت ہے پھر آسمان سے زندہ مع جسم اُترنے کی پیشگوئی کس قدر موت کی پیشگوئی کی نفیض ہے

ذره سوچ لو اور قرآن نے توفیقی اور رفع کے لفظ کو کئی جگہ ایک ہی معنوں موت اور رفع روحانی کے محل پر ذکر کر کے صاف سمجھا دیا ہے کہ توفیقی کے معنے مارنا اور رفع الی اللہ کے معنے رُوح کو خدا کی طرف اٹھانا ہے اور پھر توفیقی کے لفظ کے معنے حدیث کے رُوسے بھی خوب صاف ہو گئے ہیں کیونکہ بخاری میں ابن عباس سے روایت ہے کہ متوفیک مسمیتک یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لفظ متوفیک کے یہی معنے کئے ہیں کہ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اور اس بات پر صحابہ کا اجماع بھی ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور گذشتہ رُوحوں میں جا ملے۔ اب بتلاؤ اور خود ہی انصاف کرو کہ دو پیشگوئیاں متناقض ایک ہی مضمون میں جھگڑا کر رہی ہیں۔ ایک قرآنی پیشگوئی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے موت کا وعدہ ہونا اور پھر بموجب آیت فلما توفیتنی کے اس وعدہ موت کا پورا ہو جانا صاف طور پر اس پیشگوئی سے معلوم ہو رہا ہے اور سارا قرآن اس پیشگوئی کے معنے یہی کر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور ان کی رُوح خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے اتفاق کے ساتھ جو لاکھ سے بھی کچھ زیادہ تھے اس بات پر اجماع ظاہر کر رہے ہیں کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے اور امام مالک بھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ضرور مر گئے اور امام اعظم اور امام احمد اور امام شافعی ان کے قول کو سن کر اور خاموشی اختیار کر کے اسی قول کی تصدیق کر رہے ہیں اور امام ابن حزم بھی حضرت عیسیٰ کی موت کی گواہی دے رہے ہیں اور مسلمانوں میں سے فرقہ معتزلہ بھی ان کی موت کا قائل اور ایک صوفیوں کا فرقہ اسی بات کا قائل کہ مسیح فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح موعود اسی اُمت میں سے ہوگا اور ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی جو حجج الکرامہ میں بھی لکھی گئی ہے حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس متعین کر رہی ہے اور کنز العمال کی ایک حدیث فتنہ صلیب کے بعد کے زمانہ کی نسبت بیان کر رہی ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے بلکہ خدا تعالیٰ سے حکم پا کر اپنے وطن سے برطبق سنت جمیع انبیاء علیہم السلام ہجرت کر گئے اور

اُن ملکوں کی طرف چلے گئے جن میں دوسرے یہودی رہتے تھے جیسے کشمیر جس میں یہودی آکر بخت النصر کے تفرقہ کے وقت آباد ہو گئے تھے اور معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں کی روحوں میں اُن کی رُوح دیکھی گئی۔ یہ تو قرآنی پیشگوئی ہے جو حضرت مسیح کی وفات بیان فرما رہی ہے جس کے ساتھ ایک لشکر دلائل کا ہے اور علاوہ ادلہ لصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے نسخہ مرہم عیسیٰ اور قبر سری نگر جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں اس پر شاہد ہیں۔ اور اس کے مقابل پر وہی مسلم کی لفظی حدیث پیش کی جاتی ہے جس پر صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چھٹے ہوئے ہیں اور جو ظاہری الفاظ کے رو سے صریح قرآن شریف کے متناقض اور اُس کی ضد پڑی ہوئی ہے اور طرفہ تریہ کہ مسلم میں کوئی آسمان کا لفظ موجود نہیں مگر پھر بھی خواہ نخواہ اس حدیث کے یہی معنی کئے جاتے ہیں کہ آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے۔

☆ حالانکہ قرآن بضر دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا ہے آسمان پر ان کے جسم کا نام و نشان نہیں۔ اب بتلاؤ کہ ہم ان دونوں متناقض پیشگوئیوں میں سے کس کو قبول کریں کیا مسلم کی روایت کے لئے قرآن کو چھوڑ دیں اور ایک ذخیرہ دلائل کو

﴿۴۷﴾

☆ مسلم کی حدیث کا یہ لفظ کہ مسیح دمشق کے شرقی منارہ کی طرف اُترے گا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مسیح موعود کا سکونت گاہ ہوگا بلکہ غایت درجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس کی کارروائی دمشق تک پہنچے گی اور یہ بھی اس صورت میں کہ دمشق کے لفظ سے حقیقت میں دمشق ہی مراد ہو اور اگر ایسا سمجھا بھی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اب تو دمشق سے مکہ معظمہ تک ریل بھی تیار ہو رہی ہے اور ہر ایک انسان بیس دن تک دمشق میں پہنچ سکتا ہے۔ اور عربی میں نزیل مسافر کو کہتے ہیں لیکن یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ اس حدیث کے یہی معنی ہیں کہ مسیح موعود آنے والا دمشق کے شرقی طرف ظاہر ہوگا اور قادیاں دمشق سے شرقی طرف ہے۔ حدیث کا منشاء یہ ہے کہ جیسے دجال مشرق میں ظاہر ہوگا ایسا ہی مسیح موعود بھی مشرق میں ہی ظاہر ہوگا۔ منہ

اپنے ہاتھ سے پھینک دیں کیا کریں۔ یہ بھی ہمارا مسلم پر احسان ہے کہ ہم نے تاویل سے کام لے کر حدیث کو مان لیا ورنہ رفع تناقض کے لئے ہمارا حق تو یہ تھا کہ اس حدیث کو موضوع ٹھہراتے لیکن خوب غور سے سوچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دراصل حدیث موضوع نہیں ہے ہاں استعارات سے پُر ہے اور پیشگوئی میں جہاں کوئی امتحان منظور ہوتا ہے استعارات ہوا کرتے ہیں ہر ایک پیشگوئی کے ظاہر لفظ کے موافق معنی کرنا شرط نہیں اس کی حدیثوں اور کتاب اللہ میں صد ہا نظیریں ہیں یوسف علیہ السلام کے خواب کی پیشگوئی دیکھو کب وہ ظاہری طور پر پوری ہوئی اور کب سورج اور چاند اور ستاروں نے اُن کو سجدہ کیا اور دمشق کے شرقی منارہ سے ضروری نہیں کہ وہ حصہ شرقی منارہ دمشق کا جز ہو چنانچہ اس بات کو تو تمام علماء مانتے آئے ہیں اور یاد رہے کہ قادیان ٹھیک ٹھیک دمشق سے شرقی طرف واقع ہے اور دمشق کے ذکر کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے یعنی یہ کہ جو مسلم کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ مسیح موعود دمشق کے منارہ شرقی کے قریب نازل ہوگا اس لفظ کی تشریح ایک دوسری مسلم کی حدیث سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ اس شرقی طرف سے مراد کوئی حصہ دمشق کا نہیں ہے۔ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا پتہ دینے کے لئے مشرق کی طرف اشارہ کیا تھا لفظ حدیث کے یہ ہیں کہ **أَوْمًا إِلَى الْمَشْرِقِ**۔ پس اس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ دمشق کسی صورت سے مسیح کے ظہور کی جگہ نہیں کیونکہ وہ مکہ اور مدینہ سے مشرق کی طرف نہیں ہے بلکہ شمال کی طرف ہے اور مسیح کے ظہور کی جگہ وہی مشرق ہے جو دجال کے ظہور کی جگہ حسب منشاء حدیث **أَوْمًا إِلَى الْمَشْرِقِ** ہے یعنی حدیث سے ثابت ہے کہ دجال کا ظہور مشرق سے ہوگا اور نواب مولوی صدیق حسن خاں صاحب حجج الکرامہ میں منظور کر چکے ہیں کہ فتنہ دجالہ کے لئے جو مشرق مقرر کیا گیا ہے وہ ہندوستان ہے

اس لئے ماننا پڑا کہ انوارِ مسیحیہ کے ظہور کا مشرق بھی ہندوستان ہی ہے کیونکہ جہاں بیمار ہو  
وہیں طبیب آنا چاہیے اور بموجب حدیث لو کان الایمان عند الشریٰ لنالہ رجال او  
رجل من ہؤلآء (ای من فارس) دیکھو بخاری صفحہ ۷۲۷\*۔ رجل فارسی کا جائے ظہور بھی  
یہی مشرق ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہی رجل فارسی مہدی ہے اس لئے ماننا پڑا کہ  
مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے اور وہ ملک ہند ہے۔

اب اس سوال کا میں جواب دیتا ہوں کہ اکثر مخالف جوش میں آ کر مجھ سے پوچھا کرتے  
ہیں کہ تمہارے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ کیا کسی قرآن شریف کی آیت سے تمہارا  
مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اور پھر آپ ہی یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگر صرف کسی سچی  
خواب یا کسی سچے کشف سے کوئی مسیح موعود یا مہدی بن سکتا ہے تو دنیا میں ایسے ہزار ہا لوگ  
موجود ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور کشف بھی ہوتے ہیں اور ہم بھی انہی میں سے ہیں  
تو کیا وجہ کہ ہم مسیح موعود نہ کہلاویں؟

اما الجواب واضح ہو کہ یہ اعتراض صرف میرے پر نہیں بلکہ تمام انبیاء  
علیہم السلام پر ہے۔ اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آ جاتی  
ہیں اور کشف بھی ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارکِ صلوة  
بلکہ بدکار اور حرام کار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور  
سخت توہین کرنے والے اور سچے مچے اخوان الشیاطین شاذ و نادر طور پر سچی خوابیں دیکھ

ایسا ہی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ اصفہان سے ایک لشکر آئے گا جن کی جھنڈیاں  
کالی ہوں گی اور ایک فرشتہ آواز دے گا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ اور اصفہان بھی  
حجاز سے مشرق کی طرف ہے اس لئے ثابت ہوا کہ مہدی مشرق میں ہی پیدا ہوگا یا یہ کہ  
فارسی الاصل ہوگا۔ منہ

☆

لیتے ہیں اور بعض کشفی نظارے بھی ایک سرعت برق کی طرح عمر بھر میں کبھی اُن کو دکھائے جاتے ہیں۔ ☆ پس درحقیقت ایک سرسری نظر سے اس قسم کے مشاہدات سے ایک نادان کے دل میں تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت اعتراض پیدا ہوگا کہ جبکہ ان کی مانند دوسرے لوگوں پر بھی بعض امور غیب کے کھولے جاتے ہیں تو انبیاء کی اس میں کونسی فضیلت ہوئی؟ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی ایک نیک بخت نیک چلن تو کسی امر میں کوئی پیچیدہ خواب دیکھتا ہے یا نہیں دیکھتا مگر اسی رات ایک فاسق بد معاش نجاست خوار کو صاف اور کھلی کھلی خواب دکھائی دیتی ہے اور وہ سچی بھی نکلتی ہے اور اس راز سر بستہ کا حل کرنا عام لوگوں کی طبیعتوں پر مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بہتیرے اس سے ٹھوکر کھاتے ہیں سو متوجہ ہو کر سننا چاہیے کہ

☆ یہ عجیب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں اور بعض پلیدی اور فاسق اور حرام خور اور کنجروں سے بدتر اور بد دین اور ملحد جو باحتیوں کے رنگ میں زندگی بسر کرتے ہیں اپنی خوابیں بیان کیا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو کہا کرتے ہیں کہ بھائی میری طبیعت تو کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ میری خواب کبھی خطا ہی نہیں جاتی۔ اور اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلیدی طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں اور یہ امر کو تہ بینوں کو سخت حیرت اور پریشانی میں ڈالتا ہے اور اس کا وہی جواب ہے جو میں نے متن اور حاشیہ میں لکھا ہے۔ منہ

☆ چونکہ ہر ایک انسان کے اندر بموجب حدیث کل مولود یولد علی فطرة الاسلام ایک کشفی روشنی بھی مخفی ہے تا اگر ایمان یا اعلیٰ مرتبہ ایمان مقدر ہے تو اُس وقت وہ روشنی کرامت کے طور پر ایمانی آثار دکھاوے۔ اس لئے کبھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ کفر اور فسق کے زمانہ میں بھی بجلی کی چمک کی طرح کوئی ذرہ اس روشنی کا ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ فطرت میں بوجدنشا انسانیت کی امانت ہے اور ایک جاہل خیال کرتا ہے کہ گویا مرتبہ ابدال واقطاب مجھے حاصل ہے اس لئے ہلاک ہو جاتا ہے۔ منہ

خواص کے علوم اور کشف اور عوام کی خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیات الہیہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں اور جس طرح سمندر اپنے پانیوں کی کثرت کی وجہ سے ناپیدا کنار ہے اسی طرح وہ بھی ناپیدا کنار ہوتے ہیں اور جس طرح جائز نہیں کہ ایک گندے سڑے ہوئے چھڑ کو محض تھوڑے سے پانی کے اجتماع کی وجہ سے سمندر کے نام سے موسوم کر دیں اسی طرح وہ لوگ جو شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہیں ان کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ وہ نعوذ باللہ ان بحار علوم ربانی سے کچھ نسبت رکھتے ہیں اور ایسا خیال کرنا اسی قسم کا لغو اور بیہودہ ہے کہ جیسے کوئی شخص صرف منہ اور آنکھ اور ناک اور دانت دیکھ کر سو کر انسان سمجھ لے یا بندر کو بنی آدم کی طرح شمار کرے تمام مدار کثرتِ علوم غیب اور استجابتِ دعا اور باہمی محبت و وفا اور قبولیت اور محبوبیت پر ہے ورنہ کثرتِ قلت کا فرق درمیان سے اٹھا کر ایک کرم شب تاب کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کے برابر ہے کیونکہ روشنی اُس میں بھی ہے۔ دنیا کی جتنی چیزیں ہیں وہ کسی قدر آپس میں مشابہت ضرور رکھتی ہیں۔ بعض سفید پتھر تبت کے پہاڑوں کی طرف سے ملتے ہیں اور غزنی کے حدود کی طرف سے بھی لاتے ہیں چنانچہ میں نے بھی ایسے پتھر دیکھے ہیں وہ ہیرے سے سخت مشابہت رکھتے اور اسی طرح چمکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ کچھ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ ایک شخص کابل کی طرف کارہنہ والا چند ٹکڑے پتھر کے قادیان میں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں کیونکہ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے اور ان دنوں میں مدراس سے ایک مخلص دوست جو نہایت درجہ اخلاص رکھتے ہیں یعنی اخویم سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس قادیان میں میرے پاس تھے ان کو وہ پسند آگئے اور ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو تیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھ کم و بیش ان کو دے بھی دیئے اور پھر اتفاقاً مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے یہ سودا

کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ میں اگرچہ اُن ہیروں کی اصلیت اور شناخت سے ناواقف تھا لیکن روحانی ہیرے جو دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنی پاک حالت کے اہل اللہ جن کے نام پر کئی جھوٹے پتھر یعنی مزوڑ لوگ اپنی چمک دمک دکھلا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں اس جو ہر شناسی میں مجھے دخل تھا اس لئے میں نے اس ہنر کو اس جگہ برتا اور اس دوست کو کہا کہ جو کچھ آپ نے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے یہ ہے کہ قبل دینے پانسو روپیہ کے کسی اچھے جوہری کو یہ پتھر دکھالیں اگر درحقیقت ہیرے ہوئے تو یہ روپیہ دے دیں۔ چنانچہ وہ پتھر مدراس میں ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بھیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی قیمت کیا ہے۔ پھر شامدو ہفتہ کے اندر ہی وہاں سے جواب آ گیا کہ ان کی قیمت ہے چند پیسے۔ یعنی یہ پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں۔ غرض جس طرح اس ظاہری دنیا میں ایک ادنیٰ کو کسی جزئی امر میں اعلیٰ سے مشابہت ہوتی ہے ایسا ہی روحانی امور میں بھی ہو جایا کرتا ہے اور روحانی جوہری ہوں یا ظاہری جوہری وہ جھوٹے پتھروں کو اس طرح پر شناخت کر لیتے ہیں کہ جو سچے جواہرات کی بہت سی صفات ہیں ان کے رُو سے ان پتھروں کا امتحان کرتے ہیں آخر جھوٹ کھل جاتا ہے اور سچ ظاہر ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سچے ہیروں میں صرف ایک چمک ہی تو صفت نہیں ہے اور بھی تو بہت سی صفات ہوتی ہیں۔ پس جب ایک جوہری وہ کل صفات پیش نظر رکھ کر جھوٹے پتھروں کا امتحان کرتا ہے تو فی الفور اُن کو ہاتھ سے پھینک دیتا ہے اسی طرح مردانِ خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلا واسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت



ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق و صفا اُن کو دیا جاتا ہے اور روح القدس کا سایہ اُن کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا اُن کا ہو جاتا ہے۔ ان کی دُعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ اُن کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ اُن کے چہروں پر محبت الہی کا نور چمکتا ہے۔ اُن کے درو دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا اُن کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم۔ وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم۔ وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر اُن کی دعائیں سنتا ہے اور عجیب طور پر اُن کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ اُن کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ اُن کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک رعب خدائی اُن کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغنا اُن کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اُس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا اُن کے قدموں پر گری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے وہ دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔ وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا۔ اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔ وہ ابدی نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ کبھی مرتے ہیں۔ پس کیا ایک ناپاک اور خبیث آدمی جس کا دل گندہ، خیالات گندے، زندگی گندی ہے اُن سے مشابہت پیدا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں مگر وہی مشابہت جو کبھی ایک چمکیلے پتھر کو ہیرے کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ مردان خدا جب دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں تو اُن کی عام برکات کی وجہ سے آسمان سے

ایک قسم کا انتشار روحانیت ہوتا ہے اور طبائع میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور جن کے دل اور دماغ سچی خوابوں سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں ان کو سچی خوابیں آنی شروع ہو جاتی ہیں لیکن درپردہ یہ تمام انہی کے وجود باوجود کی تاثیر ہوتی ہے جیسا کہ مثلاً جب برسات کے دنوں میں پانی برستا ہے تو کنوؤں کا پانی بھی بڑھ جاتا ہے اور ہر ایک قسم کا سبزہ نکلتا ہے لیکن اگر آسمان کا پانی چند سال تک نہ برے تو کنوؤں کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے۔ سو وہ لوگ درحقیقت آسمان کا پانی ہوتے ہیں اور ان کے آنے سے زمین کے پانی بھی اپنا سیلاب دکھلاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ان زمین کے پانیوں کو نابود کر دیتا لیکن اس امر میں کہ کیوں دوسرے لوگوں کو بھی ان کے وقت میں خوابیں سچی آتی ہیں یا کبھی کبھی نظارے ہوتے ہیں۔ بھید یہ ہے کہ اگر عام لوگوں کو باطنی کشف سے کچھ بھی حصہ نہ ہوتا اور پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کو دنیا میں بھیجتا اور وہ بڑے بڑے پوشیدہ واقعات اور عالم مجازات اور غیب کی خبریں دیتے تو لوگوں کے دل میں یہ گمان گذر سکتا تھا کہ شاید وہ جھوٹے ہیں یا بعض امور میں نجوم وغیرہ سے مدد لیتے ہیں یا درمیان کوئی اور فریب ہے۔ پس خدا نے ان شبہات کے دور کرنے کے لئے عام لوگوں میں رسولوں اور نبیوں کی جنس کا ایک مادہ رکھ دیا ہے اور نبوت کی بہت چیزوں اور بہت سی صفات لازمہ میں سے ایک صفت میں ان کو ایک حد تک شریک کر دیا ہے تا وہ لوگ خدا کے نبیوں اور مامورین اور ملہمین کی تصدیق کے لئے قریب ہو جائیں اور دلوں میں سمجھ لیں کہ یہ امور جائز اور ممکن ہیں تبھی تو ہم بھی کسی حد تک شریک ہیں اور اگر خدا تعالیٰ اس قدر بھی ان کو مادہ عطا نہ فرماتا تو عام لوگوں پر نبوت کا مسئلہ سمجھنا مشکل ہو جاتا اور ان کی طبائع بہ نسبت اقرار کے انکار سے زیادہ قریب ہوتیں لیکن اب تمام عام لوگوں میں یہاں تک کہ فاسقوں اور فاجروں میں بھی علم غیب کا ایک مادہ ہے اس لئے اگر وہ تعصب کو کام میں نہ لائیں تو نبوت کی حقیقت کو بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور اس بات میں خطرہ بہت کم ہے کہ اگر کوئی ایسا خیال

کرے کہ میری فلاں خواب بھی سچی نکلی اور فلاں موقع پر مجھے کشفی نظارہ ہوا جبہ یہ کہ انسان جب جمیع کمالات نبوت اور محدثیت اور ان کے مقام محبوبیت پر بخوبی اطلاع پائے گا تو بہت آسانی سے اپنی اس غلطی پر متنبہ ہو جائے گا جیسا کہ وہ شخص جس نے کبھی سمندر نہیں دیکھا اور اپنے گاؤں کے ایک تھوڑے سے پانی کو سمندر کے برابر اور اس کے عجائبات سے ہم وزن خیال کرتا ہے جب اُس کا گذر سمندر پر ہوگا اور اس کی حقیقت سے اطلاع پائے گا تو بغیر نصیحت کسی ناصح کے خود بخود سمجھ جائے گا کہ میں ایک بڑی غلطی کے گرداب میں مبتلا تھا لیکن اگر خدا نخواستہ انسانوں کی یہ صورت ہوتی کہ فیضان امورِ غیبیہ کا کچھ بھی مادہ اُن میں امانت نہ رکھا جاتا اور نہ یہ علم ہوتا کہ کبھی خدا کی طرف سے غیبی علوم اور اخبار کا فیضان بھی ہوا کرتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہوتے جو مادہ زاد اندھا اور بہرہ ہو۔ پس اس صورت میں تمام انبیاء کو تبلیغ میں ناکامی ہوتی مثلاً جس اندھے نے کبھی روشنی نہیں دیکھی اس کو کس طرح سمجھا سکتے ہیں کہ روشنی کیا چیز ہے۔ فسدبر ولا تکن من العمین واسئل رحم اللہ لیفتح عینک وهو ارحم الراحمین۔

ہم تصریح سے لکھ آئے ہیں کہ یہ بات بالکل غیر ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہ تو قرآن شریف سے ملتا ہے اور نہ حدیث سے اور نہ عقل اس کو باور کر سکتی ہے۔ بلکہ قرآن اور حدیث اور عقل تینوں اس کے مذبذب ہیں کیونکہ قرآن شریف نے کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور معراج کی حدیث نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ وہ فوت شدہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں میں جا ملے ہیں اور اس عالم سے بالکل انقطاع کر گئے اور عقل ہمیں بتلا رہی ہے کہ اس جسم فانی کے لئے یہ سنت اللہ نہیں کہ آسمان پر چلا جائے اور باوجود زندہ مع الجسم ہونے کے کھانے پینے اور تمام لوازم حیات سے الگ ہو کر ان روحوں میں جا ملے جو موت کا پیالہ پی کر دوسرے جہان میں پہنچ گئے ہیں۔ عقل کے پاس اس کا کوئی نمونہ نہیں۔ پھر ماسوا اس کے جیسا کہ یہ عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر

چڑھنے کا قرآن شریف کے بیان سے مخالف ہے ایسا ہی اُن کے آسمان سے اُترنے کا عقیدہ بھی قرآن کے بیان سے منافات کلی رکھتا ہے کیونکہ قرآن شریف جیسا کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ۱ اور آیت فَذَخَلْتُ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلَ ۲ میں حضرت عیسیٰ کو مارچکا ہے۔ ایسا ہی آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ۳ اور آیت وَلَكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۴ میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ فرمایا ہے وَلَكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر پینتالیس برس تک اُن پر جبرئیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔ اب بتلاؤ کہ اُن کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیاء حضرت عیسیٰ ہیں۔ چنانچہ نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے ۴۳۲ صفحہ میں یہی لکھا ہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے کہ گویا حضرت عیسیٰ امتی بن کر آئیں گے بلکہ وہ بدستور نبی ہوں گے اور اُن پر وحی نبوت نازل ہوگی اور ظاہر ہے کہ جبکہ وہ اپنی نبوت پر قائم رہے اور وحی نبوت بھی پینتالیس برس تک نازل ہوتی رہی تو پھر بخاری کی یہ حدیث کہ امامکم منکم کیوں کر اُن پر صادق آئے گی اور یہ خیال کہ امام سے مراد اس جگہ مہدی ہے اول تو سیاق سباق کلام کا اس کے برخلاف ہے کیونکہ وہ حدیث مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسی کی اس حدیث کے سر پر تعریف ہے۔ ماسوا اس کے بقول علماء مخالفین مہدی تو صرف چند سال رہ کر مر جائے گا اور پھر عیسیٰ پینتالیس سال برابر دنیا میں رہے گا حالانکہ وہ نہ امتی ہے اور نہ قرآنی وحی کا پیرو ہے بلکہ اُس پر آپ وحی نبوت نازل ہوتی ہے۔ سو سوچو اور فکر کرو کہ ایسا عقیدہ رکھنا دین میں کچھ تھوڑا فساد نہیں ڈالتا بلکہ تمام اسلام کو زیر و زبر کرتا ہے اور کس قدر ظلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خود بخود آسمان پر چڑھانا اور خود بخود آسمان سے اُتارنا

حالانکہ قرآن نہ اُن کے آسمان پر چڑھنے کا مصدق ہے اور نہ اُن کے اُترنے کو جائز رکھنے والا کیونکہ قرآن تو عیسیٰ کو مار کر زمین میں دفن کرتا ہے پھر حضرت مسیح کا زندہ بجسمہ العصریٰ آسمان پر چڑھانا قرآن سے کیونکر ثابت ہو سکے۔ کیا مردے آسمان پر چڑھیں گے۔ پس قرآن کے برخلاف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانا یہ صریح قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ ایسا ہی پھر ان کو نبوت اور وحی نبوت کے ساتھ زمین پر اُتانا یہ بھی صریح منطوق کلام الہی کے مخالف ہے کیونکہ موجب ابطال ختم وحی نبوت ہے تو پھر افسوس ہزار افسوس کہ اس لغو حرکت سے کیا فائدہ ہوا کہ محض اپنی حکومت سے حضرت مسیح کو آسمان پر چڑھایا اور پھر اپنے ہی خیال سے کسی وقت اُترنا بھی مان لیا۔ اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اُتریں گے اور پینتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوت لے کر اُن پر نازل ہوتا رہے گا تو کیا ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائے گا؟ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا؟ بعض مسلمانوں میں سے تنگ آ کر اور ہر ایک پہلو سے لاجواب ہو کر یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی مسیح کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے یہ سب بیہودہ لافیں ہیں قرآن نے کہاں لکھا ہے کہ کوئی مسیح بھی دنیا میں آئے گا اور پھر کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ نری فضولی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے۔ حدیثوں کی صد ہا باتیں سچی نہیں ہوں تو پھر کیونکر یقین کریں کہ کسی مسیح کا آنا کوئی حق بات ہے بلکہ ایسا دعویٰ کرنے والے ایک ادنیٰ سی بات ہاتھ میں لے کر اپنی طرف لوگوں کو رجوع دینا چاہتے ہیں حالانکہ اُن کی زندگی اچھی نہیں ہے۔ مکر، فریب، جھوٹ، دغا بازی، تکبر، بدزبانی، شہوت پرستی، حرام خوری، عہد شکنی، خود ستائی، ریا کاری، فاسقانہ زندگی اُن کا طریق ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مسیح ہیں ایسے مسیحوں سے فلاں فلاں شخص ہزار درجہ بہتر ہیں جن کی زندگی پاک اور جن کا کام مکر اور فریب اور جھوٹ اور ریا اور حرام خوری نہیں دل اور زبان اور معاملہ کے صاف ہیں کوئی تکبرانہ دعوے نہیں کرتے حالانکہ وہ ایسے شخص سے بدرجہا بہتر اور صحیح طور پر خدا کا الہام پاتے ہیں۔ کئی پیشگوئیاں اُن کی ہم نے پیشم خود پوری ہوتے دیکھیں مگر اس شخص کی ایک بھی

پیشگوئی سچی نہیں نکلی وہ لوگ بڑے راستباز ہیں کوئی دعویٰ نہیں کرتے لیکن یہ شخص تو مکار کذاب جھوٹا مفتری ناحق کا مدعی عہد شکن مال حرام کھانے والا لوگوں کا ناحق روپیہ دبانے والا سخت درجہ کابے ایمان ہے اور ان راستباز ملہموں پر خدا نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا ہے کہ درحقیقت یہ شخص کافر ہے بلکہ سخت کافر۔ فرعون اور ہامان سے بھی بدتر اور بعض پاک باطن ملہمین کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ مفتری کذاب دجال ہے اور واجب القتل اور میں اس کا دشمن ہوں اور جلد تباہ کر دوں گا اور ایک بزرگ اپنے ایک واجب التعظیم مرشد کی ایک خواب جس کو اس زمانہ کا قطب الاقطاب و امام الابدال خیال کرتے ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور گردا گرد تمام علماء پنجاب اور ہندوستان گویا بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے تھے اور تب یہ شخص جو مسیح موعود کہلاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکھڑا ہوا جو نہایت کریمہ شکل اور میلے کچیلے کپڑوں میں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہے تب ایک عالم ربانی اٹھا (شائد محمود شاہ واعظ یا محمد علی بوپڑی) اور اُس نے عرض کی کہ یا حضرت یہی شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو دجال ہے۔ تب آپ کے فرمانے سے اُسی وقت اُس کے سر پر جوتے لگنے شروع ہوئے جن کا کچھ حساب اور اندازہ نہ رہا اور آپ نے ان تمام علماء پنجاب اور ہندوستان کی بہت تعریف کی جنہوں نے اس شخص کو کافر اور دجال ٹھہرایا اور آپ بار بار پیار کرتے اور کہتے تھے کہ یہ میرے علماء ربانی ہیں جن کے وجود سے مجھے فخر ہے۔ اس جگہ کرسی نشینی کی ترتیب کا کچھ ذکر نہیں کیا☆ مگر میں گمان کرتا ہوں

☆ یہ تمام لوگ وہ ہیں جنہوں نے مجھے گالیاں دینا اپنے پر فرض کر رکھا ہے اور اب بعض اُن میں سے میری توہین کے ارادہ سے جھوٹی خواہیں اپنی طرف سے بناتے اور پھر ان کو شائع کرتے ہیں۔ منہ

کہ اُس کی ترتیب شاندار یہ ہوگی کہ وہ غیر مرئی نورانی وجود جس نے اپنے تئیں اپنی قدیم طاقت کی وجہ سے خواب میں ظاہر کیا تھا کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو ایک سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کے اس سونے کے تخت کے قریب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی کرسی ہوگی ساتھ ہی میاں عبدالحق غزنوی کی اور اس کے پہلو پر مولوی عبدالجبار صاحب کی کرسی اور اس کرسی سے ملی ہوئی ایک اور کرسی جس پر زینت بخش مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی تھے اور کچھ فاصلہ سے مولوی رسل بابا امرتسری کی کرسی تھی۔ اور ان دونوں کرسیوں کے درمیان ایک اور کرسی تھی جس کا اندر سے کچھ اور رنگ تھا اور باہر سے کچھ اور تھوڑی سی تحریک کے ساتھ بھی ہل جاتی تھی اور کچھ ٹوٹی ہوئی بھی تھی یہ کرسی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کی تھی اس کرسی کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی بیچ پر میاں چٹولا ہوری بیٹھے ہوئے تھے جو اُس دربار کے شریک تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کرسی کے پاس ایک اور کرسی تھی جس پر ایک بڑا ہا نو دسالہ بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ نذیر حسین کہتے تھے اُس کی کرسی نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو ایک بچہ کی طرح اپنی گود میں لیا ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد مولوی محمد اور مولوی عبدالعزیز لدھیانوی کی کرسیاں تھیں جن کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ آواز آرہی تھی کہ یہ پنجاب کے تمام مولویوں میں سے تکفیر میں بڑے بہادر ہیں اور پینمبر صاحب اس آواز سے بڑے خوش ہو رہے تھے اور بار بار پیار سے اُن کے ہاتھ اور نیز مولوی محمد حسین کے ہاتھ چوم کر کہہ رہے تھے کہ یہ ہاتھ مجھے پیارے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے ابھی تھوڑے دنوں میں میری اُمت میں سے تیس ہزار آدمی کا نام کافر اور دجال رکھا اور فرماتے تھے کہ یہ سخت غلطی تھی کہ لوگوں نے ایسا سمجھا ہوا تھا کہ اگر سنو! میں سے ننانوے کفر کے آثار پائے جائیں اور ایک ایمان کا نشان پایا جائے تو پھر اس کو مومن سمجھو بلکہ حق بات یہ ہے کہ جس شخص میں ننانوے نشان ایمان کے پائے جائیں اور ایک نشان کفر کا خیال کیا جائے یا ظن کیا جائے یا بے تحقیق شہرت دی جائے تو اُس کو بلاشبہ کافر سمجھنا چاہیے یہ فرمایا اور پھر مولوی

محمد حسین صاحب کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا یہ عالم ربانی ہے جس نے میرے اس منشاء کو سمجھا تب مولوی محمد علی بوپڑی کھڑا ہوا اور کہا کہ میں تو سب سے زیادہ مسجدوں اور گلیوں اور کوچوں اور لوگوں کے گھروں میں اس شخص کو جو کہتا ہے کہ میں مسیح ہوں گالیاں دیا کرتا ہوں اور لعنت بھیجا کرتا ہوں اور ہر ایک وقت میرا کام ہے کہ ہر مجلس میں لوگوں کو اس شخص کی توہین و تحقیر و لعن و طعن کرنے کے لئے کہتا رہتا ہوں اور ہمیشہ انہی کاموں کے لئے سفر بھی کر کے ترغیب دیتا رہتا ہوں اور کوئی گالی نہیں کہ میں نے اٹھا نہیں رکھی اور کوئی توہین نہیں جو میں نے نہیں کی۔ پس میرا کیا اجر ہے۔ تب اس پیغمبر صاحب نے بہت پیار کے جوش سے اٹھ کر بوپڑی کو اپنے گلے لگا لیا اور کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تو نے میرا منشاء سمجھا۔ غرض جیسا کہ حضرت خواب بین صاحب بیان فرماتے ہیں پنجاب کے تمام مولویوں کی کرسیاں اس دربار میں موجود تھیں اور ہر ایک فاخرہ لباس پہنے ہوئے نوابوں کی طرح بیٹھا تھا اور وہ پیغمبر صاحب ہر وقت ان کا ہاتھ چومتے تھے کہ یہ ہیں میرے پیارے علماء ربانی خیر الناس علی ظہر الارض اور پھر آگے چل کر ایک اور کرسی تھی اُس پر ایک اور مولوی صاحب کرسی پر کچھ چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے اور آواز آرہی تھی کہ یہی ہیں خلیفہ شیخ بٹالوی محمد حسن لدھیانوی اور ساتھ ان کے ایک اور کرسی تھی اور لوگ کہتے تھے کہ یہ مولوی واعظ محمود شاہ کی کرسی ہے جو کسی مناسبت سے مولوی محمد حسن کے ساتھ بچھائی گئی۔ اور سب سے پیچھے ایک ناپینا وزیر آبادی تھا جس کو عبد المنان کہتے تھے اور اس کی کرسی سے انا المکفر کی زور کے ساتھ آواز آرہی تھی۔ غرض یہ خواب ہے جس میں ان تمام کرسی نشین مولوی صاحبوں کا ذکر ہے مگر یہ کرسیوں کی ترتیب میری طرف سے ہے جو اس خواب کے مناسب حال کی گئی لیکن خواب میں یہ حصہ داخل ہے کہ علماء پنجاب اس پیغمبر صاحب کے دربار میں بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے تھے اور تمام عالم امرتسری بٹالوی لاہوری لدھیانوی دہلوی وزیر آبادی بوپڑی گولڑوی وغیرہ اس دربار میں کرسیوں پر زینت بخش تھے۔ اور پیغمبر صاحب نے میری تکفیر اور ایذا اور توہین کی وجہ سے



بڑا پیارا اُن سے ظاہر کیا تھا اور بڑی محبت اور تعظیم سے پیش آئے تھے گویا اُن پر فدا ہوتے جاتے تھے۔ یہ خواب کا مضمون ہے جو خط میں میری طرف لکھا گیا تھا جس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اس خواب کا دیکھنے والا ایک بڑا بزرگ پاک باطن ہے جس کو دکھلایا کہ یہ سب مولوی پنجاب اور ہندوستان کے اقطاب اور ابدال کے درجہ پر ہیں۔ چونکہ یہ خط اتفاق سے گم ہو گیا ہے اور اس وقت مجھے نہیں ملا اس لئے میں صاحب راقم کی خدمت میں عذر کرتا ہوں کہ اگر کوئی حصہ اُن کے خواب کا جو پنجاب کے مولویوں کی بزرگ شان میں ہے یا جو اس دربار میں مجھے سزا دی گئی میرے لکھنے سے رہ گیا ہو تو معاف فرمائیں اور میں نے حتی المقدور اس خواب کے کسی حصہ کو ترک نہیں کیا۔ یہ تمام ایک اعتراض ہے جو میرے پر کیا گیا ہے اور مجھے کذاب، دجال، کافر، مفتری، فاسق، فریبی، حرام خور، ریا کار، متکبر، بدگو، بد زبان ٹھہرا کر پھر گویا اُس بزرگ کی اس خواب کے ساتھ ان تمام الزاموں کا ثبوت دے کر اثبات دعویٰ سے سبکدوشی حاصل کر لی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف یہ کشف اور رؤیا ہی تمہارے کافر ہونے پر دلیل نہیں ہے بلکہ اُمت کا اجماع بھی تو ہو گیا۔ اور اجماع کے یہ معنی کئے گئے ہیں کہ گولڑہ سے دلی تک جس قدر مولوی اور سجادہ نشین تھے سب نے کفر کی گواہی دے دی اب شک کیا رہا بلکہ اب تو کافر کہنا اور لعنت بھیجنا موجب درجات ہے اور بعض نقلی عبادتوں سے بہتر۔ اعتراض مذکورہ بالا میں جس قدر میری ذاتیات کی نسبت نکتہ چینی کی گئی ہے میں اس سے ناراض نہیں ہوں کیونکہ کوئی رسول اور نبی اور مامور من اللہ نہیں گذرا جس کی نسبت ایسی نکتہ چینی نہیں ہوئیں۔ ابھی ایک رسالہ آ رہا ہے صاحبوں نے شائع کیا ہے جس میں نعوذ باللہ حضرت موسیٰ کو گویا تمام مخلوقات سے بدتر ٹھہرایا گیا ہے اور جس قدر میرے پر اعتراض کو تہ بنی اور تعصب سے کئے جاتے ہیں وہ سب اُن پر کئے گئے ہیں یہاں تک کہ نعوذ باللہ ان کو عہد شکن، دروغ گو اور ظلم سے بیگانہ کا مال حرام کھانے والا اور فریب کرنے والا اور دھوکا دینے والا قرار دیا ہے اور بعض الزام مجھ سے زیادہ لگائے گئے ہیں جیسے یہ کہ موسیٰ نے کئی لاکھ شیر خوار بچے قتل کرائے

اب دیکھو کہ جو میرے پر اعتراض کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں تو کچھ ثبوت بھی نہیں محض بدظنی سے جھوٹ کی نجاست ہے مگر جنہوں نے حضرت موسیٰ پر اعتراض کئے وہ تو اپنے الزامات کے ثبوت میں توریت کی آیتیں پیش کرتے ہیں۔ ایسا ہی بہت سے اعتراض یہودیوں نے حضرت مسیح کی زندگی پر بھی کئے ہیں جو نہایت گندے اور ناقابل ذکر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ذاتی حالات پر جو جو اعتراضات میزان الحق اور عماد الدین کی کتابوں اور اُمہات المؤمنین وغیرہ میں کئے ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ پس اگر ان اعتراضات سے کچھ نتیجہ نکلتا ہے تو بس یہی کہ ہمیشہ ناپاک خیال لوگ ایسے ہی اعتراضات کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی منظور تھا کہ ان کا امتحان کرے اس لئے اپنے مقدس لوگوں کے بعض افعال اور معاملات کی حقیقت ان پر پوشیدہ کر دی تا ان کا جبٹ ظاہر کرے۔ اور جو میری پیشگوئیوں کی نسبت اعتراض کیا ہے میں اس کا جواب پہلے دے چکا ہوں کہ یہ اعتراض بھی سنت اللہ کے موافق میرے پر کیا گیا ہے یعنی کوئی نبی نہیں گذرا جس کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت اعتراض نہیں ہوا۔ یہ کس قسم کی بدبختی اور بدقسمتی ہے کہ ہمیشہ سے اندھے لوگ خدا کے روشن نشانوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے رہے اور اگر ان میں کوئی نظری طور پر دقیق پیشگوئی اسی طور پر ظہور میں آئی جس کو موٹی عقلیں سمجھ نہ سکیں تو وہی محل اعتراض بنا لیا جیسا کہ کتاب تریاق القلوب کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آج تک میرے ہاتھ پر سو سے زیادہ خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا جن کے دنیا میں کئی لاکھ انسان گواہ ہیں مگر کورچشم معترضوں نے ان کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں کی اور نہ ان سے کچھ فائدہ اٹھایا اور جب ایک دو نشان کوتہ اندیشی یا بخل یا فطرتی کور باطنی کی وجہ سے ان کو سمجھ نہ آئے تو بغیر اس کے کہ کچھ سوچتے اور تامل کرتے یا مجھ سے پوچھتے شور مچا دیا۔ اسی طرح ابو جہل وغیرہ مخالف انبیاء علیہم السلام شور مچاتے رہے ہیں۔ نہ معلوم اس ظلم کا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ ان لوگوں کا بجز اس کے

اور کچھ منشاء نہیں کہ چاہتے ہیں کہ نور الہی کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر وہ مجھ نہیں سکتا کیونکہ خدا کے ہاتھ نے اس کو روشن کیا ہے۔ نہ معلوم کہ میری تکذیب کے لئے اس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اور بھی تائید یافتہ ہے اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مذب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں لیکن جبکہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تمیں ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کی پھونکوں سے یہ الہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں۔ (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دُعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور ان کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا ان پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور اور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔ (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا

کیا جائے گا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والاعلا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ و تسلك عشرة كاملة. دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

اب میں مختصر طور پر اپنے مسیح موعود اور مہدی معبود ہونے کے دلائل ایک جگہ اکٹھے کر کے لکھ دیتا ہوں شاید کسی طالب حق کو کام آئیں یا کوئی سینہ حق کے قبول کرنے کے لئے کھل جائے۔ رب فاجعل فیہا من عندک برکة و تائیراً و ہدایة و تنویراً و اجعل افئدة من الناس تہوی الیہا فانک علی کل شیء قدید و بالاجابة جدیر. ربنا اغفر لنا ذنوبنا و ادفع بلايانا و کروبنا و نج من کل ہم قلوبنا و کفل خطوبنا و کن معنا حیثما کننا یا محبوبنا و استرعورا تنا و امن رو عاتنا. انا تو گلنا علیک و فووضنا الامر الیک انت مولانا فی الدنيا و الآخرة و انت ارحم الراحمین. امین. یارب العالمین.

(۱) پہلی دلیل اس بات پر کہ میں ہی مسیح موعود اور مہدی معبود ہوں یہ ہے کہ میرا یہ دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے یعنی قرآن شریف اپنے نصوص قطعہ سے اس بات کو واجب کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر جو موسوی خلیفوں کے خاتم الانبیاء ہیں اس امت میں سے بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہوگا تا کہ وہ اسی طرح محمدی سلسلہ خلافت کا خاتم الاولیاء ہو اور مجددانہ حیثیت اور لوازم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو اور اسی پر سلسلہ خلافت محمدیہ ختم ہو جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر سلسلہ خلافت موسویہ ختم ہو گیا ہے۔

تفصیل اس دلیل کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل ٹھہرایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو مسیح موعود تک سلسلہ خلافت ہے اس سلسلہ کو خلافت موسویہ کے سلسلہ سے مشابہ قرار دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۗ

یعنی ہم نے یہ پیغمبر اسی پیغمبر کی مانند تمہاری طرف بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور یہ اس بات کا گواہ ہے کہ تم کیسی ایک سرکش اور متکبر قوم ہو جیسے کہ فرعون متکبر اور سرکش تھا۔ یہ تو وہ آیت ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہے لیکن جس آیت سے دونوں سلسلوں یعنی سلسلہ خلافت موسویہ اور سلسلہ خلافت محمدیہ میں مماثلت ثابت ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلہ نبوت محمدیہ کے خلیفہ سلسلہ نبوت موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں وہ یہ آیت ہے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ

یعنی خدا نے ان ایمانداروں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے کئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے وہ حضرت یوشع بن نون کے مقابل اور ان کا مثیل ہے جس کو خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے لئے اختیار کیا اور سب سے زیادہ فراست کی روح اُس میں پھونکی یہاں تک کہ وہ مشکلات جو

عقیدہ باطلہ حیاتِ مسیح کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء کو پیش آنی چاہیے تھی ان تمام شبہات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کمال صفائی سے حل کر دیا اور تمام صحابہ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ رہا جس کا گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی موت پر اعتقاد نہ ہو گیا ہو بلکہ تمام امور میں تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی اطاعت اختیار کر لی جیسا کہ حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت یشوع بن نون کی اطاعت کی تھی اور خدا بھی موسیٰ اور یشوع بن نون کے نمونہ پر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا حامی اور مؤید تھا۔ ایسا ہی ابوبکر صدیق کا حامی اور مؤید ہو گیا۔ درحقیقت خدا نے یشوع بن نون کی طرح اس کو ایسا مبارک کیا جو کوئی دشمن اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور اسامہ کے لشکر کا نا تمام کام جو حضرت موسیٰ کے نا تمام کام سے مشابہت رکھتا تھا حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر پورا کیا۔ اور حضرت ابوبکر کی حضرت یشوع بن نون کے ساتھ ایک اور عجیب مناسبت یہ ہے جو حضرت موسیٰ کی موت کی اطلاع سب سے پہلے حضرت یوشع کو ہوئی اور خدا نے بلا توقف ان کے دل میں وحی نازل کی جو موسیٰ مر گیا تا یہود حضرت موسیٰ کی موت کے بارے میں کسی غلطی یا اختلاف میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول سے ظاہر ہے اسی طرح سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر حضرت ابوبکر نے یقین کامل ظاہر کیا اور آپ کے جسد مبارک پر بوسہ دے کر کہا کہ تو زندہ بھی پاک تھا اور موت کے بعد بھی پاک ہے اور پھر وہ خیالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے ایک عام جلسہ میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دور کر دیا اور ساتھ ہی اس غلط خیال کی بھی تیخ کنی کر دی جو حضرت مسیح کی حیات کی نسبت احادیث نبویہ میں پوری غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض کے دلوں میں پایا جاتا تھا اور جس طرح حضرت یشوع بن نون نے دین کے سخت دشمنوں اور مفتر یوں اور مفسدوں کو ہلاک کیا تھا

اسی طرح بہت سے مفسد اور جھوٹے پیغمبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے اور جس طرح حضرت موسیٰ راہ میں ایسے نازک وقت میں فوت ہو گئے تھے کہ جب ابھی بنی اسرائیل نے کنعانی دشمنوں پر فتح حاصل نہیں کی تھی اور بہت سے مقاصد باقی تھے اور اردگرد دشمنوں کا شور تھا جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد اور بھی خطرناک ہو گیا تھا ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہو گیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہو گئے تھے بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کئے گئے اور ان کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہوا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ باعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت ۶ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ <sup>☆</sup> یہی حکم قضا و قدر

☆ خدا تعالیٰ کے حکم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شرعی جیسا یہ کہ تو خون نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی مت دے۔ دوسری قسم حکم کی قضا و قدر کے حکم ہیں جیسا کہ یہ حکم کہ قُلْنَا يَا كُوفِي بَرِّدًا وَسَلْمًا عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ ؕ شرعی حکم میں محکوم کا تخلف حکم سے جائز ہے جیسا کہ بہتیرے باوجود حکم شرعی پانے کے خون بھی کرتے ہیں، چوری بھی کرتے ہیں، جھوٹی گواہی بھی دیتے ہیں مگر قضا و قدر کے حکم میں ہرگز تخلف جائز نہیں۔ انسان تو انسان قدری حکم سے جمادات بھی تخلف نہیں کر سکتے کیونکہ جبروتی کشش اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ سو حضرت یشوع کو خدا کا یہ حکم کہ مضبوط دل ہو جا قدری حکم تھا یعنی قضا و قدر کا حکم۔ وہی حکم حضرت ابو بکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔ منہ

کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابو بکر بن قافہ اور یثوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔ استخلائی مماثلت نے اس جگہ گس کر اپنی مشابہت دکھلائی ہے یہ اس لئے کہ کسی دو لمبے سلسلوں میں باہم مشابہت کو دیکھنے والے طبعاً یہ عادت رکھتے ہیں کہ یا اول کو دیکھا کرتے ہیں اور یا آخر کو مگر دو سلسلوں کی درمیانی مماثلت کو جس کی تحقیق و تفتیش زیادہ وقت چاہتی ہے دیکھنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اول اور آخر پر قیاس کر لیا کرتے ہیں اس لئے خدا نے اس مشابہت کو جو یثوع بن نون اور حضرت ابو بکر میں ہے جو دونوں خلفوں کے اول سلسلہ میں ہیں اور نیز اس مشابہت کو جو حضرت عیسیٰ بن مریم اور اس اُمت کے مسیح موعود میں ہے جو دونوں خلفوں کے آخر سلسلہ میں ہیں اجلی بدیہیات کر کے دکھلا دیا مثلاً یثوع اور ابو بکر میں وہ مشابہت درمیان رکھ دی کہ گویا وہ دونوں ایک ہی وجود ہے یا ایک ہی جو ہر کے دو ٹکڑے ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد یثوع بن نون کی باتوں کے شنوا ہو گئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابو بکر کی خلافت کو قبول کیا۔ غرض ہر ایک پہلو سے حضرت ابو بکر صدیق کی مشابہت حضرت یثوع بن نون علیہ السلام سے ثابت ہوئی۔ خدا نے جس طرح حضرت یثوع بن نون کو اپنی وہ تائیدیں دکھلائیں کہ جو حضرت موسیٰ کو دکھلایا کرتا تھا ایسا ہی خدا نے تمام صحابہ کے سامنے حضرت ابو بکر کے کاموں میں برکت دی اور نبیوں کی طرح اس کا اقبال چمکا۔ اُس نے مفسدوں اور جھوٹے نبیوں کو خدا سے قدرت اور جلال پا کر قتل کیا تا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جانیں کہ جس طرح خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اس کے بھی ساتھ ہے۔ ایک اور عجیب مناسبت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت یثوع بن نون علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت



یشوع بن نون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ہولناک دریا سے جس کا نام یردن ہے عبور مع لشکر کرنا پیش آیا تھا اور یردن میں ایک طوفان تھا اور عبور غیر ممکن تھا اور اگر اس طوفان سے عبور نہ ہوتا تو بنی اسرائیل کی دشمنوں کے ہاتھ سے بتا ہی متصور تھی اور یہ وہ پہلا امر ہولناک تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یشوع بن نون کو اپنے خلافت کے زمانہ میں پیش آیا اس وقت خدا تعالیٰ نے اس طوفان سے اعجازی طور پر یوشع بن نون اور اس کے لشکر کو بچا لیا اور یردن میں خشکی پیدا کر دی جس سے وہ آسانی گذر گیا وہ خشکی بطور جواری بھانا تھی یا محض ایک فوق العادت اعجاز تھا۔ بہر حال اس طرح خدا نے ان کو طوفان اور دشمن کے صدمہ سے بچایا اسی طوفان کی مانند بلکہ اس سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر خلیفۃ الحق کو مع تمام جماعت صحابہ کے جو ایک لاکھ سے زیادہ تھے پیش آیا یعنی ملک میں سخت بغاوت پھیل گئی۔ اور وہ عرب کے بادیہ نشین جن کو خدا نے فرمایا تھا قَالَتِ الْأَعْرَابُ لَمَّا قُتِلَ لَهُ تَوْءَمُوا وَلَكِنْ قَوْلُوا اسْلَمْنَا وَكَمَا يَدْخُلُ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (سورۃ حجرات) ضرور تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق وہ بگڑتے تا یہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ پس ایسا ہی ہوا اور وہ سب لوگ مرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور چند شریر لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا جن کے ساتھ کئی لاکھ بد بخت انسانوں کی جمعیت ہو گئی اور دشمنوں کا شمار اس قدر بڑھ گیا کہ صحابہ کی جماعت ان کے آگے کچھ بھی چیز نہ تھی اور ایک سخت طوفان ملک میں برپا ہوا یہ طوفان اُس خوفناک پانی سے بہت بڑھ کر تھا جس کا سامنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو پیش آیا تھا اور جیسا کہ یوشع بن نون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ناگہانی طور پر اس سخت ابتلا میں مبتلا ہو گئے تھے کہ دریا سخت طوفان میں تھا اور کوئی جہاز نہ تھا اور ہر ایک طرف سے دشمن کا خوف تھا۔ یہی ابتلا حضرت ابو بکر کو پیش آیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ارتداد عرب کا ایک طوفان برپا ہو گیا اور جھوٹے پیغمبروں کا ایک

دوسرا طوفان اس کو قوت دینے والا ہو گیا۔ یہ طوفان یوشع کے طوفان سے کچھ کم نہ تھا بلکہ بہت زیادہ تھا اور پھر جیسا کہ خدا کی کلام نے حضرت یوشع کو قوت دی اور فرمایا کہ جہاں جہاں تو جاتا ہے میں تیرے ساتھ ہوں تو مضبوط ہو اور دلاور بن جا اور بے دل مت ہو۔ تب یوشع میں بڑی قوت اور استقلال اور وہ ایمان پیدا ہو گیا جو خدا کی تسلی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر کو بغاوت کے طوفان کے وقت خدا تعالیٰ سے قوت ملی۔ جس شخص کو اس زمانہ کی اسلامی تاریخ پر اطلاع ہے وہ گواہی دے سکتا ہے کہ وہ طوفان ایسا سخت طوفان تھا کہ اگر خدا کا ہاتھ ابوبکر کے ساتھ نہ ہوتا اور اگر درحقیقت اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اگر درحقیقت ابوبکر خلیفہ حق نہ ہوتا تو اس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا تھا مگر یوشع نبی کی طرح خدا کے پاک کلام سے ابوبکر صدیق کو قوت ملی کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس ابتلا کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ چنانچہ جو شخص اس آیت مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھے گا وہ یقین کر لے گا کہ بلاشبہ اس ابتلا کی خبر قرآن شریف میں پہلے سے دی گئی تھی اور وہ خبر یہ ہے کہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یعنی خدا نے مومنوں کو جو نیکو کار ہیں وعدہ دے رکھا ہے جو ان کو خلیفہ بنائے گا انہی خلیفوں کی مانند جو پہلے بنائے تھے اور اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا اور ان کے دین کو یعنی اسلام کو جس پر وہ راضی ہو از میں پر جمادے گا اور اُس کی جڑ لگا دے گا اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا۔ وہ میری پرستش کریں گے کوئی دوسرا میرے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ دیکھو اس آیت میں صاف طور پر فرما دیا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا مگر خدا اُس خوف کے زمانہ کو پھر

امن کے ساتھ بدل دے گا۔ سو یہی خوف یثوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کی کلام سے تسلی دی گئی ایسا ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی خدا کی کلام سے تسلی دی گئی اور چونکہ ہر ایک سلسلہ میں خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ اس کا کمال تب ظاہر ہوتا ہے کہ جب آخر حصہ سلسلہ کا پہلے حصہ سے مشابہ ہو جائے اس لئے ضروری ہوا کہ موسوی اور محمدی سلسلہ کا پہلا خلیفہ موسوی اور محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہ ہو کیونکہ کمال ہر ایک چیز کا استدارت<sup>☆</sup> کو چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام بساط گول شکل پر پیدا کئے گئے ہیں تا خدا کے ہاتھ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ناقص نہ ہوں۔ اسی بنا پر

☆ استدارت کے لفظ سے میری مراد یہ ہے کہ جب ایک دائرہ پورے طور پر کامل ہو جاتا ہے تو جس نقطہ سے شروع ہوا تھا اسی نقطہ سے جا ملتا ہے اور جب تک اس نقطہ کو نہ ملے تب تک اُس کو دائرہ کامل نہیں کہہ سکتے۔ پس آخری نقطہ کا پہلے نقطہ سے جا ملنا وہی امر ہے جس کو دوسرے لفظوں میں مشابہت نامہ کہا کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یثوع بن نون سے مشابہت تھی یہاں تک کہ نام میں بھی تشابہ تھا ایسا ہی حضرت ابو بکر اور مسیح موعود کو بعض واقعات کے رُو سے شدت مشابہت ہے اور وہ یہ کہ ابو بکر کو خدا نے سخت فتنہ اور بغاوت اور مفسزیوں اور مفسدوں کے عہد میں خلافت کے لئے مقرر کیا تھا ایسا ہی مسیح موعود اس وقت ظاہر ہوا کہ جبکہ تمام علامات صغریٰ کا طوفان ظہور میں آچکا تھا اور کچھ کبریٰ میں سے بھی۔ اور دوسری مشابہت یہ ہے کہ جیسا کہ خدا نے حضرت ابو بکر کے وقت میں خوف کے بعد امن پیدا کر دیا اور برخلاف دشمنوں کی خواہشوں کے دین کو جمادیا ایسا ہی مسیح موعود کے وقت میں بھی ہوگا کہ اس طوفان تکذیب اور تکفیر اور تفسیق کے بعد یکدم لوگوں کو حجت اور ارادت کی طرف میلان دیا جائے گا اور جب بہت سے نور نازل ہوں گے اور ان کی آنکھیں کھلیں گی تو وہ معلوم کریں گے کہ ہمارے اعتراض کچھ چیز نہ تھے اور ہم نے اپنے اعتراضوں میں بجز

ماننا پڑتا ہے کہ زمین کی شکل بھی گول ہے کیونکہ دوسری تمام شکلیں کمال تام کے مخالف ہیں اور جو چیز خدا کے ہاتھ سے بلا واسطہ نکلی ہے اس میں مناسب حال مخلوقیت کے کمال تام ضرور چاہیے تا اس کا نقص خالق کے نقص کی طرف عائد نہ ہو اور نیز اس لئے بساط کا گول رکھنا خدا تعالیٰ نے پسند کیا کہ گول میں کوئی جہت نہیں ہوتی۔ اور یہ امر توحید کے بہت مناسب حال ہے۔ غرض صنعت کا کمال مدور شکل سے ہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس میں انتہائی نقطہ اس قدر اپنے کمال کو دکھلاتا ہے کہ پھر اپنے مبدء کو جاملتا ہے۔

اب ہم پھر اپنے اصل مدعا کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ ہمارے مذکورہ بالا بیان سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت سیدنا

اس کے اور کچھ نہ دکھلایا جو اپنے سطحی خیال اور موٹی عقل اور حسد اور تعصب کے زہر کو لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ اور پھر اس کے بعد ابو بکر اور مسیح موعود میں یہ مشابہت ظاہر کر دی جائے گی کہ اس دین کو جس کی مخالف بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں زمین پر خوب جمادیا جائے گا اور ایسا مستحکم کیا جائے گا کہ پھر قیامت تک اس میں تزلزل نہیں ہوگا۔ اور پھر تیسری مشابہت یہ ہوگی کہ جو شرک کی ملونی مسلمانوں کے عقیدوں میں مل گئی تھی وہ بکلی اُن کے دلوں میں سے نکال دی جائے گی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شرک کا ایک بڑا حصہ جو مسلمانوں کے عقائد میں داخل ہو گیا تھا یہاں تک کہ دجال کو بھی خدائی کی صفتیں دی گئی تھیں اور حضرت مسیح کو ایک حصہ مخلوق کا خالق سمجھا گیا تھا یہ ہر ایک قسم کا شرک دور کیا جائے گا جیسا کہ آیت **يَعْبُدُونَ مَا لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا** سے مستنبط ہوتا ہے۔ ایسا ہی اس پیشگوئی سے جو مسیح موعود اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں مشترک ہے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں اور اُن کے مرتبہ اور بزرگی سے منکر ہیں ایسا ہی مسیح موعود کی تکفیر بھی کی جائے گی اور ان کے مخالف ان کے مرتبہ ولایت سے انکار کریں گے کیونکہ اس پیشگوئی کے اخیر میں یہ آیت ہے **وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ** اور اس آیت کے معنی جیسا کہ روافض کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے پہلے خلیفہ تھے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے پہلے خلیفہ ہیں اشد مشابہت ہے تو پھر اس سے لازم آیا کہ جیسا کہ سلسلہ محمدیہ کی خلافت کا پہلا خلیفہ سلسلہ موسویہ کی خلافت کے پہلے خلیفہ سے مشابہت رکھتا ہے ایسا ہی سلسلہ محمدیہ کی خلافت کا آخری خلیفہ جو مسیح موعود سے موسوم ہے سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ سے جو حضرت عیسیٰ بن مریم ہے مشابہت رکھے تا دونوں سلسلوں کی مشابہت تامہ میں جو نص قرآنی سے ثابت ہوتی ہے کچھ نقص نہ رہے کیونکہ جب تک دونوں سلسلے یعنی سلسلہ موسویہ و سلسلہ محمدیہ اول سے آخر تک باہم مشابہت نہ دکھلائیں تب تک وہ مماثلت جو آیت

عملی حالت سے کھلے ہیں یہی ہیں کہ بعض گمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقام بلند سے منکر ہو جائیں گے اور ان کی تکفیر کریں گے پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی کیونکہ وہ خلافت کے اس آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے۔ یہ بات بہت ضروری اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر ایک دائرہ کا عام قاعدہ یہی ہے کہ اُس کا آخری نقطہ پہلے نقطہ سے اتصال رکھتا ہے لہذا اس عام قاعدہ کے موافق خلافت محمدیہ کے دائرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے یعنی یہ لازمی امر ہے کہ آخری نقطہ اُس دائرہ کا جس سے مراد مسیح موعود ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے وہ اس دائرہ کے پہلے نقطہ سے جو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کے دائرہ کا پہلا نقطہ جو ابوبکر ہے وہ اس دائرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح موعود ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ آخر نقطہ ہر ایک دائرہ کا اس کے پہلے نقطہ سے جاملتا ہے۔ اب جبکہ اول اور آخر کے دونوں نقطوں کا اتصال ماننا پڑا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے حق میں ہیں یعنی حضرت ابوبکر کے حق میں وہی خلافت کے آخری نقطہ کے حق میں بھی ہیں یعنی مسیح موعود کے حق میں اور یہی ثابت کرنا تھا۔ منہ

كَمَا اسْتَحْلَفَ الَّذِينَ فِي كَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور پھر چونکہ ہم ابھی حاشیہ میں اہل اور اہل طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسیح موعود سے مشابہت رکھتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر حضرت یوشع بن نون سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور حضرت یوشع بن نون اس قاعدہ کے رو سے جو دائرہ کا اول نقطہ دائرہ کے آخر نقطہ سے اتحاد رکھتا ہے جیسا کہ ابھی ہم نے حاشیہ میں لکھا ہے حضرت عیسیٰ بن مریم سے مشابہت رکھتے ہیں تو اس سلسلہ مساوات سے لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسیح موعود سے جو شریعت اسلامیہ کا آخری خلیفہ ہے مشابہت رکھتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ حضرت یوشع بن نون سے مشابہ ہیں اور حضرت یوشع بن نون حضرت ابو بکر سے مشابہ۔ اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابو بکر اسلام کے آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود سے مشابہ ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ اسلام کے آخری خلیفہ سے جو مسیح موعود ہے مشابہ ہیں۔ کیونکہ مشابہ کا مشابہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر خط ا خط ا سے مساوی ہے اور خط ا خط ا سے مساوی تو ماننا پڑے گا کہ خط ا خط ا سے مساوی ہے اور یہی مدعا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مشابہت مِنْ وَجْهِ مَغَارَتٍ کو چاہتی ہے اس لئے قبول کرنا پڑا کہ اسلام کا مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ اس کا غیر ہے۔ اور عوام جو باریک باتوں کو سمجھ نہیں سکتے اُن کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو رسول ظاہر کر کے اُن کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک شریعت موسویہ۔ دوسری شریعت محمدیہ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفہ مقرر کئے ہیں اور درمیانی بار اُن خلیفے جو ان دونوں شریعتوں میں پائے جاتے ہیں وہ ہر دونی صاحب الشریعت کی قوم میں سے ہیں یعنی موسوی خلیفہ اسرائیلی ہیں اور محمدی خلیفہ قریشی ہیں مگر آخری دو خلیفے ان دونوں سلسلوں کے

وہ ان ہر دونی صاحب الشریعت کی قوم میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ اس لئے کہ ان کا کوئی باپ نہیں اور اسلام کے مسیح موعود کی نسبت جو آخری خلیفہ ہے خود علماء اسلام مان چکے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور نیز قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح ایک دوسرے کا عین نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین۔ پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ اور تفصیل اس استدلال کی یہ ہے کہ گمّا کا لفظ جو آیت گمّا اسْتَحْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں ہے جس سے تمام محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی موسوی سلسلہ کے خلیفوں کے ساتھ مشابہت ثابت ہوتی ہے ہمیشہ مماثلت کے لئے آتا ہے اور مماثلت ہمیشہ من وجہ مغایرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغایرت ضروری ہے اور عین کسی وجہ سے اپنے نفس کا مغایر نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہو کر ان کے عین نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفہ جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ گمّا کا لفظ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت کی مشابہت کے لئے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی گمّا کا لفظ آیت گمّا اسْتَحْلَفَ الَّذِیْنَ میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغایرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کا بارہواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا (سمجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارہواں خلیفہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحییٰ اسرائیلی ہیں لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت

عیسیٰ اسرائیلی نہیں ہیں۔ سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارہویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثل ہیں اور سید ہیں۔

(۲) اور منجملہ ان دلائل کے جو میرے مسیح موعود ہونے پر دلالت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے وہ دو نشان ہیں جو دنیا کو کبھی نہیں بھولیں گے یعنی ایک وہ نشان جو آسمان میں ظاہر ہوا اور دوسرا وہ نشان جو زمین نے ظاہر کیا۔ آسمان کا نشان خسوف کسوف ہے جو ٹھیک ٹھیک مطابق آیت کریمہ **وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** اور نیز دارقطنی کی حدیث کے موافق رمضان میں واقع ہوا۔ اور زمین کا نشان وہ ہے جس کی طرف یہ آیت کریمہ قرآن شریف کی یعنی **وَإِذَا الْعِشَاءُ عُطِّلَتْ** اشارہ کرتی ہے جس کی تصدیق میں مسلم میں یہ حدیث موجود ہے **وَيَتْرَكُ الْقُلُوصَ فَلَا يَسْعَىٰ عَلَيْهَا** خسوف کسوف کا نشان تو کئی سال ہوئے جو دو مرتبہ ظہور میں آگیا۔ اور اونٹوں کے چھوڑے جانے

☆ شوکانی اپنی کتاب توضیح میں لکھتا ہے کہ آثار واردہ جو مسیح اور مہدی کے بارے میں ہیں وہ رفع کے حکم میں ہیں کیونکہ پیشگوئیوں میں اجتہاد کو راہ نہیں مگر میں کہتا ہوں کہ بہت سی پیشگوئیاں مہدی اور مسیح کے بارے میں ایسی ہیں جو باہم تناقض رکھتی ہیں یا قرآن شریف کے مخالف ہیں یا سنت اللہ کی ضد ہیں اس صورت میں اگر ان کا رفع بھی ہوتا تاہم بعض ان میں سے ہرگز قبول کے لائق نہ تھیں۔ ہاں حسب اقرار شوکانی صاحب کسوف خسوف کی پیشگوئی بلاشبہ رفع کے حکم میں ہے بلکہ یہ پیشگوئی مرفوع متصل حدیث سے بھی صد ہا درجہ قوی تر ہے کیونکہ اس نے اپنے وقوع سے اپنی سچائی آپ ظاہر کر دی اور قرآن شریف نے اس کے مضمون کی تصدیق کی اور نیز قرآن شریف نے اس کے مقابل کی ایک اور پیشگوئی بیان فرمائی یعنی اونٹوں کے بیکار ہونے کی پیشگوئی۔ اس زمینی نشان کا ذکر آسمانی نشان یعنی کسوف خسوف کا مصدق ہے کیونکہ یہ دونوں نشان ایک دوسرے کے مقابل پڑے ہیں اور ایسا ہی تورات کے بعض صحیفوں میں اس کی تصدیق موجود ہے اور یہ مرتبہ ثبوت کا کسی دوسری حدیث مرفوع متصل کو جس کے ساتھ یہ لوازم نہ ہوں حاصل نہیں۔ منہ



اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی اور اُمید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائے گا۔ تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے یکدفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا طیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بکڑوں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اُٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو چشم خود دیکھے گی اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا طیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے۔

☆ چونکہ ریل کا وجود اور اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے اور مسیح کے ایک یہ بھی معنی ہیں کہ بہت سیاحت کرنے والا تو گویا خدا نے مسیح کے لئے اور اس کے نام کے معنی متحقق کرنے کے لئے اور نیز اس کی جماعت کے لئے جو اسی کے حکم میں ہیں ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے تا وہ سیاحتیں جو پہلے مسیح نے ایک سو بیس برس تک بصد محنت پوری کی تھیں اس مسیح کے لئے صرف چند ماہ میں وہ تمام سیر و سیاحت میسر آجائے اور یہ یقینی امر ہے کہ جیسے اس زمانہ کا ایک مامور من اللہ ریل کی سواری کے ذریعہ سے خوشی اور آرام سے ایک بڑے حصہ دنیا کا چکر لگا کر اور سیاحت کر کے اپنے وطن میں آسکتا ہے یہ سامان پہلے نبیوں کے لئے میسر نہیں تھا اس لئے مسیح کا مفہوم جیسے اس زمانہ میں جلد پورا ہو سکتا ہے کسی دوسرے زمانہ میں اس کی نظیر نہیں۔ منہ

اگر سوچ کر دیکھا جائے تو اپنی کیفیت کی رو سے خسوف کسوف کی پیشگوئی اور اونٹوں کے متروک ہونے کی پیشگوئی ایک ہی درجہ پر معلوم ہوتی ہیں کیونکہ جیسا کہ خسوف کسوف کا نظارہ کروڑھا انسانوں کو اپنا گواہ بنا گیا ہے ایسا ہی اونٹوں کے متروک ہونے کا نظارہ بھی ہے بلکہ یہ نظارہ کسوف خسوف سے بڑھ کر ہے کیونکہ خسوف کسوف صرف دو مرتبہ ہو کر اور صرف چند گھنٹہ تک رہ کر دنیا سے گذر گیا مگر اس نئی سواری کا نظارہ جس کا نام ریل ہے ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ پہلے اونٹ ہوا کرتے تھے۔ ذرہ اس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائے گا یا مدینہ سے مکہ کی طرف آئے گا تو اس نئی طرز کے قافلہ میں عین اس حالت میں جس وقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا کہ وَإِذَا الْعِشَاءُ عُظُمَتْ<sup>۱</sup> یعنی یاد کرو وہ زمانہ جب کہ اونٹنیاں بیکار کی جائیں گی اور ایک حمل دار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف جاتا ہو یا حدیث پڑھے گا کہ وَیَسْرُكُ الْقَلَاصِ فَلَا يُسْعَىٰ عَلَيْهَا یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی اور ان پر کوئی سوار نہیں ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سن کر کس قدر وجد میں آئیں گے اور کس قدر ان کا ایمان قوی ہوگا۔ جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اس قدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہوگا جس میں اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلابِ عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھ کر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت ان کی طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے

اچھلنا چاہیے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یا جوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اُس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جس پر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلادِ شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے اُن سے الگ ہو جائے گا۔ سبحان اللہ! کس قدر روشن پیشگوئی ہے یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ایسی بزرگ اور کھلی کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں۔ ہندوؤں کے ایک پنڈت دیانند نام نے ناحق فضولی کے طور پر کہا تھا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے۔ یعنی پہلے زمانہ میں آریہ ورت (ملک ہند) میں ریل جاری تھی مگر جب ثبوت مانگا گیا تو بجز بیہودہ باتوں کے اور کچھ جواب نہ تھا۔ اور دیانند کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وید میں پیشگوئی کے طور پر ریل کا ذکر ہے کیونکہ دیانند اس بات کا معترف ہے کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ اس کا صرف یہ مطلب تھا کہ ہندوؤں کے عہد سلطنت میں بھی یورپ کے فلاسفوں کی طرح ایسے کاریگر موجود تھے اور اُس زمانہ میں بھی ریل موجود تھی یعنی ہمارے بزرگ بھی انگریزوں کی طرح کئی صنعتیں ایجاد کرتے تھے لیکن قرآن شریف یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں ملک عرب میں ریل موجود تھی بلکہ آخری زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کرتا ہے کہ اُن دنوں میں ایک بڑا انقلاب ظہور میں آئے گا اور اونٹوں کی سواری بیکار ہو جائے گی اور ایک نئی سواری دنیا میں پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں سے مستغنی کر دے گی۔ یہ پیشگوئی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حدیث مسلم میں بھی موجود ہے جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو قرآن شریف کی اس آیت سے ہی استنباط کیا ہے یعنی وَإِذَا الْعِشَاءُ عَصَبَتْ<sup>۱</sup> سے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں ایک قیامت کی اور ایک زمانہ آخری کی مثلاً جیسے یا جوج ماجوج

کا پیدا ہونا اور ان کا تمام ریاستوں پر فائق ہونا۔ یہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے۔ اور حدیث مسلم نے پیشگوئی بترک القلاص میں صاف تشریح کر دی ہے اور کھول کر بیان کر دیا ہے کہ مسیح کے وقت میں اونٹ کی سواری ترک کر دی جائے گی۔

(۳) تیسری دلیل جو دلائل گذشتہ مذکورہ کی طرح وہ بھی قرآن شریف سے ہی مستنبط ہے سورہ فاتحہ کی اس آیت کی بنا پر ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۱۔ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں وہ سیدھی راہ عنایت کر جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور بچا ہم کو ان لوگوں کی راہ سے جن پر تیرا غضب ہے اور جو راہ کو بھول گئے ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اسلام کے تمام اکابر اور ائمہ کے اتفاق سے مغضوب علیہم سے مراد یہودی لوگ ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں اور قرآن شریف کی آیت یا عیسیٰ انی متوفیک الخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کے مغضوب علیہم ہونے کی بڑی وجہ جس کی سزا ان کو قیامت تک دی گئی اور دائمی ذلت اور محکومیت میں گرفتار کئے گئے یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کے نشان بھی دیکھ کر پھر بھی پورے عناد اور شرارت اور جوش سے ان کی تکفیر اور توہین اور تفسیق اور تکذیب کی اور ان پر اور ان کی والدہ صدیقہ پر جھوٹے الزام لگائے جیسا کہ آیت وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۲ سے صریح سمجھا جاتا ہے کیونکہ ہمیشہ کی محکومیت جیسی اور کوئی ذلت نہیں۔ اور دائمی ذلت کے ساتھ دائمی عذاب لازم پڑا ہوا ہے۔ اور اسی آیت کی تائید ایک دوسری آیت کرتی ہے جو جزو نمبر ۹ سورہ اعراف میں ہے اور وہ یہ ہے وَاذتَاذُنَ رَبِّكَ لِيُبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۳ یعنی خدا نے یہود کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ وعدہ کیا ہے کہ ایسے بادشاہ ان پر مقرر کرتا رہے گا جو انواع و اقسام کے عذاب ان کو دیتے رہیں گے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی وجہ یہود کے

مغضوب علیہم ہونے کی یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سخت ایذا دی اُن کی تکفیر کی اُن کی تفسیق کی اُن کی توہین کی۔ اُن کو مصلوب قرار دیا تا وہ نعوذ باللہ لعنتی قرار دیئے جائیں اور ان کو اس حد تک دکھ دیا کہ حسب منطوق آیت وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا<sup>۱</sup>۔ اُن کی ماں پر بھی سخت بہتان لگایا۔ غرض جس قدر ایذا کی قسمیں ہو سکتی ہیں کہ تکذیب کرنا، گالیاں دینا اور افترا کے طور پر کئی تہمتیں لگانا اور کفر کا فتویٰ دینا اور ان کی جماعت کو متفرق کرنے کے لئے کوشش کرنا اور حکام کے حضور میں ان کی نسبت جھوٹی مخبریاں کرنا اور کوئی دقیقہ توہین کا نہ چھوڑنا اور بالآخر قتل کے لئے آمادہ ہونا یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہود بد قسمت سے ظہور میں آیا اور آیت وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ<sup>۲</sup> کو غور سے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آیت ضَرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ<sup>۳</sup> کی سزا بھی حضرت مسیح کی ایذا کی وجہ سے ہی یہود کو دی گئی ہے کیونکہ آیت موصوفہ بالا میں یہود کے لئے یہ دائمی وعید ہے کہ وہ ہمیشہ محکومیت میں جو ہر ایک عذاب اور ذلت کی جڑ ہے زندگی بسر کریں گے جیسا کہ اب بھی یہود کی ذلت کے حالات کو دیکھ کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب تک خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں اترا جو اُس وقت

﴿۶۷﴾

☆ جیسا کہ شریر مخالفوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں پر بہتان لگایا اسی طرح میری بیوی کی نسبت شیخ محمد حسین اور اس کے دلی دوست جعفر زٹلی نے محض شرارت سے گندی خوابیں بنا کر سراسر بے حیائی کی راہ سے شائع کیں۔ اور میری دشمنی سے اس جگہ وہ لحاظ اور ادب بھی نہ رہا جو اہل بیت آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک دامن خواتین سے رکھنا چاہیے۔ مولوی کہلانا اور یہ بے حیائی کی حرکات۔ افسوس ہزار افسوس! یہی وہ بے جا حرکت تھی جس پر مسٹر جے۔ ایم۔ ڈوئی صاحب بہادر آئی۔ سی۔ ایس سابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے مولوی محمد حسین کو چشم نمائی کی تھی اور آئندہ ایسی حرکات سے روکا تھا۔ منہ

بھڑکا تھا جبکہ اُس وجیہ نبی کو گرفتار کرنا کر مصلوب کرنے کے لئے کھوپری کے مقام پر لے گئے تھے۔ اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی اور کوشش کی گئی تھی کہ وہ مصلوب ہو کر توریت کی نصوص صریحہ کے رو سے ملعون سمجھا جائے اور اُس کا نام اُن میں لکھا جائے جو مرنے کے بعد تحت الثریٰ کی طرف جاتے ہیں اور خدا کی طرف اُن کا رفع نہیں ہوتا۔ غرض جبکہ یہ مقدمہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ سے ثابت ہو گیا کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مغضوب علیہم کا پُر غضب خطاب جو یہودیوں کو دیا گیا یہ اُن یہودیوں کو خطاب ملا تھا جنہوں نے شرارت اور بے ایمانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور اُن پر کفر کا فتویٰ لکھا اور ہر ایک طرح سے اُن کی توہین کی اور اُن کو اپنے خیال میں قتل کر دیا اور اُن کے رفع سے انکار کیا بلکہ ان کا نام لعنتی رکھا تو اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کیوں مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی؟ بلکہ قرآن شریف کا افتتاح بھی اسی دعا سے کیا اور اس دعا کو مسلمانوں کے لئے ایک ایسا اور لازمی اور وظیفہ دائمی کر دیا کہ پانچ وقت قریباً نوے کروڑ مسلمان مختلف دیار اور بلاد میں یہی دعا اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں اور باوجود بہت سے اختلافات کے جو اُن میں اور اُن کے نماز کے طریق میں پائے جاتے ہیں کوئی فرقہ مسلمانوں کا ایسا نہیں ہے کہ جو اپنی نماز میں یہ دعا نہ پڑھتا ہو۔ اس سوال کا جواب خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقامات میں دے دیا ہے مثلاً جیسا کہ آیت گَمَّا اسْتَخْلَفَ

☆ تحقیقات کے رو سے یہی صحیح تعداد مسلمانوں کی ہے یعنی نوے کروڑ مسلمانوں کی مردم شماری صحت کو پہنچی ہے۔ انگریزوں کے مورخ عرب کے مختلف حصوں کی مردم شماری اور ایسا ہی بلاد شام اور بلاد روم کی مردم شماری کی تعداد صحت سے دریافت نہیں کر سکے اور افریقہ اور چین کی اسلامی آبادیاں شانہ نظر انداز ہی رہیں لہذا جو کچھ عیسائی مردم شماری میں اہل اسلام کی میزان دکھائی گئی ہے یہ صحیح نہیں ہے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ منہ

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ<sup>۱</sup> سے صریح اور صاف طور پر سمجھا جاتا ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یعنی جبکہ مماثلت کی ضرورت کی وجہ سے واجب تھا کہ اس اُمت کے خلیفوں کا سلسلہ ایک ایسے خلیفہ پر ختم ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو تو مجملہ وجوہ مماثلت کے ایک یہ وجہ بھی ضروری الوقوع تھی کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے فقیہ اور مولوی اُن کے دشمن ہو گئے تھے اور اُن پر کفر کا فتویٰ لکھا تھا اور ان کو سخت سخت گالیاں دیتے اور اُن کی اور اُن کی پردہ نشین عورتوں کی توہین کرتے اور اُن کے ذاتی نقص نکالتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اُن کو لعنتی ثابت کریں ایسا ہی اسلام کے مسیح موعود پر اس زمانہ کے مولوی کفر کا فتویٰ لکھیں اور اس کی توہین کریں اور اس کو بے ایمان اور لعنتی قرار دیں اور گالیاں دیں اور اس کے پرائیویٹ امور میں دخل دیں اور طرح طرح کے اس پر افترا کریں اور قتل کا فتویٰ دیں پس چونکہ یہ امت مرحومہ ہے اور خدا نہیں چاہتا کہ ہلاک ہوں۔ اس لئے اُس نے یہ دعا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی سکھلا دی اور اس کو قرآن میں نازل کیا اور قرآن اسی سے شروع ہوا اور یہ دعا مسلمانوں کی نمازوں میں داخل کر دی تا وہ کسی وقت سوچیں اور سمجھیں کہ کیوں ان کو یہود کی اس سیرت سے ڈرایا گیا جس سیرت کو یہود نے نہایت بُرے طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظاہر کیا تھا۔ یہ بات صاف طور پر سمجھ آتی ہے کہ اس دُعا میں جو سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے فرقہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ سے مسلمانوں کا بظاہر کچھ بھی تعلق نہ تھا کیونکہ جبکہ قرآن شریف اور احادیث اور اتفاق علماء اسلام سے ثابت ہو گیا ہے کہ مغضوب علیہم سے یہود مراد ہیں اور یہود بھی وہ جنہوں نے حضرت مسیح کو بہت ستایا اور دکھ دیا تھا اور ان کا نام کافر اور لعنتی رکھا تھا اور اُن کے قتل کرنے میں کچھ فرق نہیں کیا تھا اور توہین کو اُن کی مستورات تک پہنچا دیا تھا تو پھر مسلمانوں کو اس دعا سے کیا تعلق تھا اور کیوں یہ دعا ان کو سکھائی گئی۔ اب معلوم ہوا کہ یہ تعلق تھا کہ اس جگہ بھی پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح آنے والا تھا اور مقدر تھا کہ اُس کی بھی ویسی ہی توہین اور

تکلیف ہولہذا یہ دعا سکھائی گئی جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھ کہ ہم تیرے مسیح موعود کو دکھ دیں اور اُس پر کفر کا فتویٰ لکھیں اور اس کو سزا دلانے کیلئے عدالتوں کی طرف کھینچیں اور اس کی پاکدامن اہل بیت کی توہین کریں اور اُس پر طرح طرح کے بہتان لگائیں اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیں۔ غرض صاف ظاہر ہے کہ یہ دعا اسی لئے سکھائی گئی کہ تا قوم کو اس یادداشت کے پرچہ کی طرح جس کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتے ہیں یا اپنی نشست گاہ کی دیوار پر لگاتے ہیں اس طرف توجہ دی جائے کہ تم میں بھی ایک مسیح موعود آنے والا ہے اور تم میں بھی وہ مادہ موجود ہے جو یہودیوں میں تھا۔ غرض اس آیت پر ایک محققانہ نظر کے ساتھ غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو دعا کے رنگ میں فرمائی گئی چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حسب وعدہ **كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** آخری خلیفہ اس امت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا۔ اور ضرور ہے کہ

☆ ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے یہاں تک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ اور ندرت کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ حضرت مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا بھی امور نادرہ میں سے ہے۔ خلاف قانون قدرت نہیں ہے کیونکہ یونانی، مصری، ہندی طبیبوں نے اس امر کی بہت سی نظیریں لکھی ہیں کہ کبھی بغیر باپ کے بھی بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ بحکم قادر مطلق اُن میں دونوں قوتیں عاقدہ اور منعقدہ پائی جاتی ہیں اس لئے دونوں خاصیتیں ذکر اور اُنٹی کی اُن کے ختم میں موجود ہوتی ہیں۔ یونانیوں نے بھی ایسی پیدائشوں کی نظیریں دی ہیں اور ہندوؤں نے بھی نظیریں دی ہیں اور ابھی حال میں مصر میں جو طبی کتابیں تالیف ہوئی ہیں



﴿۶۹﴾

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے اور اس پر کفر کا فتویٰ لکھا جاوے اور اس کے قتل کے ارادے کئے جائیں اس لئے ترحم کے طور پر تمام مسلمانوں کو

ان میں بھی بڑی تحقیق کے ساتھ نظیروں کو پیش کیا ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں کے لفظ چندر بنسی اور سورج بنسی درحقیقت انہی امور کی طرف اشارات ہیں۔ پس اس قسم کی پیدائش صرف اپنے اندر ایک ندرت رکھتی ہے۔ جیسے توام میں ایک ندرت ہے اس سے زیادہ نہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بغیر باپ پیدا ہونا ایک ایسا مرفوق العادت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خصوصیت رکھتا ہے۔

اگر یہ امر فوق العادت ہوتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہی مخصوص ہوتا تو خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اس کی نظیر جو اس سے بڑھ کر تھی کیوں پیش کرتا اور کیوں فرماتا إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی مثال کہ خدا نے اس کو مٹی سے جو

﴿۶۹﴾

تمام انسانوں کی ماں ہے پیدا کیا اور پھر اس کو کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا یعنی جیتا جاگتا ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ کسی امر کی نظیر پیدا ہونے سے وہ امر بے نظیر نہیں کہلا سکتا۔ اور جس شخص کے کسی عارضہ ذاتی کی کوئی نظیر مل جائے تو پھر وہ شخص نہیں کہہ سکتا کہ یہ صفت مجھ سے مخصوص ہے۔ اسی مضمون کے لکھنے کے وقت خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یَٰلَاشْ خُذَا كَا هٰی نَامَ هٰی۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اسکو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنی میرے پر یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک۔ اس نام کے الہام سے یہ غرض ہے کہ کوئی انسان کسی ایسی قابل تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں ہے جو وہ صفت یا اسم یا فعل کسی دوسرے میں نہیں پایا جاتا۔ یہی سر ہے جس کی وجہ سے ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی امت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے

یہ دعا سکھلائی کہ تم خدا سے پناہ چاہو کہ تم اُن یہودیوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے موسوی سلسلہ کے مسیح موعود کو کافر ٹھہرایا تھا اور اس کی توہین کرتے تھے اور اُن کو گالیاں دیتے تھے اور اس دعا میں صاف اشارہ ہے کہ تم پر بھی یہ وقت آنے والا ہے ﴿۷۰﴾

جوہر سے مناسبت تامہ رکھتے ہیں تا کسی خصوصیت کے دھوکا میں جہلاء اُمت کے کسی نبی کو لاشریک نہ ٹھہرائیں یہ سخت کفر ہے جو کسی نبی کو یلش کا نام دیا جائے۔ کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے جس میں ہزار ہا اور لوگ شریک نہ ہوں۔ خدا کو سب سے زیادہ اپنی توحید پیاری ہے۔ توحید کے لئے تو یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا خدائے عز ووجل نے زمین پر قائم کیا۔ پس اگر خدا کا یہ منشاء تھا کہ بعض صفات ربوبیت سے بعض انسانوں کو مخصوص کیا جائے تو پھر کیوں اس نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تعلیم کی جس کے لئے عرب کے میدانوں میں ہزار ہا مخلوق پرستوں کے خون بہائے گئے۔ پس اے دوستو! اگر تم چاہتے ہو کہ ایمان کو شیطان کے ہاتھ سے بچا کر آخری سفر کرو تو کسی انسان کو فوق العادت خصوصیت سے مخصوص مت کرو کہ یہی وہ گندہ چشمہ ہے جس سے شرک کی نجاستیں جوش مار کر نکلتی ہیں اور انسانوں کو ہلاک کرتی ہیں۔ پس تم اس سے اپنے آپ کو اور اپنی ذریت کو بچاؤ کہ تمہاری نجات اسی میں ہے۔ اے عقلمند و ذرا سوچو کہ اگر مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام انیس سو برس سے دوسرے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور باوجودیکہ فوت شدہ روجوں کو جالے اور حضرت یحییٰ کے زانو بزانو ہم نشین ہو گئے پھر بھی اسی جہان میں ہیں اور کسی آخری زمانہ میں جو گویا اس امت کی ہلاکت کے بعد آئے گا آسمان پر سے اتریں گے تو شرک سے بچنے کے لئے ایسی فوق العادت صفت کی کوئی نظیر تو پیش کرو یعنی کسی ایسے انسان کا نام لو جو قریباً دو ہزار برس سے آسمان پر چڑھا بیٹھا ہے اور نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا اور نہ کوئی اور جسمانی خاصہ ظاہر کرتا اور پھر مجسم ہے اور روجوں کے ساتھ بھی ایسا

﴿۷۱﴾

اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے۔ پس خبردار رہو اور دعائیں مشغول رہو تا

ٹھوکر نہ کھاؤ۔ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو الضالین ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں اے

﴿۷۲﴾

ہمارے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم عیسائی بن جائیں یہ اس بات کی طرف اشارہ

ملا ہوا ہے کہ گویا اُن رُوحوں میں ایک رُوح ہے اور پھر دنیوی زندگی میں بھی کچھ فتور نہیں۔ اس

جہان میں بھی ہے اور اُس جہان میں بھی گویا دونوں طرف اپنے دو پیر پھیلا رکھے ہیں ایک پیر

دنیا میں اور دوسرا پیر فوت شدہ رُوحوں میں۔ اور دنیوی زندگی بھی عجیب کہ باوجود اس قدر امتداد

مدت کے کھانے پینے کی محتاج نہیں اور نیند سے بھی فارغ ہے اور پھر آخری زمانہ میں بڑے کرد فر

﴿۷۰﴾

اور جلالی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے اُترے گا۔ اور گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج

کی رات میں نہ چڑھنا دیکھا گیا اور نہ اترنا مگر حضرت مسیح کا اُترنا دیکھا جائے گا۔ تمام مولویوں

کے روبرو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُترے گا۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسیح نے

وہ کام دکھائے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اصرار مخالفوں کے دکھانا نہ سکے۔ بار بار

قرآنی اعجاز کا ہی حوالہ دیا۔ بقول تمہارے مسیح سچ سچ مُردوں کو زندہ کرتا رہا۔ شہر کے لاکھوں

انسان ہزاروں برسوں کے مرے ہوئے زندہ کر ڈالے۔ ایک دفعہ شہر کا شہر زندہ کر دیا مگر

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت

تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اُترنے کی جو دی گئی ہے اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت

مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر

حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور

حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی

ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا

مکان کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا؟ منہ

☆

ہے کہ اُس زمانہ میں جب کہ مسیح موعود ظاہر ہوگا عیسائیوں کا بہت زور ہوگا اور عیسائیت

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک مکھی بھی زندہ نہ کی۔ اور پھر مسیح نے بقول تمہارے ہزار ہا پرندے بھی پیدا کئے اور اب تک کچھ خدا کی مخلوقات اور کچھ اس کی مخلوقات دنیا میں موجود ہے اور ان تمام فوق العادت کاموں میں وہ وحدہ لا شریک ہے بلکہ بعض امور میں خدا سے بڑھا ہوا ہے ☆ اور اس کی پیدائش کے وقت میں شیطان نے بھی اُس کو مس نہیں کیا مگر دوسرے تمام پیغمبروں کو مس کیا۔ وہ قیامت کو بھی اپنا کوئی گناہ نہیں بتلائے گا مگر دوسرے تمام نبی گناہوں میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ میں معصوم ہوں۔ اب بتلاؤ کہ اس قدر خصوصیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں جمع کر کے کیا ان مولویوں نے حضرت عیسیٰ کو خدائی کے مرتبہ تک نہیں پہنچایا۔ اور کیا کسی حد تک پادریوں کے دوش بدوش نہیں چلے؟ اور کیا ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو وحدہ لا شریک کا مرتبہ دینے میں کچھ فرق کیا ہے؟ مگر مجھے خدا نے اس تجدید کے لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ایسا خیال کرنا

☆ خدا سے بڑھا ہوا اس طرح پر کہ خدا تو نو مہینے میں انسان کا بچہ پیدا کرتا ہے اور ہر ایک حیوان کی پیدائش کچھ نہ کچھ مہلت چاہتی ہے مگر مسیح کی یہ عجیب خالقیت کئی درجہ خدا کی خالقیت سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسیح کا یہ کام تھا کہ فی الفور ایک مٹی کا جانور بنایا اور پھونک مارتے ہی وہ زندہ ہو کر اڑنے لگا اور خدا کے پرندوں میں جا ملا۔ میں نے ایک دفعہ ایک غیر مقلد سے جو اہلحدیث کہلاتے ہیں پوچھا کہ جبکہ بقول تمہارے حضرت مسیح نے ہزار ہا پرندہ بنائے تو کیا تم ان دو قسم کے پرندوں میں کچھ فرق کر سکتے ہو کہ مسیح کے کونسے ہیں اور خدا کے کونسے۔ اُس نے جواب دیا کہ آپس میں مل گئے۔ اب کیونکر فرق ہو سکتا ہے۔ اس اعتقاد سے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ بھی دھوکہ باز ٹھہرتا ہے کہ اپنے بندوں کو تو حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ بناؤ اور پھر آپ حضرت مسیح کو ایسا بڑا شریک اور حصہ دار بنا دیا کہ کچھ تو خدا کی مخلوقات اور کچھ حضرت مسیح کی مخلوقات ہے بلکہ مسیح خدا کے بعث بعد الموت میں بھی شریک اور علم غیب میں بھی شریک کیا اب بھی نہ کہیں کہ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ منہ

کی ضلالت ایک سیلاب کی طرح زمین پر پھیلے گی۔ اور اس قدر طوفان ضلالت جوش مارے گا

کفر اور صریح کفر اور سخت کفر ہے بلکہ اگر واقعی طور پر حضرت مسیح نے کوئی معجزہ دکھلایا ہے یا اگر کوئی اعجازی صفت حضرت موصوف کے کسی قول یا فعل یا دعایا توجہ میں پائی جاتی ہے تو بلاشبہ وہ صفت کروڑہا اور انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے ومن انکر بہ فقد کفر و اغضب ربہ اللہ اکبر۔ واللہ تفرّد بتوحیدہ لا الہ الا هو۔ و لیس کمثلہ احد من نوع البشر۔ والعباد یشابہ بعضهم بعضاً فلا تجعل احداً منهم وحیداً واتق اللہ و احذر۔

سخت تعجب ان لوگوں کی فہم پر ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اہل حدیث اور غیر مقلد ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم توحید کی راہوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حنفیوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ تم بعض اولیاء کو صفات الہیہ میں شریک کر دیتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو۔ اور ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بہت سی خدائی صفات قائم کرتے ہیں اور اُن کو خالق اور رحی الاموات اور عالم الغیب قرار دیتے ہیں۔ اور اُن کے لئے وہ صفات قائم کرتے ہیں جو کسی انسان میں اُن کی نظیر پایا جانا عقیدہ نہیں رکھتے حالانکہ توحید الہی کی جڑ یہی ہے کہ وہ وحدہ لا شریک اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور اپنے کاموں میں ہے اور کوئی دوسرا مخلوق اس کی مانند وحدہ لا شریک نہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو ان کرامات پر اعتراض کیا کرتے تھے جو حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اولیاء کرام سے ظہور میں آئیں۔ یہ وہی موحد کہلانے والے ہیں جو اس بات پر ہنستے تھے کہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک کشتی بارہ برس کے بعد دریا میں سے نکلی اور جس قدر لوگ غرق ہوئے تھے سب اس میں زندہ موجود ہوں۔ اب یہ لوگ دجال میں وہ صفات اعجاز قائم کرتے ہیں جو کبھی کسی ولی کی نسبت روا نہیں رکھتے تھے۔ یہ لوگ

کہ بجز دعا کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا اور تثلیث کے واعظ اس قدر مکر کا جال پھیلائیں گے

کہا کرتے تھے کہ یا شیخ عبدالقادر شیناً للہ، کہنا کفر ہے اور اب اس کفر کو جو اس سے بڑھ کر ہے مسیح کی نسبت جائز سمجھتے ہیں اور ان کو بعض صفات خارق عادت میں خدا تعالیٰ کی طرح وحدہ لا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ خدا نے بے باپ پیدا ہونے میں حضرت آدم سے حضرت مسیح کو مشابہت دی ہے اور یہ بات کہ کسی دوسرے انسان سے کیوں مشابہت نہیں دی یہ محض اس غرض سے ہے کہ تا ایک مشہور متعارف نظیر پیش کی جائے کیونکہ عیسائیوں کو یہ دعویٰ تھا کہ بے باپ پیدا ہونا حضرت مسیح کا خاصہ ہے اور یہ خدائی کی دلیل ہے۔ پس خدا نے اس حجت کے توڑنے کے لئے وہ نظیر پیش کی جو عیسائیوں کے نزدیک مسلم اور مقبول ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کوئی اور نظیر پیش کرتا تو وہ اس نظیر کی طرح بدیہی اور مسلم الثبوت نہ ہوتی اور ایک نظری امر ہوتا۔ ورنہ دنیا میں ہزار ہا افراد ایسے ہیں جو بے باپ پیدا ہوئے ہیں اور غایت کار یہ امر امور نادرہ میں سے ہے نہ یہ کہ خلاف قانون قدرت اور عادت اللہ سے باہر ہے پس یہ ندرت اسی قسم کی ہے جیسے توام میں ندرت ہے جو فطرت الہی نے اس راقم کے حصے میں رکھی تھی تا تشابہ فی الندرت ہو جائے اور نیز خدا تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں حضرت مسیح کو آدم سے مشابہت دی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں جس کو شائع ہوئے بیس برس گذر گئے میرا نام آدم رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم سے مشابہت ہے ایسا ہی مجھ سے

☆ ان لوگوں کے عقائد باطلہ مخرفہ پر یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ اسلام حقیقی کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک مذہب پر غالب آئے گا لیکن یہ لوگ عیسائی مذہب جیسے قابل شرم عقائد کے سامنے ایک منٹ بھی اپنے ان اصولوں کے ساتھ ٹھہر نہیں سکتے اور سخت شکست کھا کر بھاگتے ہیں۔ منہ

کہ قریب ہوگا کہ راستبازوں کو بھی گمراہ کریں لہذا اس دعا کو بھی پہلی دعا کے ساتھ

بھی مشابہت ہے۔ ایک<sup>۱</sup> تو یہی مشابہت جو قدرت فی الخلق میں ہے۔ دوسری مشابہت اس بات میں کہ وہ اسرائیلی خلیفوں میں سے آخری خلیفہ ہیں مگر اسرائیل کے خاندان میں سے نہیں حالانکہ زبور میں وعدہ تھا کہ تمام خلیفے اس سلسلہ کے اسرائیلی خاندان میں سے ہوں گے پس گویا ماں کا اسرائیلی ہونا اس وعدہ کے ملحوظ رکھنے کے لئے کافی سمجھا گیا ایسا ہی میں بھی محمدی سلسلہ کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ ہوں مگر باپ کے رو سے قریش میں سے نہیں ہوں گو بعض دادیاں سادات میں ہونے کی وجہ سے قریش میں سے ہوں۔ تیسری<sup>۲</sup> مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میری یہ ہے کہ وہ ظاہر نہیں ہوئے جب تک حضرت موسیٰ کی وفات پر چودھویں صدی کا ظہور نہیں ہوا ایسا ہی میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہوں۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو یہ پسند آیا ہے کہ روحانی قانون قدرت کو ظاہری قانون قدرت سے مطابق کر کے دکھائے اس لئے اُس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا کیونکہ سلسلہ خلافت سے اصل مقصود یہ تھا کہ یہ سلسلہ ترقی کرتا کرتا کمال تام کے نقطہ پر ختم ہو یعنی اسی نقطہ پر جہاں اسلامی معارف اور اسلامی انوار اور اسلامی دلائل اور حجج پورے طور پر جلوہ گر ہوں اور چونکہ چاند چودھویں رات میں اپنے نور میں کمال تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ سو مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کرنا اس طرف اشارہ تھا کہ اس کے وقت میں اسلامی معارف اور برکات کمال تک پہنچ جائیں گی۔ جیسا کہ آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ<sup>۱</sup> میں اسی کمال تام کی طرف اشارہ ہے۔ اور نیز چونکہ چاند اپنے کمال تام کی رات میں یعنی چودھویں رات میں مشرق کی طرف سے ہی طلوع کرتا ہے۔ اس لئے یہ مناسبت بھی جو خدا کے ظاہری اور روحانی قانون میں ہونی چاہیے یہی چاہتی تھی جو مسیح موعود جو اسلام کے کمال تام کو ظاہر کرنے والا ہے ممالک مشرقیہ میں سے ہی پیدا ہو

شامل کر دیا گیا۔ اور اسی ضلالت کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے جو حدیث میں آیا

چوتھی<sup>۴</sup> مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس وقت ظاہر ہوئے تھے کہ جب کہ ان کے ملک زاد بوم اور اس کے گرد نواح سے ہلکی بنی اسرائیل کی حکومت جاتی رہی تھی اور ایسے ہی زمانہ میں مجھے خدا نے مبعوث فرمایا۔ پانچویں<sup>۵</sup> مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے یہ ہے کہ وہ رومی سلطنت کے وقت یعنی قیصر روم کے زمانہ میں مامور ہوئے تھے۔ پس ایسا ہی میں بھی رومی سلطنت اور قیصر ہند کے ایام دولت میں مبعوث کیا گیا ہوں اور عیسائی سلطنت کو میں نے اس لئے رومی سلطنت کے نام سے یاد کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عیسائی سلطنت کا نام جو مسیح موعود کے وقت میں ہوگی روم ہی رکھا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے۔ چھٹی<sup>۶</sup> مشابہت مجھے حضرت مسیح سے یہ ہے کہ جیسے اُن کو کافر بنایا گیا گالیاں دی گئیں اُن کی والدہ کی توہین کی گئی۔ ایسا ہی میرے پرکفر کا فتویٰ لگا اور گالیاں دی گئیں اور میرے اہل بیت کی توہین کی گئی۔ ساتویں<sup>۷</sup> مشابہت مجھے حضرت مسیح سے یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے گرفتار کرنے کے لئے جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور جھوٹی تجزیوں کی گئیں اور یہود کے مولویوں نے اُن پر جا کر عدالت میں گواہیاں دیں ایسا ہی میرے پر بھی جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور ان جھوٹے مقدمات کی تائید میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے میرے پھانسی دلانے کے لئے عدالت میں بحضور کپتان ڈگلس صاحب پادریوں کی حمایت میں گواہی دی۔ آخر عدالت نے ثابت کیا کہ مقدمہ الزام قتل جھوٹا ہے۔ پس خود سوچ لو کہ اس مولوی کی گواہی کس قسم کی تھی۔ آٹھویں<sup>۸</sup> مشابہت مجھے حضرت مسیح سے یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش ایسے ظالم بادشاہ یعنی ہیر وڈیس کے وقت میں ہوئی تھی جو اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا ایسا ہی میری پیدائش بھی سکھوں کے زمانہ کے آخری حصہ میں ہوئی تھی جو مسلمانوں کے لئے ہیر وڈیس سے کم نہ تھے۔ منہ



ہے کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورہ کہف کی پہلی آیتیں پڑھو اور وہ یہ ہیں: - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي  
 اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا - قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهٖ  
 ..... وَيُنذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِابٰئِهِمْ كَبُرَتْ  
 كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا .

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال سے کس گروہ کو مراد رکھا ہے اور عِوَج کے لفظ سے اس جگہ مخلوق کو شریک الباری ٹھہرانے سے مراد ہے جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ٹھہرایا ہے۔ اور اسی لفظ سے نبیؐ اعوج مشتق ہے۔ اور نبیؐ اعوج سے وہ درمیانی زمانہ مراد ہے جس میں مسلمانوں نے عیسائیوں کی طرح حضرت مسیح کو بعض صفات میں شریک الباری ٹھہرا دیا۔ اس جگہ ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ اگر دجال کا بھی کوئی علیحدہ وجود ہوتا تو سورہ فاتحہ میں اُس کے فتنہ کا بھی ذکر ضرور ہوتا اور اُس کے فتنہ سے بچنے کے لئے بھی کوئی علیحدہ دعا ہوتی مگر ظاہر ہے کہ اس جگہ یعنی سورہ فاتحہ میں صرف مسیح موعود کو ایذا دینے سے بچنے کے لئے اور نصاریٰ کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی گئی ہے۔ حالانکہ بموجب خیالات حال کے مسلمانوں کا دجال ایک اور شخص ہے

☆ نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے:  
 يخرج في اخر الزمان دجال يختلون الدنيا بالدين . يلبسون للناس جلود الضأن ..... السنتهم احلى من العسل وقلوبهم قلوب الذياب يقول الله عز وجل ابي يغترون ام علي يجتروء ون . الخ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا۔ وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سامان خرچ کریں گے۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔ خدا کہے گا کہ کیا تم میرے حلم کے ساتھ مغرور ہو گئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے لگے۔ جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ کنز العمال \* منہ

اور اس کا فتنہ تمام فتنوں سے بڑھ کر ہے تو گویا نعوذ باللہ خدا بھول گیا کہ ایک بڑے فتنہ کا ذکر بھی نہ کیا اور صرف دو فتنوں کا ذکر کیا ایک اندرونی یعنی مسیح موعود کو یہودیوں کی طرح ایذا دینا دوسرے عیسائی مذہب اختیار کرنا۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سورۃ فاتحہ میں صرف دو فتنوں سے بچنے کے لئے دُعا سکھلائی گئی ہے (۱) اول یہ فتنہ کہ اسلام کے مسیح موعود کو کافر قرار دینا۔ اُس کی توہین کرنا۔ اُس کی ذاتیات میں نقص نکالنے کی کوشش کرنا۔ اُس کے قتل کا فتویٰ دینا جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیہم میں انہی باتوں کی طرف اشارہ ہے (۲) دوسرے نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کے لئے دُعا سکھلائی گئی اور سورۃ کو اسی کے ذکر پر ختم کر کے اشارہ کیا گیا ہے کہ فتنہ نصاریٰ ایک سیلِ عظیم کی طرح ہوگا اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔ غرض اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ اس عاجز کی نسبت قرآن شریف نے اپنی پہلی سورۃ میں ہی گواہی دے دی ورنہ ثابت کرنا چاہئے کہ کن مغضوب علیہم سے اس سورۃ میں ڈرایا گیا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ حدیث اور قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بعض علماء کو یہود سے نسبت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ اور مسیح موعود تھے کافر ٹھہرایا تھا اور اُن کی سخت توہین کی تھی اور اُن کے پرائیویٹ امور میں افتراء کی طور پر نقص ظاہر کئے تھے۔ پس جبکہ یہی لفظ مغضوب علیہم کا اُن یہودیوں کے مثیلوں پر بولا گیا جن کا نام بوجہ تکفیر توہین حضرت مسیح مغضوب علیہم رکھا گیا تھا۔ پس اس جگہ مغضوب علیہم کے پورے مفہوم کو پیش نظر رکھ کر جب سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ آنے والے مسیح موعود کی نسبت صاف اور صریح پیشگوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے پہلے مسیح کی طرح ایذا اٹھائے گا۔ اور یہ دعا کہ یا الہی ہمیں مغضوب علیہم ہونے سے بچا۔ اس کے قطعاً یقینی یہی معنی ہیں کہ ہمیں اس سے بچا کہ ہم تیرے مسیح موعود کو جو پہلے مسیح کا مثیل ہے ایذا نہ دیں اُس کو کافر نہ ٹھہرائیں۔ ان معنوں کے لئے یہ قرینہ کافی ہے

کہ مغضوب علیہم صرف اُن یہودیوں کا نام ہے جنہوں نے حضرت مسیح کو ایذا دی تھی اور حدیثوں میں آخری زمانہ کے علماء کا نام یہود رکھا گیا ہے یعنی وہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکفیر و توہین کی تھی۔ اور اس دعا میں ہے کہ یا الہی ہمیں وہ فرقہ مت بنا جن کا نام مغضوب علیہم ہے۔ پس دعا کے رنگ میں یہ ایک پیشگوئی ہے جو دو خبر پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ اس امت میں بھی ایک مسیح موعود پیدا ہوگا اور دوسری یہ پیشگوئی ہے کہ بعض لوگ اس امت میں سے اُس کی بھی تکفیر اور توہین کریں گے اور وہ لوگ مورد غضبِ الہی ہوں گے اور اس وقت کا نشان یہ ہے کہ فتنہ نصاریٰ بھی اُن دنوں میں حد سے بڑھا ہوا ہوگا جن کا نام ضالین ہے اور ضالین پر بھی یعنی عیسائیوں پر بھی اگرچہ خدا تعالیٰ کا غضب ہے کہ وہ خدا کے حکم کے شنوائی نہیں ہوئے مگر اس غضب کے آثار قیامت کو ظاہر ہوں گے۔ اور اس جگہ مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر بوجہ تکفیر و توہین و ایذا و ارادہ قتل مسیح موعود کے دنیا میں ہی غضبِ الہی نازل ہوگا۔ یہ میرے جانی دشمنوں کیلئے قرآن کی پیشگوئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ جو شخص راہِ راست کو چھوڑتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا اپنے مجرموں سے دو قسم کا معاملہ ہے۔ اور مجرم دو قسم کے ہیں (۱) ایک وہ مجرم ہیں جو حد سے زیادہ نہیں بڑھتے اور گونہایت درجہ کے تعصب سے ضلالت کو نہیں چھوڑتے مگر وہ ظلم اور ایذا کے طریقوں میں ایک معمولی درجہ تک رہتے ہیں اپنے جو رستم اور بے باکی کو انتہا تک نہیں پہنچاتے۔ پس وہ تو اپنی سزا قیامت کو پائیں گے اور خدائے حلیم اُن کو اس جگہ نہیں پکڑتا کیونکہ ان کی روش میں حد سے زیادہ سختی نہیں۔ لہذا ایسے گناہوں کی سزا کے لئے صرف ایک ہی

☆ حدیثوں میں صاف طور پر یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی۔ اور علماء وقت اُس کو کافر

ٹھہرائیں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے اس نے تو ہمارے دین کی بیخ کنی کر دی۔ منہ

دن مقرر ہے جو یوم المجازات اور یوم الدین اور یوم الفصل کہلاتا ہے (۲) دوسری قسم کے وہ مجرم ہیں جو ظلم اور ستم اور شوخی اور بیباکی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا کے ماموروں اور رسولوں اور راستبازوں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالیں اور دنیا پر سے ان کا نام و نشان مٹادیں اور ان کو آگ کی طرح بھسم کر ڈالیں۔ ایسے مجرموں کے لئے جن کا غضب انتہا تک پہنچ جاتا ہے سنت اللہ یہی ہے کہ اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کا غضب اُن پر بھڑکتا ہے اور اسی دنیا میں وہ سزا پاتے ہیں علاوہ اس سزا کے جو قیامت کو ملے گی۔ اس لئے قرآنی اصطلاح میں اُن کا نام مغضوب علیہم ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں حقیقی مصداق اس نام کا ان یہودیوں کو ٹھہرایا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نابود کرنا چاہا تھا۔ پس ان کے دائمی غضب کے مقابل پر خدا نے بھی ان کو دائمی غضب کے وعید سے پامال کیا جیسا کہ آیت وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ<sup>۱</sup> سے سمجھا جاتا ہے اس قسم کا غضب جو قیامت تک منقطع نہ ہو اس کی نظیر قرآن شریف میں بجز حضرت مسیح کے دشمنوں کے یا آنے والے مسیح موعود کے دشمنوں کے اور کسی قوم کے لئے پائی نہیں جاتی۔<sup>۲</sup> اور مغضوب علیہم کے لفظ میں دنیا کے غضب کی وعید ہے جو دونوں مسیحوں کے دشمنوں کے متعلق ہے۔ یہ ایسی نص صریح ہے کہ اس سے انکار قرآن سے انکار ہے۔

اور یہ معنی جو ابھی میں نے سورۃ فاتحہ کی دعا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ<sup>۳</sup> کے متعلق بیان کئے ہیں انہی کی طرف قرآن شریف کی آخری چار سورتوں میں اشارہ ہے جیسا کہ سورۃ تَبَّتْ کی پہلی آیت یعنی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّتْ<sup>۴</sup> اُس موزی کی طرف

☆ اگرچہ بد قسمت یہود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دشمنی رکھتے تھے مگر اس مظفر و منصور نبی کے مقابل پر جس کے تیر دشمنوں کو خوب تیزی دکھلاتے تھے یہود نا مسعود کی کچھ چالاکی پیش نہیں گئی۔ منہ

اشارہ کرتی ہے جو مظہر جمال احمدی یعنی احمد مہدی کا مکفر اور مذہب اور مہین ہوگا چنانچہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں یہی آیت بطور الہام اس عاجز کے حق میں موجود ہے اور وہ الہام جو صفحہ مذکورہ کی ۱۱۹ اور ۲۲ سطر میں ہے یہ ہے۔ اذیمکربک الذی کفر۔ او قد لی یا ہامان۔ لعلی اطلع علی الہ موسیٰ۔ وانی لاظنہ من الکاذبین۔ تبّت یدای لہب وتب۔ ماکان لہ ان یدخل فیہا الا خائفا وما اصابک فمن اللہ یعنی یاد کروہ زمانہ جبکہ ایک مولوی تجھ پر کفر کا فتویٰ لگائے گا اور اپنے کسی حامی کو جس کا لوگوں پر اثر پڑ سکے کہے گا کہ میرے لئے اس فتنہ کی آگ بھڑکا یعنی ایسا کر اور اس قسم کا فتویٰ دے دے کہ تمام لوگ اس شخص کو کافر سمجھ لیں تا میں دیکھوں کہ اس کا خدا سے کیا تعلق ہے یعنی یہ جو موسیٰ کی طرح اپنا کلیم اللہ ہونا ظاہر کرتا ہے کیا خدا اس کا حامی ہے یا نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے (جب کہ اُس نے یہ فتویٰ لکھا) اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس کام میں دخل دیتا مگر ڈر ڈر کر اور جو رنج تجھے پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ پیشگوئی قریباً فتویٰ تکفیر سے بارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے یعنی جبکہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فتویٰ تکفیر لکھا اور میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگاؤے اور میرے کفر کی نسبت فتویٰ دیدے اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کر دے۔ سو اس فتویٰ اور میاں صاحب مذکور کے مہر سے بارہ برس پہلے یہ کتاب تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی اور مولوی محمد حسین جو بارہ برس کے بعد اڈل المکفرین بنے بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی تھے۔ اس جگہ سے خدا کا علم غیب ثابت ہوتا ہے کہ ابھی اس فتویٰ کا نام و نشان نہ تھا بلکہ مولوی محمد حسین صاحب میری نسبت

خادموں کی طرح اپنے تئیں سمجھتے تھے اُس وقت خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی جس کو کچھ بھی حصہ عقل اور فہم سے ہے وہ سوچے اور سمجھے کہ کیا انسانی طاقتوں میں یہ بات داخل ہو سکتی ہے کہ جو طوفان بارہ برس کے بعد آنے والا تھا جس کا پُر زور سیلاب مولوی محمد حسین جیسے مدعی اخلاص کو درجہ ضلالت کی طرف کھینچ لے گیا اور نذیر حسین جیسے مخلص کو جو کہتا تھا کہ براہین احمدیہ جیسی اسلام میں کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی اس سیلاب نے دبا لیا اس طوفان کی پہلے مجھے یا کسی اور کو محض عقلی قرائن سے خبر ہوتی۔ سو یہ خالص علم الہی ہے جس کو معجزہ کہتے ہیں۔ غرض براہین احمدیہ کے اس الہام میں سورۃ تبت کی پہلی آیت کا مصداق اس شخص کو ٹھہرایا ہے جس نے سب سے پہلے خدا کے مسیح موعود پر تکفیر اور توہین کے ساتھ حملہ کیا اور یہ دلیل اس بات پر ہے کہ قرآن شریف نے بھی اسی سورۃ میں ابولہب کے ذکر میں علاوہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح موعود کے دشمن کو بھی مراد لیا ہے۔ اور یہ تفسیر اس الہام کے ذریعہ سے کھلی ہے جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں درج ہو کر کروڑ ہا انسانوں یعنی عیسائیوں اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں شائع ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تفسیر سراسر حقانی ہے اور تکلف اور تصنع سے پاک ہے اور ہر ایک صاحب عقل و انصاف کو اس بات میں شبہ نہ ہوگا کہ جبکہ خدا کے الہام نے آج سے بیس برس پہلے ایک عظیم الشان پیشگوئی میں جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں درج ہے اور کمال صفائی سے پوری ہو چکی ہے یہی معنی کئے ہیں تو

☆ ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں ابی قلابہ سے روایت کی ہے کہ ابوالدرداء نے کہا ہے کہ انک لا تسفقه کلّ الفقه حتیٰ تروا للقران وجوها یعنی تجھ کو قرآن کا پورا فہم کبھی عطا نہیں ہوگا جب تک تجھ پر یہ نہ کھلے کہ قرآن کئی وجوہ پر اپنے معنی رکھتا ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ میں یہ مشہور حدیث ہے کہ قرآن کے لئے ظہر اور بطن ہے اور وہ علم اولین اور آخرین پر مشتمل ہے۔ منہ

یہ معنی اجتہادی نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہو کر یقینی اور قطعی ہیں اور اس الہامی پیشگوئی کے وثوق پر مبنی ہیں جس نے بکمال صفائی اپنی سچائی ظاہر کر دی ہے۔ غرض آیت تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۱ جو قرآن شریف کے آخری سپارہ میں چار آخری سورتوں میں سے پہلی سورۃ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے ایسا ہی بطور اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کے ایذا دہندہ دشمنوں پر اس کی دلالت ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے جیسا کہ تمام مفسر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس یہ بات کوئی غیر معمولی امر نہیں ہے کہ ایک آیت کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر مسیح موعود بھی اسی آیت کا مصداق ہو بلکہ قرآن شریف جو ذوالوجہ ہے اُس کا محاورہ اسی طرز پر واقع ہو گیا ہے کہ ایک آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد اور مصداق ہوتے ہیں اور اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہوتا ہے جیسا کہ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ سے ظاہر ہے۔ اور رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور مسیح بھی مراد ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آیت تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ جو قرآن شریف کے آخر میں ہے آیت مغضوب علیہم کی ایک شرح ہے جو قرآن شریف کے اوّل میں ہے کیونکہ قرآن شریف کے بعض حصے بعض کی تشریح ہیں، پھر اُس کے بعد جو سورۃ فاتحہ میں وَلَا الضَّالِّينَ ہے اس کے مقابل پر اور اس کی تشریح میں سورہ تَبَّتْ کے بعد سورۃ اخلاص ہے۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ سورۃ فاتحہ میں تین دعائیں سکھلائی گئی ہیں (۱) ایک یہ دعا کہ خدا تعالیٰ اُس جماعت میں داخل رکھے جو صحابہ کی جماعت ہے اور پھر اس کے بعد

اس جماعت میں داخل رکھے جو مسیح موعود کی جماعت ہے جن کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے  
 وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوا فِي آبِهِمْ ۱۔ غرض اسلام میں یہی دو جماعتیں منعم علیہم کی جماعتیں  
 ہیں اور انہیں کی طرف اشارہ ہے آیت صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں کیونکہ تمام  
 قرآن پڑھ کر دیکھو جماعتیں دو ہی ہیں۔ ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت۔ دوسری و الْآخِرِينَ  
 مِنْهُمْ کی جماعت جو صحابہ کے رنگ میں ہے اور وہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔ پس جب تم نماز میں  
 یا خارج نماز کے یہ دعا پڑھو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ  
 عَلَيْهِمْ ۲ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں یہ تو  
 سورۃ فاتحہ کی پہلی دعا ہے (۲) دوسری دعا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ہے جس سے مراد وہ لوگ  
 ہیں جو مسیح موعود کو دکھ دیں گے اور اس دعا کے مقابل پر قرآن شریف کے اخیر میں سورۃ تَبَّتْ  
 يَدَا أَبِي لَهَبٍ ہے (۳) تیسری دعا وَلَا الضَّالِّينَ ہے اور اس کے مقابل پر قرآن شریف کے  
 اخیر میں سورہ اخلاص ہے یعنی قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
 كُفُوًا أَحَدٌ ۳ اور اس کے بعد دو اور سورتیں جو ہیں یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یہ دونوں  
 سورتیں سورۃ تَبَّتْ اور سورۃ اخلاص کے لئے بطور شرح کے ہیں اور ان دونوں سورتوں میں اس  
 تاریک زمانہ سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے جب کہ لوگ خدا کے مسیح کو دکھ دیں گے اور جبکہ  
 عیسائیت کی ضلالت تمام دنیا میں پھیلے گی۔ پس سورہ فاتحہ میں اُن تینوں دعاؤں کی تعلیم بطور  
 براعت الاستہلال ہے یعنی وہ اہم مقصد جو قرآن میں مفصل بیان کیا گیا ہے سورہ فاتحہ میں بطور  
 اجمال اس کا افتتاح کیا ہے اور پھر سورہ تبت اور سورہ اخلاص اور سورہ فلق اور سورہ الناس میں ختم  
 قرآن کے وقت میں انہی دونوں بلاؤں سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے پس افتتاح کتاب اللہ  
 بھی انہی دونوں دعاؤں سے ہوا اور پھر اختتام کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں پر کیا گیا۔



﴿۷۷﴾

اور یاد رہے کہ ان دونوں فتنوں کا قرآن شریف میں مفصل بیان ہے اور سورہ فاتحہ اور آخری سورتوں میں اجمالاً ذکر ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ میں دعا ولا الضالین میں صرف دو لفظ میں سمجھایا گیا ہے کہ عیسائیت کے فتنہ سے بچنے کے لئے دعا مانگتے رہو جس سے سمجھا جاتا ہے کہ کوئی فتنہ عظیم الشان درپیش ہے جس کے لئے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ نماز کے پنج وقت میں یہ دعا شامل کر دی گئی اور یہاں تک تاکید کی گئی کہ اس کے بغیر نماز ہونی نہیں سکتی جیسا کہ حدیث لا صلوة الا بالفاتحة سے ظاہر ہوتا ہے۔<sup>☆</sup> ظاہر ہے کہ دنیا میں ہزار ہا مذہب پھیلے ہوئے ہیں جیسا کہ پارسی یعنی مجوسی اور براہمہ یعنی ہندو مذہب اور بدھ مذہب جو ایک بڑے حصہ دنیا پر قبضہ رکھتا ہے اور چینی مذہب جس میں کروڑ ہا لوگ داخل ہیں اور ایسا ہی تمام بت پرست جو تعداد میں سب مذہبوں سے زیادہ ہیں اور یہ تمام مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑے زور و جوش سے پھیلے ہوئے تھے اور عیسائی مذہب ان کے نزدیک ایسا تھا جیسا کہ ایک پہاڑ کے مقابل پر ایک تنکا۔ پھر کیا وجہ کہ سورہ فاتحہ میں یہ دعا نہیں سکھلائی کہ مثلاً خدا چینی مذہب کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا مجوسیوں کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا بدھ مذہب کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا آریہ مذہب کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا دوسرے بت پرستوں کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے بلکہ یہ فرمایا گیا کہ تم دعا کرتے رہو کہ عیسائی مذہب کی ضلالتوں سے محفوظ رہو۔ اس میں کیا بھید ہے؟ اور عیسائی مذہب میں کون سا عظیم الشان فتنہ آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہونے والا تھا جس سے بچنے کے لئے زمین کے تمام مسلمانوں کو تاکید کی گئی۔ پس سمجھو اور یاد رکھو کہ یہ دعا خدا کے اُس

☆

اس جگہ ان لوگوں پر سخت افسوس آتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں اور سورہ فاتحہ پر ہمیشہ زور دیتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی حالانکہ سورہ فاتحہ کا مغز مسیح موعود کی تابعداری ہے جیسا کہ متن میں ثابت کیا گیا ہے۔ منہ

علم کے مطابق ہے کہ جو اُس کو آخری زمانہ کی نسبت تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ تمام مذہب بت پرستوں اور چینوں اور پارسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے منزل پر ہیں اور اُن کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں دکھلایا جائے گا جو اسلام کو خطرہ میں ڈالے مگر عیسائیت کے لئے وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ اُس کی حمایت میں بڑے بڑے جوش دکھلائے جائیں گے اور کروڑ ہا روپیہ سے اور ہر ایک تدبیر اور ہر ایک مکر اور حیلہ سے اُس کی ترقی کے لئے قدم اٹھایا جائے گا اور یہ تمنا کی جائے گی کہ تمام دنیا مسیح پرست ہو جائے تب وہ دن اسلام کے لئے سخت دن ہوں گے اور بڑے ابتلا کے دن ہوں گے۔ سواب یہ وہی فتنہ کا زمانہ ہے جس میں تم آج ہو۔ تیرہ سو برس کی پیشگوئی جو سورۃ فاتحہ میں تھی آج تم میں اور تمہارے ملک میں پوری ہوئی اور اس فتنہ کی جڑ مشرق ہی نکلا اور جیسا کہ اس فتنہ کا ذکر قرآن کے ابتدا میں فرمایا گیا ایسا ہی قرآن شریف کے انتہا میں بھی ذکر فرمادیا تا یہ امر مؤکد ہو کر دلوں میں بیٹھ جائے۔ ابتدائی ذکر جو سورۃ فاتحہ میں ہے وہ تو تم بار بار سن چکے ہو اور انتہائی ذکر یعنی جو قرآن شریف کے آخر میں اس فتنہ عظیمہ کا ذکر ہے اس کی ہم کچھ اور تفصیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ سورتیں یہ ہیں۔

(۱-سورۃ) قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - اللَّهُ الصَّمَدُ - لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ - وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ !

(۲-سورۃ) قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ - وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ - وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ - وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ !

(۳-سورۃ) قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ - مَلِكِ النَّاسِ - إِلَهِ النَّاسِ - مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ - الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ - مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۳

ترجمہ:- تم اے مسلمانو! نصاریٰ سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ اور تم جو نصاریٰ کا فتنہ دیکھو گے اور مسیح موعود کے دشمنوں کا نشانہ بنو گے یوں دعا

مانگا کرو کہ میں تمام مخلوق کے شر سے جو اندرونی اور بیرونی دشمن ہیں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اس کے اختیار میں ہے اور میں اس اندھیری رات کے شر سے جو عیسائیت کے فتنہ اور انکار مسیح موعود کے فتنہ کی رات ہے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس وقت کے لئے یہ دعا ہے جبکہ تاریکی اپنے کمال کو پہنچ جائے اور میں خدا کی پناہ اُن زن مزاج لوگوں کی شرارت سے مانگتا ہوں جو گنڈوں پر پڑھ کر پھونکتے ہیں یعنی جو عقدے شریعت محمدیہ میں قابل حل ہیں اور جو ایسے مشکلات اور معضلات ہیں جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہیں اور ذریعہ تکذیب دین ٹھہراتے ہیں اُن پر اور بھی عناد کی وجہ سے پھونکیں مارتے ہیں یعنی شریر لوگ اسلامی دقیق مسائل کو جو ایک عقدہ کی شکل پر ہیں دھوکہ دہی کے طور پر ایک پیچیدہ اعتراض کی صورت پر بنا دیتے ہیں تا لوگوں کو گمراہ کریں اُن نظری اُمور پر اپنی طرف سے کچھ حاشیے لگا دیتے ہیں اور یہ لوگ دو قسم کے ہیں ایک تو صریح مخالف اور دشمن دین ہیں جیسے پادری جو ایسی تراش خراش سے اعتراض بناتے رہتے ہیں اور دوسرے وہ علمائے اسلام ہیں جو اپنی غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نفسانی پھونکوں سے خدا کے فطری دین میں عقدے پیدا کر دیتے ہیں اور زنا نہ خصلت رکھتے ہیں کہ کسی مرد خدا کے سامنے میدان میں نہیں آسکتے صرف اپنے اعتراضات کو تحریف تبدیل کی پھونکوں سے عقدہ لانیخل کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح پر زیادہ تر مشکلات خدا کے مصلح کی راہ میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ قرآن کے مکذب ہیں کہ اس کی منشاء کے برخلاف اصرار کرتے ہیں اور اپنے ایسے افعال سے جو مخالف قرآن ہیں اور دشمنوں کے عقائد سے ہم رنگ ہیں دشمنوں کو مدد دیتے ہیں۔ پس اس طرح اُن عقدوں میں پھونک مار کر ان کو لانیخل بنانا چاہتے ہیں پس ہم ان کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور نیز ہم ان لوگوں کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو حسد کرتے اور حسد کے طریقے سوچتے ہیں اور ہم اس وقت سے پناہ مانگتے ہیں جب وہ حسد کرنے لگیں۔ اور کہو کہ تم یوں دعا مانگا کرو کہ ہم وسوسہ انداز

شیطان کے وسوسوں سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور ان کو دین سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی بطور خود اور کبھی کسی انسان میں ہو کر خدا کی پناہ مانگتے ہیں وہ خدا جو انسانوں کا پروردگار ہے انسانوں کا بادشاہ ہے انسانوں کا خدا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جو اُس میں نہ ہمدردی انسانی رہے گی جو پرورش کی جڑ ہے اور نہ سچا انصاف رہے گا جو بادشاہت کی شرط ہے تب اُس زمانہ میں خدا ہی خدا ہوگا جو مصیبت زدوں کا مرجع ہوگا۔ یہ تمام کلمات آخری زمانہ کی طرف اشارات ہیں جبکہ امان اور امانت دنیا پر سے اُٹھ جائے گی۔ غرض قرآن نے اپنے اوّل میں بھی مغضوب علیہم اور ضالین کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے آخر میں بھی جیسا کہ آیت لَم یلد و لَمْ یولد بصراحت اس پر دلالت کر رہی ہے اور یہ تمام اہتمام تاکید کے لئے کیا گیا اور نیز اس لئے کہ تاسیح موعود اور غلبہ نصرانیت کی پیشگوئی نظری نہ رہے اور آفتاب کی طرح چمک اُٹھے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف کے ایک موقعہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کو جو انسان ہے خدا کر کے ماننا یہ امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا گراں اور اُس کے غضب کا موجب ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس یہ بھی مخفی طور پر اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب دنیا خاتمہ کے قریب آجائے گی تو یہی مذہب ہے جس کی وجہ سے انسانوں کی زندگی کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس آیت سے بھی یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ گو کیسا ہی اسلام غالب ہو اور گو تمام ملتیں ایک ہلاک شدہ جانور کی طرح ہو جائیں لیکن یہ مقدر ہے کہ قیامت تک عیسائیت کی نسل منقطع نہیں ہوگی بلکہ بڑھتی جائے گی اور ایسے لوگ بکثرت پائے جائیں گے کہ جو بہائم کی طرح بغیر سوچنے سمجھنے کے حضرت مسیح کو خدا جانتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر قیامت برپا ہو جائے گی۔ یہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ اور اس کا منشاء ہے۔ ہماری طرف سے نہیں۔ پس ہمارے مخالف مسلمانوں کا یہ عقیدہ

کہ آخری زمانہ میں ایک خونِ مہدی ظاہر ہوگا اور وہ تمام عیسائیوں کو ہلاک کر دے گا اور زمین کو خون سے بھر دے گا اور جہاد ختم نہیں ہوگا جب تک وہ ظاہر نہ ہو اور اپنی تلوار سے ایک دنیا کو ہلاک نہ کرے۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں جو قرآن کے نص صریح وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعِدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ<sup>۱</sup> سے مخالف اور منافی ہیں ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھے بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے اُسی وقت تک جہاد تھا کہ جب اسلام پر مذہب کے لئے تلوار اٹھائی جاتی تھی اب خود بخود ایک ایسی ہوا چلی ہے جو ہر ایک فریق اس کا روانی کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جو مذہب کے لئے خون کیا جائے پہلے زمانوں میں صرف مسلمانوں میں ہی جہاد نہیں تھا بلکہ عیسائیوں میں بھی جہاد تھا اور انہوں نے بھی مذہب کے لئے ہزار ہا بندگان خدا کو اس دنیا سے رخصت کر دیا تھا مگر اب وہ لوگ بھی ان بیجا کارروائیوں سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور عام طور پر تمام لوگوں میں عقل اور تہذیب اور شائستگی آگئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار کو توڑ کر کلبہ رانی کے ہتھیار بنا لیں کیونکہ مسیح موعود آگیا اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا ہاں آسمانی جنگ ابھی باقی ہیں جو معجزات اور نشانیوں کے ساتھ ہوں گے نہ تلوار اور بندوق کے ساتھ اور وہی حقیقی جنگ ہیں جن سے ایمان قوی ہوتے ہیں اور نور یقین بڑھتا ہے ورنہ تلوار کا جنگ ایسا جائے اعتراض ہے کہ اگر اسلام کے صدر اور ابتدائی حالت میں یہ عذر اہل اسلام کے ہاتھ میں نہ ہوتا کہ وہ مخالفوں کے بے جا حملوں سے پیسے گئے اور نابود ہونے تک پہنچ گئے تب تلوار اٹھائی گئی تو بغیر اس عذر کے اسلام پر جہاد کا ایک داغ ہوتا۔ خدا اُن بزرگوں اور راستبازوں پر ہزاراں ہزار رحمت کی بارش کرے جنہوں نے موت کا پیالہ پینے کے بعد پھر اپنی ذریت اور اسلام کے بقا کے لئے وہی پیالہ دشمنوں کا

اُن کو واپس کیا مگر اب مسلمانوں پر کون سی مصیبت ہے اور کون اُن کو ہلاک کر رہا ہے کہ وہ بے جا طور پر تلوار اٹھاتے ہیں اور دلوں میں جہاد کی خواہش رکھتے ہیں انہی مخفی خواہشوں کی وجہ سے جو اکثر مولویوں کے دلوں میں ہیں آئے دن سرحد میں بے گناہ لوگوں کے خون ہوتے ہیں۔ یہ خون کس گروہ کی گردن پر ہیں؟ میں بے دھڑک کہوں گا کہ انہی مولویوں کی گردن پر جو اخلاص سے اس بدعت کے دور کرنے کے لئے پوری کوشش نہیں کرتے۔

اس جگہ ایک بات کسی قدر زیادہ تفصیل کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو سورہ فاتحہ میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ وہ اس فریق کی راہ خدا تعالیٰ سے طلب کرتے رہیں جو منعم علیہم کا فریق ہے اور منعم علیہم کے کامل طور پر مصداق باعتبار کثرت کمیّت اور صفائی کیفیت اور نعماء حضرت احدیت از روئے نص صریح قرآنی اور احادیث متواترہ حضرت مرسل یزدانی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ صحابہ اور دوسرا گروہ جماعت مسیح موعود کیونکہ یہ دونوں گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ ہیں کسی اپنے اجتہاد کے محتاج نہیں وجہ یہ کہ پہلے گروہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو خدا سے براہ راست ہدایت پا کر وہی ہدایت نبوت کی پاک توجہ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں ڈالتے تھے اور ان کے لئے مربی بے واسطہ تھے۔ اور دوسرے گروہ میں مسیح موعود ہے جو خدا سے الہام پاتا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض اٹھاتا ہے لہذا اس کی جماعت بھی اجتہاد خشک کی محتاج نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُوقُوَابِهِمْ** سے سمجھا جاتا ہے۔ اور درمیانی گروہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج کے نام سے موسوم کیا ہے اور جن کی نسبت

فرمایا ہے لیسوا منیٰ ولست منہم ☆ یعنی وہ لوگ مجھ میں سے نہیں ہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ یہ گروہ حقیقی طور پر منعم علیہم نہیں ہیں۔ اور اگرچہ زمانہ فوج اعوج میں بھی جماعت کثیر گمراہوں کے مقابل نیک اور اہل اللہ اور ہر صدی کے سر پر مجدد بھی ہوتے رہے ہیں لیکن حسب منطوق آیت ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ لِمَخْلِصِ مُحَمَّدٍ گروہ جو ہر ایک پلید ملونی اور آمیزش سے پاک اور توبہ نصوح سے غسل دیئے ہوئے ایمان اور دقائق عرفان اور علم اور عمل اور تقویٰ کے لحاظ سے ایک کثیر التعداد جماعت ہے یہ اسلام میں صرف دو گروہ ہیں یعنی گروہ اولین و گروہ آخرین جو صحابہ اور مسیح موعود کی

☆ اس حدیث کا یہ فقرہ جو لیسوا منیٰ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ مجھ میں سے نہیں ہیں یہی لفظ یعنی منیٰ مہدی معبود کے لئے اس حدیث میں بھی وارد ہے جس کو ابوداؤد اپنی کتاب میں لایا ہے اور وہ یہ ہے لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث فیہ رجلاً منیٰ یعنی اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی ہوگا تو خدا اس دن کو لمبا کر دے گا جب تک کہ ایک انسان یعنی مہدی کو ظاہر کرے جو مجھ میں سے ہوگا یعنی میرے صفات اور اخلاق لے کر آئے گا۔ ظاہر ہے کہ اس جگہ منیٰ کے لفظ سے قریش ہونا مراد نہیں ورنہ یہ حدیث صرف مہدی کا قریش ہونا ظاہر کرتی اور کسی عالی مفہوم پر مشتمل نہ ہوتی لیکن جس طرز سے ہم نے لفظ منیٰ کے معنی مراد لئے ہیں یعنی آنحضرت کے اخلاق اور کمالات اور معجزات اور کلام معجز نظام کا ظلی طور پر وارث ہونا اس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ مہدی افراد کا ملہ میں سے اور اپنے کمالات اخلاق میں ظلّ النبی ہے اور یہی عظیم الشان اشارہ ہے جو منیٰ کے لفظ سے نکلتا ہے ورنہ جسمانی طور پر یعنی محض قریش ہونے سے کچھ عظمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس صورت میں ایک بے دین اور بد عاقبت آدمی بھی اس لفظ کا مصداق ہو سکتا ہے غرض منیٰ کے لفظ سے قریش سمجھنا محض بیہودہ ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ جو لوگ حدیث لیسوا منیٰ کے نیچے ہیں ان سے تمام وہ لوگ مراد ہوں جو قریشی نہیں ہیں اور یہ معنی صریح فاسد ہیں۔ منہ

جماعت سے مراد ہے اور چونکہ حکم کثرت مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے اس لئے اس سورۃ میں انعمت علیہم کے فقرہ سے مراد یہی دونوں گروہ ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جماعت کے اور مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا نے ابتدا سے اس اُمت میں دو گروہ ہی تجویز فرمائے ہیں اور انہی کی طرف سورہ فاتحہ کے فقرہ انعمت علیہم میں اشارہ ہے (۱) ایک اولین جو جماعت نبوی ہے (۲) دوسرے آخرین جو جماعت مسیح موعود ہے اور افراد کا ملہ جو درمیانی زمانہ میں ہیں جو فوج اعوج کے نام سے موسوم ہے جو بوجہ اپنی کمی مقدار اور کثرت اثر اور فوجار و ہجوم افواج بد مذہب و بد عقائد و بد اعمال شاذ و نادر کے حکم میں سمجھے گئے گو دوسرے فرقوں کی نسبت درمیانی زمانہ کے صلحاء اُمت محمدیہ بھی باوجود طوفان بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں۔ بہر حال خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا علم جس میں غلطی کو راہ نہیں یہی بتلاتا ہے کہ درمیانی زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بلکہ تمام خیر القرون کے زمانہ سے بعد میں ہے اور مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے ہے یہ زمانہ فوج اعوج کا زمانہ ہے یعنی ٹیڑھے گروہ کا زمانہ جس میں خیر نہیں مگر شاذ و نادر۔ یہی فوج اعوج کا زمانہ ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے لیسوا منی و لست منہم یعنی نہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں یعنی مجھے ان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزار ہا بدعات اور بے شمار ناپاک رسومات اور ہر ایک قسم کے شرک خدا کی ذات اور صفات اور افعال میں اور گروہ درگروہ پلید مذہب جو تہتر تک پہنچ گئے پیدا ہو گئے اور اسلام جو بہشتی زندگی کا نمونہ لے کر آیا تھا اس قدر ناپاکیوں سے بھر گیا جیسے ایک سڑی ہوئی اور پُر نجاست زمین ہوتی ہے۔ اس فوج اعوج کی مذمت میں وہ الفاظ کافی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے اس کی تعریف میں نکلے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی دوسرا انسان



اس فوجِ اعوج کے زمانہ کی بدی کیا بیان کرے گا۔ اسی زمانہ کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین جور اور ظلم سے بھر جائے گی لیکن مسیح موعود کا زمانہ جس سے مراد چودھویں صدی من اولہ الی آخرہ ہے اور نیز کچھ اور حصہ زمانہ کا جو خیر القرون سے برابر اور فوجِ اعوج کے زمانہ سے بالاتر ہے یہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جود الہی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہ کے رنگ میں لائے گا اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں سے بجز ایک کے سب عارِ اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحہ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رنگ پر ہوگا۔ اب ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس وقت ٹھیک ٹھیک قرآن پر چلنے والے فرقے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے کس قدر کم ہیں۔ جو مسلمانوں کے تہتر گروہ میں سے صرف ایک گروہ ہے اور پھر اس میں سے بھی وہ لوگ جو درحقیقت تمام اقسام ہوا اور نفس اور خلق سے منقطع ہو کر محض خدا کے ہو گئے ہیں اور ان کے اعمال اور اقوال اور حرکات اور سکنت اور نیات اور خطرات میں کوئی ملونی خباثت کی باقی نہیں ہے وہ کس قدر اس زمانہ میں کبریتِ احمر کے حکم میں ہیں۔ غرض تمام مفاسد کی تفصیلات کو زیر نظر رکھ کر بخوبی سمجھ آ سکتا ہے کہ درحقیقت موجودہ حالتِ اسلام کی کسی خوشی کے لائق نہیں اور وہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہو رہا ہے۔ اور اسلام کے ہر ایک فرقہ کو ہزار ہا کیڑے بدعات اور افراط اور تفریط اور خطا اور بیباکی اور شوخی کے چمٹ رہے ہیں اور اسلام میں بہت سے مذہب ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو اسلام کا دعویٰ کر کے پھر اسلام کے مقاصد توحید و تقویٰ و تہذیبِ اخلاق و اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن ہیں۔ غرض یہ وجوہ ہیں جن کے رو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ثُمَّ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُمَّ مِّنَ الْآخِرِينَ**۔ یعنی ابراہیم اور اخیار کے بڑے گروہ جن کے ساتھ بد مذہب کی آمیزش نہیں وہ دو ہی ہیں ایک پہلوں کی جماعت یعنی صحابہ کی جماعت

جو زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسری پچھلوں کی جماعت جو بوجہ تربیت روحانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ** سے سمجھا جاتا ہے صحابہ کے رنگ میں ہیں۔ یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منع علیہم ہیں اور خدا تعالیٰ کا انعام اُن پر یہ ہے کہ اُن کو انواع اقسام کی غلطیوں اور بدعات سے نجات دی ہے اور ہر ایک قسم کے شرک سے ان کو پاک کیا ہے اور خالص اور روشن توحیدان کو عطا فرمائی ہے جس میں نہ دجال کو خدا بنایا جاتا ہے اور نہ ابن مریم کو خدائی صفات کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اپنے نشانوں سے اس جماعت کے ایمان کو قوی کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے ان کو ایک پاک گروہ بنایا ہے ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھنچے ہوئے ہیں نبیوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ اُن میں سے بذریعہ اپنے اعمال کے صدق اور اخلاص دکھلانے والے اور ذاتی محبت سے بغیر کسی غرض کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں وہ صدیقیوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ اُن میں سے آخری نعمتوں کی امید پر دکھا اٹھانے والے اور جزا کے دن کا پچشم دل مشاہدہ کر کے جان کو ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ اُن میں سے ہر ایک فساد سے باز رہنے والے ہیں وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں اور یہی سچے مسلمان کا مقصود بالذات ہے کہ ان مقامات کو طلب کرے اور جب تک حاصل نہ ہوں تب تک طلب اور تلاش میں سست نہ ہو اور وہ دگر وہ جوان لوگوں کے مقابل پر بیان فرمائے گئے ہیں وہ مغضوب علیہم اور ضالین ہیں جن سے محفوظ رہنے کے لئے خدا تعالیٰ سے اسی سورۃ فاتحہ میں دعا مانگی گئی ہے اور یہ دعا جس وقت اکٹھی پڑھی جاتی ہے یعنی اس طرح پر کہا جاتا ہے کہ اے خدا ہمیں منع علیہم میں داخل کر اور مغضوب علیہم اور ضالین سے بچا تو اُس وقت صاف سمجھ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں منع علیہم میں سے ایک وہ فریق ہے جو مغضوب علیہم اور ضالین کا ہم عصر ہے اور جبکہ مغضوب علیہم سے مراد

اس سورۃ میں بالیقین وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود سے انکار کرنے والے اور اس کی تکفیر اور تکذیب اور توہین کرنے والے ہیں تو بلاشبہ اُن کے مقابل پر منعم علیہم سے وہی لوگ اس جگہ مراد رکھے گئے ہیں جو صدق دل سے مسیح موعود پر ایمان لانے والے اور اُس کی دل سے تعظیم کرنے والے اور اس کے انصار ہیں اور دنیا کے سامنے اس کی گواہی دیتے ہیں۔

رہے ضالین۔ پس جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اور تمام اکابر اسلام کی شہادت سے ضالین سے مراد عیسائی ہیں اور ضالین سے پناہ مانگنے کی دعا بھی ایک پیشگوئی کے رنگ میں ہے کیونکہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائیوں کا کچھ بھی زور نہ تھا بلکہ فارسیوں کی سلطنت بڑی قوت اور شوکت میں تھی۔ اور مذاہب میں سے تعداد کے لحاظ سے بدھ مذہب دنیا میں تمام مذاہب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا اور مجوسیوں کا مذہب بھی بہت زور و جوش میں تھا

﴿۸۲﴾

☆ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورہ فاتحہ میں المغضوب علیہم سے مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ دیکھو کتاب درمنثور صفحہ نمبر ۹ اور عبدالرزاق اور احمد نے اپنی مسند میں اور عبدالرحمن حمید اور ابن جریر اور بغوی نے معجم الصحابہ میں اور ابن منذر اور ابوالشیخ نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے۔ قال اخبرنی من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو بوادی القریٰ علی فرس له و سألہ رجل من بنی العین فقال من المغضوب علیہم یا رسول اللہ. قال الیہود. قال فمن الضالون. قال النصاری. یعنی کہا کہ مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جبکہ آپ وادی قریٰ میں گھوڑے پر سوار تھے کہ بنی عین میں سے ایک شخص نے آنحضرت سے سوال کیا کہ سورہ فاتحہ میں مغضوب علیہم سے کون مراد ہے فرمایا کہ یہود۔ پھر سوال کیا کہ ضالین سے کون مراد ہے فرمایا کہ نصاریٰ۔ درمنثور صفحہ نمبر ۱۷۔ منہ

﴿۸۳﴾

اور ہندو بھی علاوہ قومی اتفاق کے بڑی شوکت اور سلطنت اور جمعیت رکھتے تھے اور چینی بھی اپنی تمام طاقتوں میں بھرے ہوئے تھے تو پھر اس جگہ طبعاً یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ تمام قدیم مذاہب جن کی بہت پرانی اور زبردست سلطنتیں تھیں اور جن کی حالتیں قومی اتفاق اور دولت اور طاقت اور قدامت اور دوسرے اسباب کی رو سے بہت ترقی پر تھیں ان کے شر سے بچنے کے لئے کیوں دعا نہیں سکھائی؟ اور عیسائی قوم جو اُس وقت نسبتی طور پر ایک کمزور قوم تھی کیوں ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے دعا سکھائی گئی؟ اس سوال کا یہی جواب ہے جو بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں یہ مقدر تھا کہ یہ قوم روز بروز ترقی کرتی جائے گی یہاں تک کہ تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور اپنے مذہب میں داخل کرنے کے لئے ہر ایک تدبیر سے زور لگائیں گے اور کیا علمی سلسلہ کے رنگ میں اور کیا مالی ترغیبوں سے اور کیا اخلاق اور شیرینی کلام دکھلانے سے اور کیا دولت اور شوکت کی چمک سے اور کیا نفسانی شہوات اور اباحت اور بے قیدی کے ذرائع سے اور کیا نکتہ چینوں اور اعتراضات کے ذریعہ سے اور کیا بیماروں اور ناداروں اور در ماندوں اور یتیموں کا متکفل بننے سے ناخونوں تک یہ کوشش کریں گے کہ کسی بد قسمت نادان یا لالچی یا شہوت پرست یا جاہ طلب یا بیکس یا کسی بچہ بے پدر و مادر کو اپنے قبضہ میں لا کر اپنے مذہب میں داخل کریں سو اسلام کے لئے یہ ایک ایسا فتنہ تھا کہ کبھی اسلام کی آنکھ نے اس کی نظیر نہیں دیکھی اور اسلام کے لئے یہ ایک عظیم الشان ابتلا تھا جس سے لاکھوں انسانوں کے ہلاک ہو جانے کی امید تھی۔ اس لئے خدا نے سورہ فاتحہ میں جس سے قرآن کا افتتاح ہوتا ہے اس مہلک فتنہ سے بچنے کے لئے دعا سکھائی اور یاد رہے کہ قرآن شریف میں یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نظیر اور کوئی پیشگوئی نہیں کیونکہ اگرچہ قرآن شریف میں اور بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو اس ہمارے زمانہ میں پوری ہو گئی ہیں

جیسے اجتماع کسوف قمر و شمس کی پیشگوئی جو آیت جَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اونٹوں کے بیکار ہونے اور مکہ اور مدینہ میں ریل جاری ہونے کی پیشگوئی جو آیت وَإِذَا الْعِشَاءُ عُظِمَتُ سے صاف طور پر سمجھی جاتی ہے لیکن اس پیشگوئی کے مشہور کرنے اور ہمیشہ امت کے پیش نظر رکھنے میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ نے اہتمام فرمایا ہے کیونکہ اس سورۃ میں یعنی سورۃ فاتحہ میں بطور دعا سے تعلیم فرمایا ہے جس کو بیچ وقت کروڑہا مسلمان اپنے فرائض اور نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ زیرک مسلمانوں کے دلوں میں اس جگہ یہ خیال نہ گزرے کہ جس حالت میں اس زمانہ کے عام مسلمانوں کے خیال کے موافق اس امت کے لئے دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑھ کر ہے جس کی نظیر حضرت آدم سے دنیا کے اخیر تک کوئی نہیں تو خدا تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان دعا میں جو بوجہ کثرت تکرار و دائمی مناجات اوقات متبرکہ اکثر احتمال قبولیت کا رکھتی ہے اس بزرگ فتنہ کا ذکر کیوں چھوڑ دیا اس طرح پر سورہ فاتحہ میں دعا کیوں نہ سکھائی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الذجال۔ اس کا جواب یہی ہے کہ دجال کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے کہ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کو پامال کر کے دنیا کا مالک ہو جائے گا۔ ایسا خیال کرنا قرآن شریف کی تعلیم کے مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنی اے عیسیٰ خدا تیرے حقیقی تابعین کو جو مسلمان ہیں اور ادعائی تابعین کو جو عیسائی ہیں ادعائی طور پر قیامت تک ان لوگوں پر غالب رکھے گا جو تیرے دشمن اور منکر اور کذب ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالف مولویوں کا دجال مفروض بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہوگا۔ پس اگر عیسائیوں اور مسلمانوں پر اُس کو غالب کیا گیا اور تمام زمین کی عنان سلطنت اور حکومت اُس کے ہاتھ میں دی گئی تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے اور نہ صرف ایک پہلو سے بلکہ نعوذ باللہ دو پہلو سے خدا تعالیٰ کا کلام جھوٹا ٹھہرتا ہے

(۱) ایک یہ کہ جن قوموں کے قیامت تک غالب اور حکمران رہنے کا وعدہ تھا وہ اس صورت میں غالب اور حکمران نہیں رہیں گے (۲) دوسرے یہ کہ جن دوسری قوموں کے مغلوب ہونے کا وعدہ تھا وہ غالب ہو جائیں گے اور مغلوب نہ رہیں گے اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر چہ ان قوموں کی سلطنت اور قوت اور دولت قیامت تک قائم رہے گی اور ہم اس کو قبول کرتے ہیں مگر دجال بھی کسی چھوٹے سے راجہ یا رئیس کی طرح دس بیس یا سو پچاس گاؤں کا والی اور فرمانروا بن جائے گا تو یہ قول بھی ایسا ہی قرآن شریف کے مخالف ہے جیسا کہ پہلا قول مخالف ہے کیونکہ جب کہ دجال تمام انبیاء علیہم السلام کا اس قدر دشمن ہے کہ ان کو مفتری سمجھتا ہے اور خود خدائی کا دعویٰ کرتا ہے تو بموجب منطوق آیت کے چاہیے تھا کہ ایک ساعت کے لئے بھی وہ خود سر حاکم نہ بنایا جاتا مضمون فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا میں کچھ حرج اور خلل عائد نہ ہوتا۔ ماسوا اس کے جب کہ یہ مانا گیا ہے کہ بجز حرمین شریفین کے ہر ایک ملک میں دجال کی سلطنت قائم ہو جائے گی تو پھر آیت وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ<sup>۱</sup> دجال کی عام سلطنت کی صورت میں کیونکر سچی رہ سکتی ہے بلکہ دجالی سلطنت کے قائم ہونے سے تو ماننا پڑتا ہے کہ جو حضرت مسیح کے تابعین کے لئے فوقیت اور غالبیت کا دائمی وعدہ تھا وہ چالیس برس تک دجال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ جو شخص قرآن شریف کو خدا کا کلام اور سچا مانتا ہے وہ تو اس بات کو صریح کفر سمجھے گا کہ ایسا عقیدہ رکھا جائے جس سے خدا تعالیٰ کی پاک کلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔ تم آپ ہی فکر کرو اور سوچو کہ جبکہ بموجب آیت وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ<sup>۲</sup> ہمارا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ قیامت تک دولت اور سلطنت مسلمانوں اور عیسائیوں میں قائم رہے گی اور وہ لوگ جو حضرت مسیح کے منکر ہیں وہ کبھی بلادِ اسلامیہ کے مالک اور بادشاہ نہیں بنیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی تو اس صورت میں دجال کی کہاں گنجائش ہے؟ قرآن کو چھوڑنا اور ایسی حدیث کو پکڑنا جو اس کے صریح منطوق کے مخالف ہے اور محض ایک ظنی امر ہے کیا یہی

اسلام ہے؟ اور اگر یہ سوال ہو کہ جب کہ دجال کا بھی حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں ظاہر ہوگا اور پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا تو اس حدیث کی ہم کیا تاویل کریں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اب تمہاری تاویل کی کچھ ضرورت نہیں۔ واقعات کے ظہور نے خود اس حدیث کے معنی کھول دیئے ہیں۔ یعنی یہ حدیث ایک ایسی قوم کی طرف اشارہ کرتی ہے جو اپنے افعال سے دکھلا دیں گے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور خدائی کا دعویٰ بھی۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اپنی تحریف اور تبدیل اور انواع و اقسام کی بیجا دست اندازیوں سے جو نہایت جرأت اور بیباکی اور شوخی سے ہوں گی اس قدر دخل دیں گے اور اس قدر اپنی طرف سے تصرفات کریں گے اور ترجموں کو عمدہ اباگاڑیں گے کہ گویا وہ خود نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ پس یہ تو نبوت کا دعویٰ ہوا۔ اب خدائی کے دعوے کی بھی تشریح سنیے اور وہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ایجاد اور صنعت اور خدائی کے کاموں کی گنہ معلوم کرنے میں اور اس دُھن میں کہ الوہیت کے ہر ایک کام اور صنعت کی نقل اتار لیں اس قدر حریص ہوں گے کہ گویا وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ وہ چاہیں گے کہ مثلاً کسی طرح بارش

☆ ربوبیت کی عظمت اور الوہیت کے جلال اور صفات باری کی وحدانیت کو ملحوظ رکھ کر انکسار اور ادب عبودیت کے ساتھ ایجاد اور صنعت کی طرف بقدر اعتدال مشغول ہونا یہ اور امر ہے مگر شوخی اور تکبر کو اپنے دماغ میں جگہ دے کر اور قضاء و قدر کے سلسلہ پر ٹھٹھا مار کر خدا کے پہلو میں اپنی انانیت کو کسی فعل ایجاد وغیرہ سے ظاہر کرنا یہی دجالیت ہے اور دجال کے لفظ سے ہماری وہ مراد نہیں ہے جو حال کے مولوی مراد لیتے ہیں اور اُس کو ایسا شخص سمجھتے ہیں جس سے وہ لڑائیاں کریں گے کیونکہ ہمارے نزدیک دجال ہویا کوئی ہو اُس سے دین کے لئے لڑائی کرنا منع ہے ہر ایک مخلوق سے سچی ہمدردی چاہیے اور لڑائی کے خیالات سب باطل ہیں اور دجال سے مراد صرف وہ فرقہ ہے جو کلام الہی میں تحریف کرتے ہیں یا دہریہ کے رنگ میں خدا سے لاپرواہ ہیں۔ اور اس لفظ میں کوئی اور خطرناک مفہوم مخفی نہیں ہے بلکہ یہ لفظ محرف کے لفظ یاد ہریہ کے لفظ سے مترادف ہے۔ منہ

کرنا اور بارش کو بند کر دینا اور پانی بکثرت پیدا کرنا اور پانی کو خشک کر دینا۔ اور ہوا کا چلانا اور ہوا کو بند کر دینا اور کانوں کے ہر ایک قسم کے جواہر کو اپنی دستکاری سے پیدا کر لینا غرض مخلوقات کے تمام افعال طبعیہ پر قبضہ کر لینا۔ یہاں تک کہ انسانی نطفہ کو کسی پچکاری کے ذریعہ سے جس رحم میں چاہیں ڈال دینا اور اس سے حمل ٹھہرانے کے لئے کامیاب ہو جانا اور کسی طور سے مردوں کو زندہ کر دینا اور عمروں کو بڑھا دینا اور غیب کی باتیں معلوم کر لینا اور تمام نظام طبعی پر تصرف تام کر لینا ان کے ہاتھ میں آجائے اور کوئی بات ان کے آگے انہونی نہ ہو۔ پس جبکہ ادب ربو بیت اور عظمت الوہیت ان کے دلوں پر سے بگلی اٹھ جائے گی اور خدائی تقدیروں کو ٹالنے کے لئے بالمقابل جنگ کرنے والے کی طرح تدابیر اور اسباب تلاش کرتے رہیں گے تو وہ آسمان پر ایسے ہی سمجھے جائیں گے کہ گویا وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں اور مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی معنی حق ہیں۔ اور جو دجال کی آنکھوں کی نسبت حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک آنکھ اُس کی بالکل اندھی ہوگی اور ایک میں پھولا ہوگا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ گروہ جو دجالی صفات سے موسوم ہوگا اُس کا یہ حال ہوگا کہ ایک آنکھ اُس کی تو کم دیکھے گی اور حقائق کے چہرے اُس کو دھندلے نظر آئیں گے مگر دوسری آنکھ بالکل اندھی ہوگی وہ کچھ بھی دیکھ نہیں سکے گی جیسا کہ یہ قوم جو نظر کے سامنے ہے تو ریت پر تو کسی قدر ایمان لاتی ہے گونا قص اور غلط طور پر مگر قرآن شریف کو دیکھ نہیں سکتے گویا ان کی ایک آنکھ میں انگور کے دانے کی طرح ٹینٹ پڑا ہوا ہے مگر دوسری آنکھ جس سے قرآن شریف کو دیکھنا تھا بالکل اندھی ہے۔ یہ کشفی رنگ میں دجال کی صورت ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب کو بالکل شناخت نہیں کریں گے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تاویل کی رو سے جو بالکل معقول اور قرین قیاس ہے کسی نئے دجال کی تلاش کی ضرورت نہیں بلکہ جس گروہ نے قرآن شریف کی تکذیب کی اور جن کو خدا نے کتاب دی اور پھر



انہوں نے اس کتاب پر عمل نہ کیا اور اپنی طرف سے اس قدر تحریف کی کہ گویا نئی کتاب نازل ہو رہی ہے اور نیز کارخانہ قضاء و قدر میں اس قدر دست اندازی کی کہ خدا کی عظمت دلوں پر سے بکلی اٹھ گئی وہی لوگ دجال ہیں۔ ایک پہلو سے نبوت کے مدعی اور دوسرے پہلو سے خدائی کے دعویدار۔ تمام حدیثوں کا منشاء یہی ہے اور یہی قرآن شریف سے مطابق ہے اور اسی سے وہ اعتراض دور ہوتا ہے جو ولا الضالین کی دعا پر عائد ہو سکتا تھا اور یہ وہ امر ہے کہ جس پر واقعات کے سلسلہ کی ایک زبردست شہادت پائی جاتی ہے اور ایک منصف انسان کو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا اور گولفظ دجال کے ایک غلط اور خطرناک معنی کرنے میں بہت سی تعداد مسلمانوں کی آلودہ ہے مگر جو امر قرآن کے نصوص صریحہ اور ان احادیث کے نصوص واضحہ سے جو قرآن کے مطابق ہیں غلط ثابت ہو گیا اور عقل سلیم نے بھی اسی کی تصدیق کی تو ایسا امر ایک انسان یا کروڑ انسان کے غلط خیالات کی وجہ سے غلط نہیں ٹھہر سکتا ورنہ لازم آتا ہے کہ جس مذہب کا دنیا میں تعداد کثیر ہو وہی سچا ہو۔ غرض اب یہ ثبوت کمال کو پہنچ گیا ہے اور اگر اب بھی کوئی منہ زوری سے باز نہ آوے تو وہ حیا سے عاری اور قرآن شریف کی تکذیب پر دلیر ہے اور وہ احادیث واضحہ جو قرآن کی منشاء کے موافق دجال کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں وہ اگرچہ بہت ہیں مگر ہم اس جگہ بطور نمونہ ایک ان میں سے درج کرتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالمدین۔ یلبسون للناس جلود الضأن من الدین۔ السننہم احلی من العسل و قلوبہم قلوب الذیاب یقول اللہ عزّ و جلّ اَبی یغترون ام علیّ یجتروا ون۔ حتیّ حلفت لأبعثن علی اولئک منهم فتنۃ الخ۔ کنز العمال جلد نمبر ۷ صفحہ ۷۴ یعنی آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا وہ ایک مذہبی گروہ ہوگا جو زمین پر جا بجا خروج کرے گا اور وہ لوگ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی ان کو اپنے

دین میں داخل کرنے کے لئے بہت سامال پیش کریں گے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طمع دیں گے اور اس غرض سے کہ کوئی اُن کے دین میں داخل ہو جائے بھیڑوں کی پوستین پہن کر آئیں گے۔ اُن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اور خدائے عز و جل فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے حلم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں اُن کو جلد تڑ نہیں پکڑتا اور کیا یہ لوگ میرے پرافترا کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے میں کیوں اس قدر مشغول ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں سے ان پر ایک فتنہ برپا کروں گا۔ دیکھو کنز العمال جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۷۴۔ اب بتلاؤ کہ کیا اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام اوصاف جو دجال کے لکھے گئے ہیں یہ آج کل کسی قوم پر صادق آرہے ہیں یا نہیں؟ اور ہم پہلے اس سے قرآن شریف سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لئے جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جیسے یختلون اور یلبسون اور یغتروں اور یجترؤ و ن اور اولشک اور منہم یہ بھی باواز بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔ اور قرآن شریف میں جو یا جوج ما جوج کا ذکر ہے جن کو خدا کی پہلی کتابوں نے یورپ کی قومیں قرار دیا ہے اور قرآن نے اس بیان کی تکذیب نہیں کی یہ دجال کے اُن معنوں پر جو ہم نے بیان کئے ہیں ایک بڑا ثبوت ہے بعض حدیثیں بھی تو ریت کے اس بیان کی مصدق ہیں اور لندن میں یا جوج ما جوج کی پتھر کی ہیکلیں کسی پُرانے زمانہ سے اب تک محفوظ ہیں۔ یہ تمام امور جب یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو عین الیقین کے درجہ پر یہ ثبوت معلوم ہوتا ہے اور تمام دجالی خیالات ایک ہی لمحہ میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ اگر اب بھی یہ بات قبول نہ کی جائے کہ حقیقت حقہ صرف اسی قدر ہے جو سورۃ فاتحہ کے آخری فقرہ یعنی لا الضالین سے

سمجھی جاتی ہے تو گویا اس بات کا قبول کرنا ہوگا کہ قرآن کی تعلیم کو ماننا کچھ ضروری نہیں بلکہ اس کے مخالف قدم رکھنا بڑے ثواب کی بات ہے۔ پس وہ لوگ جو ہماری اس مخالفت پر خون پینے کو طیار ہیں مناسب ہے کہ اس موقع پر ذرہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سوچیں کہ وہ کس قدر خدا تعالیٰ کی پاک کلام سے دشمنانہ لڑائی کر رہے ہیں گو فرض کے طور پر ان کے پاس ایسی حدیثیں انبار در انبار ہوں جن سے دجال معبود کا ایک خوفناک وجود ظاہر ہوتا ہو جو اپنی جسامت کی وجہ سے ایک ایسی سواری کا محتاج ہے جس کے دونوں کانوں کا فاصلہ قریباً تین سو ہاتھ ہے اور زمین و آسمان اور چاند اور سورج اور دریا اور ہوائیں اور مینہ اس کے حکم میں ہیں لیکن ایسا ہیبت ناک وجود پیش کرنے سے کوئی ثبوت پیدا نہیں ہوگا۔ اس عقل اور قیاس کے زمانہ میں ایسا خلاف قانون قدرت وجود ماننا اسلام پر ایک داغ ہوگا اور غایت کار ہندوؤں کے مہادیو اور بشن اور برہما کی طرح مسلمانوں کے ہاتھ میں بھی لوگوں کے ہنسانے کے لئے یہ ایک لغو کہانی ہوگی جو قرآن کی پیشگوئی لا الضالین کے بھی مخالف ہے اور نیز اس کی تعلیم تو حید کے بھی سراسر مخالف۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسے وجود کو ماننا جس کے ہاتھ میں گتھوڑے عرصہ کے لئے تمام خدائی قوت اور خدائی انتظام ہوگا اس قسم کے شرک کو اختیار کرنا ہے جس کی نظیر ہندوؤں اور چینوں اور پارسیوں میں بھی کوئی نہیں۔ افسوس کہ اہل حدیث جو موحد کہلاتے ہیں۔ اس شرک کی قسم سے بیزار ہی ظاہر کرتے ہیں جو چوہے سے بھی کمتر ہے اور اس شرک کو اپنے گھر میں داخل کرتے ہیں جو ہاتھی سے بھی زیادہ ہے۔ ان لوگوں کی تو حید بھی عجیب طور کی پختہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم کو خالقیت میں خدا کا قریباً نصف کا شریک مان کر پھر تو حید میں کچھ خلل نہیں آیا۔ تعجب کہ یہ لوگ جو اسلام کی اصلاح اور تو حید کا دم مارتے ہیں وہی اس قسم کے شرکوں پر زور مار رہے ہیں اور خدا کی طرح مسیح کو بلکہ دجال کو بھی

بے انت اور بے انتہا کمالاتِ الوہیت سے موصوف سمجھتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ اُن کی نظر میں خدا کی سلطنت بھی ایسے ہمسر شریکوں سے پاک نہیں ہے اور پھر خاصے موحد اور اہل حدیث ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ مشرک ہیں اور گوعیسائی مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ لوگ درحقیقت مشنریوں پر بہت ہی احسان کر رہے ہیں کہ ایک مسلمان کو اگر وہ اُن کے ان عقیدوں کا پابند ہو جائے جن کو یہ مولوی مسیح اور دجال کی نسبت سکھلا رہے ہیں بہت آسانی سے عیسائی مذہب کے قریب لے آتے ہیں یہاں تک کہ ایک پادری صرف چند منٹ میں ہی ہنسی خوشی میں ان کو مرتد کر سکتا ہے۔ یہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ دجال کو الوہیت کی صفات دینے سے عیسائیوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے گو مسیح میں ایسی صفات قائم کرنے سے تو فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ جبکہ دجال جیسے دشمن دین اور ناپاک طبع کی نسبت مان لیا گیا کہ وہ اپنے اختیار سے بارش برسانے اور مردوں کے زندہ کرنے اور بارش کے روکنے اور دوسری صفاتِ الوہیت پر قادر ہوگا تو اس سے بہت صفائی کے ساتھ یہ راہ کھل جاتی ہے کہ جبکہ ایک خدا کا دشمن خدائی کے مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے اور جبکہ خدائی کارخانہ میں ایسی بد انتظامی اور گڑ بڑ پڑا ہوا ہے کہ دجال بھی اپنی جھوٹی خدائی چالیس برس تک یا چالیس دن تک چلائے گا تو پھر حضرت عیسیٰ کی خدائی میں کون سا اشکال عائد حال ہو سکتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کے پتسمہ پانے پر بڑی بڑی اُمیدیں پادری صاحبوں کو دلوں میں رکھنی چاہئیں۔ اور درحقیقت اگر خدا تعالیٰ آسمان سے اپنے اس سلسلہ کی بنیاد اس نازک وقت میں نہ ڈالتا تو ان اعتقادوں کے طفیل سے ہزاروں مولویوں کی روحیں پادری عماد الدین کی روح سے مل جاتیں مگر مشکل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی غیرت اور اس کا وہ وعدہ جو صدی کے سر سے متعلق تھا وہ پادری صاحبوں کی اس کامیابی میں حائل ہو گیا مگر مولوی صاحبوں کی طرف سے کوئی فرق نہیں رہا تھا۔ دانشمند

خوب جانتے ہیں کہ اسلام کی آئندہ ترقی کے لئے اور نیز پادریوں کے حملوں سے اسلام کو بچانے کے لئے یہ نہایت نیک فال ہے کہ وہ تمام باتیں جس سے مسیح کو زندہ آسمان پر چڑھایا گیا اور فقط اسی کو زندہ رسول اور معصوم رسول مس شیطان سے پاک اور ہزاروں مردوں کو زندہ کرنے والا اور بے شمار پرندوں کو پیدا کرنے والا اور قریباً نصف میں خدا کا شریک سمجھا گیا تھا اور دوسرے تمام نبی مردے اور عاجز اور مس شیطان سے آلودہ سمجھے گئے تھے جنہوں نے ایک مکھی بھی پیدا نہ کی یہ تمام افترا اور جھوٹ کے طلسم خدا نے مجھے مبعوث فرما کر ایسے توڑ دیئے کہ جیسے ایک کاغذ کا تختہ لپیٹ دیا جائے اور خدا نے عیسیٰ بن مریم سے تمام زوائد کو الگ کر کے معمولی انسانی درجہ پر بٹھا دیا اور اُس کو دوسرے نبیوں کے افعال اور خوارق کی نسبت ایک ذرہ خصوصیت نہ رہی اور ہر ایک پہلو سے ہمارے سید و مولیٰ نبی الوریٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد عالیہ آفتاب کی طرح چمک اُٹھے۔ اے خدا! ہم تیرے احسانوں کا کیونکر شکر کریں کہ تو نے ایک تنگ و تاریک قبر سے اسلام اور مسلمانوں کو باہر نکالا اور عیسائیوں کے تمام فخر خاک میں ملا دیئے اور ہمارا قدم جو ہم محمدی گروہ ہیں ایک بلند اور نہایت اونچے منار پر رکھ دیا۔ ہم نے تیرے نشان جو محمدی رسالت پر روشن دلائل ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ہم نے آسمان پر رمضان میں اُس خسوف کسوف کا مشاہدہ کیا جس کی نسبت تیری کتاب قرآن اور تیرے نبی کی طرف سے تیرے سو برس سے پیشگوئی تھی ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ تیری کتاب اور تیرے نبی کی پیشگوئی کے مطابق اونٹوں کی سواری ریل کے جاری ہونے سے موقوف ہوگئی اور عنقریب مکہ اور مدینہ کی راہ سے بھی یہ سواریاں موقوف ہونے والی ہیں۔ ہم نے تیری کتاب قرآن کی پیشگوئی لا الضالین کو بھی بڑے زور شور سے پورے ہوتے دیکھ لیا اور ہم نے یقین کر لیا کہ درحقیقت یہی وہ فتنہ ہے جس کی آدم سے لے کر قیامت تک اسلام کی ضرر رسانی میں

کوئی نظیر نہیں۔ اسلام کی مزاحمت کے لئے یہی ایک بھاری فتنہ تھا جو ظہور میں آ گیا۔ اب اس کے بعد قیامت تک کوئی ایسا بڑا فتنہ نہیں۔ اے کریم! تو ایسا نہیں ہے کہ اپنے مذہب اسلام پر دو موتیں جمع کرے ایک موت جو عظیم ابتلا تھا اور جو مسلمانوں اور اسلام کے لئے مقدّر تھا وہ ظہور میں آ گیا۔ اب اے ہمارے رحیم خدا! ہماری رُوح گواہی دیتی ہے کہ جیسا کہ تو نے نوح کے دنوں میں کیا کہ بہت سے آدمیوں کو ہلاک کر کے پھر تجھے رحم آیا اور تو نے توریت میں وعدہ کیا کہ میں پھر اس طرح انسانوں کو طوفان سے ہلاک نہیں کروں گا۔ پس دیکھ اے ہمارے خدا کہ اس امت پر یہ طوفان نوح کے دنوں سے کچھ کم نہیں آیا۔ لاکھوں جانیں ہلاک ہو گئیں اور تیرے نبی کریم کی عزت ایک ناپاک کچھڑ میں پھینک دی گئی۔ پس کیا اس طوفان کے بعد اس امت پر کوئی اور بھی طوفان ہے یا کوئی اور بھی دجال ہے جس کے خوف سے ہماری جانیں گداز ہوتی رہیں۔ تیری رحمت بشارات دیتی ہے کہ ”کوئی نہیں“ کیونکہ تو وہ نہیں کہ اسلام اور مسلمانوں پر دو موتیں جمع کرے مگر ایک موت جو واقع ہو چکی۔ اب اس ایک دفعہ کے قتل کے بعد اس خوبصورت جوان کے قتل پر کوئی دجال قیامت تک قادر نہیں ہوگا۔ یاد رکھو اس پیشگوئی کو۔ اے لوگو! خوب یاد رکھو کہ یہ خوبصورت پہلوان کہ جو جوانی کی

☆ دجال کے لفظ کی نسبت ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس سے وہ خونخوار شخص مراد نہیں ہے جس کی مسلمانوں کو انتظار ہے بلکہ اس سے صرف ایک فرقہ مراد ہے جو کتابوں کی تحریف اور تبدیل کر کے سچائی کو دفن کرتا ہے اور دجال کے قتل کرنے سے صرف یہ مراد ہے کہ ان کو دلائل کے ساتھ مغلوب کیا جائے اور مسیح ابن مریم جو خطرناک بیماروں کو جو بوجہ شدت غشی مُردوں کی طرح تھی زندہ کرتا تھا اس زمانہ میں اس کے نمونہ پر مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ اسلام کو زندہ کرے جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ

الہام ہے کہ یقیم الشریعة ویحی الدین۔ منہ

تمام قوتوں سے بھرا ہوا ہے یعنی اسلام یہ صرف ایک ہی دفعہ دجال کے ہاتھ سے قتل ہونا تھا۔ سو جیسا کہ مقدر تھا یہ مشرقی زمین میں قتل ہو گیا اور نہایت بے دردی سے اس کے جسم کو چاک کیا گیا اور پھر دجال نے یعنی اس کی عمر کے خاتمہ نے چاہا کہ یہ جوان زندہ ہو چنانچہ اب وہ خدا کے مسیح کے ذریعہ سے زندہ ہو گیا اور اب سے اپنی تمام طاقتوں میں دوبارہ بھرتا جائے گا اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گا ولا ترد علیہ موتة الاموتہ الاولی۔ و اذا هلک الدجال فلا دجال بعده الی یوم القیامة امر من لدن حکیم علیم و نبأ من عند ربنا الکریم و بشارة من اللہ الرءوف الرحیم۔ لایأتی بعد هذا الا نصر من اللہ و فتح عظیم۔ اے قادر خدا! تیری شان کیا ہی بلند ہے تو نے اپنے بندہ کے ہاتھ پر کیسے کیسے بزرگ نشان دکھلائے۔ جو کچھ تیرے ہاتھ نے جمالی رنگ میں آتھم کے ساتھ کیا اور پھر جلالی رنگ میں لیکھرام کے ساتھ کیا یہ چمکتے ہوئے نشان عیسائیوں میں کہاں ہیں اور کس ملک میں ہیں کوئی دکھلاوے۔ اے قادر خدا! جیسا تو نے اپنے اس بندہ کو کہا کہ میں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں گا اور ہر ایک مقابلہ میں روح القدس سے میں تیری مدد کروں گا آج عیسائیوں میں ایسا شخص کون ہے جس پر اس طور سے غیب اور اعجاز کے دروازے کھولے گئے ہوں۔ اس لئے ہم جانتے ہیں اور چہ چشم خود دیکھتے ہیں کہ تیرا وہی رسول فضل اور سچائی لے کر آیا ہے جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت عیسیٰ کی نبوت کو بھی اسی کے وجود سے رنگ اور رونق ہے۔ ورنہ حضرت مسیح کی نبوت پر اگر گذشتہ قصوں کو الگ کر کے کوئی زندہ ثبوت مانگا جائے تو ایک ذرہ کے برابر بھی ثبوت نہیں مل سکتا اور قصے تو ہر ایک قوم کے پاس ہیں کیا ہندوؤں کے پاس نہیں ہیں؟

اور منجملہ ان دلائل کے جو میرے مسیح موعود ہونے پر دلالت کرتے ہیں وہ ذاتی نشانیاں ہیں جو مسیح موعود کی نسبت بیان فرمائی گئی ہیں اور ان میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ

مسیح موعود کے لئے ضروری ہے کہ وہ آخری زمانہ میں پیدا ہو جیسا کہ یہ حدیث ہے یكون في اخر الزمان عند تظاهر من الفتن وانقطاع من الزمن اور اس بات کے ثبوت کے لئے کہ درحقیقت یہ آخری زمانہ ہے جس میں مسیح ظاہر ہو جانا چاہیے دو طور کے دلائل موجود ہیں (۱) اول وہ آیات قرآنیہ اور آثار نبویہ جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتے ہیں اور پورے ہو گئے ہیں جیسا کہ خسوف کسوف کا ایک ہی مہینہ میں یعنی رمضان میں ہونا۔ جس کی تصریح آیت وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ<sup>۱</sup> میں کی گئی ہے اور اونٹوں کی سواری کا موقوف ہو جانا جس کی تشریح آیت وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ<sup>۲</sup> سے ظاہر ہے اور ملک میں نہروں کا بکثرت نکلنا جیسا کہ آیت وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ<sup>۳</sup> سے ظاہر ہے اور ستاروں کا متواتر ٹوٹنا جیسا کہ آیت وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَهَرَتْ<sup>۴</sup> سے ظاہر ہے اور قحط پڑنا اور وبا پڑنا اور ماسک باراں ہونا جیسا کہ آیت إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ<sup>۵</sup> سے منکشف ہے۔ اور سخت قسم کا کسوف شمس واقع ہونا جس سے تاریکی پھیل جائے جیسا کہ آیت إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ<sup>۶</sup> سے ظاہر ہے اور پہاڑوں کو اپنی جگہ سے اٹھادینا جیسا کہ آیت وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ<sup>۷</sup> سے سمجھا جاتا ہے اور جو لوگ وحشی اور اراذل اور اسلامی شرافت سے بے بہرہ ہیں ان کا اقبال چمک اٹھنا جیسا کہ آیت وَإِذَا

☆ قرآن شریف میں سماء کا لفظ نہ صرف آسمان پر ہی بولا جاتا ہے جیسا کہ عوام کا خیال ہے بلکہ کئی معنوں پر سماء کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے چنانچہ مینہ کا نام بھی قرآن شریف میں سماء ہے اور اہل عرب مینہ کو سماء کہتے ہیں اور کتب تعبیر میں سماء سے مراد بادشاہ بھی ہوتا ہے اور آسمان کے پھٹنے سے بدعتیں اور ضلالتیں اور ہر ایک قسم کا جور اور ظلم مراد لیا جاتا ہے اور نیز ہر قسم کے فتنوں کا ظہور مراد لیا جاتا ہے۔ کتاب تعطیر الانام میں لکھا ہے فان رأى السماء انشقت دلّ على البدعة والضلالة دیکھو صفحہ ۳۰۵ تعطیر الانام۔ منہ



اَلْمُحَوَّشُ حُشِرَتْ<sup>۱</sup> سے مترشح ہو رہا ہے۔ اور تمام دنیا میں تعلقات اور ملاقاتوں کا سلسلہ گرم ہو جانا اور سفر کے ذریعہ سے ایک کا دوسرے کو ملنا سہل ہو جانا جیسا کہ بدیہی طور پر آیت **وَإِذَا التُّفُوسُ زُوِّجَتْ<sup>۲</sup>** سے سمجھا جاتا ہے اور کتابوں اور رسالوں اور خطوط کا ملکوں میں شائع ہو جانا جیسا کہ آیت **وَإِذَا الصُّحُفُ نُسِرَتْ<sup>۳</sup>** سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور علماء کی باطنی حالت کا جو نجوم اسلام ہیں مکدر ہو جانا جیسا کہ **وَإِذَا التُّجُورُ انْكَدَرَتْ<sup>۴</sup>** سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ اور بدعتوں اور ضلالتوں اور ہر قسم کے فسق و فجور کا پھیل جانا جیسا کہ آیت **إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ<sup>۵</sup>** سے مفہوم ہوتا ہے۔ یہ تمام علامتیں قرب قیامت کی ظاہر ہو چکی ہیں اور دنیا پر ایک انقلاب عظیم آ گیا ہے۔ اور جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قرب قیامت کا زمانہ ہے جیسا کہ آیت **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ<sup>۶</sup>** سے سمجھا جاتا ہے تو پھر یہ زمانہ جس پر تیرہ سو<sup>۱۳۰</sup> برس اور گزر گیا اس کے آخری زمانہ ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے اور علاوہ نصوص صریحہ قرآن شریف اور احادیث کے تمام اکابر اہل کشف کا اس پر

﴿ ۹۱ ﴾

☆ ہم اس سے پہلے ابوالدرداء کی روایت سے لکھ چکے ہیں کہ قرآن ذوالوجہ ہے اور جس شخص نے قرآن شریف کی آیات کو ایک ہی پہلو پر محدود کر دیا اُس نے قرآن کو نہیں سمجھا اور نہ اس کو کتاب اللہ کا تفقہ حاصل ہوا۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ ان آیات میں سے بعض قیامت سے بھی تعلق رکھتی ہوں مگر اوّل مصداق ان آیات کا یہی دنیا ہے کیونکہ یہ آخری زمانہ کی نشانیاں ہیں اور جب دنیا کا سلسلہ ہی لپیٹا گیا تو پھر کس بات کی یہ نشانیاں ہوں گی۔ غالباً اسلام میں ایسے جاہل بھی ہوں گے جو اس راز کو نہیں سمجھے ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں جن سے ایمان قوی ہوتا ہے اُن کی نظر میں تمام وہ امور بعد الدنیا ہیں۔ یہ تمام قرآنی پیشگوئیاں پہلی کتابوں میں مسیح موعود کے وقت کی نشانیاں ٹھہرائی گئی ہیں۔ دیکھو دانی ایل باب نمبر ۱۲۔ منہ

اتفاق ہے کہ چودھویں صدی وہ آخری زمانہ ہے جس میں مسیح موعود ظاہر ہوگا ہزار ہا اہل اللہ کے دل اسی طرف مائل رہے ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ غایت کار چودھویں صدی ہے اس سے بڑھ کر ہرگز نہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے بھی اپنی کتاب حجج الکرامہ میں اس بات کو لکھا ہے۔ اور پھر ما سوا اس کے سورہٴ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے یعنی سلسلہ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی معبود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے **وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْبَتَتْ** یعنی وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی یعنی آخری خلیفہ کے ظہور سے قضاء و قدر کا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آجائے گا۔ یہ آیت بھی اس بات پر نص صریح ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا کیونکہ اگر پہلا مسیح ہی دوبارہ آجائے تو وہ افادہ تعیین عدد نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک رسول ہے جو فوت ہو چکا ہے اور اس جگہ خلفائے سلسلہ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے اور اگر یہ سوال ہو کہ **أَقْبَتَتْ** کے یہ معنی یعنی معین کرنا اس عدد کا جو ارادہ کیا گیا ہے کہاں سے معلوم ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتب لغت لسان العرب وغیرہ میں لکھا ہے کہ **قَدِ يَجِيءُ التَّوْقِيْتُ بِمَعْنَى تَبْيِينِ الْحُدِّ وَالْعَدَدِ وَالْمَقْدَارِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَ يَقْتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ حَدًّا أَيْ لَمْ يَقْتَدِرْ وَلَمْ يَحْدِهِ بَعْدَ مَخْصُوصٍ** یعنی لفظ توقیت جس سے **أَقْبَتَتْ** نکلا ہے کبھی حد اور شمار اور مقدار کے بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمیر کی کچھ توقیت نہیں کی یعنی خمیر کی حد کی کوئی تعداد اور مقدار بیان نہیں کی اور تعیین عدد بیان نہیں فرمائی۔ پس یہی معنی آیت **وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْبَتُوا** کے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا اور یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعود ہے اور یہ صاف بات ہے کہ جب ایک سلسلہ کا آخر ظاہر ہو جاتا ہے تو عند العقل اس سلسلہ کی پیمائش ہو جاتی ہے اور جب تک کہ کوئی خط ممتد کسی نقطہ پر ختم نہ ہو ایسے خط کی پیمائش ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی دوسری طرف غیر معلوم اور غیر معین ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور سے دنوں طرف سلسلہ خلافت محمدیہ کے معین اور مشخص ہو جائیں گے گویا یوں فرماتا ہے **وَإِذَا الْخُلَفَاءُ بَيْنَ تَعْدَادِهِمْ وَحُدِّدَ عَدَدُهُمْ بِخَلِيفَةِ هُوَ الْآخِرُ الْخُلَفَاءِ الَّذِي هُوَ الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ فَانْأخِرْ كُلَّ شَيْءٍ يَعِينُ مَقْدَارَ ذَلِكَ الشَّيْءِ وَتَعْدَادَهُ فَهَذَا هُوَ مَعْنَى وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْبَتُوا**.

اور دوسری دلیل زمانہ کے آخری ہونے پر یہ ہے کہ قرآن شریف کی سورہ عصر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے۔ اور ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ لہذا آخر ہزار ششم وہ

☆ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمر دنیا سات ہزار سال ہے۔ اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک مسلمان کی حاجت براری کرے اس کے لئے عمر دنیا کے اندازہ پر دن کو روزہ رکھنا اور رات کو عبادت کرنا لکھا جاتا ہے اور عمر دنیا سات ہزار سال ہے۔ دیکھو تاریخ ابن عساکر اور نیز وہی مؤلف انس سے مرفوعاً روایت کرتا ہے کہ عمر دنیا آخرت کے دنوں میں سے

آخری حصہ اس دنیا کا ہوا جس سے ہر ایک جسمانی اور روحانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ

سات دن یعنی حسب منطوق اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۗ ۱ سات ہزار سال ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تمہارا ہزار سال خدا کا ایک دن ہے۔ ایسا ہی طبرانی نے اور نیز بیہقی نے دلائل میں اور شبلی نے رَوْضِ اَنْفِ میں عمر دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال روایت کی ہے۔ ایسا ہی بطریق صحیح ابن عباس سے منقول ہے کہ دنیا سات دن ہیں اور ہر ایک دن ہزار سال کا ہے اور بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر ہزار ہفتم میں ہے مگر یہ حدیث دو پہلو سے مورداً اعتراض ہے جس کا دفع کرنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس حدیث کو بعض دوسری حدیثوں سے تناقض ہے کیونکہ دوسری احادیث میں یوں لکھا ہے کہ بعثت نبوی آخر ہزار ششم میں ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ہزار ہفتم میں ہے پس یہ تناقض تطبیق کو چاہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امر واقعی اور صحیح یہی ہے کہ بعثت نبوی ہزار ششم کے آخر میں ہے جیسا کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بالاتفاق گواہی دے رہی ہیں لیکن چونکہ آخر صدی کا یا مثلاً آخر ہزار کا اُس صدی یا ہزار کا سرکہلاتا ہے جو اس کے بعد شروع ہونے والا ہے اور اس کے ساتھ پیوستہ ہے اس لئے یہ محاورہ ہر ایک قوم کا ہے کہ مثلاً وہ کسی صدی کے آخری حصے کو جس پر گویا صدی ختم ہونے کے حکم میں ہے دوسری صدی پر جو اس کے بعد شروع ہونے والی ہے اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مجدد بارہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا تھا گو وہ گیارہویں صدی کے اخیر پر ظاہر ہوا ہو یعنی گیارہویں صدی کے چند سال رہتے اس نے ظہور کیا ہو اور پھر بسا اوقات باعث تسامح کلام یا تصور فہم راویوں کی وجہ سے یا بوجہ عدم ضبط کلمات نبویہ اور ذہول کے جو لازم نشأ بشریت ہے کسی قدر اور بھی تغیر ہو جاتا ہے۔ سو اس قسم کا تعارض قابل التفات نہیں بلکہ درحقیقت یہ کچھ تعارض ہی نہیں یہ سب باتیں عادت اور محاورہ میں داخل ہیں کوئی عقلمند اس کو تعارض نہیں سمجھے گا۔

(۲) دوسرا پہلو جس کے رو سے اعتراض ہوتا ہے یہ ہے کہ بموجب اس حساب کے

خدائی کارخانہ قدرت میں چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر

جو یہود اور نصاریٰ میں محفوظ اور متواتر چلا آتا ہے جس کی شہادت اعجازی طور پر کلام معجز نظام قرآن شریف میں بکمال لطافت بیان موجود ہے جیسا کہ ہم نے متن میں مفصل بیان کر دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قمری حساب کے رو سے ۴۷۳۹ برس بعد میں مبعوث ہوئے ہیں اور شمسی حساب کے رو سے ۴۵۹۸ برس بعد آدم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نبینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار پنجم میں یعنی الف خامس میں ظہور فرما ہوئے نہ کہ ہزار ششم میں اور یہ حساب بہت صحیح ہے کیونکہ یہود اور نصاریٰ کے علماء کا تو اتراسی پر ہے اور قرآن شریف اس کا مصدق ہے اور کئی اور وجوہ اور دلائل عقلیہ جن کی تفصیل موجب تطویل ہے قطعی طور پر اس بات پر جزم کرتی ہیں کہ ما بین سیدنا محمد مصطفیٰ اور آدم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فاصلہ ہے اس سے زیادہ نہیں گواہانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کی تاریخ لاکھوں برس ہوں یا کروڑ ہا برس ہوں جس کا علم خدا تعالیٰ کے پاس ہے لیکن ہمارے ابوالنوع آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک یہی مدت گزری تھی یعنی ۴۷۳۹ برس بحساب قمری اور ۴۵۹۸ برس بحساب شمسی اور جبکہ قرآن اور حدیث اور تواتر اہل کتاب سے یہی مدت ثابت ہوتی ہے تو یہ بات بدیہی البطلان ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار ششم کے آخر پر مبعوث ہوئے تھے کیونکہ اگر وہ آخر ہزار ششم تھا تو اب تیرہ سو سترہ اور اس کے ساتھ ملا کر سات ہزار تین سو سترہ ہوں گے حالانکہ بالاتفاق تمام احادیث کے رو سے عمر دنیا گل سات ہزار برس قرار پایا تھا تو گویا اب ہم دنیا کے باہر زندگی بسر کر رہے ہیں اور گویا اب دنیا کو ختم ہوئے تین سو سترہ برس گذر گئے یہ کس قدر لغو اور بیہودہ خیال ہے

فرمایا گیا ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام چھٹے دن میں یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصے میں ﴿۹۳﴾

جس کی طرف ہمارے علماء نے کبھی توجہ نہیں کی۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ احادیث صحیحہ متواترہ کے رو سے عمر دنیا یعنی حضرت آدم سے لے کر اخیر تک سات ہزار برس قرار پائی تھی اور قرآن شریف میں بھی آیت اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۗ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کا بھی یہی مذہب ہوا اور خدا تعالیٰ کا سات دن مقرر کرنا اور ان کے متعلق سات ستارے مقرر کرنا اور سات آسمان اور سات زمین کے طبقے جن کو ہفت اقلیم کہتے ہیں قرار دینا یہ سب اسی طرف اشارات ہیں تو پھر وہ کون سا حساب ہے جس کے رو سے آنحضرت صلعم کے زمانہ کو الف سادس یعنی ہزار ششم قرار دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو آج کی تاریخ تک تیرہ سو ستترہ برس اور چھ مہینے اوپر گزر گئے تو پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ چھٹا ہزار تھا تو یہ ہمارا زمانہ کہ جو تیرہ سو برس بعد آیا دنیا کی عمر کے اندر کیونکر رہ سکتا ہے ذرہ چھ ہزار اور تیرہ سو برس کی میزان تو کرو۔ غرض یہ اعتراض ہے جو اس حدیث پر ہوتا ہے جس میں لکھا ہے کہ عمر دنیا کی سات ہزار برس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر ہزار ششم میں مبعوث ہوئے۔ اور اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْعُونَ بِحُجْرَتِهِمْ ۗ ہے۔ تمام اکابر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس امت کا آخری گروہ یعنی مسیح موعود کی جماعت صحابہ کے رنگ میں ہوں گے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح بغیر کسی فرق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور ہدایت پائیں گے پس جبکہ یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور

پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام و کمال پیرایہ چھٹے دن ظاہر ہوا گو خمیر آدم کا آہستہ

تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا اور اس تقریر سے یہ بات ہمارے ثبوت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معبود کے ظہور سے پورا ہوا۔ غرض جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہوئے تو جو بعض حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار ششم کے اخیر میں مبعوث ہوئے تھے اس سے بعث دوم مراد ہے جو نص قطعی آیت کریمہ **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**<sup>۱</sup> سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ نادان مولوی جن کے ہاتھ میں صرف پوست ہی پوست ہے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی انتظار کر رہے ہیں مگر قرآن شریف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ آنے کی بشارت دیتا ہے کیونکہ افاضہ بغیر بعث غیر ممکن ہے اور بعث بغیر زندگی کے غیر ممکن ہے اور حاصل اس آیت کریمہ **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ** کا یہی ہے کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہزار ششم میں بھی مبعوث ہو کر ایسا ہی افاضہ کرے گا جیسا کہ وہ ہزار پنجم میں افاضہ کرتا تھا اور مبعوث ہونے کے اس جگہ یہی معنی ہیں کہ جب ہزار ششم آئے گا اور مہدی موعود اس کے آخر میں ظاہر ہوگا تو گو بظاہر مہدی معبود کے توسط سے دنیا کو ہدایت ہوگی لیکن دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نئے سرے اصلاح عالم کی طرف ایسی سرگرمی سے توجہ کرے گی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مبعوث ہو کر دنیا میں آگئے ہیں۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**<sup>۲</sup> پس یہ خبر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم کے متعلق ہے جس کے ساتھ یہ شرط ہے

آہستہ طیار ہو رہا تھا اور تمام جمادی نباتی حیوانی پیدائشوں کے ساتھ بھی شریک تھا لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا دن تھا۔ اور قرآن شریف بھی گواہ ہے کہ آہستہ آہستہ پہلے سے نازل ہو رہا تھا مگر اس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہنچا اور آیت **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ** نازل ہوئی اور انسانی نطفہ بھی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ ہی خلقتِ بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جس کی طرف آیت **ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ** میں اشارہ ہے۔ اور مراتب ستہ یہ ہیں (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام (۵) لحم محیط العظام (۶) خلقِ آخر، اس قانونِ قدرت سے جو روزِ ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم بھی یعنی اس کا

کہ وہ بعث ہزار ششم کے اخیر پر ہوگا۔ اسی حدیث سے اس بات کا قطعی فیصلہ ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی معبود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیاتِ محمدیہ ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو کیونکہ یہی صدی ہزار ششم کے آخری حصہ میں پڑتی ہے اور بعض علماء کا اس جگہ یہ تاویل کرنا کہ عمر دنیا سے مراد گذشتہ عمر ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ تمام حدیثیں بہ حیثیت پیشگوئی کرنے کے ہیں اور حدیث ہفت پایہ ممبر خواب میں دیکھنے کی بھی اسی کی مؤید ہے اور اس بارے میں جو عقیدہ مقبولۃ الاجماع یہود و نصاریٰ ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے اور گزشتہ نبیوں کے سلسلہ پر نظر کرنے سے یہی تخمینہ قیاساً سمجھ میں آتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ آئندہ کی تو خدا نے کسی کو خبر نہیں دی کہ کب قیامت آئے گی یہ بے شک صحیح ہے مگر عمر دنیا کی سات ہزار برس قرار دینے سے اس امر کے بارے میں کہ کس گھڑی قیامت برپا ہوگی کوئی دلیل قطعی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ سات ہزار کے لفظ سے یہ مستنبط نہیں ہوتا کہ ضرور سات ہزار برس پورا کر کے قیامت آجائے گی۔ وجہ یہ کہ اول تو یہ امر مشتبہ رہے گا کہ اس جگہ خدا تعالیٰ نے سات ہزار سے شمسی حساب کی مدت مراد لی ہے یا قمری



آخری حصہ بھی جس میں ہم ہیں کسی آدم کے پیدا ہونے کا وقت اور کسی دینی تکمیل کے ظہور کا زمانہ ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام کہ اِردت ان استخلف فخلقت ادم اور یہ الہام کہ لیظہرہ علی الدین کلہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور یاد رہے کہ اگرچہ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ میں عمر دنیا کی نسبت کچھ ذکر نہیں لیکن قرآن میں بہت سے ایسے اشارات بھرے پڑے ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا یعنی دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے چنانچہ منجملہ ان اشارات قرآنی کے ایک یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حساب کی اور شمسی حساب سے اگر سات ہزار سال ہو تو قمری حساب سے قریباً دو سو برس اور اوپر چاہئے اور ماسوا اس کے چونکہ عرب کی عادت میں یہ داخل ہے کہ وہ کسور کو حساب سے ساقط رکھتے ہیں اور محفل مطلب نہیں سمجھتے اس لئے ممکن ہے کہ سات ہزار سے اس قدر زیادہ بھی ہو جائے جو آٹھ ہزار تک نہ پہنچے۔ مثلاً دو تین سو برس اور زیادہ ہو جائیں تو اس صورت میں باوجود بیان اس مدت کے وہ خاص ساعت تو مخفی کی مخفی ہی رہی اور یہ مدت بطور ایک علامت کے ہوئی جیسا کہ انسان کی موت کی گھڑی جو قیامت صغریٰ ہے مخفی ہے مگر یہ علامت ظاہر ہے کہ ایک سو بیس برس تک انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور پیرا نہ سالی بھی اس کی موت کی ایک علامت ہے ایسا ہی امراض مہلکہ بھی علامت موت ہیں اور نیز اس میں کیا شک ہے کہ قرآن شریف میں قرب قیامت کی بہت سی علامتیں بیان فرمائی گئی ہیں اور ایسا ہی احادیث میں بھی۔ پس منجملہ ان کے سات ہزار سال بھی ایک علامت ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ قیامت بھی کئی قسم پر منقسم ہے اور ممکن ہے کہ سات ہزار سال کے بعد کوئی قیامت صغریٰ ہو جس سے دنیا کی ایک بڑی تبدیلی مراد ہونے قیامت کبریٰ۔ منہ

کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تین تیس برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔ <sup>☆</sup> پس اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خماس میں جو مرتب کی طرف منسوب ہے مبعوث ہوئے ہیں اور شمسی حساب سے یہ مدت ۴۵۹۸ ہوتی ہے اور عیسائیوں کے حساب سے جس پر تمام مدار بائبل کا رکھا گیا ہے ۴۶۳۶ برس ہیں یعنی حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اخیر زمانہ تک ۴۶۳۶ برس ہوتے ہیں اس سے ظاہر ہوا کہ قرآنی حساب جو سورۃ العصر کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے اور عیسائیوں کی بائبل کے حساب میں جس کے رو سے بائبل کے

﴿۹۴﴾

﴿۹۵﴾

☆ اس حساب کے رو سے میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے سو جیسا کہ آدم علیہ السلام اخیر حصہ میں پیدا ہوا ایسا ہی میری پیدائش ہوئی خدا نے منکروں کے عذروں کو توڑنے کے لئے یہ خوب بند و بست کیا ہے کہ مسیح موعود کے لئے چار ضروری علامتیں رکھ دی ہیں (۱) ایک یہ کہ اس کی پیدائش حضرت آدم کی پیدائش کے رنگ میں آخر ہزار ششم میں ہو۔ (۲) دوسری یہ کہ اس کا ظہور بروز صدی کے سر پر ہو (۳) تیسری یہ کہ اس کے دعویٰ کے وقت آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہو (۴) چوتھی یہ کہ اس کے دعوے کے وقت میں بجائے اونٹوں کے ایک اور سواری دنیا میں پیدا ہو جائے۔ اب ظاہر ہے کہ چاروں علامتیں ظہور میں آچکی ہیں۔ چنانچہ مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا اور اب قریباً پچاسواں سال اس پر زیادہ جا رہا ہے۔ اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے اور صدی کے سر پر سے بھی سترہ برس گذر گئے اور خسوف کسوف پر بھی کئی سال گذر چکے اور اونٹوں کی جگہ ریل کی سواری بھی نکل آئی پس اب قیامت تک کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسیح موعود ہوں کیونکہ اب مسیح موعود کی پیدائش اور اُس کے ظہور کا وقت گذر گیا۔ منہ

حاشیہ پر جا بجا تاریخیں لکھتے ہیں صرف اٹھتیس<sup>۳۸</sup> برس کا فرق ہے۔ اور یہ قرآن شریف کے علمی معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے جس پر تمام افراد امت محمدیہ میں سے خاص مجھ کو جو میں مہدی آخر الزمان ہوں اطلاع دی گئی ہے تا قرآن کا یہ علمی معجزہ اور نیز اس سے اپنے دعوے کا ثبوت لوگوں پر ظاہر کروں۔ اور ان دونوں حسابوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جس کی خدا تعالیٰ نے سورۃ العصر میں قسم کھائی الف خامس ہے یعنی ہزار پنجم جو مرتخ کے اثر کے ماتحت ہے۔ اور یہی سر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدین کے قتل اور خونریزی کے لئے حکم فرمایا گیا جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور ان کے استیصال کے درپے ہوئے اور یہی خدا تعالیٰ کے حکم اور اذن سے مرتخ کا اثر ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ وَ اٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوْا اِبْهَمُ<sup>۱</sup> میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی<sup>۲</sup> ہے جیسا کہ آیت وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّا تِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَسْمُهُ اَحْمَدُ<sup>۳</sup>

☆ یہ باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے کیونکہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے جو کوکب ششم منجملہ خُنَسَسْ کُنَسَسْ ہے اور اس ستارہ کی یہ تاثیر ہے کہ مامورین کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل اور دانش اور مواد استدلال کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے اگرچہ یہ بات حق ہے کہ اس بعث دوم میں بھی اسم محمد کی تجلی سے جو جلالی تجلی ہے اور جمالی تجلی کے ساتھ شامل ہے مگر وہ جلالی تجلی بھی روحانی طور پر ہو کر جمالی رنگ کے مشابہ ہوگئی ہے کیونکہ اس وقت جلالی تجلی کی تاثیر قہر سیفی نہیں بلکہ قہر استدلالی ہے۔ وجہ یہ کہ اس وقت کے مبعوث پر پرتو ستارہ مشتری ہے نہ پرتو مرتخ۔ اسی وجہ سے بار بار اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے۔ منہ

اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معبود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائے گا۔ یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔ اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ اُن کی ہمیشہ سے عادت ہے شور مچایا تھا حالانکہ اگر اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیر و زبر ہو جاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر تک نوبت پہنچاتی ہے لہذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مرغ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ رَحْمٰتًا بَيْنَهُمْ ۗ

(۲) دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّآئِيْ مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ اَحْمَدُ ۗ

اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا لیکن چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی اس لئے خدا تعالیٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں اُس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلادیا۔ پس درحقیقت مہدی اور مسیح ہونے کے دونوں جوہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود تھے۔ خدا تعالیٰ سے کامل ہدایت پانے کی وجہ سے جس میں کسی استاد کا انسانوں میں سے احسان نہ تھا آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کامل مہدی تھے اور آپ سے دوسرے درجے پر موسیٰ مہدی تھا جس نے خدا سے علم پا کر بنی اسرائیل کے لئے شریعت کی بنیاد ڈالی اور نیز آنحضرت اس وجہ سے بھی مہدی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کامیابیوں کی راہیں آپ پر کھول دیں اور جو لوگ مخالفوں میں سے سنگ راہ تھے ان کا استیصال کیا اور ان معنوں کے رو سے بھی آپ سے دوسرے درجے پر حضرت موسیٰ بھی مہدی تھے کیونکہ خدا نے موسیٰ کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کی راہ کھول دی اور فرعون وغیرہ دشمنوں سے ان کو نجات دے کر منزل مقصود تک پہنچایا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ کے مہدی ہونے میں دونوں معنوں کے رو سے مماثلت تھی یعنی ان دونوں پاک نبیوں کے لئے کامیابی کی راہ بھی دشمنوں کے استیصال سے کھولی گئی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی تمام راہیں سمجھائی گئیں اور قرون اولیٰ کو کالعدم کر کے دونوں شریعتوں کی نئی بنیاد ڈالی گئی اور نئے سرے تمام عمارت بنائی گئی لیکن کامل اور حقیقی مہدی دنیا میں صرف ایک ہی آیا ہے جس نے بغیر اپنے رب کے کسی استاد سے ایک حرف نہیں پڑھا مگر بہر حال چونکہ قرون اولیٰ کے ہلاک کے بعد جن کا مفصل علم ہمیں دیا نہیں گیا شریعت کی بنیاد ڈالنے والا اور خدا سے علم پا کر ہدایت یافتہ موسیٰ تھا جس نے حتی الوسع غیر معبودوں کا نقش مٹایا اور دین پر حملہ کرنے والوں کو ہلاک کیا اور اپنی قوم کو امن بخشا اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کی نسبت ہر ایک پہلو سے مہدی کامل ہے لیکن وہ موسیٰ کی زمانی سبقت کی وجہ سے موسیٰ کا مثیل کہلاتا ہے کیونکہ جس طرح حضرت موسیٰ نے مخالفین کو ہلاک کر کے اور خدا سے ہدایت پا کر ایک بھاری شریعت کی بنیاد ڈالی اور خدا نے موسیٰ کی راہ کو ایسا صاف کیا کہ کوئی اس کے مقابل ٹھہرنہ سکا اور نیز ایک لمبا سلسلہ خلفاء کا اس کو عطا کیا۔ یہی رنگ اور یہی صورت اور اسی سلسلہ کے مشابہ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ پس موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مماثلت عظمیٰ ہے اور اس مماثلت میں

عجیب تر یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس وقت نئی شریعت ملی جبکہ پہلی شریعت یہود کی باعث طرح طرح کی ملونی کے جو ان کے عقائد میں داخل ہو گئی اور نیز باعث تحریف تبدیل کے بکلی تباہ ہو چکی تھی اور تو حید اور خدا پرستی کی جگہ شرک اور دنیا پرستی نے لے لی تھی۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ سے کھلی کھلی مماثلت ہے اور دونوں نبی یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ دونوں معنوں کے رو سے مہدی ہیں یعنی اس رو سے بھی مہدی کہ خدا سے ان کو نئی شریعت ملی اور نئی ہدایت عطا کی گئی اُس وقت میں جبکہ پہلی ہدایتیں اپنی اصلیت پر باقی نہیں رہی تھیں۔ اور اس رو سے بھی مہدی ہیں کہ خدا نے دشمنوں کا قلع قمع کر کے کامیابی کی راہوں کی ان کو ہدایت کی اور فتح اور اقبال کی راہیں ان پر کھول دیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ سے بھی دو مشابہتیں رکھتے ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ مسیح کی طرح مکہ میں مخالفوں کے حملوں سے بچائے گئے اور مخالف قتل کے ارادہ میں ناکام رہے (۲) دوسرے یہ کہ آپ کی زندگی زاہدانہ تھی اور آپ بکلی خدا کی طرف منقطع تھے اور آپ کی تمام خوشی اور قرۃ عین صلوات اور عبادت میں تھی اور ان دونوں صفات کی وجہ سے آپ کا نام احمدؑ تھا یعنی خدا کا سچا پرستار اور اس کے فضل اور رحم کا شکر گزار۔ اور یہ نام اپنی حقیقت کے رو سے یسوع کے نام کا مترادف ہے اور اس کے یہی معنی ہیں کہ دشمنوں کے حملہ سے اور نیز نفس کے حملہ سے نجات دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی حضرت عیسیٰ سے مشابہت رکھتی ہے اور مدنی زندگی حضرت موسیٰ سے مشابہت ہے۔ اور چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آپ نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا تھا ایک بروز موسوی اور دوسرے بروز عیسوی۔ اور اسی غرض کے لئے ان دونوں ہدایتوں تو ریت اور انجیل کا قرآن شریف جامع نازل ہوا۔ اور ہر ایک ہدایت کی پابندی اس کے موقع اور محل پر واجب ٹھہرائی گئی اور اس طرح پر ہدایت الہی اپنے کمال تام کو پہنچی اس لئے

تکمیل ہدایت کے بعد جو بلا واسطہ کسی بروز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ نفیس سے ظہور میں آئی تکمیل اشاعت ہدایت کی ضرورت تھی اور وہ ایک ایسے زمانہ پر موقوف تھی جس میں تمام وسائل اشاعت احسن اور اکمل طور پر میسر ہوں۔ لہذا تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بروزوں کی حاجت پڑی (۱) ایک بروز محمدی موسوی (۲) دوسرا بروز احمدی عیسوی۔ بروز محمدی موسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت محمدیہ کا نام مہدی رکھا گیا۔ اور اہلاک ملل باطلہ کے لئے بجائے سیف کے قلم سے کام لیا گیا کیونکہ جب انسانوں نے اپنے طریق کو بدلا اور تلوار کے ساتھ حق کا مقابلہ نہ کیا تو خدا نے بھی اپنا طریق بدلا۔ اور تلوار کا کام قلم سے لیا کیونکہ خدا اپنے مکافات میں انسان کے قدم بقدم چلتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُعَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۗ اور بروز احمدی عیسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت احمدیہ کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا اور جیسا کہ مسیح نے اس صلیب پر فتح پائی تھی جس کو یہودیوں نے اس کے قتل کے لئے کھڑا کیا تھا اس مسیح کا یہ کام ہے کہ اس صلیب پر فتح پاوے کہ جو اس کے بنی نوع کے ہلاک کرنے کے لئے عیسائیوں نے کھڑی کی ہے۔ اور نیز ایک یہ بھی کام ہے کہ یہود سیرت لوگوں کے حملوں سے بچ کر ان کی اصلاح بھی کرے اور آخر دشمنوں کے تمام افتراؤں سے پاک ہو کر نیک نامی کے ساتھ خدا کی طرف اٹھایا جائے۔ جیسا کہ براہین میں میری نسبت یہ الہام ہے۔ اِنِّیْ یٰۤعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ اور یہ بعث محمدی جو تکمیل اشاعت کے لئے تھا جو بروز موسوی اور عیسوی کے پیرایہ میں تھا اس کے لئے بھی خدا کی حکمت نے یہی چاہا کہ چھٹے دن میں ظہور میں آوے جیسا کہ تکمیل ہدایت چھٹے دن میں ہوئی تھی سوا اس کام کے لئے ہزار ششم لیا گیا جو خدا کا چھٹا دن ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ جیسا کہ اُس نے حضور نبوی کی مشابہت حضرت آدم سے مکمل کرنے کے لئے تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن مقرر کیا یعنی روز جمعہ اور اسی دن یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی ۱۰ ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے الف سادس یعنی چھٹا دن مقرر فرمایا جو حسب تصریح آیات قرآنی بمنزلہ روز ششم ہے۔

اب میں دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ تکمیل ہدایت کے دن میں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں موجود تھے اور وہ روز یعنی جمعہ کا دن جو دنوں میں سے چھٹا دن تھا مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا دن تھا جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی ۱۰ نازل ہوئی اور قرآن جو تمام آسمانی کتابوں کا آدم اور جمیع معارف صحف سابقہ کا جامع تھا اور مظہر جمیع صفات الہیہ تھا اُس نے آدم کی طرح چھٹے دن یعنی جمعہ کے دن اپنے وجود باوجود کو اتم اور اکمل طور پر ظاہر فرمایا۔ یہ تو تکمیل ہدایت کا دن تھا مگر تکمیل اشاعت کا دن اس دن کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ابھی وہ وسائل پیدا نہیں ہوئے تھے جو تمام دنیا کے تعلقات کو باہم ملا دیتے اور بری اور بحری سفروں کو مسافروں کے لئے سہل کر دیتے اور دینی کتابوں کی ایک کثیر مقدار قلمبند کرنے کے لئے جو تمام دنیا کے حصہ میں آسکے آلات زود نویسی کے مہیا کر دیتے اور نہ مختلف زبانوں کا علم نوع انسان کو حاصل ہوا تھا اور نہ تمام مذاہب ایک دوسرے کے مقابل پر آشکارا طور پر ایک جگہ موجود تھے۔ اس لئے وہ حقیقی اشاعت جو اتمام حجت کے ساتھ ہر ایک قوم پر ہو سکتی ہے اور ہر ایک ملک تک پہنچ سکتی ہے نہ اس کا وجود تھا اور نہ معمولی اشاعت کے وسائل موجود تھے۔ لہذا تکمیل اشاعت کے لئے ایک اور زمانہ علم الہی نے مقرر فرمایا۔ جس میں کامل تبلیغ کے لئے کامل وسائل موجود تھے اور ضرور تھا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت بھی



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خلود آپ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جو اپنی خواہ اور روحانیت کے رو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا اور ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ تکمیل ہدایت کا دن چھٹا دن تھا یعنی جمعہ۔ اس لئے رعایت تناسب کے لحاظ سے تکمیل اشاعت ہدایت کا دن بھی چھٹا دن ہی مقرر کیا گیا یعنی آخر الف ششم جو خدا کے نزدیک دنیا کا چھٹا دن ہے جیسا کہ اس وعدہ کی طرف آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ<sup>۱</sup> اشارہ فرما رہی ہے اور اس چھٹے دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواہ اور رنگ پر ایک شخص جو مظہر تجلیات احمدیہ اور محمدیہ تھا مبعوث فرمایا گیا تا تکمیل اشاعت ہدایت فرقانی اس مظہر تام کے ذریعہ سے ہو جائے۔ غرض خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے اس بات کا التزام فرمایا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی چھٹے دن ہوئی تھی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت قرآنی کے لئے الف ششم مقرر کیا گیا جو بموجب نص قرآنی چھٹے دن کے حکم میں ہے اور جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن جمعہ تھا ایسا ہی ہزار ششم میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کا مفہوم مخفی ہے یعنی جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصہ تمام مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرتا ہے اور متفرق ائمہ کو معطل کر کے ایک ہی امام کا تابع کر دیتا ہے اور تفرقہ کو درمیان سے اٹھا کر اجتماعی صورت مسلمانوں میں پیدا کر دیتا ہے یہی خاصیت الف ششم کے آخری حصہ میں ہے یعنی وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ اس وقت اسم ہادی کا پرتو ایسے زور میں ہوگا کہ بہت دور افتادہ دلوں کو بھی خدا کی طرف کھینچ لائے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے کہ وَ نَفِخْ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا<sup>۲</sup>۔ پس یہ جمع کا لفظ

اسی روحانی جمعہ کی طرف اشارہ ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعثت مقدر تھے۔ (۱) ایک بعثت تکمیل ہدایت کے لئے (۲) دوسرا بعثت تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے اور یہ دونوں قسم کی تکمیل روز ششم سے وابستہ تھی تاخاتم الانبیاء کی مشابہت خاتم المخلوقات سے اتم اور اکمل طور پر ہو جائے۔ اور تادائرہ خلقت اپنے استدارت کاملہ کو پہنچ جائے۔ سوایک تو وہ روز ششم تھا جس میں آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ<sup>۱</sup> نازل ہوئی۔ اور دوسرے وہ روز ششم ہے جس کی نسبت آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ<sup>۲</sup> میں وعدہ تھا یعنی آخری حصہ ہزار ششم۔ اور اسلام میں جو روز ششم کو عید کا دن مقرر کیا گیا یعنی جمعہ کو یہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ ہے کہ روز ششم تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کا دن ہے۔ اس وقت کے تمام مخالف مولویوں کو ضروریہ بات ماننی پڑے گی کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپ کی نسبت فرمایا گیا تَهَاجِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ<sup>۳</sup> اور نیز آپ کو یہ خطاب عطا ہوا تَهَاجِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا<sup>۴</sup> سو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں قرآن شریف میں جمع کی گئیں لیکن مضمون آیت قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا<sup>۵</sup> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو ۱۲۵۷ ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کل

اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دور دور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں اور یہ دنوں امر اس وقت غیر ممکن تھے لیکن قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ ومن بلغ یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی ان تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْعُونَ بِهٖمُ ۱ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو منهم کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے۔ غرض اس میں کسی کو متقدمین اور متاخرین میں سے کلام نہیں کہ اسلامی اقبال کے زمانہ کے دو حصے کئے گئے

☆ اس تقسیم کو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو منصب قائم کرتا ہے (۱) ایک کامل کتاب کو پیش کرنے والا جیسا کہ فرمایا کہ يَسْئَلُوا اصْحٰفًا مَّطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ ۲ (۲) دوسری تمام دنیا میں اس کتاب کی اشاعت کرنے والا جیسا کہ فرماتا ہے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۳ اور تکمیل ہدایت کے لئے خدا نے چھٹا دن اختیار فرمایا۔ اس لئے یہ پہلی سنت اللہ ہمیں سمجھاتی ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا دن بھی چھٹا ہی ہے اور وہ ہزار ششم ہے اور علماء کرام اور تمام اکابر ملت اسلام تمہول کر چکے ہیں کہ تکمیل اشاعت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوگی۔ اور اب ثابت ہوا کہ تکمیل اشاعت ہزار ششم میں ہوگی اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ مسیح موعود ہزار ششم میں مبعوث ہوگا۔ منہ

(۱) ایک تکمیل ہدایت کا زمانہ جس کی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے کہ يَسْتَلُواْ صُحُفًا مَّطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ<sup>۱</sup> (۲) دوسرے تکمیل اشاعت کا زمانہ جس کی طرف آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ<sup>۲</sup> اشارہ فرما رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی جیسا کہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ<sup>۳</sup> اور نیز آیت يَسْتَلُواْ صُحُفًا مَّطَهَّرَةً فِيهَا اُكْتُبَ قِيَمَةٌ<sup>۴</sup> اس پر گواہ ہے لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی اور غیر زبانوں تک دین کو پہنچانے کے لئے اور پھر اس کے دلائل سمجھانے کے لئے اور پھر ان لوگوں کی ملاقات کے لئے کوئی احسن انتظام نہ تھا اور تمام دیار بلاد کے تعلقات ایسے ایک دوسرے سے الگ تھے کہ گویا ہر ایک قوم یہی سمجھتی تھی کہ اُن کے ملک کے بغیر اور کوئی ملک نہیں جیسا کہ ہندو بھی خیال کرتے تھے کہ کوہ ہمالہ کے پار اور کوئی آبادی نہیں اور نیز سفر کے ذریعے بھی سہل اور آسان نہیں تھے اور جہاز کا چلنا بھی صرف بادِ شرط پر موقوف تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرت مطالع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے سو اس وقت حسب منطوق آیت وَ اٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوْا اِھِمَّ<sup>۵</sup> اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ يَاۡٓيٰھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِیْعًا<sup>۶</sup> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانہ کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور تمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں ☆ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔ پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیے تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت و اخترین منہم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلاق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا لیکن یہ امر کہ یہ دوسرا بعثت کس زمانہ میں چاہیے تھا؟ اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ

☆ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اس لئے قرآن شریف کی آیت **وَ الْاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوْا اِبْهٰمُ** میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیے تھا اُس وقت باعث عدم وسائل پورا نہیں ہو سوا اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کیلئے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔ منہ

خدا تعالیٰ کے کاموں میں تناسب واقع ہے اور وضع شئیء فی محلہ اس کی عادت ہے جیسا کہ اسم حکیم کے مفہوم کا مقتضا ہونا چاہیے اور نیز وہ بوجہ واحد ہونے کے وحدت کو پسند کرتا ہے اس لئے اُس نے یہی چاہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن خلقت آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی یعنی بروز جمعہ ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو لہذا اُس نے اس بعث دوم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی اسی ہزار ششم میں وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے گئے جا بجا مطبع جاری ہو گئے۔ ڈاک خانہ جات کا احسن انتظام ہو گیا اکثر لوگ ایک دوسرے کی زبان سے بھی واقف ہو گئے اور یہ امور ہزار پنجم میں ہرگز نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ نا تمام اور کم قدر اور شاذ و نادر کے حکم میں تھا۔

یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص بشرطیکہ متقی ہو جس وقت ان تمام دلائل میں غور کرے گا تو اس پر روز روشن کی طرح کھل جائے گا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ انصاف سے دیکھو کہ میرے دعوے کے وقت کس قدر میری سچائی پر گواہ جمع ہیں (۱) زمین پر وہ مفسد موجود ہیں جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی قریباً بیخ کنی کر دی ہے اسلام کی اندرونی حالت

﴿۱۰۲﴾

☆ منجملہ گواہوں کے ایک یہ بھی زبردست گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ثبوت ہر ایک پہلو سے اس زمانہ میں پیدا ہو گئے ہیں یہاں تک کہ یہ ثبوت بھی نہایت قوی اور روشن دلائل سے مل گیا کہ آپ کی قبر سری نگر علاقہ کشمیر خان یار کے محلہ میں ہے۔ یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔ منہ

ایسی نازک ہو رہی ہے کہ دین مطہر ہزار ہا بدعات کے نیچے دب گیا ہے۔ بارہ سو برس میں<sup>۱۲۰۰</sup> تو صرف بہتر فرقے اسلام کے ہو گئے تھے لیکن تیرھویں صدی نے اسلام میں وہ بدعات اور نئے فرقے پیدا کئے جو بارہ سو برس میں پیدا نہیں ہوئے تھے اور اسلام پر بیرونی حملے اس قدر زور شور سے ہو رہے ہیں کہ وہ لوگ جو صرف حالات موجودہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور آسمانی ارادوں سے ناواقف ہیں انہوں نے رائیں ظاہر کر دیں کہ اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ ایسا عالی شان دین جس میں ایک شخص کے مرتد ہونے سے بھی شور قیامت قوم میں برپا ہوتا تھا اب لاکھوں انسان دین سے باہر ہوتے جاتے ہیں اور صدی کا سر جس کی نسبت یہ بشارت تھی کہ اس میں مفسد موجودہ کی اصلاح کے لئے کوئی شخص امت میں سے مبعوث ہوتا رہے گا اب مفسد تو موجود ہیں بلکہ نہایت ترقی پر مگر بقول ہمارے مخالفوں کے ایسا شخص کوئی مبعوث نہیں ہو جو ان مفسد کی اصلاح کرتا جو ایمان کو کھاتے جاتے ہیں اور صدی میں سے قریباً پانچواں حصہ گذر بھی گیا گویا ایسی ضرورت کے وقت میں یہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطا گئی حالانکہ یہی وہ صدی تھی جس میں اسلام غریب تھا اور سر اسر آسمانی تائید کا محتاج تھا اور یہی وہ صدی تھی جس کے سر پر ایسا شخص مبعوث ہونا چاہیے تھا جو عیسائی حملوں کی مدافعت کرتا اور صلیب پر فتح پاتا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ مسیح موعود ہو کر آتا اور کسر صلیب کرتا۔ سو خدا نے اس صدی پر یہ طوفانِ ضلالت دیکھ کر اور اس قدر روحانی موتوں کا مشاہدہ کر کے کیا انتظام کیا؟ کیا کوئی شخص اس صدی کے سر پر صلیبی مفسد کے توڑنے کے لئے پیدا ہوا؟ اس میں کیا شک ہے کہ مرکز ضلالت ہندوستان<sup>☆</sup> تھا

☆ اگر کوئی اپنے گھر کی چار دیواری سے چند روز کے لئے باہر جا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بلادِ شام وغیرہ ممالک اسلامیہ کا سیر کرے تو وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ جس قدر مختلف مذاہب کا مجموعہ آج کل ہمارا یہ ملک ہو رہا ہے اور جس قدر ہر ایک مذہب کے لوگ دن رات ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں اس کی نظیر کسی ملک میں موجود نہیں۔ منہ

کیونکہ اس ملک میں صد ہا مذاہب فاسدہ اور ہزار ہا بدعات مہلکہ جن کی نظیر کسی ملک میں نہیں پیدا ہو گئے۔ اور آزادی نے جیسا کہ بدی کے لئے راہ کھولی ایسا ہی نیکی کے لئے بھی۔ لیکن چونکہ بدی کے مواد بہت جمع ہو رہے تھے اس لئے پہلے پہل بدی کو ہی اس آزادی نے قوت دی اور زمین میں اس قدر خار و خشک پیدا ہوا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہ رہی ہر ایک عقل جو صاف اور پاک اور روح القدس سے مدد یافتہ ہے وہ سمجھ سکتی ہے کہ یہی زمانہ مسیح موعود کے پیدا ہونے کا تھا اور یہی صدی اس لائق تھی کہ اس میں وہ عیسیٰ ابن مریم مبعوث ہوتا جو زمانہ حال کی صلیب پر فتح پاتا جو عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ گذشتہ عیسیٰ ابن مریم نے اس صلیب پر فتح پائی تھی جو یہودیوں کے ہاتھ میں تھا۔ احادیث نبویہ میں اسی فتح کو کسر صلیب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ فتنہ صلیبیہ جس مرتبہ تک پہنچ چکا ہے وہ ایک ایسا مرتبہ ہے کہ غیرت الہی نہیں چاہتی کہ اس سے بڑھ کر اس کی ترقی ہو اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ جس کمال سیلاب تک اس وقت یہ فتنہ موجود ہے اور جن انواع اقسام کے پہلوؤں سے اس فتنہ نے دین اسلام پر حملہ کیا ہے اور جس دلیری اور بیباکی کے ہاتھ سے عزت جناب نبوی پر اس فتنہ نے ہاتھ ڈالا ہے اور جن کامل تدبیروں سے اطفاء نور اسلام کے لئے اس فتنہ نے کام لیا ہے اس کی نظیر زمانہ کی کسی تاریخ میں موجود نہیں۔ اور جن فتنوں کے وقت میں بنی اسرائیل میں نبی اور رسول آیا کرتے تھے یا اس امت میں مجدد ظاہر ہوتے تھے وہ تمام فتنے اس فتنہ کے آگے کچھ بھی چیز نہیں۔ اور یہ امر ان امور محسوسہ بدیہیہ میں سے ہے جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی تکذیب اور رد میں اس تیرھویں صدی میں بیس کروڑ کے قریب کتاب اور رسالے تالیف ہو چکے ہیں اور ہر ایک گھر میں نصرانیت داخل ہو گئی ہے تو کیا اس سوسال کے



☆ حملہ کے بعد خدا کے ایک حملہ کا وقت اب تک نہیں آیا۔ اور اگر آگیا تو اب تم آپ ہی بتلاؤ کہ صلیب پر فتح پانے کے لئے یا حسب اصطلاح قدیم صلیب کی کسر کے لئے جو اس صدی پر مجدد آتا اس کا نام کیا چاہیے تھا؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاسر الصلیب کا کیا نام رکھا ہے؟ کیا کاسر الصلیب کا نام مسیح موعود اور عیسیٰ بن مریم نہیں ہے؟ پھر کیونکر ممکن تھا کہ اس صدی کے سر پر بجز مسیح موعود کے کوئی اور مجدد آسکتا؟



☆ اس حملہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ اسلام تلوار اور بندوق سے حملہ کرے بلکہ سچی ہمدردی سب سے زیادہ تیز ہتھیار ہے عیسائیت کو دلائل سے پست کرو مگر نیک نیتی اور نوع انسان کی محبت سے اور اس وقت خدا کی غیرت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ خونریزیوں اور لڑائیوں کی بنیاد ڈالے بلکہ خدا اس وقت فقط یہ چاہتا ہے کہ انسان کی نسل پر رحم کر کے اپنے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ اور اپنے قوی دلائل اور اپنی قدرت نمائی کے زور بازو سے شرک اور مخلوق پرستی سے ان کو نجات دے۔ منہ

☆ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد تو آتا ہے اور اس میں ایک حدیث موجود ہے مگر مسیح موعود کے آنے کے لئے قرآن شریف بلند آواز سے وعدہ فرما رہا ہے۔ سورۃ فاتحہ کی یہ دعا کہ خدا سے دعا کرو کہ خدا تمہیں اُس وقت کے فتنہ سے بچاوے جبکہ خدا کے مسیح موعود کی تکفیر اور تکذیب ہوگی اور زمین پر عیسائیت کا غلبہ ہوگا صاف لفظوں میں اس موعود کی خبر دیتی ہے۔ ایسا ہی آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۱ صاف بتلا رہی ہے کہ جب ایک قوم پیدا ہوگی کہ اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی تو اس وقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کرے گا۔ منہ

## خاتمہ کتاب

اس خاتمہ میں ہم ناظرین کے توجہ دلانے کے لئے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف اور خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں کے رُو سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تین قسم کی مخلوق دنیا میں ظاہر ہو جائے تو سمجھو کہ مسیح موعود آگیا یا دروازے پر ہے۔

(۱) مسیح الدجال جس کا ترجمہ ہے کہ خلیفہ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے جس کے معنی ہیں کہ حق کو چھپانے والا اور جھوٹ کو رونق اور چمک دینے والا اور ہلاکت کی راہوں کو کھولنے والا اور زندگی کی راہوں پر پردہ ڈالنے والا اور یہی مقصود اعظم شیطان ہے اس لئے یہ اسم اس کا اسم اعظم ہے اور اس کے مقابل پر ہے مسیح اللہ الحی القیوم۔ جس کا ترجمہ ہے خدائے حی و قیوم کا خلیفہ۔ اللہ حی قیوم بالاتفاق خدا کا اسم اعظم ہے جس کے معنی ہیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ کرنے والا اور ہر دو قسم کی زندگی کا دائمی سہارا اور قائم بالذات اور سب کو اپنی ذاتی کشش سے قائم رکھنے والا اور اللہ جس کا ترجمہ ہے وہ معبود۔ یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الوراہ اور دقیق در دقیق ہے جس کی طرف ہر ایک چیز عابدانہ رنگ میں یعنی عشقی فنا کی حالت میں جو نظری فنا ہے یا حقیقی فنا کی حالت میں جو موت ہے رجوع کر رہی ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ تمام نظام اپنے خواص کو نہیں چھوڑتا گویا ایک حکم کا پابند ہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ جو خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہے یعنی اللہ الحی القیوم اس کے مقابل پر شیطان کا اسم اعظم الدجال ہے اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ آخری زمانہ میں اس کے اسم اعظم اور شیطان کے اسم اعظم کی ایک کشتی ہو جیسا کہ پہلے بھی آدم کی پیدائش کے وقت میں ایک کشتی ہوئی ہے۔ پس جیسا کہ ایک زمانہ میں

خدا نے شیطان کو ایوب پر مسلط کر دیا ایسا ہی اُس نے اس کشتی کے وقت اسلام پر شیطان کو مسلط کیا اور اس کو اجازت دے دی کہ اب تُو اپنے تمام سواروں اور پیادوں کے ساتھ اسلام پر بے شک حملہ کر۔ ”تب شیطان نے جیسا کہ اس کی عادت ہے ایک قوم کو

☆ یہ تحقیق شدہ امر ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابلہ خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے ہے جو اللہ الحی القیوم ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں خدا نے اپنے مقابل پر ان کو کچھ اختیار نہیں دیا پس کسی طرح ان کا نام دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں شیطان کے اس اسم کے لئے مظاہر ہیں کہ جب سے دنیا شروع ہوئی اس وقت سے وہ مظاہر بھی چلے آتے ہیں اور پہلا مظہر قابیل تھا جو حضرت آدم کا پہلا بیٹا تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کی قبولیت پر حسد کیا اور اس حسد کی شامت سے ایک بے گناہ کے خون سے اپنا دامن آلودہ کر دیا اور آخری مظہر شیطان کے اسم دجال کا جو مظہر اتم اور اکمل اور خاتم المظاہر ہے وہ قوم ہے جس کا قرآن کے اوّل میں بھی ذکر ہے اور قرآن کے آخر میں بھی یعنی وہ ضالین کافر تھے جس کے ذکر پر سورۃ فاتحہ ختم ہوتی ہے۔ اور پھر قرآن شریف کی آخری تین سورتوں میں بھی

☆ ضالین سے مراد صرف گمراہ نہیں بلکہ وہ عیسائی مراد ہیں جو افراطِ محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ کیونکہ ضلالت کے یہ بھی معنی ہیں کہ افراطِ محبت سے ایک شخص کو ایسا اختیار کیا جائے کہ دوسرے کا عزت کے ساتھ نام سننے کی بھی برداشت نہ رہے جیسا کہ اس آیت میں بھی یہی معنی مراد ہیں کہ اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ لے اور الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ لے سے وہ علماء یہودی مراد ہیں جنہوں نے شدتِ عداوت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ بھی روا نہ رکھا کہ ان کو مومن قرار دیا جائے بلکہ کافر کہا اور واجب القتل قرار دیا۔ اور مغضوب علیہ وہ شدید الغضب انسان ہوتا ہے جس کے غضب کے غلو پر دوسرے کو غضب آوے۔ اور یہ دونوں لفظا بہم مقابل واقع ہیں۔ یعنی ضالین وہ ہیں جنہوں نے افراطِ محبت سے حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا اور المغضوب علیہم وہ یہودی ہیں جنہوں نے خدا کے مسیح کو افراطِ عداوت سے کافر قرار دیا اس لئے مسلمانوں کو سورۃ فاتحہ میں ڈرایا گیا اور اشارہ کیا گیا کہ تمہیں یہ دونوں امتحان پیش آئیں گے۔ مسیح موعود آئے گا اور پہلے مسیح کی طرح اُس کی بھی تکفیر کی جائے گی اور ضالین یعنی عیسائیوں کا غلبہ بھی کمال کو پہنچ جائے گا جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے ہیں تم ان دونوں فتنوں سے اپنے تئیں بچاؤ اور بچنے کیلئے نمازوں میں دعائیں کرتے ہو۔ منہ

اپنا مظہر بنایا اور اسلام پر ایک سخت حملہ کیا اور خدا نے اپنے اسم اعظم کا ایک شخص کو

بقیہ  
حاشیہ

اس کا ذکر ہے یعنی سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ ناس میں صرف یہ فرق ہے کہ سورۃ اخلاص میں تو اس قوم کی اعتقادی حالت کا بیان ہے۔ جیسا کہ فرمایا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۱۔ یعنی خدا ایک ہے اور احد ہے یعنی اس میں کوئی ترکیب نہیں نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ پس اس سورۃ میں تو اس قوم کے عقائد بتلائے گئے۔ پھر اس کے بعد سورۃ فلق میں یہ اشارہ کیا گیا کہ یہ قوم اسلام کے لئے خطرناک ہے اور اس کے ذریعہ سے آخری زمانہ میں سخت تاریکی پھیلے گی اور اس زمانہ میں اسلام کو ایک بڑے شرکاسا منا ہوگا۔ اور یہ لوگ معصلات اور دقائق دین میں گرہ درگرہ دے کر مکار عورتوں کی طرح لوگوں کو دھوکا دیں گے اور یہ تمام کاروبار محض حسد کے باعث ہوگا جیسا کہ قابیل کا کاروبار حسد کے باعث تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ قابیل نے اپنے بھائی کا خون زمین پر گرایا مگر یہ لوگ باعث جوش حسد سچائی کا خون کریں گے۔ غرض سورۃ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ میں ان لوگوں کے عقائد کا بیان ہے اور سورۃ فلق میں ان لوگوں کے ان اعمال کی تشریح ہے جو قوت اور طاقت کے وقت ان سے ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ دونوں سورتوں کو بالمقابل رکھنے سے صاف سمجھ آتا ہے کہ پہلی سورۃ یعنی سورۃ اخلاص میں قوم نصاریٰ کے اعتقادی حالات کا بیان ہے اور دوسری سورۃ میں عملی حالات کا ذکر ہے۔ اور سخت تاریکی سے آخری زمانہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ یہ لوگ اس رُوح کے مظہر اتم ہوں گے جو خدا کی طرف سے مفضل ہے اور ان دونوں سورتوں کے بالمقابل لکھنے سے جلد تر ان لطیف اشارات کا علم ہو سکتا ہے۔ مثلاً مقابل پر رکھ کر یوں پڑھو:-

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۱

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ ۱

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں اُس رب کی جس نے

کہہ وہ معبود حقیقی جس کی طرف سب چیزیں

مظہر بنایا اور اس کو ایک حالت فنا عطا کر کے اپنی طرف رجوع دیا تا حقیقی عبادت

مخلوقات پیدا کی اس طرح پر کہ ایک کو پھاڑ کر اس میں سے دوسرا پیدا کیا یعنی بعض کو بعض کا محتاج بنایا اور جو تار یکی کے بعد صبح کو پیدا کرنے والا ہے۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۱

ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں ایسی مخلوق کی شر سے جو تمام شریروں سے شر میں بڑھی ہوئی ہے اور شرارتوں میں اُس کی نظیر ابتداءً دنیا سے اخیر تک اور کوئی نہیں جن کا عقیدہ امر حق لم یسلد ولم یولد کے برخلاف ہے یعنی وہ خدا کے لئے ایک بیٹا تجویز کرتے ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ عَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۲۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ کی اس زمانہ سے جبکہ تشلیت اور شرک کی تاریکی تمام دنیا پر پھیل جائے گی۔ اور نیز اُن لوگوں کے شر سے کہ جو پھولکیں مار کر گرہیں دیں گے یعنی دھوکا دہی میں جادو کا کام دکھائیں گے اور راہ راست کی معرفت کو مشکلات میں ڈال دیں گے اور نیز اس بڑے حاسد کے حسد سے پناہ مانگتا ہوں جبکہ وہ گروہ سراسر حسد کی راہ سے حق پوشی کرے گا

عبودیت تامہ کی فنا کے بعد یا قہری فنا کے بعد رجوع کرتی ہیں ایک ہے باقی سب مخلوقات دو قسم فنا میں سے کسی فنا کے نیچے ہیں اور سب چیزیں اس کی محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۱

وہ ایسا ہے کہ نہ تو اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۲

اور ازل سے اس کا کوئی نظیر اور مثیل نہیں یعنی وہ اپنی ذات میں نظیر اور مثیل سے پاک اور منزہ ہے۔

﴿۱۰۵﴾ کے رنگ میں المعبود کے ساتھ اس کا تعلق ہوا اور اس کا نام احمد رکھا کیونکہ اللطف

یہ تمام اشارات عیسائی پادریوں کی طرف ہیں کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جو وہ دنیا میں شر پھیلائیں گے اور دنیا کو تاریکی سے بھر دیں گے اور جادو کی طرح ان کا دھوکا ہوگا اور وہ سخت حاسد ہوں گے اور اسلام کو حسد کی راہ سے بنظر تحقیر دیکھیں گے اور لفظ رب الفلق اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس تاریکی کے بعد پھر صبح کا زمانہ بھی آئے گا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔

بِقَدْرِ حَالَتِهِ

اس مقابلہ سے جو سورۃ اخلاص سے سورۃ فلق کا کیا گیا ظاہر ہے کہ ان دونوں سورتوں میں ایک ہی فرقہ کا ذکر ہے صرف یہ فرق ہے کہ سورۃ اخلاص میں اس فرقہ کی اعتقاد دی حالت کا بیان ہے اور سورۃ الفلق میں اس فرقہ کی عملی حالت کا ذکر ہے اور اس فرقہ کا نام سورۃ الفلق میں شَرِّ مَا خَلَقَ رکھا گیا ہے یعنی شَرِّ البریہ اور احادیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال معبود کا نام بھی شَرِّ البریہ ہے کیونکہ آدم کے وقت سے اخیر تک شر میں اُس کے برابر کوئی نہیں۔ پھر ان دونوں سورتوں کے بعد سورۃ الناس ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ . مَلِکِ النَّاسِ . اِلٰہِ النَّاسِ . مِنْ شَرِّ النَّوَسِ اِیْنَ النَّاسِ الَّذِیْ یُوسِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنْ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ۔ یعنی وہ جو انسانوں کا پروردگار اور انسانوں کا بادشاہ اور انسانوں کا خدا ہے میں وسوسہ انداز خناس کے وسوسوں سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ خناس جو انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جو جنوں اور آدمیوں میں سے ہے۔ اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ اس خناس کی وسوسہ اندازی کا وہ زمانہ ہوگا کہ جب اسلام کے لئے نہ کوئی مربی اور عالم ربانی زمین پر موجود ہوگا اور نہ اسلام میں کوئی حامی دین بادشاہ ہوگا تب مسلمانوں کے لئے ہر ایک موقع پر خدا ہی پناہ ہوگا وہی خدا وہی مربی وہی بادشاہ و بس۔

﴿۱۰۶﴾

اور اعلیٰ اقسام عبادت کی حمد ہے جو صفات باری کی معرفتِ تامہ کو چاہتی ہے اور بغیر

اب واضح ہو کہ خناس شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی جب شیطان سانپ کی سیرت پر قدم مارتا ہے اور کھلے کھلے اکراہ اور جبر سے کام نہیں لیتا اور سراسر مکر اور فریب اور وسوسہ اندازی سے کام لیتا ہے اور اپنی نیش زنی کے لئے نہایت پوشیدہ راہ اختیار کرتا ہے تب اُس کو خناس کہتے ہیں عبرانی میں اس کا نام نحاش ہے۔ چنانچہ تورات کے ابتداء میں لکھا ہے کہ نحاش نے حوا کو بہکایا اور حوانے اس کے بہکانے سے وہ پھل کھایا جس کا کھانا منع کیا گیا تھا۔ تب

بقیہ حاشیہ

☆ یاد رہے کہ یہ حوا کا گناہ تھا کہ براہ راست شیطان کی بات کو مانا اور خدا کے حکم کو توڑا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حوا کا نہ ایک گناہ بلکہ چار گناہ تھے (۱) ایک یہ کہ خدا کے حکم کی بے عزتی کی اور اُس کو جھوٹا سمجھا (۲) دوسرا یہ کہ خدا کے دشمن اور ابدی لعنت کے مستحق اور جھوٹ کے پتلے شیطان کو سچا سمجھ لیا (۳) تیسرا یہ کہ اُس نافرمانی کو صرف عقیدہ تک محدود نہ رکھا بلکہ خدا کے حکم کو توڑ کر عملی طور پر ارتکابِ معصیت کیا (۴) چوتھا یہ کہ حوانے نہ صرف آپ ہی خدا کا حکم توڑا بلکہ شیطان کا قائم مقام بن کر آدم کو بھی دھوکا دیا تب آدم نے محض حوا کی دھوکا دہی سے وہ پھل کھایا جس کی ممانعت تھی اسی وجہ سے حوا خدا کے نزدیک سخت گنہگار ٹھہری مگر آدم معذور سمجھا گیا محض ایک خفیف خطا جیسا کہ آیت کریمہ **وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا** سے ظاہر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آدم نے عمد امیرے حکم کو نہیں توڑا بلکہ اس کو یہ خیال گذرا کہ حوا نے جو یہ پھل کھایا اور مجھے دیا شاید اُس کو خدا کی اجازت ہوگئی جو اس نے ایسا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے اپنی کتاب میں حوا کی بریت ظاہر نہیں فرمائی مگر آدم کی بریت ظاہر کی یعنی اُسکی نسبت **لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا** فرمایا اور حوا کو سزا سخت دی۔ مرد کا محکوم بنایا اور اس کا دست نگر کر دیا اور حمل کی مصیبت اور بچے جننے کا دکھ اس کو لگا دیا اور آدم چونکہ خدا کی صورت پر بنایا گیا تھا اس لئے شیطان اس کے سامنے نہ آسکا۔ اسی جگہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ جس شخص کی پیدائش میں نر کا حصہ نہیں وہ کمزور ہے اور تورات کے رو سے اس کی نسبت کہنا مشکل ہے کہ وہ خدا کی صورت پر یا خدا کی مانند پیدا کیا گیا ہاں آدم بھی ضرور مر گیا لیکن یہ موت گناہ سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ مرنا ابتدا سے انسانی بناوٹ کا خاصہ تھا اگر گناہ نہ کرتا تب بھی مرتا۔ منہ

حاشیہ در حاشیہ

﴿۱۰۶﴾ معرفت تامہ کے حمد تام ہو ہی نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کے محامد و قسم کے ہیں (۱) ایک وہ جو اس کے ذاتی علو اور رفعت اور قدرت اور ترزہ تام کے متعلق ہیں (۲) دوسرے وہ جن کا اثر از قسم آلاء و نعماء مخلوق پر نمایاں ہے اور جس کو آسمان سے احمد کا نام عطا کیا جاتا ہے اول اُس پر بمقتضائے اسم رحمانیت تو اتر سے نزول آلاء اور نعماء ظاہری اور باطنی کا ہوتا ہے اور پھر بوجہ اس کے جو احسان موجب محبت محسن ہے اس شخص کے دل میں اس محسن حقیقی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ محبت نشوونما پاتے پاتے ذاتی محبت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور پھر ذاتی محبت سے قرب حاصل ہوتا ہے اور پھر قرب سے انکشاف

آدم نے بھی کھایا۔ سو اس سورۃ الناس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی نحاش آخری زمانہ میں پھر ظاہر ہوگا اسی نحاش کا دوسرا نام دجال ہے۔ یہی تھا جو آج سے چھ ہزار برس پہلے حضرت آدم کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہوا تھا اور اس وقت یہ اپنے اس فریب میں کامیاب ہو گیا تھا اور آدم مغلوب ہو گیا تھا لیکن خدا نے چاہا کہ اسی طرح چھٹے دن کے آخری حصے میں آدم کو پھر پیدا کر کے یعنی آخر ہزار ششم میں جیسا کہ پہلے وہ چھٹے دن میں پیدا ہوا تھا نحاش کے مقابل پر اس کو کھڑا کرے اور اب کی دفعہ نحاش مغلوب ہو اور آدم غالب۔ سو خدا نے آدم کی مانند اس عاجز کو پیدا کیا اور اس عاجز کا نام آدم رکھا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ اور نیز یہ الہام خلیق آدم فاکرمہ اور نیز یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة۔ اور آدم کی نسبت تو ریت کے پہلے باب میں یہ آیت ہے: تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں۔ دیکھو تو ریت باب اول آیت ۲۶۔ اور پھر کتاب دانی ایل باب نمبر ۱۲ میں لکھا ہے:- اور اُس وقت میکائیل (جس کا ترجمہ ہے خدا کی مانند) وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے اُٹھے گا۔ (یعنی مسیح موعود آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا) پس میکائیل یعنی خدا کی مانند۔ درحقیقت تو ریت میں



تمام صفات جلالیہ جمالیہ حضرت باری عز اسمہ ہو جاتا ہے پس جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے اسی طرح احمد کا نام جامع تمام معارف بن جاتا ہے اور جس طرح اللہ کا نام خدا تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہوا اور اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں کیونکہ یہ خدا کی معرفت تامہ اور خدا کے فیوض تامہ کا مظہر ہے اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلی عظمیٰ ہوتی ہے اور وہ اپنے صفاتِ کاملہ کے کنز مخفی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ

آدم کا نام ہے اور حدیث نبوی میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود آدم کے رنگ پر ظاہر ہوگا اسی وجہ سے آخری ہزار ششم اس کیلئے خاص کیا گیا کیونکہ وہ بجائے روز ششم ہے یعنی جیسا کہ روز ششم کے آخری حصے میں آدم پیدا ہوا اسی طرح ہزار ششم کے آخری حصے میں مسیح موعود کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا۔ اور جیسا کہ آدم نوحاں کے ساتھ آزمایا گیا جس کو عربی میں خنّاس کہتے ہیں جس کا دوسرا نام دجال ہے ایسا ہی اس آخری آدم کے مقابل پر نوحاں پیدا کیا گیا تا وہ زن مزاج لوگوں کو حیات ابدی کی طمع دے جیسا کہ حوّا کو اس سانپ نے دی تھی جس کا نام توریت میں نوحاں اور قرآن میں خنّاس ہے لیکن اب کی دفعہ مقدر کیا گیا کہ یہ آدم اُس نوحاں پر غالب آئے گا۔ غرض اب چھ ہزار برس کے اخیر پر آدم اور نوحاں کا پھر مقابلہ اُپڑا ہے اور اب وہ پُرانا سانپ کاٹنے پر قدرت نہیں پائے گا جیسا کہ اوّل اُس نے حوّا کو کاٹا اور پھر آدم نے اس زہر سے حصّہ لیا بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ اس سانپ سے بچے کھلیں گے اور وہ ضرر رسانی پر قادر نہیں ہوگا۔ قرآن شریف میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اس نے سورۃ فاتحہ کو الفضالین پر ختم کیا اور قرآن کو خنّاس پر۔ تا دانشمند انسان سمجھ سکے کہ حقیقت اور روحانیت میں یہ دونوں نام ایک ہی ہیں۔ منہ

جس کو احمد کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں غرض چونکہ احمد کا نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اس لئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فحیابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قوی کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنی احمد اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا اور جیسا کہ قرآن شریف میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ ہر ایک چیز کو خدا نے چھ دن کے اندر پیدا کیا مگر اس انسان کو جس پر دائرہ مخلوق ختم ہوتا تھا چھٹے دن کے آخری حصے میں پیدا کیا اسی طرح اس آخری انسان کے لئے ہزار ششم کا آخری حصہ تجویز کیا گیا اور وہ اس وقت پیدا ہوا جبکہ قمری حساب کے رُو سے صرف چند سال ہی ہزار ششم کے پورا ہونے میں باقی رہتے تھے۔ اور اس کا وہ بلوغ جو مرسلین کے لئے مقرر کیا گیا ہے یعنی چالیس سال اُس وقت ہوا جبکہ چودھویں صدی کا سر آ گیا اور اس آخری خلیفہ کے لئے یہ ضروری تھا کہ آخر حصہ ہزار ششم میں آدم کی طرح پیدا ہو اور سن چالیس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مبعوث ہو اور نیز صدی کا سر ہو اور یہ تین شرطیں ایسی ہیں کہ اس میں کاذب اور مفتری کا دخل غیر ممکن ہے۔ اور پھر امر چہارم اُن کے ساتھ خسوف کسوف کا رمضان میں واقع ہونا ہے جو مسیح موعود کی نشانی ٹھہرائی گئی ہے۔

دوسری قسم کی مخلوق جو مسیح موعود کی نشانی ہے یا جوج ماجوج کا ظاہر ہونا ہے۔ توریت میں ممالک مغربیہ کی بعض قوموں کو یا جوج ماجوج قرار دیا ہے۔ اور ان کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ٹھہرایا ہے۔ قرآن شریف نے اس قوم کے لئے ایک نشانی یہ لکھی ہے کہ **مِنْ كُلِّ حَذَبٍ يَتَسَلَوْنَ** یعنی ہر ایک فوجیت ارضی اُن کو حاصل ہو جائے گی اور ہر ایک قوم پر وہ فحیاب ہو جائیں گے۔ دوسرے اس نشانی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ آگ کے کاموں میں ماہر ہوں گے یعنی آگ کے ذریعہ سے اُن کی لڑائیاں ہوں گی اور آگ کے ذریعہ سے اُن کے

انجن چلیں گے اور آگ سے کام لینے میں وہ بڑی مہارت رکھیں گے اسی وجہ سے اُن کا نام یا جوج ماجوج ہے کیونکہ اجیج آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں اور شیطان کے وجود کی بناوٹ بھی آگ سے ہے جیسا کہ آیت خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ<sup>۱</sup> سے ظاہر ہے۔ اس لئے قوم یا جوج ماجوج سے اس کو ایک فطرتی مناسبت ہے اسی وجہ سے یہی قوم اس کے اسم اعظم کی تجلّی کے لئے اور اس کا مظہر اتم بننے کے لئے موزوں ہے۔ لیکن خدا کے اسم اعظم کی تجلّی اعظم جس کا مظہر اتم اسم احمد ہے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے ایسے وجود کو چاہتی تھی جو لڑائی اور خونریزی کا نام نہ لے اور آشتی اور محبت اور صلح کاری کو دنیا میں پھیلاوے۔ ایسا ہی ستارہ مشتری کی تاثیر کا بھی یہی تقاضا تھا کہ خونریزی کے لئے تلوار نہ پکڑی جائے ایسا ہی ہزار ششم کا آخری حصہ جو جمعیت کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور تمام تفرقوں اور نقصانوں کو درمیان سے اٹھا کر اس مجموعہ مخلوقات کو مع ان کے امام کے دکھلاتا ہے جو نظیر گذشتہ کے لحاظ سے تمام و کمال آشتی اور صلح سے بھرا ہوا ہے یہی چاہتا تھا کہ تفرقہ اور مخالفت مع اپنے لوازم کے جو جنگ و جدل ہے درمیان سے اُٹھ جائے جیسا کہ کتاب اللہ ظاہر کرتی ہے کہ خدا نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں پیدا کر کے اور چھٹے دن آدم کو خلعت وجود پہنا کر نظام عالم کو باہم تالیف دے دی اور آدم کو مشتری کے اثر عظیم کے نیچے

☆ آیات مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدم چھٹے دن پیدا ہوا اور وہ آیات یہ ہیں: - هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ<sup>۲</sup>۔ سورة البقرہ الجز نمبر ۱۔ یعنی خدا تعالیٰ نے جو کچھ زمین میں ہے سب پیدا کر کے اور آسمان کو بھی سات طبقے بنا کر غرض اس عالم کی پیدائش سے بلکل فراغت پا کر پھر چاہا

پیدا کیا تا آشتی اور صلح کو دنیا میں لاوے۔

تیسری قسم مخلوق کی جو مسیح موعود کی نشانی ہے دابة الارض کا خروج ہے اور دابة الارض سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی زبانوں پر خدا ہے اور دل بھی عقلی طور پر اس کے ماننے

کہ آدم کو پیدا کرے۔ پس اُس نے اُس کو روز ششم یعنی جمعہ کے آخری حصہ میں پیدا کیا کیونکہ جو چیزیں از روئے نص قرآنی چھٹے دن پیدا ہوئی تھیں آدم اُن سب کے بعد میں پیدا کیا گیا۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ سورۃ حم السجدہ جزو چوبیس میں اس بات کی تصریح ہے کہ خدا نے جمعرات اور جمعہ کے دن سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان کے ساکن کو جو اس آسمان میں رہتا تھا اس آسمان کے متعلق جو امر تھا وہ اس کو سمجھا دیا اور ولے آسمان کو ستاروں کی قدیلیوں سے سجایا اور نیز اُن ستاروں کو اس لئے پیدا کیا کہ بہت سے امور حفاظت دنیا کے ان پر موقوف تھے۔ یہ اندازے اُس خدا کے باندھے ہوئے ہیں جو زبردست اور دانائے۔ جن آیات کا یہ ترجمہ ہم نے لکھا ہے وہ یہ ہیں۔ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمٰوٰءٍ اَمْرَهَا وَاَزَيَّنَّا السَّمٰوٰءَ اللّٰثِيْمٰتِ مَصٰبِيْحًا وَحِفْظًا اٰذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ دیکھو سورۃ حم السجدہ الجزو نمبر ۲۴ ان آیات سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو سات بنانا اور ان کے درمیانی امور کا انتظام کرنا یہ تمام امور باقی ماندہ دو روز میں وقوع میں آئے یعنی جمعرات اور جمعہ میں۔ اور پہلی آیات جن کو ابھی ہم لکھ چکے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم کا پیدا کرنا آسمانوں کے سات طبقے بنانے کے بعد اور ہر ایک زمینی آسمانی انتظام کے بعد غرض کل مجموعہ عالم کی طیاری کے بعد ظہور میں آیا اور چونکہ یہ تمام کاروبار صرف جمعرات کو ختم نہیں ہوا بلکہ کچھ حصہ جمعہ کا بھی اُس نے لیا جیسا کہ آیت فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ سے ظاہر ہے۔ یعنی خدا نے اس آیت میں فی یوم نہیں فرمایا بلکہ یومین فرمایا۔ اس سے یقینی طور پر سمجھا گیا کہ جمعہ کا پہلا حصہ آسمانوں کے بنانے اور ان کے اندرونی انتظام میں صرف ہوا لہذا نص صریح اس بات کا فیصلہ ہو گیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿۱۰۹﴾

﴿۱۰۹﴾

سے خوش ہوتے ہیں لیکن آسمان کی رُوح اُن کے اندر نہیں محض دنیا کے کیڑے ہیں وہ رُوح کے بلائے نہیں بولتے بلکہ کورانہ تقلید یا نفسانی اغراض اُن کی زبان کھولتے ہیں۔ خدانے دابة الارض اُن کا نام اسی وجہ سے رکھا ہے کہ کوئی آسمانی مناسبت ان کے اندر نہیں۔

کہ آدم جمعہ کے آخری حصہ میں پیدا کیا گیا۔ اور اگر یہ شبہ دامنگیر ہو کہ ممکن ہے کہ آدم ساتویں دن پیدا کیا گیا ہو تو اس شبہ کو یہ آیت دُور فرماتی ہے جو سورۃ حدید کی چوتھی آیت ہے اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۗ دیکھو سورۃ الحدید الجز ونمبر ۲۷۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ خدا وہ ہے جس نے تمام زمین اور آسمانوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر اُس نے استوا کیا۔ یعنی کل مخلوق کو چھ دن میں پیدا کر کے پھر صفاتِ عدل اور رحم کو ظہور میں لانے لگا۔ خدا کا الوہیت کے تحت پر بیٹھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مخلوق کے بنانے کے بعد ہر ایک مخلوق سے بمقتضائے عدل اور رحم اور سیاست کارروائی شروع کی یہ مجاورہ اس سے لیا گیا ہے کہ جب کل اہل مقدمہ اور ارکان دولت اور لشکر باشوکت حاضر ہو جاتے ہیں اور کچھری گرم ہو جاتی ہے اور ہر ایک حقدار اپنے حق کو عدل شاہی سے مانگتا ہے اور عظمت اور جبروت کے تمام سامان مہیا ہو جاتے ہیں تب بادشاہ سب کے بعد آتا ہے اور تختِ عدالت کو اپنے وجود باوجود سے زینت بخشتا ہے۔ غرض ان آیات سے ثابت ہوا کہ آدم جمعہ کے اخیر حصے میں پیدا کیا گیا کیونکہ روز ششم کے بعد سلسلہ پیدائش کا بند کیا گیا۔ وجہ یہ کہ روز ہفتم تخت شاہی پر بیٹھنے کا دن ہے نہ پیدائش کا۔ یہودیوں نے ساتویں دن کو آرام کا دن رکھا ہے مگر یہ اُن کی غلط فہمی ہے بلکہ یہ ایک محاورہ ہے کہ جب انسان ایک عظیم کام سے فراغت پالیتا ہے تو پھر گویا اُس وقت اس کے آرام کا وقت ہوتا ہے سو ایسی عبارتیں تو ریت میں بطور مجاز ہیں نہ یہ کہ درحقیقت خدا تعالیٰ تھک گیا اور بوجہ خستہ در ماندہ ہونے کے اس کو آرام کرنا پڑا۔

اور ان آیات کے متعلق ایک یہ بھی امر ہے کہ فرشتوں کا جناب الہی میں عرض کرنا کہ

عجب تر یہ کہ آخری زمانہ میں وہ سچے دین کے گواہ ہیں۔ خود مُردہ ہیں مگر زندہ کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ تین چیزیں ہیں یعنی دجال اور یا جوج ماجوج اور دابة الارض جو مسیح موعود کے آنے کی علامتیں زمین پر ہیں اور ان کے سوا اور بھی زمینی علامتیں ہیں چنانچہ اونٹ کی

کیا تو ایک مفسد کو خلیفہ بنانے لگا ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ پس واضح ہو کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے چھٹے دن آسمانوں کے سات طبقتے بنائے اور ہر ایک آسمان کے قضاء و قدر کا انتظام فرمایا اور چھٹا دن جو ستارہ سعد اکبر کا دن ہے یعنی مشتری کا دن قریب الاختتام ہو گیا اور فرشتے جن کو حسب منطوق آیت **وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرًا** لے لیا گیا تھا اور ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ سعد اکبر مشتری ہے اور انہوں نے دیکھا کہ بظاہر اس دن کا حصہ آدم کو نہیں ملا کیونکہ دن میں سے بہت ہی تھوڑا وقت باقی ہے سو یہ خیال گذرا کہ اب پیدائش آدم کی زحل کے وقت میں ہوگی اس کی سرشت میں زحلی تاثیریں جو قہر اور عذاب وغیرہ ہے رکھی جائیں گی اس لئے اس کا وجود بڑے فتنوں کا موجب ہوگا سو بناء اعتراض کی ایک ظنی امر تھا نہ یقینی۔ اس لئے ظنی پیرایہ میں انہوں نے انکار کیا اور عرض کیا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو مفسد اور خونریز ہوگا اور خیال کیا کہ ہم زاہد اور عابد اور تقویٰ کرنے والے اور ہر ایک بدی سے پاک ہیں اور نیز ہماری پیدائش مشتری کے وقت میں ہے جو سعد اکبر ہے تب ان کو جواب ملا کہ **اِنَّ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** یعنی تمہیں خبر نہیں کہ میں آدم کو کس وقت بناؤں گا۔ میں مشتری کے وقت کے اُس حصے میں اس کو بناؤں گا جو اُس دن کے تمام حصوں میں سے زیادہ مبارک ہے اور اگرچہ جمعہ کا دن سعد اکبر ہے لیکن اس کے عصر کے وقت کی گھڑی ہر ایک اس کی گھڑی سے سعادت اور برکت میں سبقت لے گئی ہے۔ سو آدم جمعہ کی اخیر گھڑی میں بنایا گیا۔ یعنی عصر کے وقت پیدا کیا گیا اسی وجہ سے احادیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ جمعہ کی عصر اور مغرب کے درمیان بہت

سواری اور بار برداری کا اکثر حصہ زمین سے موقوف ہو جانا ایک خاص علامت مسیح کے آجانے کی ہے۔ حجج الکرامہ میں ابن واطیل سے روایت لکھی ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا اور عصر سے ہزار کا آخری حصہ مراد لیا ہے۔ دیکھو

﴿۱۱۳﴾

دعا کرو کہ اس میں ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ وہی گھڑی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی۔ اس گھڑی میں جو پیدا ہو وہ آسمان پر آدم کہلاتا ہے اور ایک بڑے سلسلہ کی اس سے بنیاد پڑتی ہے۔ سو آدم اسی گھڑی میں پیدا کیا گیا۔ اس لئے آدم ثانی یعنی اس عاجز کو یہی گھڑی عطا کی گئی۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے کہ ینقطع ابانک ویدء منک دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰۔ اور یہ اتفاقات عجیبہ میں سے ہے کہ یہ عاجز نہ صرف ہزار ششم کے آخری حصہ میں پیدا ہوا جو مشتری سے وہی تعلق رکھتا ہے جو آدم کا روز ششم یعنی اس کا آخری حصہ تعلق رکھتا تھا بلکہ یہ عاجز بروز جمعہ چاند کی چودھویں تاریخ میں پیدا ہوا ہے۔ اس جگہ ایک اور بات بیان کرنے کے لائق ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ جمعہ کی آخری گھڑی جو عصر کے وقت کی ہے جس میں آدم پیدا کیا گیا کیوں ایسی مبارک ہے اور کیوں آدم کی پیدائش کے لئے وہ خاص کی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیر کو اکب کا نظام ایسا رکھا ہے کہ ایک ستارہ اپنے عمل کے آخری حصہ میں دوسرے ستارے کا کچھ اثر لے لیتا ہے جو اس حصے سے ملحق ہوا اور اس کے بعد میں آنے والا ہو۔ اب چونکہ عصر کے وقت سے جب آدم پیدا کیا گیا رات قریب تھی لہذا وہ وقت زحل کی تاثیر سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا اور مشتری سے بھی فیضیاب تھا جو جمالی رنگ کی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو خدا نے آدم کو جمعہ کے دن عصر کے وقت بنایا کیونکہ اس کو منظور تھا کہ آدم کو جلال اور جمال کا جامع بناوے جیسا کہ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ خَلَقْتُ بِيَدَيَّ<sup>۱</sup> یعنی آدم کو میں نے اپنے

حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸۔ اس قول سے ظاہر ہے کہ اس جگہ ہزار سے مراد ہزار ششم ہے اور ہزار ششم کے عصر کا وقت اس عاجز کی پیدائش کا زمانہ ہے جو حضرت آدم کی پیدائش کے زمانہ کے مقابل پر ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ آخری زمانہ کا جو ہزار ہے وہ آدم کے چھٹے دن کے مقابل پر ہزار ششم ہے

دونوں ہاتھ سے پیدا کیا ہے ظاہر ہے کہ خدا کے ہاتھ انسان کی طرح نہیں ہیں۔ پس دونوں ہاتھ سے مراد جمالی اور جلالی تجلّی ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آدم کو جلالی اور جمالی تجلّی کا جامع پیدا کیا گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ علمی سلسلہ کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اس لئے اُس نے آدم کی پیدائش کے وقت ان ستاروں کی تاثیرات سے بھی کام لیا ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اور یہ ستارے فقط زینت کے لئے نہیں ہیں جیسا عوام خیال کرتے ہیں بلکہ ان میں تاثیرات ہیں۔ جیسا کہ آیت وَرَبَّاتْنَا السَّمَاءَ اللَّهُنَّ يَا مَعْصَاتِهِ وَحِفْظًا<sup>۱</sup> سے، یعنی حفظاً کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے اُسی قسم کا دخل جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے جس کو الوہیت کے اقتدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ جبروت ایزدی کے آگے یہ تمام چیزیں بطور مردہ ہیں۔ یہ چیزیں بجز اذن الہی کچھ نہیں کر سکتیں۔ ان کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ لہذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں کہ جو بنفشہ اور نیلوفر اور تر بد اور ستمونیا اور خیار شہر کی تاثیرات کا تو قائل ہے مگر ان ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے جو قدرت کے ہاتھ کے اوّل درجہ پر تجلّی گاہ اور مظہر العجائب ہیں جن کی نسبت خود خدا تعالیٰ نے حفظاً کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لوگ جو سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں۔ نہیں جانتے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے جو کوئی چیز اس نے لغو اور بے فائدہ اور بے تاثیر پیدا نہیں کی جبکہ وہ فرماتا ہے کہ ہر ایک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿۱۱۱﴾



جس میں مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور آخری حصہ اس کا وقت عصر کہلاتا ہے پس ابن واطیل کا اصل قول جو سرچشمہ نبوت سے لیا گیا ہے اس طرح پر معلوم ہوتا ہے نزول عیسیٰ یكون في وقت صلوة العصر في اليوم السادس من الايام المحمدية حين تمضي ثلثة ارباعه۔

چیز انسان کیلئے پیدا کی گئی ہے تو اب بتلاؤ کہ سماء الدنیا کو لاکھوں ستاروں سے پر کر دینا انسان کو اس سے کیا فائدہ ہے؟ اور خدا کا یہ کہنا کہ یہ سب چیزیں انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں ضرور ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ جیسا کہ متقدمین حکماء نے لکھا ہے کہ زمین ابتدا میں بہت ناہموار تھی خدا نے ستاروں کی تاثیرات کے ساتھ اس کو درست کیا ہے اور یہ ستارے جیسا کہ یہ جاہل لوگ سمجھتے ہیں آسمان دنیا پر ہی نہیں ہیں بلکہ بعض بعض سے بڑے بڑے بعد پر واقع ہیں اسی آسمان مشتری نظر آتا ہے جو چھٹے آسمان پر ہے ایسا ہی زحل بھی دکھائی دیتا ہے جو ہفتم آسمان پر ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام زحل ہے جو اس کا بعد تمام ستاروں سے زیادہ ہے کیونکہ لغت میں زحل بہت دُور ہونے والے کو بھی کہتے ہیں۔ اور آسمان سے مراد وہ طبقات لطیفہ ہیں جو بعض بعض سے اپنے خواص کے ساتھ متمیز ہیں۔ یہ کہنا بھی جہالت ہے کہ آسمان کچھ چیز نہیں کیونکہ جہاں تک عالم بالا کی طرف سیر کی جائے محض خلا کا حصہ کسی جگہ نظر نہیں آئے گا۔ پس کامل استقراء جو مجہولات کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے اول درجہ پر ہے صریح اور صاف طور پر سمجھاتا ہے کہ محض خلا کسی جگہ نہیں ہے۔ اور جیسا کہ پہلا آدم جمالی اور جلالی رنگ میں مشتری اور زحل کی دونوں تاثیریں لے کر پیدا ہوا اسی طرح وہ آدم جو ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوا وہ بھی یہ دونوں تاثیریں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کے پہلے قدم پر مَرُدوں کا زندہ ہونا ہے اور دوسرے قدم پر زندوں کا مرنا ہے یعنی قیامت میں۔ خدا نے

یعنی نزول عیسیٰ محمدی دن کے عصر کے وقت میں ہوگا جب تین حصے اُس دن کے گزر چکیں گے۔ یعنی ہزار ششم کا آخری حصہ کچھ باقی رہے گا اور باقی سب گزر چکے گا اس وقت عیسیٰ کی رُوح زمین پر آئے گی۔ یاد رہے کہ صوفیہ کی اصطلاح میں یوم محمدی سے مراد ہزار سال ہے جو

اس کے وقت میں رحمت کی نشانیاں بھی رکھی ہیں اور قہر کی بھی تا دونوں رنگ جمالی اور جلالی ثابت ہو جائیں۔ آخری زمانہ کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ آفتاب اور ماہتاب ایک ہی وقت میں تاریک ہو جائیں گے زمین پر جا بجا حسف واقع ہوگا۔ پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ یہ سب قہری اور جلالی نشانیاں ہیں۔ عیسائیت کے غلبہ کے زمانہ کی نسبت بھی اسی قسم کے اشارات قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے کہ قریب ہے کہ اس دین کے غلبہ کے وقت آسمان پھٹ جائیں اور زمین میں بذریعہ حسف وغیرہ ہلاکتیں واقع ہوں۔ غرض وجود آدم ثانی بھی جامع جلال و جمال ہے اور اسی وجہ سے آخر ہزار ششم میں پیدا کیا گیا اور ہزار ششم کے حساب سے دنیا کے دنوں کا یہ جمعہ ہے اور جمعہ میں سے یہ عصر کا وقت ہے جس میں یہ آدم پیدا ہوا۔ اور سورۃ فاتحہ میں اس مقام کے متعلق ایک لطیف اشارہ ہے اور وہ یہ کہ چونکہ سورۃ فاتحہ ایک ایسی سورۃ ہے جس میں مبدء اور معاد کا ذکر ہے یعنی خدا کی ربوبیت سے لے کر یوم الدین تک سلسلہ صفات الہیہ کو پہنچایا ہے اس مناسبت کے لحاظ سے حکیم ازلی نے اس سورۃ کو سات آیتوں پر تقسیم کیا ہے تا دنیا کی عمر میں سات ہزار کی طرف اشارہ ہو۔ اور چھٹی آیت اس سورۃ کی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہے۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چھٹے ہزار کی تاریکی آسمانی ہدایت کو چاہے گی اور انسانی سلیم فطرتیں خدا کی جناب سے ایک ہادی کو طلب کریں گی یعنی مسیح موعود کو۔ اور ضالین پر اس سورۃ کو ختم کیا ہے۔ یعنی ساتویں آیت پر جو ضالین کے لفظ پر ختم ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضالین پر قیامت آئے گی۔ یہ سورۃ درحقیقت بڑے دقائق اور حقائق کی جامع ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان

روز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم اسی حساب سے سورۃ والعصر کے اعداد لکھ کر ثابت کر چکے ہیں کہ اس عاجز کی پیدائش اس وقت ہوئی تھی جبکہ یوم محمدی میں سے صرف گیارہ سال باقی رہتے تھے جو اس دن کا آخری حصہ ہے۔ یاد رہے

کر چکے ہیں۔ اور اس سورۃ کی یہ دعا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۱۔ یہ صاف اشارہ کر رہی ہے کہ اس امت کے لئے ایک آنے والے گروہ مغضوب علیہم کے ظہور سے اور دوسرے گروہ ضالین کے غلبہ کے زمانہ میں ایک سخت امتلا درپیش ہے جس سے بچنے کے لئے پانچ وقت دعا کرنی چاہئے۔ اور یہ دعا سورۃ فاتحہ کی اس طور پر سکھائی گئی کہ پہلے الحمد للہ سے مالک یوم الدین تک خدا کے محامد اور صفات جمالیہ اور جلالیہ ظاہر فرمائے گئے تا دل بول اٹھے کہ وہی معبود ہے چنانچہ انسانی فطرت نے ان پاک صفات کا دلدادہ ہو کر ایٹاک نعبد کا اقرار کیا اور پھر اپنی کمزوری کو دیکھا تو ایٹاک نستعین کہنا پڑا۔ پھر خدا سے مدد پا کر یہ دعا کی جو جمع اقسام شر سے بچنے کیلئے اور جمع اقسام خیر کو جمع کرنے کیلئے کافی وافی ہے۔ یعنی یہ دعا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۲ آمین۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سعادت تامہ بھی حاصل ہوتی ہے کہ انسان اُن تمام شرّوں اور بدیوں سے محفوظ رہے جن کا کوئی نمونہ قیامت تک ظاہر ہونے والا ہے اور نیز تمام نیکیاں حاصل ہوں جو قیامت تک ظاہر ہونے والی ہیں۔ سو ان دونوں پہلوؤں کی یہ دعا جامع ہے۔ ایسا ہی قرآن کریم کے آخر کی تین سورتوں میں سے اول سورۃ اخلاص میں یہ سکھایا گیا کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۳ اور اس آیت میں وہ عقیدہ جو قبول کرنے کے لائق ہے پیش کیا گیا اور پھر لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۴ سکھا کر وہ عقیدہ جو رد کرنے کے لائق ہے وہ بیان کیا گیا۔ اور پھر سورۃ فلق میں یعنی آیت وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۵ میں آنے والے ایک سخت تاریکی سے ڈرایا گیا اور فقرہ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۶ میں آنے والی ایک صبح صادق کی بشارت دی گئی اور اس مطلب کے حصول کے لئے سورۃ التاس میں صبر اور ثبات کے ساتھ وسوسوں سے بچنے کیلئے تاکید کی گئی۔ منہ

کہ اکثر صوفی جو ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہیں اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مسیح موعود تیرہویں صدی میں یعنی ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب کا الہام ”چراغ دین“ جو مہدی معبود کی پیدائش کے بارے میں ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ ظہور کا وقت ہزار ششم کا آخر ہے۔ اسی طرح بہت سے اکابر امت نے پیدائش مسیح موعود کے لئے ہزار ششم کا آخر لیا ہے اور چودھویں صدی اس کے بعث اور ظہور کی تاریخ لکھی ہے اور چونکہ مومن کے لئے خدا تعالیٰ کی کتاب سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں اس لئے اس بات سے انکار کرنا کہ مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہزار ششم کا آخر ہے خدا تعالیٰ کی کتاب سے انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ سے مشابہت دے کر خود ظاہر فرما دیا ہے کہ پیدائش مسیح موعود ہزار ششم کے آخر میں ہے۔ پھر ماسوا اس کے صورت عالم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ششم میں زمین پر ایک انقلاب عظیم آیا ہے۔ بالخصوص اس ساٹھ برس کی مدت میں کہ جو تخمیناً میری عمر کا اندازہ ہے اس قدر صریح تغیر صفحہ ہستی پر ظہور پذیر ہے کہ گویا وہ دنیا ہی نہیں رہی نہ وہ سواریاں رہیں اور نہ وہ طریق تمدن رہا اور نہ بادشاہوں میں وہ وسعتِ اقدار حکومت رہی نہ وہ راہ رہی اور نہ وہ مرکب۔ اور یہاں تک ہر ایک بات میں جدت ہوئی کہ انسان کی پہلی طرزیں تمدن کی گویا تمام منسوخ ہو گئیں اور زمین اور اہل زمین نے ہر ایک پہلو میں گویا پیرایہ جدید پہن لیا اور بُدلت الارض غیر الارض کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آ گیا اور ایک دوسرے رنگ میں بھی انقلاب نے اپنا نظارہ دکھلایا یعنی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں پیشگوئی کے طور پر فرمایا تھا کہ ایک وہ نازک وقت آنے والا ہے کہ قریب ہے کہ تثلیث کے غلبہ کے وقت آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں۔ یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اس قدر حد سے زیادہ عیسائیت کی دعوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں غلو کیا گیا

کہ قریب ہے کہ وہ راستباز جو اخلاص کی وجہ سے آسمانی کہلاتے ہیں گمراہ ہو جائیں اور زمین پھٹ جائے یعنی تمام زمینی آدمی بگڑ جائیں۔ اور وہ ثابت قدم لوگ جو جبالِ راسخہ کے مشابہ ہیں گرجائیں اور قرآن شریف کی وہ آیت جس میں یہ پیشگوئی ہے یہ ہے: - تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا ۱ اور آیت چونکہ ذوالوجہین ہے

﴿۱۱۳﴾

اس لئے دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ قیامت کبریٰ کے قریب عیسائیت کا زمین پر بہت غلبہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ آج کل ظاہر ہو رہا ہے اور اس آیت کریمہ کا منشاء یہ ہے کہ اگر اس فتنہ کے وقت خدا تعالیٰ اپنے مسیح کو بھیج کر اصلاح اس فتنہ کی نہ کرے تو فی الفور قیامت آجائے گی اور آسمان پھٹ جائیں گے۔ مگر چونکہ باوجود اس قدر عیسائیت کے غلو کے اور اس قدر تکذیب کے جو اب تک کروڑ ہا کتابیں اور رسالے اور دو ورقہ کاغذات ملک میں شائع ہو چکے ہیں قیامت نہیں آئی تو یہ دلیل اس بات پر ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پر رحم کر کے اپنے مسیح کو بھیج دیا ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کا وعدہ جھوٹا نکلے۔ اور گذشتہ تقریر کے رو سے جبکہ دنیا پر انقلابِ عظیم آچکا ہے اور قریباً کل ایسی روحیں جو سچائی سے خدا کو طلب کر سکتیں ہلاک ہو گئیں اس لئے اس زمانہ میں روحانی زندگی دوبارہ قائم کرنے کے لئے ایک جدید آدم کی ضرورت پڑی اس آدم کی قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ آدم ایمان جیسے جو ہر کو دو بارہ دنیا میں لانے والا اور زمین کو پلیدی سے صاف کرنے والا ہے اور اس کی ضرورت اس سے ظاہر ہے کہ اب اسلام اپنے دونوں پہلوؤں اعتقادی اور عملی کے رو سے غربت کی حالت میں ہے لہذا انبیوں کی تمام پیشگوئیوں کے ظہور کا اب یہ وقت ہے اور آسمانی برکتوں کا انتظار۔

اب ہم اس خاتمہ میں دانیال کی کتاب میں سے ایک پیشگوئی اور ایسا ہی یسعیاہ نبی کی کتاب میں سے بھی ایک پیشگوئی لکھتے ہیں کہ جو مسیح موعود کے ظہور کے

بارے میں ہے اور وہ یہ ہے۔

## دانیال باب ۱۲

ובעת	ההיא	יעמד	מיכאל	השר
و باعیت	ہہیا	یعمود	میکائیل	ہسار
اور اس وقت	ہوگا	مبعوث	وہ جو خدا کی مانند ہے	حاکم
הגדול	העמד	על-בני	עמך	
ہجادول	ہاعومید	عل בני	عمیک	
اعلیٰ	وہ مبعوث ہوگا	تیری قوم کی	حمایت میں	
והיתה	עת	צרה	אשר	
وہایتاہ	عیت	ضارہ	أشیر	
اور ہوگا	زمانہ	دشمنوں کا	ایسا زمانہ	
לא-נהיתה	מהיות	גוי	עד	העת
لونهاہ تہ	مہیوت	گوی	عد	ہاعت
کہ نہ ہوا ہوگا	امت	کے	ابتدا	سے لے کر
ההיא	ובעת	ההיא	יملט	
ہہیا	و باعیت	ہہیا	یمالط	
اس وقت تک	اور اس وقت	ایسا ہوگا	کہ نجات پائے گا	
עמך	כל-הנמצא	כהתב	בספר	
عمیکا	کول ہنمضا	کاتوب	بسیفر	
تیری قوم	میں سے ہر ایک کہ پایا جائے گا	لکھا ہوا	کتاب میں	
ורבים	מישני	אדמת	עפר	
و ربیم	مشینی	ادمت	عافار	
اور بہت جو	سست پڑے ہیں	زمین کے اندر		



لشפת	הנה	אחד	עמדים	אחרים
لشؤفت	هیناه	احاد	عومدیم	احمے ریم
دریا کے	اس طرف	ایک	کھڑے ہوں گے	اور
ھیار	لشפת	הבה	ואחד	ھیار
ھیور	لشؤفت	هیناه	و احاد	ھیور
دریا	دریا کے	اس طرف	دوسرا	اور
اشر	הבדים	לבוש	לאיש	ویا امر
اشیر	هبدیم	لبوش	لا ایش	ویؤمیر
جو کہ	لبجے تا گوں کا تھا	جس کا لباس	اس آدمی کو	اور کہا
مתי	עד -	היאר	למימי	ממעל
ماتی	عد	ھیور	لمے مئے	لمعل ☆
ہوگا	کب	کے تھا	دریا کے پانی	اوپر
האיש	את -	ואשמע	הפלאות	קץ
ہا ایش	ایت	و اشمع	هفلاوت	قیص
والا	اس آدمی کو جو لہجے تا گوں والا	اور میں نے سنا	مصائب کا	انجام
למימי	ממעל	אשר	הבדים	לבוש
لمے مے	ممعل	اشیر	هبدیم	لبوش
پانیوں	اوپر	جو کہ	پہنے تھا	لباس
אל	ושמאלו	ימינו	וירם	היאר
ال	و شمولو	یمینو	ویارام	ھیور
آسمان	اور بایاں	اپنا دایاں	اور اس نے بلند کیا	دریا کے تھا
למועד	כי	העולם	וישבע	השמים
لموعید	کی	ہاعولام	ویشابع	ہشامیم
مدت ہے	کہ اس زمانہ کی مدت ہے	زندہ خدا کی	اور قسم کھائی	کی طرف



מועדים	וחצי	וככלות	נפץ	יד	עם
موعדים	وحیصی	و ککلوت	نفیص	ید	عم
دو زمانے ہیں	اور ایک زمانہ کا حصہ	اور یہ پورا ہوگا	اور مقدس جماعت میں تفرقہ پڑے گا		
קדש	תכלינה	כל -	אלה	ואני	שמעתי
قودیش	تک لیے ناہ	کول	اے لیہ	دانی	شامعتی
اور ان کا	زور ٹوٹ جائے گا	اور یہ	سب باتیں پوری ہوں گی	اور میں	سنا
ולא	אבין	ואמרה	אדני	מה	אחרית
ولو	ابین	واومراه	ادونی	ماه	احریت
پر	نہ جانا	اور میں نے کہا	اے خداوند	کیا ہے	انجام
אלה	ויאמר	לך	דנישל	כי	סתמים
ایلیہ	ویومئر	لیک	دانی ایل	کی	ستومیم
ان سب باتوں کا	اور کہا	چلا جا	دانیال	کیونکہ	پوشیدہ رہیں گی
וחתמים	הדברים	עד -	עת -	קץ	יתבררו
و حتومیم	هدباریم	عد	عیت	قیص	یت باررو
اور سر بہمہر رہیں گی	یہ باتیں	وقت	آخر تک	بہتوں کا	ابرا کیا جائے گا
ויתלבנו	ויצרפו	רבים	והרשי	עו	רשעים
و یت لب نو	ویصارفو	ربیم	و ہرشی	عو	رشاعیم
اور بہتوں کو سفید کیا جائے گا	اور بہتوں کو آزمائش میں ڈالا جائے گا		اور شریر شرارت سے شور و غوغا		
ולא	יבינו	כל -	רשעים	והמשכילים	
و لو	یابی نو	کول	رشاعیم	و همسکيليم	
مچائیں گے	اور شریروں میں	سے	کوئی نہ سمجھے گا	پر اہل دانش	
יבינו	ומעת	הוסר	התמיד	ולתת	
یابی نو	و مرے عیت	ہو سر	ہتامید	و لایت	
سمجھ لیں گے۔	اور اس وقت سے	جبکہ دائمی قربانی	موقوف ہوگی	اور بتوں کو	

شکوہ	شومیم	یامیم	الסף	ماتیم
تباہ	کیا جائے گا	اس وقت تک	بارہ سو نوے	ماتیم
وتشעים	اشری	המחכה	ויגיע	
وتش عیم	اشری	همحکاه	و یجمع	
دن ہوں گے	مبارک ہے	جو انتظار کیا جائے گا	اور اپنا کام	
لیמעם	אלף	שלש	מאות	שלשים
لیامیم	ایلیف	شلوش	مے اوت	شلوشیم
محت سے کرے گا	تیرہ سو	پینتیس	روز تک	
וחמשה	ואתה	לך	לקץ	וחנוח
و حمی شاہ	و اتاہ	لیک	لقیص	و تانوح
☆ ۱۳۳۵	اور تو	چلا جا	آخر تک	اے دانیال
وتעמד	לגרלך	לקץ	הימין	
و تعمود	لجورالک	لقیص	ھیامین	
اور آرام کر	اور اپنے حصے پر	اخیر پر	کھڑا ہوگا	

☆ اس فقرہ میں دان ایل نبی بتلاتا ہے کہ اُس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے) جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس<sup>۱۳۳۵</sup> ہجری تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس<sup>۳۵</sup> برس برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی قرار دی گئی۔ اب بتلاؤ کیا اس سے انکار کرنا ایمان داری ہے؟ منہ

☆ החרישו	אלי	איים	ולאמים
هحریشو	امے لے	ایم	وُل اُو مِم
خاموش ہو جاؤ	میرے آگے	اے جزیرو	امت
יחליפו	כח	אז	ידברו
وحلی فو	کواح	یج شو آز	יִדְבִּירוּ
از سر نو سر سبز ہوگی	اور قوت پکڑے گی	وے قریب پہنچیں گے	پھر سب ایک بات پر
יחדו	למשפט	נק רבה מי	העיר
یجداً	لشفاط	نقربیاہ می	هی عیر
متفق ہوں گے	ہم قضا (فیصلہ)	کے قریب آئیں گے کس نے	مبعوث کیا
ממזרח	צדק	יקראהו	לרגלו
مِمِزْرَاح	صدیق	یقراء هو	لرجلو
مشرق کی طرف سے	صادق کو	اسے اپنے	حضور میں
לפניו	גוים	ומלכים	ירד
لفانایو	گویم	و ملاکیم	یرید
اس کے منہ کے آگے	قوموں کو	اور بادشاہوں	پر اسے حاکم کیا۔ اس نے کر دیا
כלפּר	חרבו	כקש	נדף
کعافار	حَرْبُو	کقش	نداف
خاک کی مانند	اس کی تلوار کو	مانند بھوسے	اڑتے ہوئے کی

☆ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود جو آخری زمانہ میں پیدا ہوگا وہ مشرق میں یعنی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اگرچہ اس آیت میں تصریح نہیں کہ آیا پنجاب میں مبعوث ہوگا یا ہندوستان میں مگر دوسرے مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پنجاب میں ہی مبعوث ہوگا۔ منہ

یردפם	יעבר	שלום	ארה	ברגליו
یردפیم	יעבור	شالوم	اورح	برجلايو
اس نے ان کا تعاقب کیا	اور گذر گیا	سلامت	ایسی راہ سے	جس پر کہ وہ
לא	יבוא	מי -	פעל	ועשה
لو	يابو	مِي	فاعِلْ	وَعَاَسَاهُ
اپنے پاؤں	پر نہیں چلا	کس نے یہ کام کیا	اور اسے انجام دیا	
קרא	הדרות	מראש	אני	יהוה
قوری	هددوروت	مے روش	انی	يهوواه
وہ جس نے	ساری پشتوں کو ابتدا سے پڑھ سنایا	میں	وہی پہلا خدا ہوں	
ראשון	ראת -	אחרונים	אני - הוא	
رِيْ شَوْن	وَأَيْتْ	أَحْرُونِيم	أَنِي هُو	
		اور آخرین کے ساتھ ہوں		

-----

## ضمیمہ تخفہ گولڑویہ

ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے دعوے کے متعلق جس قدر ثبوت ہیں اجمالی طور پر ان کو اس جگہ اکٹھا کر دیا جائے۔ سوا اول تمہیدی طور پر اس بات کا لکھنا ضروری ہے کہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ہمارے علماء کا یہ خیال ہے کہ وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی تھی آخری زمانہ میں آسمان پر سے نازل ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ قرآن شریف اس خیال کے مخالف ہے اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ<sup>۱</sup> اور آیت كَأَنَّا يَا كُلِّنِ الظَّعَامِ<sup>۲</sup> اور آیت مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ<sup>۳</sup> اور آیت فِيهَا تَحْيُونَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ<sup>۴</sup> اور دوسری تمام آیتیں جن کا ہم اپنی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں اس امر پر قطعیت الدلالت ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور ان کی موت کا انکار قرآن سے انکار ہے اور پھر اس کے بعد اگرچہ اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم احادیث سے حضرت مسیح کی وفات کی دلیل ڈھونڈیں لیکن پھر بھی جب ہم حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافی حصہ اس قسم کی حدیثوں کا موجود ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس عمر لکھی ہے اور جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر عیسیٰ اور موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ اور جن میں لکھا گیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ روحوں میں داخل ہیں۔ چنانچہ معراج کی تمام حدیثیں جو صحیح بخاری میں ہیں وہ اس بات پر گواہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معراج کی رات میں وفات شدہ روحوں میں دیکھے گئے۔ اور سب سے بڑھ کر حدیثوں کے رو سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا تھا کہ گذشتہ تمام نبی جن میں حضرت عیسیٰ بھی داخل ہیں سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ اس

اجماع کا ذکر صحیح بخاری میں موجود ہے جس سے ایک صحابی بھی باہر نہیں۔ اب اس طالب حق کے لئے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے حضرت مسیح کی وفات کے بارے میں زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں۔ ماسوا اس کے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ میری آمد ثانی بروزی رنگ میں ہوگی نہ حقیقی رنگ میں اور وہ اقرار یہ ہے: (۱۰) اور اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا پھر فقہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے (یعنی مسیح کے آنے سے پہلے الیاس کا آنا کتابوں کے رو سے ضروری ہے) (۱۱) یسوع نے انہیں جواب دیا کہ الیاس البتہ پہلے آوے گا اور سب چیزوں کا بندوبست کرے گا (۱۲) پر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا لیکن انہوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی اُن سے (آمد ثانی کے وقت میں) دکھ اٹھائے گا۔ دیکھو انجیل متی بات ۱۷۔ آیت ۱۰ اور ۱۱۔ ان آیات میں مسیح نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اس کا دوبارہ آنا بھی الیاس کے رنگ میں ہوگا۔ چونکہ مسیح اس سے پہلے کئی دفعہ اپنی آمد ثانی کا حواریوں کے سامنے ذکر کر چکا تھا جیسا کہ اسی انجیل متی سے ظاہر ہے۔ اس لئے اُس نے چاہا کہ الیاس کی آمد ثانی کی بحث میں اپنی آمد ثانی کی حقیقت بھی ظاہر کر دے سو اُس نے بتلادیا کہ میری آمد ثانی بھی الیاس کی آمد ثانی کی مانند ہوگی یعنی محض بروزی طور پر ہوگی۔ اب کس قدر ظلم ہے کہ مسیح تو اپنی آمد ثانی کو بروزی طور پر بتلاتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا بلکہ میرے خلق اور خو پر کوئی اور آئے گا

☆ کیا تعجب ہے کہ سید احمد بریلوی اس مسیح موعود کے لئے الیاس کے رنگ میں آیا ہو۔ کیونکہ اُس کے خون نے ایک ظالم سلطنت کا استیصال کر کے مسیح موعود کے لئے جو یہ راقم ہے راہ کو صاف کیا۔ اُسی کے خون کا اثر معلوم ہوتا ہے جس نے انگریزوں کو پنجاب میں بلایا اور اس قدر سخت مذہبی روکوں کو جو ایک آہنی تور کی طرح تھیں دُور کر کے ایک آزاد سلطنت کے حوالہ پنجاب کو کر دیا اور تبلیغ اسلام کی بنیاد ڈال دی۔ منہ

اور ہمارے مولوی اور بعض عیسائی یہ خیال کر رہے ہیں کہ سچ مچ خود ہی وہ دوبارہ دنیا میں آجائے گا۔ اس جگہ ایک لطیفہ بیان کرنے کے لائق ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے علم میں ایک زمانہ مقرر تھا جس میں فوت شدہ روحیں بروزی طور پر آنے والی تھیں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنی سورۃ انبیاء جزو نمبر ۷ میں ایک پیشگوئی کی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ ہلاک شدہ لوگ یا جوج ماجوج کے زمانہ میں پھر دنیا میں رجوع کریں گے اور وہ یہ آیت ہے۔

وَحَرَّمْ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكُنَّهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ - حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ - وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ ۗ - اور اس کے اوپر کی یہ آیتیں ہیں۔

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ - إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون - وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلًّا مِنِّيَّارِجِعُونَ - فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَكْفُرْ أَلَسَعِيَهُمْ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ۗ -

ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ مریم نے جب اپنے اندامِ نہانی کو نامحرم سے محفوظ رکھا یعنی غایتِ درجہ کی پاکدامنی اختیار کی تو ہم نے اُس کو یہ انعام دیا کہ وہ بچہ اس کو عنایت کیا جو روح القدس کے نفع سے پیدا ہوا تھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے جو دنیا میں بچے دو قسم کے پیدا ہوتے ہیں (۱) ایک جن میں نفعِ روح القدس کا اثر ہوتا ہے اور ایسے بچے وہ ہوتے ہیں جب عورتیں پاکدامن اور پاک خیال ہوں اور اسی حالت میں استقرارِ نطفہ ہو وہ بچے پاک ہوتے ہیں

☆ ہم نے بعض کا لفظ اس واسطے لکھا ہے کہ کل عیسائی اس پر متفق نہیں ہیں کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آجائے گا بلکہ ایک گروہ عیسائیوں میں سے اس بات کا بھی قائل ہے کہ دوسرا مسیح کوئی اور ہے جو مسیح ابن مریم کے رنگ اور خو پر آئے گا۔ اسی وجہ سے عیسائیوں میں بعض نے جھوٹے دعوے کئے کہ وہ مسیح ہم ہیں۔ منہ

اور شیطان کا اُن میں حصہ نہیں ہوتا۔ (۲) دوسری وہ عورتیں ہیں جن کے حالات اکثر گندے اور ناپاک رہتے ہیں۔ پس ان کی اولاد میں شیطان اپنا حصہ ڈالتا ہے جیسا کہ آیت **وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ** اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے جس میں شیطان کو خطاب ہے کہ ان کے مالوں اور بچوں میں حصہ دار بن جائیگی وہ حرام کے مال اکٹھا کریں گی اور ناپاک اولاد جنیں گی۔ ایسا سمجھنا غلطی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نفخ روح سے کچھ خصوصیت تھی جس میں دوسروں کو حصہ نہیں بلکہ نعوذ باللہ یہ خیال قریب قریب کفر کے جا پہنچتا ہے۔ اصل حقیقت صرف یہ ہے کہ قرآن شریف میں انسانوں کی پیدائش میں دو قسم کی شراکت بیان فرمائی گئی ہے (۱) ایک روح القدس کی شراکت جب والدین کے خیالات پر ناپاکی اور خباثت غالب نہ ہو (۲) اور ایک شیطان کی شراکت جب اُن کے خیال پر ناپاکی او پلیدی غالب ہو۔ اسی کی طرف اشارہ اس آیت میں بھی ہے کہ **لَا يَلِدُ وَلَا يُولَدُ لَهَا** پس بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن لوگوں میں سے تھے جو مس شیطان اور نفخ ابلیس سے پیدا نہیں ہوئے اور بغیر باپ کے ان کا پیدا ہونا یہ امر دیگر تھا جس کو روح القدس سے کچھ تعلق نہیں۔ دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے برسات کے دنوں میں بغیر باپ کے بلکہ بغیر ماں اور باپ دونوں کے پیدا ہو جاتے ہیں تو کیا وہ روح القدس کے فرزند کہلاتے ہیں؟ روح القدس کے فرزند وہی ہیں جو عورتوں کی کامل پاکدامنی اور مردوں کے کامل پاک خیال کی حالت میں رحم مادر میں وجود پکڑتے ہیں اور اُن کی ضد شیطان کے فرزند ہیں۔ خدا کی ساری کتابیں یہی گواہی دیتی آئی ہیں۔ اور پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو بنی اسرائیل کے لئے اور اُن سب کے لئے جو سمجھیں ایک نشان بنایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کر کے بنی اسرائیل کو سمجھا دیا کہ تمہاری بد اعمالی کے سبب سے نبوت بنی اسرائیل سے جاتی رہی کیونکہ عیسیٰ باپ کے رو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے۔ اس مقام میں یہ بات بھی یاد رکھنے لائق ہے کہ اکثر پادری جو



کہا کرتے ہیں کہ توریت میں جو مثیل موسیٰ کا وعدہ ہے اور لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کی مانند ایک نبی قائم کیا جائے گا وہ نبی یسوع یعنی عیسیٰ بن مریم ہے یہ قول ان کا اسی جگہ سے غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ جس حالت میں بنی اسرائیل میں سے حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں ہے تو وہ بنی اسرائیل کا بھائی کیونکر بن سکتا ہے۔ پس بلاشبہ ماننا پڑا کہ لفظ ”تمہارے بھائیوں میں سے“ جو توریت میں موجود ہے اس سے مراد وہ نبی ہے جو بنی اسماعیل میں سے ظاہر ہوا یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ توریت میں جا بجا بنی اسماعیل کو بنی اسرائیل کے بھائی لکھا ہے لیکن ایسا شخص جو باقرار فریقین کسی اسرائیلی مرد کے نطفہ میں سے نہیں ہے اور نہ اسماعیلی مرد کے نطفہ سے وہ کسی طرح بنی اسرائیل کا بھائی نہیں کہلا سکتا اور نہ حسب ادعائے عیسائیاں وہ موسیٰ کی مانند ہے کیونکہ وہ تو ان کے نزدیک خدا ہے اور موسیٰ تو خدا نہیں۔ اور ہمارے نزدیک بھی وہ موسیٰ کی مانند نہیں کیونکہ موسیٰ نے ظاہر ہو کر تین بڑے کھلے کھلے کام کئے جو دنیا پر روشن ہو گئے ایسے ہی کھلے کھلے تین کام جو دنیا پر بدیہی طور پر ظاہر ہو گئے ہوں جس نبی سے ظہور میں آئے ہوں وہی نبی مثیل موسیٰ ہوگا۔ اور وہ کام یہ ہیں (۱) اول یہ کہ موسیٰ نے اُس دشمن کو ہلاک کیا جو ان کی اور ان کی شریعت کی بیخ کنی کرنا چاہتا تھا (۲) دوسرے یہ کہ موسیٰ نے ایک نادان قوم کو جو خدا اور اس کی کتابوں سے ناواقف تھی اور وحشیوں کی طرح چار سو برس سے زندگی بسر کرتے تھے کتاب اور خدا کی شریعت دی یعنی توریت عنایت کی اور ان میں شریعت کی بنیاد ڈالی (۳) تیسرے یہ کہ بعد اس کے کہ وہ لوگ ذلت کی زندگی بسر کرتے تھے ان کو حکومت اور بادشاہت عنایت کی اور ان میں سے بادشاہ بنائے۔ ان تینوں انعامات کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوُّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَكُمْ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۗ۱۔ دیکھو

سورة الاعراف الجزء نمبر ۹۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ فَقَدْ اَتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ وَآيَاتِهِمْ قُلُوبًا عَظِيمًا ۱۔ دیکھو سورۃ النساء الجز و نمبر ۵۔ اب سوچ کر دیکھ لو کہ ان تینوں کاموں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ذرہ بھی مناسبت نہیں۔ نہ وہ پیدا ہو کر یہودیوں کے دشمنوں کو ہلاک کر سکے اور نہ وہ اُن کے لئے کوئی نئی شریعت لائے اور نہ انہوں نے بنی اسرائیل یا اُن کے بھائیوں کو بادشاہت بخشی۔ انجیل کیا تھی وہ صرف توریت کے چند احکام کا خلاصہ ہے جس سے پہلے یہود بے خبر نہیں تھے گو اس پر کار بند نہ تھے۔ یہود گو حضرت مسیح کے وقت میں اکثر بدکار تھے مگر پھر بھی اُن کے ہاتھ میں توریت تھی۔ پس انصاف ہمیں اس گواہی کے لئے مجبور کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کچھ مماثلت نہیں رکھتے اور یہ کہنا کہ جس طرح حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دی اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اپنے تابعین کو شیطان کے ہاتھ سے نجات دی یہ ایسا یہودہ خیال ہے کہ کوئی شخص گو کیسا ہی اغماض کرنے والا ہو اس خیال پر اطلاع پا کر اپنے تئیں ہنسنے سے روک نہیں سکے گا۔ مخالف کے سامنے اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ عیسیٰ نے ضرور اپنے پیروؤں کو شیطان سے اسی طرح نجات دے دی جیسا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دی۔ موسیٰ کا بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دینا ایک تاریخی امر ہے جس سے نہ کوئی یہودی منکر ہو سکتا ہے نہ عیسائی نہ مسلمان نہ گبر نہ ہندو کیونکہ وہ دنیا کے واقعات میں سے ایک واقعہ مشہورہ ہے مگر عیسیٰ کا اپنے تابعین کو شیطان کے ہاتھ سے نجات دینا صرف اعتقادی امر ہے جو محض نصاریٰ کے خیالات میں ہے خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں جس کو دیکھ کر ہر ایک شخص بدیہی طور پر قائل ہو سکے کہ ہاں یہ لوگ درحقیقت شیطان اور ہر ایک بدکاری سے نجات پا گئے ہیں اور ان کا گروہ ہر ایک بدی سے پاک ہے۔ نہ اُن میں زنا ہے نہ شراب خوری نہ قمار بازی اور نہ خونریزی بلکہ تمام مذاہب کے پیشوا اپنے اپنے خیال میں اپنی اپنی امتوں کو

شیطان کے ہاتھ سے نجات دیتے ہیں۔ اس نجات دہی کے دعوے سے کس پیشوا کو انکار ہے۔ اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ دوسروں نے اپنی امت کو نجات نہیں دی مگر مسیح نے دی۔ پیشگوئی میں تو کوئی کھلا کھلا تاریخی واقعہ ہونا چاہیے جو موسیٰ کے واقعہ سے مشابہ ہو نہ کہ اعتقادی امر کہ جو خود ثبوت طلب ہے۔ ظاہر ہے کہ پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسری کے لئے بطور دلیل کے کام آسکے لیکن جب ایک پیشگوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی ہے مماثلت ایسے امور میں چاہیے کہ جو واقعات مشہورہ میں داخل ہوں نہ یہ کہ صرف اپنے اعتقادیات ہوں جو خود ثبوت طلب ہیں۔ بھلا انصافاً تم آپ ہی سوچو کہ موسیٰ نے تو فرعون کو مع اس کے لشکر کے ہلاک کر کے جہان کو دکھلا دیا کہ اس نے یہودیوں کو اس عذاب اور شکنجہ سے نجات دے دی جس میں وہ لوگ قریباً چار سو برس سے مبتلا چلے آتے تھے اور پھر ان کو بادشاہت بھی دے دی مگر حضرت مسیح نے اس نجات کے یہودیوں کو کیا آثار دکھلائے اور کون سا ملک ان کے حوالہ کیا اور کب یہودی ان پر ایمان لائے اور کب انہوں نے مان لیا کہ اس شخص نے موسیٰ کی طرح ہمیں نجات دے دی اور داؤد کا تخت دوبارہ قائم کیا۔ اور بالفرض اگر وہ ایمان بھی لاتے تو آئندہ جہان کی نجات تو ایک مخفی امر ہے اور ایسا مخفی امر کب اس لائق ہے کہ پیشگوئی میں ایک بدیہی امر کی طرح اس کو دکھلایا جائے۔ جو شخص کسی مدعی نبوت پر ایمان لاتا ہے یہ ایمان تو خود ہنوز جائے بحث ہے کسی کو کیا خبر کہ وہ ایمان لانے سے نجات پاتا ہے یا انجام اس کا عذاب اور مواخذہ الہی ہے۔ پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے۔ اس پیشگوئی کا تو یہ مطلب ہے کہ وہ نبی موسیٰ کی طرح بنی اسرائیل کو یا ان کے بھائیوں کو ایک عذاب سے نجات دے گا اسی طرح جیسا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو عذاب سے نجات دی تھی۔ اور نہ صرف نجات دے گا

بلکہ ان کو ایامِ ذلت کے بعد سلطنت بھی عطا کرے گا جیسا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو چار سو برس کی ذلت کے بعد نجات دی اور پھر سلطنت عطا کی اور پھر اس وحشی قوم کو موسیٰ کی طرح ایک نئی شریعت سے تہذیب یافتہ کرے گا۔ اور وہ قوم بنی اسرائیل کے بھائی ہوں گے۔ اب دیکھو کہ کیسی صفائی اور روشنی سے یہ پیشگوئی سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پوری ہو گئی ہے اور ایسی صفائی سے پوری ہو گئی ہے کہ اگر مثلاً ایک ہندو کے سامنے بھی جو عقل سلیم رکھتا ہو یہ دونوں تاریخی واقعات رکھے جائیں یعنی جس طرح موسیٰ نے اپنی قوم کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دی اور پھر سلطنت بخشی اور پھر ان وحشی لوگوں کو جو غلامی میں بسر کر رہے تھے ایک شریعت بخشی۔ اور جس طرح سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں اور کمزوروں کو جو آپ پر ایمان لائے تھے عرب کے خونخوار درندوں سے نجات دی اور سلطنت عطا کی اور پھر اس وحشیانہ حالت کے بعد ان کو ایک شریعت عطا کی تو بلاشبہ وہ ہندو دونوں واقعات کو ایک ہی رنگ میں سمجھے گا اور ان کی مماثلت کی گواہی دے گا۔ اور خود ہم جبکہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو عرب کے خون ریز ظالموں کے ہاتھ سے بچا کر اپنے پروں کے نیچے لے لیا۔ اور پھر ان لوگوں کو جو صد ہا سال سے وحشیانہ حالت میں بسر کر رہے تھے ایک نئی شریعت عطا فرمائی اور بعد ایتامِ ذلت اور غلامی کے سلطنت عطا فرمائی تو بلا تکلف موسیٰ کے زمانہ کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور پھر ذرہ اور غور کر کے جب حضرت موسیٰ کے سلسلہ خلفاء پر نظر ڈالتے ہیں جو چودہ سو برس تک دنیا میں قائم رہا تو اس کے مقابل پر سلسلہ محمدیہ بھی اسی مقدار پر ہمیں نظر آتا ہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کے سلسلہ خلفاء کے آخر میں ایک مسیح ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے ایسا ہی اس سلسلہ کے آخر میں بھی جو مقدر اور مدت میں سلسلہ موسوی کی مانند ہے ایک مسیح دکھائی دیتا ہے اور دونوں سلسلے ایک دوسرے کے مقابل پر ایسے دکھائی دیتے ہیں کہ

جس طرح ایک انسان کی دو ٹانگیں ایک دوسری کے مقابل پر ہوتی ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر مماثلت کے کیا معنی ہیں۔ اور یہی حقیقت یہ آیت ظاہر فرماتی ہے کہ **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ آلِ فِرْعَوْنَ**۔ اور اسی مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت کے آخری زمانہ میں مسیح کے مبعوث ہونے کی کیوں ضرورت تھی یعنی یہی ضرورت تھی کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل ٹھہرایا اور نیز سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل مقرر کیا تو جس طرح موسوی سلسلہ موسیٰ سے شروع ہوا اور مسیح پر ختم ہوا یہ سلسلہ بھی ایسا ہی چاہیے تھا۔ موسیٰ کی جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کئے گئے اور پھر آخر سلسلہ میں جو بالقابل حساب کے رو سے چودھویں صدی تھی ایسا شخص مسیح کے نام سے ظاہر کیا گیا جو قریش میں سے نہیں تھا۔ جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم باپ کے رو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا۔ غرض اس امت کے آخری زمانہ میں مسیح کے آنے کی ضرورت یہی ہے کہ تا دونوں سلسلوں کا اوّل اور آخر باہم مطابق آجائے اور جیسا کہ ایک سلسلہ چودہ سو برس کی مدت تک موسیٰ سے لے کر عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا ایسا ہی دوسرا سلسلہ جو خدا کی کلام میں اس کے مشابہ کھڑا کیا گیا ہے اسی چودہ سو برس کی مدت تک مثیل موسیٰ سے لے کر مثیل عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا۔ یہی خدا کا ارادہ تھا جس کے ساتھ یہ امر بھی ملحوظ ہے کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا عیسیٰ اُس صلیب پر فتح یاب ہوا تھا جو یہودیوں نے کھڑا کیا تھا ایسا ہی محمدی سلسلہ کے عیسیٰ کے لئے یہ مقدّر تھا کہ وہ اس صلیب پر فتح یاب ہو جو نصاریٰ نے کھڑا کیا ہے۔ غرض اس امت میں بھی پورا مقابلہ دکھلانے کے لئے آخری خلیفہ خلفائے محمدیہ میں سے عیسیٰ کے نام پر آنا ضروری تھا جیسا کہ اوّل سلسلہ میں موسیٰ کے نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور جس طرح یہ اسلامی سلسلہ مثیل موسیٰ سے شروع ہوا اسی طرح ضروری تھا کہ مثیل عیسیٰ پر اس کا خاتمہ ہوتا تا یہ دونوں سلسلے یعنی سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ

ایک دوسرے سے مطابق ہو جاتے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور اسی حقیقت کے سمجھنے پر تمام نزاعوں کا فیصلہ موقوف ہے۔ جو بات خدا نے چاہی انسان اس کو رد نہیں کر سکتا۔ خدا نے دنیا کو اپنے عجائبات قدرت دکھانے کے لئے ابراہیم کی اولاد سے دو سلسلے قائم کئے۔ اول موسوی سلسلہ جو بنی اسرائیل میں قائم کیا گیا اور ایک ایسے شخص پر ختم کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا یعنی عیسیٰ مسیح۔ اور عیسیٰ مسیح کے دو گروہ دشمن تھے ایک اندرونی گروہ یعنی وہ یہودی جنہوں نے اس کو صلیب دے کر مارنا چاہا جس کی طرف سورۃ فاتحہ میں یعنی آیت غَيْرِ الْمَعْصُوبِ عَلَيْهِمْ میں اشارہ ہے۔ دوسرے بیرونی دشمن یعنی وہ لوگ جو رومی قوم میں سے متعصب تھے جن کو خیال تھا کہ یہ شخص سلطنت کے مذہب اور اقبال کا دشمن ہے۔ ایسا ہی خدا نے آخری مسیح کے لئے دو دشمن قرار دیئے ایک وہی جن کو اُس نے یہودی کے نام سے موسوم کیا وہ اصل یہودی نہیں تھے۔ جس طرح یہ مسیح جو آسمان پر عیسیٰ بن مریم کہلاتا ہے دراصل عیسیٰ بن مریم نہیں ہے بلکہ اُس کا مثیل ہے۔ دوسرے اس مسیح کے وہ دشمن ہیں جو صلیب پر غلو کرتے ہیں اور صلیب کی فتح چاہتے ہیں مگر اس مسیح کی پہلے مسیح کی طرح آسمان پر بادشاہت ہے زمین کی حکومتوں سے کچھ تعلق نہیں۔ ہاں جس طرح رومی قوم میں آخر دین مسیحی داخل ہو گیا اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں یہ دعویٰ نہیں کہ میں موسیٰ کی مانند بھیجا گیا ہوں اور نہ ایسا دعویٰ وہ کر سکتے تھے کیونکہ وہ موسوی سلسلہ کے تحت میں اس سلسلہ کے آخری خلیفہ تھے لہذا وہ موسیٰ کے مثیل کیونکر ٹھہر سکتے تھے مثیل تو وہ تھا جس نے موسیٰ کی طرح امن بخشا اور سلطنت بخشی اور شریعت دی اور پھر موسیٰ کی طرح چودہ سو برس کا ایک سلسلہ قائم کیا۔ اور آپ موسیٰ بن کر اپنے خلفاء کے اخیر سلسلہ میں موسیٰ کی طرح ایک مسیح کی بشارت دی۔ اور جس طرح موسیٰ نے توریت میں لکھا کہ یہود کی سلطنت جاتی نہیں رہے گی جب تک مسیح نہ آوے۔ اسی طرح مثیل موسیٰ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں سلسلہ محمدیہ کا مسیح آئے گا جبکہ رومی طاقتوں کے ساتھ اسلامی سلطنت مقابلہ نہیں کر سکے گی اور کمزور اور پست اور مغلوب ہو جائے گی اور ایسی سلطنت زمین پر قائم ہوگی جس کے مقابل پر کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اور مسیح نے تمام انجیل میں کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ میں موسیٰ کی مانند ہوں مگر قرآن آواز بلند سے فرماتا ہے کہ **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا**۔ یعنی ہم نے اس رسول کو اے عرب کے خونخوار ظالموں! اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو تم سے پہلے فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ پیشگوئی جو اس شد و مد سے قرآن شریف میں لکھی گئی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اس دعویٰ دروغ کے ساتھ جو اپنے تئیں موسیٰ کا مثیل ٹھہرایا کبھی اپنے مخالفوں پر فتیاب نہ ہو سکتے مگر تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح عظیم اپنے مخالفوں پر حاصل ہوئی کہ بجز نبی صادق دوسرے کے لئے ہرگز میسر نہیں آسکتی پس مماثلت اس کا نام ہے جس کی تائید میں دونوں طرف سے تاریخی واقعات اس زور شور سے گواہی دے رہے ہیں کہ وہ دونوں واقعات بدیہی طور پر نظر آتے ہیں۔ اور موسیٰ کے یہ تین کام کہ گروہ مخالف کو جو مضرا من تھا ہلاک کرنا اور پھر اپنے گروہ کو حکومت اور دولت بخشنا اور ان کو شریعت عطا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی تین کاموں کے ساتھ ایسے مشابہ ثابت ہو گئے ہیں کہ گویا وہ دونوں کام ایک ہی ہیں۔ یہ ایک ایسی مماثلت ہے جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے کہ وہ کیسا قادر اور زبردست خدا ہے کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ اسی جگہ سے طالب حق کے لئے حق الیقین کے درجہ تک یہ معرفت پہنچ جاتی ہے کہ آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ہے نہ کہ وہی عیسیٰ نبی اللہ دوبارہ دنیا میں آکر رسالت محمدیہ کی ختمیت کے مسئلہ کو مشتبہ کر دے گا اور نعوذ باللہ فلما توفیتنی کا

کذب ثابت کرے گا۔ جس شخص کے دل میں حق کی تلاش ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ قرآن شریف کے رو سے کئی انسانوں کا بروزی طور پر آنا مقدر تھا۔ (۱) اوّل مثیل موسیٰ کا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ آیت اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلَى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا<sup>۱</sup> سے ثابت ہے (۲) دوم خلفاء موسیٰ کے مثیلوں کا جن میں مثیل مسیح بھی داخل ہے جیسا کہ آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ<sup>۲</sup> سے ثابت ہے (۳) عام صحابہ کے مثیلوں کا جیسا کہ آیت وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحِفُوْا بِهُمْ<sup>۳</sup> سے ثابت ہے (۴) چہارم اُن یہودیوں کے مثیلوں کا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا اور ان کو قتل کرنے کے لئے فتوے دیئے اور اُن کے ایذا اور قتل کے لئے سعی کی جیسا کہ آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ<sup>۴</sup> میں جو دعا سکھائی گئی ہے اس سے صاف مترشح ہو رہا ہے (۵) پنجم یہودیوں کے بادشاہوں کے اُن مثیلوں کا جو اسلام میں پیدا ہوئے جیسا کہ ان دو بالمقابل آیتوں سے جن کے الفاظ باہم ملتے ہیں سمجھا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

اسلام کے بادشاہوں کی نسبت

یہودیوں کے بادشاہوں کی نسبت

قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوُّكُمْ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْاَرْضِ

وَيَسْتَخْلِفُكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ<sup>۵</sup>

الجز ونمبر ۱۱ سورة يونس صفحہ ۳۳۵

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ<sup>۵</sup>

الجز ونمبر ۹ سورة الاعراف صفحہ ۲۶۵

یہ دو فقرے یعنی فی نظر کیف تعملون جو یہودیوں کے بادشاہوں کے حق میں ہے اور اُس کے مقابل پر دوسرا فقرہ یعنی لننظر کیف تعملون جو مسلمانوں کے بادشاہوں کے حق میں ہے صاف بتلا رہے ہیں کہ ان دونوں قوموں کے بادشاہوں کے واقعات بھی باہم متشابہ ہوں گے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور جس طرح یہودی بادشاہوں سے قابل شرم خانہ جنگیاں ظہور



میں آئیں اور اکثر کے چال چلن بھی خراب ہو گئے یہاں تک کہ بعض اُن میں سے بدکاری شراب نوشی خوزری اور سخت بے رحمی میں ضرب المثل ہو گئے۔ یہی طریق اکثر مسلمانوں کے بادشاہوں نے اختیار کئے۔ ہاں بعض یہودیوں کے نیک اور عادل بادشاہوں کی طرح نیک اور عادل بادشاہ بھی بنے جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز (۶) چھٹے اُن بادشاہوں کے مثیلوں کا قرآن شریف میں ذکر ہے جنہوں نے یہودیوں کے سلاطین کی بدچلنی کے وقت اُن کے ممالک پر قبضہ کیا جیسا کہ آیت غَلَبَتِ الرُّومُ فِي آذْنِي الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ<sup>۱</sup> سے ظاہر ہوتا ہے۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ روم سے مراد نصاریٰ ہیں۔ اور وہ آخری زمانہ میں پھر اسلامی ممالک کے کچھ حصے دبا لیں گے۔ اور اسلامی بادشاہوں کے ممالک اُن کی بدچلنیوں کے وقت میں اُسی طرح نصاریٰ کے قبضے میں آجائیں گے جیسا کہ اسرائیلی بادشاہوں کی بدچلنیوں کے وقت رومی سلطنت نے ان کا ملک دبا لیا تھا پس واضح ہو کہ یہ پیشگوئی ہمارے اس زمانہ میں پوری ہو گئی۔ مثلاً روس نے جو کچھ رومی سلطنت کو خدا کی ازلی مشیت سے نقصان پہنچایا وہ پوشیدہ نہیں۔ اور اس آیت میں جبکہ دوسرے طور پر معنی کئے جائیں غالب ہونے کے وقت میں روم سے مراد قیصر روم کا خاندان نہیں کیونکہ وہ خاندان اسلام کے ہاتھ سے تباہ ہو چکا بلکہ اس جگہ بروزی طور پر روم سے روس اور دوسری عیسائی سلطنتیں مراد ہیں جو عیسائی مذہب رکھتی ہیں۔ یہ آیت اول اس موقع پر نازل ہوئی تھی جبکہ کسریٰ شاہ ایران نے بعض حدود پر لڑائی کر کے قیصر شاہ روم کو مغلوب کر دیا تھا۔ پھر جب اس پیشگوئی کے مطابق بضع سنین میں قیصر روم شاہ ایران پر غالب آ گیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ غَلَبَتِ الرُّومُ فِي آذْنِي الْأَرْضِ<sup>۱</sup> الخ جس کا مطلب یہ تھا کہ رومی سلطنت اب تو غالب آ گئی مگر پھر بضع سنین میں اسلام کے ہاتھ سے مغلوب ہوں گے مگر باوجود اس کے کہ دوسری قراءت میں غَلَبَتْ کا صیغہ ماضی معلوم تھا اور سَيَغْلِبُونَ کا صیغہ مضارع مجہول تھا مگر پھر بھی پہلی قراءت جس میں غَلَبَتْ

کا صیغہ ماضی مجہول تھا اور سَيَّغْلِبُونَ مضارع معلوم تھا منسوخ التلاوت نہیں ہوئی بلکہ اسی طرح جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف سناتے رہے جس سے اس سنت اللہ کے موافق جو قرآن شریف کے نزول میں ہے یہ ثابت ہوا کہ ایک مرتبہ پھر مقدر ہے کہ عیسائی سلطنت روم کے بعض حدود کو پھر اپنے قبضہ میں کر لے گی۔ اسی بنا پر احادیث میں آیا ہے کہ مسیح کے وقت میں سب سے زیادہ دنیا میں روم ہوں گے یعنی نصاریٰ۔

اس تحریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ قرآن اور احادیث میں روم کا لفظ بھی بروزی طور پر آیا ہے یعنی روم سے اصل روم مراد نہیں ہیں بلکہ نصاریٰ مراد ہیں۔ پس اس جگہ چھ ۶ بروز ہیں جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ اب عقلمند سوچ سکتا ہے کہ جبکہ سلسلہ محمدیہ میں موسیٰ بھی بروزی طور پر نام رکھا گیا ہے اور محمد مہدی بھی بروزی طور پر اور مسلمانوں کا نام یہودی بھی بروزی طور پر اور عیسائی سلطنت کے لئے روم کا نام بھی بروزی طور پر تو پھر ان تمام بروزوں میں مسیح موعود کا حقیقی طور پر عیسیٰ بن مریم ہی ہونا سراسر غیر موزوں ہے اور

☆ صحیح بخاری میں جو یہ حدیث ہے کہ بغیر عیسیٰ بن مریم کے کوئی مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا اس جگہ فتح الباری میں اور نیز علامہ زمخشری نے یہ لکھا ہے کہ اس جگہ تمام نبیوں میں سے صرف عیسیٰ کو ہی معصوم ٹھہرانا قرآن شریف کے نصوص صریحہ کے مخالف ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ کہہ کر کہ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۱ تمام نبیوں کو معصوم ٹھہرایا ہے پھر عیسیٰ بن مریم کی کیا خصوصیت ہے اس لئے اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ تمام وہ لوگ جو بروزی طور پر عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں ہیں یعنی رُوح القدس سے حصہ لینے والے اور خدا سے پاک تعلق رکھنے والے وہ سب معصوم ہیں اور سب عیسیٰ بن مریم ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ کی معصومیت کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ یہودیوں کا یہ بھی اعتراض تھا کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت مس شیطان کے ساتھ ہے یعنی مریم کا حمل نعوذ باللہ حلال طور پر نہیں ہوا تھا جس سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے سو ضرور تھا کہ اس گندے الزام کو دفع کیا جاتا۔ منہ

﴿۱۲۶﴾

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بار بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اسی لئے زور دیا ہے کہ تا آئندہ زمانہ میں ایسے لوگوں پر حجت ہو جائے جو ناحق اس دھوکہ میں مبتلا ہونے والے تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور مسیح کی حیات پر کوئی دلیل ان کے پاس نہیں اور جو دلائل پیش کرتی ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن پر سخت درجہ کی غباوت غالب آگئی ہے مثلاً وہ کہتے ہیں کہ آیت **وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِ** ۱ حضرت مسیح کی زندگی پر دلالت کرتی ہے اور اُن کے مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے مگر افسوس کہ وہ اپنے خود تراشیدہ معنوں سے قرآن میں اختلاف ڈالنا چاہتے ہیں جس حالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعِدَاةَ وَالْبَعْضَاءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** ۲ جس کے یہ معنی ہیں کہ یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک بغض اور دشمنی رہے گی تو اب بتلاؤ کہ جب تمام یہودی قیامت سے پہلے ہی حضرت مسیح پر ایمان لے آئیں گے تو پھر بغض اور دشمنی قیامت تک کون لوگ کریں گے۔ جب یہودی نہ رہے اور سب ایمان لے آئے تو پھر بغض اور دشمنی کے لئے کون سا موقعہ اور محل رہا۔ اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَأَعْرَبْنَا بَيْنَهُمُ الْعِدَاةَ وَالْبَعْضَاءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** ۳۔ اس کے بھی یہی معنی ہیں جو اوپر گذر چکے اور وہی اعتراض ہے جو اوپر بیان ہو چکا۔ اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** ۴۔ اس جگہ کفر و کفر سے مراد بھی یہود ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محض یہودیوں کے لئے آئے تھے اور اس آیت میں وعدہ ہے کہ حضرت مسیح کو ماننے والے یہود پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اب بتلاؤ کہ جب ان معنوں کے رو سے جو ہمارے مخالف آیت **وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ** کے کرتے ہیں تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر یہ آیتیں کیونکر صحیح ٹھہر سکتی ہیں کہ یہود اور نصاریٰ کی قیامت تک باہم دشمنی رہے گی اور نیز یہ کہ قیامت تک یہود ایسے فرقوں کے مغلوب رہیں گے جو حضرت مسیح کو صادق سمجھتے ہوں گے۔ ایسا ہی اگر

مان لیا جاوے کہ حضرت مسیح زندہ بحکمِ عنصری آسمان پر تشریف لے گئے تو پھر آیت فلما توفیتنی کیونکر صحیح ٹھہر سکتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت مسیح کی وفات کے بعد عیسائی بگڑ گئے جب تک کہ وہ زندہ تھے عیسائی نہیں بگڑے۔ اور پھر اس آیت کے کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيهَا تَمُوتُونَ<sup>۱</sup> کہ زمین پر ہی تم زندگی بسر کرو گے اور زمین پر ہی مرو گے۔ کیا وہ شخص جو اٹھارہ سو برس سے آسمان پر بقول مخالفین زندگی بسر کر رہا ہے وہ انسانوں کی قسم میں سے نہیں ہے؟ اگر مسیح انسان ہے تو نعوذ باللہ مسیح کے اس مدت دراز تک آسمان پر ٹھہرنے سے یہ آیت جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اگر ہمارے مخالفوں کے نزدیک انسان نہیں ہے بلکہ خدا ہے تو ایسے عقیدہ سے وہ خود مسلمان نہیں ٹھہر سکتے۔ پھر یہ آیت قرآن شریف کی کہ اَمْوَاتٌ غَيْرٌ اَحْيَاءُ<sup>۲</sup> جس کے یہ معنی ہیں کہ جن لوگوں کی خدا کے سوا تم عبادت کرتے ہو وہ سب مر چکے ہیں اُن میں سے کوئی بھی زندہ نہیں۔ صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور پھر یہ آیت کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ<sup>۳</sup> بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں کیونکہ یہ آیت وہ عظیم الشان آیت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اجماع کر کے اقرار کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب نبی فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ ہم پہلے اس سے اسی کتاب میں مفصل بیان کر چکے ہیں۔ پھر جب ہم احادیث کی طرف آتے ہیں تو ان سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہی ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً حدیث معراج کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں<sup>☆</sup> حضرت مسیح کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا ہے۔ اگر وہ آسمان پر زندہ ہوتے تو فوت شدہ روحوں میں ہرگز دیکھے نہ جاتے۔ اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مشاہدہ کے وقت اس عالم میں نہیں تھے

﴿۱۲۷﴾

☆ معراج کے لئے رات اس لئے مقرر کی گئی کہ معراج کشف کی قسم تھا۔ اور کشف اور خواب کے لئے

رات موزوں ہے۔ اگر یہ بیداری کا معاملہ ہوتا تو دن موزوں ہوتا۔ منہ

بلکہ جس طرح سویا ہوا آدمی دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے اور اس حالت میں بسا اوقات وفات یافتہ لوگوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کشفی حالت میں اس دنیا سے وفات یافتہ کے حکم میں تھے۔ ایسا ہی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس عمر پائی ہے لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب اُس وقت حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر صرف تینتیس برس اور چھ مہینے کی تھی اور اگر یہ کہا جائے کہ باقی ماندہ عمر بعد نزول پوری کر لیں گے تو یہ دعویٰ حدیث کے الفاظ سے مخالف ہے ماسوا اس کے حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس دنیا میں رہے گا تو اس طرح پرتینتیس برس ملانے سے کل تہتر برس ہوئے نہ ایک سو بیس برس حالانکہ حدیث میں یہ ہے کہ ایک سو بیس برس اُن کی عمر ہوئی۔

اور اگر یہ کہو کہ ہماری طرح عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں مسیح نے خود اپنی آمد ثانی کو الیاس نبی کی آمد ثانی سے مشابہت دی ہے۔ جیسا کہ انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰ اور ۱۱ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ ماسوا اس کے عیسائیوں میں سے بعض فرقے خود اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی الیاس نبی کی طرح بروزی طور پر ہے۔ چنانچہ نیولائف آف جیزس جلد اول صفحہ ۴۱۰ مصنف ڈی. ایف سٹراس میں یہ عبارت ہے:

(جرمن کے بعض عیسائی محققوں کی رائے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا)

Crucifixion they maintain, even if the feet as well as the hands are supposed to have been nailed occasions but very little loss of blood. It kills therefore only very slowly

by convulsions produced by the straining of the limbs or by gradual starvation. So if Jesus supposed indeed to be dead, had been taken down from the cross after about six hours, there is every probability of this supposed death having been only a death-like swoon from which after the descent from the cross Jesus recovered again in the cool cavern covered as he was with healing ointments and strongly scented spices. On this head it is usual to appeal to an account in Josephus, who says that on one occasion, when he was returning from a military recognisance, on which he had been sent, he found several Jewish prisoners who had been crucified. He saw among them three acquaintances whom he begged Titus to give to him. They were immediately taken down and carefully attended to, one was really saved, but two others could not be recovered.

*(A new life of Jesus by D. F. Strauss. Vol I. page 410)*

﴿۱۲۸﴾

ترجمہ: ”وہ یہ دلائل دیتے ہیں کہ اگرچہ صلیب کے وقت ہاتھ اور پاؤں دونوں پر میخیں ماری جائیں پھر بھی بہت تھوڑا خون انسان کے بدن سے نکلتا ہے۔ اس واسطے صلیب پر لوگ رفتہ رفتہ اعضاء پر زور پڑنے کے سبب تشخ میں گرفتار ہو کر مرتے ہیں یا بھوک سے مرتے ہیں۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ قریب ۶ گھنٹہ صلیب پر رہنے کے بعد یسوع جب اتارا گیا تو وہ مرا ہوا تھا۔ تب بھی نہایت ہی اغلب بات یہ ہے کہ وہ صرف ایک موت کی سی بیہوشی تھی اور جب شفا دینے والی مرہمیں اور نہایت ہی خوشبودار دوائیاں مل کر اُسے غار کی ٹھنڈی جگہ میں رکھا گیا تو اُس کی بیہوشی دور ہوئی۔ اس دعوے کی دلیل میں عموماً یوسفس کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے جہاں یوسفس نے لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک فوجی کام سے واپس آ رہا تھا تو راستہ میں میں نے دیکھا کہ کئی ایک یہودی قیدی صلیب پر لٹکے ہوئے ہیں۔ ان میں سے میں نے پہچانا کہ تین میرے واقف تھے۔ پس میں نے ٹیٹس (حاکم وقت) سے اُن کے اتار لینے کی اجازت حاصل کی اور اُن کو فوراً اتار کر اُن کی خبر گیری کی تو ایک بالآخر تندرست ہو گیا پر باقی دو مر گئے۔“

اور کتاب ”ماڈرن ڈاؤٹ اینڈ کرچن بیلیف“<sup>☆</sup> کے صفحہ ۲۵۵، ۲۵۷، ۳۴۷ میں یہ

عبارت ہے:

The former of these hypotheses that of apparent death, was employed by the old Rationalists, and more recently by Schleiermacher in his life of Christ..... Schleiermacher's supposition, that Jesus afterwards lived for a time with the disciples, and then retired into entire solitude for his second death.....

ترجمہ: شلیئر میجر اور نیز قدیم محققین کا یہ مذہب تھا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا بلکہ ایک ظاہر موت کی سی حالت ہو گئی تھی اور قبر سے نکلنے کے بعد

کچھ مدت تک اپنے حواریوں کے ساتھ پھرتا رہا اور پھر دوسری یعنی اصلی موت کے واسطے کسی علیحدگی کے مقام کی طرف روانہ ہو گیا۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب کی موت سے بچنے کے متعلق ایک پیشگوئی یسعیاہاب ۵۳ میں اس طرح پر ہے:

و ا ت -	دورد	می	ישוחח	כי	נגזר
و ایت	دورد	می	یسوحیح	کی	نجزار
اور اس کے بقائے عمر کی جو بات ہے سو کون سفر کر کے جائے گا کیونکہ وہ					
מארץ	חיים:	ויתן	את	רשעים	
مے ایریض	حییم	ویتین	ایت	رشاعیم	
علیحدہ کیا گیا ہے قبائل کی زمین سے اور کی گئی شریروں کے درمیان					
ברו	ואת	עשיר	במתיו		
قبرو	وایت	عاسیر	بموتایو		
اس کی قبر	پروہ ولتمندوں	کے ساتھ ہوا	اپنے مرنے میں	☆	
אם -	תשים	אשם	נפשו		
ام	تاسیم	آشام	نفسو		
جب کہ تو گناہ کے بدلے میں اس کی جان کو دے گا (تو وہ بچ جائے گا)					

☆ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ صلیب سے اتار کر مسیح کو سزا یافتہ مردوں کی طرح قبر میں رکھا جاوے گا مگر چونکہ وہ حقیقی طور پر مردہ نہیں ہوگا اس لئے اس قبر میں سے نکل آئے گا اور آخر عزیز اور صاحب شرف لوگوں میں اس کی قبر ہوگی اور یہی بات ظہور میں آئی کیونکہ سری نگر محلہ خان یار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس موقعہ پر قبر ہے جہاں بعض سادات کرام اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ منہ



یرאה זרע ירید ימים

یرایہ زیورع  
اور صاحب اولاد ہوگا۔  
یہ اریک  
اس کی عمر لمبی کی جائے گی  
یمیم

מעמ נפשו יראה ישבע

مے عمل  
نفسو  
یرایہ  
یسباع  
وہ اپنی جان کی نہایت سخت تکلیف دیکھے گا (یعنی صلیب پر بیہوشی) پر وہ پوری عمر پائے گا۔

﴿۱۲۹﴾

اب مختصر طور پر ہم ان دلائل کو لکھتے ہیں جن کا ہم نے اس کتاب اور اپنی دوسری کتابوں میں اپنے دعوے مسیح موعود کے متعلق ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) اوّل اس دلیل سے میرا مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ ہم اپنی کتابوں میں ثابت کر چکے ہیں یا جوج ماجوج کے خروج اور ان کی فتح اور اقبال کا زمانہ آ گیا ہے اور قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے تمام وعدے جن میں سے مسیح موعود کا دنیا میں ظاہر ہونا ہے یا جوج ماجوج کے ظہور اور اقبال کے بعد ظاہر ہو جائیں گے جیسا کہ یہ آیت مندرجہ ذیل اسی پر صریح دلالت کرتی ہے۔ وَحَرَّمَ عَلٰی قَرِيْبَةٍ اَهْلًا كُنْهًا اَنَّهُمْ لَا يَزْجَعُوْنَ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ وَاَقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ<sup>۱</sup> یعنی جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے ان کے لئے ہم نے حرام کر دیا ہے کہ دوبارہ دنیا میں آویں یعنی بروزی طور پر بھی وہ دنیا میں نہیں آسکتے جب تک وہ دن نہ آویں کہ قوم یا جوج ماجوج زمین پر غالب آجائے اور ہر ایک طور سے ان کو غلبہ حاصل ہو جائے کیونکہ انسان کے ارضی قومی کی کامل ترقیات یا جوج ماجوج پر

☆ خدا تعالیٰ کے عجیب اسرار میں سے ایک بروز کا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ خدا کی مقدس کتابوں میں بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت

ختم ہوتی ہیں اور اس طرح پر انسان کے ارضی قومی کانشو و نما جو ابتدا سے ہوتا چلا آیا ہے وہ

یہ پیشگوئیاں ہیں کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر وہ پیشگوئیاں اس طرح پر پوری ہوئیں کہ جب کوئی اور نبی دنیا میں آیا تو اس وقت کے پیغمبر نے خبر دی کہ یہ وہی نبی ہے جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ نہیں کہا گیا کہ یہ آنے والا اس پہلے نبی کا مثل ہے۔ بلکہ یہی کہا گیا کہ وہی پہلا نبی جس کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی تھی دنیا میں آگیا ہے مثلاً جیسا کہ الیاس نبی کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا اور ملا کی نبی نے اپنے صحیفہ میں خبر دی تھی کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ الیاس جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا وہ یوحنا یعنی یحییٰ ہے جیسا کہ انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰ و ۱۱ اور ۱۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الیاس دوبارہ دنیا میں آگیا لیکن لوگوں نے اُس کو نہیں پہچانا اور اس سے مراد حضرت مسیح نے یحییٰ نبی کو لیا یعنی وہی الیاس ہے۔ اب یہ پیشگوئی بہت باریک جاٹھرتی ہے کہ یحییٰ نبی جس کا دوسرا نام یوحنا ہے الیاس کیونکر ہو گیا۔ اگر مثل الیاس کہتے تب بھی ایک بات تھی مگر ملا کی کی کتاب میں مثل کا آنا نہیں لکھا بلکہ خود الیاس نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا لکھا ہے۔ اور حضرت مسیح نے بھی انجیل میں جب اعتراض کیا گیا کہ الیاس سے پہلے مسیح کیونکر آگیا تو مثل کے لفظ کو استعمال نہیں کیا بلکہ انجیل متی ۱۷ باب میں یہی کہا ہے کہ الیاس تو آگیا مگر ان لوگوں نے اس کو نہیں پہچانا۔ اسی طرح شیعہ میں بھی اقوال ہیں کہ علی اور حسن اور حسین دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور ایسے ہی اقوال ہندوؤں میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے گذشتہ اوتاروں کے ناموں پر آئندہ اوتاروں کی انتظار کرتے رہے ہیں اور اب بھی آخری اوتار کو جس کو کلکی اوتار کے نام سے موسوم کرتے ہیں کرشن کا اوتار مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسا کہ کرشن کی صفات میں سے رودرگوپال ہے یعنی سوروں کو ہلاک کرنے والا اور گائیوں کو پالنے والا ایسا ہی کلکی اوتار ہوگا۔ یہ ایک

محض یا جوج ماجوج کے وجود سے کمال کو پہنچتا ہے لہذا یا جوج ماجوج کے ظہور کا زمانہ

﴿۱۳۱﴾

﴿۱۳۰﴾ کرشن کی صفات کی نسبت استعارہ ہے کہ وہ درندوں کو ہلاک کرتا تھا یعنی سؤروں اور بھڑیوں کو۔ اور گائیوں کو پالتا تھا یعنی نیک آدمیوں کو۔ اور عجیب بات ہے کہ مسلمان اور عیسائی بھی آنے والے مسیح کی نسبت یہی صفات رو در گوپال کے جو کلمی اوتار کی صفت ہے قائم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سؤروں کو قتل کرے گا اور بیل اس کے وقت میں قابل قدر ہوں گے۔ اس جگہ یہ مراد نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے سؤروں کو قتل کرے گا یا گائیوں کی حفاظت کرے گا بلکہ یہ مراد ہے کہ زمانہ کا دور ہی ایسا آجائے گا اور آسمانی ہوا شریروں کو نابود کرتی جائے گی اور نیک بڑھیں گے اور پھولیں گے اور زمین کو پد کریں گے۔ تب اس مسیح پر رو در گوپال کا اسم صادق آجائے گا۔ اور میں جو وہی مسیح اور مظہر صفات مذکورہ ہوں اس لئے کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ ”ہے رو در گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے“۔ اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رو در گوپال کا انتظار کر رہی ہے کیا ہندو اور کیا مسلمان اور کیا عیسائی۔ مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں۔

☆ واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنی ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کے صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں۔ کرشن کی دو صفت میں ایک رو در یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکیوں کا مددگار۔ اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں اور یہی دونوں صفتیں خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔ منہ

رجعتِ بروزی کے زمانہ پر دلیل قاطع ہے کیونکہ یاجوج ماجوج کا ظہور استدارتِ زمانہ پر

اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں یعنی سؤروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا اور وہ میں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیشگوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی لکھے ہیں مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے اور لکھتے ہیں کہ وہ برہمن کے گھر میں جنم لے گا یعنی وہ جو برہمن کو سچا اور واحد لاشریک سمجھتا ہے یعنی مسلمان۔ غرض کسی اوتار یا پیغمبر کے دوبارہ آنے کا عقیدہ جو رُودر گوپال کے صفات اپنے اندر رکھتا ہو اور ہجرت کی چودھویں صدی میں آنے والا ہو صرف عیسائیوں اور مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ ہندوؤں اور تمام اہل مذاہب کا یہی عقیدہ ہے۔ یہاں تک کہ ژندوستا کے پیرو بھی اس زمانہ کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور بدھ مذہب کی نسبت مجھے مفصل معلوم نہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ بھی ایک کامل بدھ کے اس زمانہ میں منتظر ہیں اور عجیب تریہ کہ سب فرقے رُودر گوپال کی صفت اُس منتظر میں قائم کرتے ہیں لیکن افسوس کہ عام لوگ اس دوبارہ آنے کے عقیدہ کی فلاسفی سے اب تک بے خبر پائے جاتے ہیں اور عام تو عام جو لوگ اس زمانہ میں علماء کہلاتے ہیں وہ بھی اس فلاسفی سے بے خبر ہیں۔ یوں تو اسلام کے تمام صوفی رجعتِ بروزی کے مسئلہ کے بڑے زور سے قائل ہیں اور بعض اولیاء کی نسبت مانتے ہیں کہ کسی پہلے ولی کی روح دوبارہ بروزی طور پر اُس میں آئی مثلاً وہ کہتے ہیں کہ قریباً سو برس کے بعد بایزید بسطامی کی روح دوبارہ بروزی طور پر ابوالحسن خرقانی میں آگئی لیکن باوجود اس مقبول مسلم عقیدہ کے پھر بھی بعض نادان مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت رجعتِ بروزی کے قائل نہیں جو قدیم سے سنت اللہ میں داخل ہے۔ وہ لوگ دراصل

دلیل ہے اور استدارت زمانہ رجعت بروزی کو چاہتا ہے۔ مسیح عیسیٰ بن مریم کی نسبت

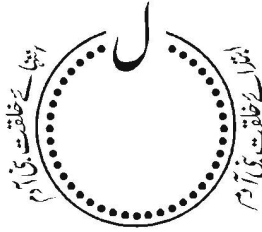
رجعت بروزی کی فلاسفی سے بے خبر ہیں۔ اور اس مسئلہ کی فلاسفی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو ایسی طرز سے بنایا ہے جو اس کی توحید پر دلالت کرے اور اسی وجہ سے خداوند حکیم نے تمام عناصر اور اجرام فلکی کو گول شکل پر پیدا کیا ہے کیونکہ گول چیز کی جہات اور پہلو نہیں آس لئے وہ وحدت سے مناسبت رکھتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ذات میں تثلیث ہوتی تو تمام عناصر اور اجرام فلکی سہ گوشہ صورت پر پیدا ہوتے لیکن ہر ایک بسیط میں جو مرکبات کا اصل ہے گرویت یعنی گول ہونا مشاہدہ کرو گے۔ پانی کا قطرہ بھی گول شکل پر ظاہر ہوتا ہے اور تمام ستارے جو نظر آتے ہیں ان کی شکل گول ہے اور ہوا کی شکل بھی گول ہے جیسا کہ ہوائی گولے جن کو عربی میں اغصار کہتے ہیں یعنی بگولے جو کسی تند ہوا کے وقت مدور شکل میں زمین پر چکر کھاتے پھرتے ہیں ہواؤں کی گرویت ثابت کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ تمام بساط جن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا کروئی شکل ہیں ایسا ہی دائرہ خلقت عالم کا بھی کروئی شکل ہے اسی لئے صوفی اس بات کی طرف گئے ہیں کہ خلقت بنی آدم اپنی وضع میں دوری صورت پر واقع ہوئی ہے یعنی نوع انسان کی روئیں بروزی طور پر پھر پھر کر دنیا میں آتی ہیں اور جبکہ خلقت بنی آدم بھی دوری صورت پر ہے تا وحدت

☆ رجعت بروزی کے اعلیٰ قسم صرف دو ہیں (۱) بروز الاشقیاء (۲) بروز السعداء۔ یہ دونوں بروز قیامت تک سنت اللہ میں داخل ہیں ہاں یا جوج ماجوج کے بعد ان کی کثرت ہے تا بنی آدم کے انجام پر ایک دلیل ہو اور تا اس سے دور کا پورا ہونا سمجھا جائے۔ اور یہ خیال کرنا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ تمام لوگ اور تمام طبائع ملت واحده پر ہو جائیں گی یہ غلط ہے۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ بنی آدم کی تقسیم یہ فرماتا ہے کہ **مَنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ** تو ممکن نہیں کہ کسی زمانہ میں صرف سعید رہ جائیں اور شقی تمام مارے جائیں اور نیز یہ فرمایا ہے **وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ** یعنی اختلاف انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ پس جبکہ انسانوں کی فطرت کثرت مذاہب کو چاہتی ہے تو پھر وہ ایک مذہب پر کیوں کر ہو سکتے ہیں خدا نے ابتدا میں ہی قایل ہائیل

رجعت کا جو عقیدہ ہے اُس عقیدہ کے موافق عیسیٰ مسیح کی آمد ثانی کا یہی زمانہ ہے۔ سو

﴿۱۳۳﴾

خالق کائنات پر دلالت کرے تو اس سے لازم آیا کہ آخری نقاطِ خلقتِ بنی آدم کے نقاطِ اولیٰ سے یعنی جہاں سے نقطہ دائرہ پیدائش بنی آدم شروع ہوتا ہے قریب تر واقع ہوں اور اپنے ظہور اور بروز میں انہی کی طرف رجوع کریں۔ اور یہی وہ بات ہے جس کو دوسرے لفظوں میں رجعتِ بروزی کہتے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً یہ دائرہ ہے:



فرض کرو کہ اس دائرہ میں سے جو حصہ لام کی دائیں طرف ہے اس سے دائرہ خلقت بنی آدم کا شروع ہوا ہے۔ اور جو حصہ بائیں طرف ہے وہاں ختم ہوا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو لام کے بائیں طرف کا حصہ ہے جو نقاطِ اس کے قریب آئیں گے وہ ابتدائی نقاط سے بہت ہی نزدیک آجائیں گے۔ پس اسی کا نام بروزی رجعت ہے جو ہر ایک دائرہ کے لئے ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ حَرَّمْ عَلٰی قَرِيۡةٍ اَهْلِكُمْ هَا اَنْتُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ - حَتّٰى اِذَا قَمِحْتَ يَاجُوۡجُ وَمَآ جُوۡجُ

کو پیدا کر کے سمجھا دیا کہ شقاوت و سعادت پہلے سے ہی فطرتِ انسان میں تقسیم کی گئی ہے اور نیز آیت اَعْرَبْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور آیت اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور آیت وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ . یہ تمام آیتیں بتلا رہی ہیں کہ قیامت تک اختلاف رہے گا۔ منعم علیہم بھی رہیں گے۔ مغضوب علیہم بھی رہیں گے۔ ہاں ملل باطلہ دلیل کے رو سے ہلاک ہو جائیں گی۔ منہ

﴿۱۳۳﴾

وہ آمدثانی بروزی طور پر ظہور میں آگئی (۲) دوسری دلیل جو میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت ہے

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ - وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ ۗ - یا جوج ماجوج سے وہ قوم مراد ہے جن کو پورے طور پر ارضی قومی ملیں گے اور ان پر ارضی قومی کی ترقیات کا دائرہ ختم ہو جائے گا۔ یا جوج ماجوج کا لفظ اجیج سے لیا گیا ہے جو شعلہ نار کو کہتے ہیں۔ پس یہ وجہ تسمیہ ایک تو بیرونی لوازم کے لحاظ سے ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ یا جوج ماجوج کے لئے آگ مسخر کی جائے گی اور وہ اپنے دنیوی تمدن میں آگ سے بہت کام لیں گے۔ ان کے بری اور بحری سفر آگ کے ذریعہ سے ہوں گے۔ ان کی لڑائیاں بھی آگ کے ذریعہ سے ہوں گی۔ ان کے تمام کاروبار کے انجن آگ کی مدد سے چلیں گے۔ دوسری وجہ تسمیہ لفظ یا جوج ماجوج کے اندرونی خواص کے لحاظ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی سرشت میں آتشی مادہ زیادہ ہوگا۔ وہ تو میں بہت تکبر کریں گی اور اپنی تیزی اور چستی اور چالاکی میں آتشی خواص دکھلائیں گی اور جس طرح مٹی جب اپنے کمال تام کو پہنچتی ہے تو وہ حصہ مٹی کا کافی جو ہر بن جاتا ہے جس میں آتشی مادہ زیادہ ہو جاتا ہے جیسے سونا چاندی اور دیگر جوہرات۔ پس اس جگہ قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یا جوج ماجوج کی سرشت میں ارضی جوہر کا کمال تام ہے جیسا کہ معدنی جوہرات میں اور فلذات میں کمال تام ہوتا ہے اور یہ دلیل اس بات پر ہے کہ زمین نے اپنے انتہائی خواص ظاہر کر دیئے اور بموجب آیت **وَآخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا** اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر کو ظاہر کر دیا اور یہ امر استدارت زمانہ پر ایک دلیل ہے یعنی جب یا جوج ماجوج کی کثرت ہوگی تو سمجھا جائے گا کہ زمانہ نے اپنا پورا دائرہ دکھلا دیا اور پورے دائرہ کو رجعت بروزی لازم ہے۔ اور یا جوج ماجوج پر ارضی کمال کا ختم ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ گویا آدم کی خلقت الف سے شروع ہو کر جو آدم کے لفظ کے حرفوں میں سے پہلا حرف ہے اس یا کے حرف پر ختم ہوگئی کہ جو یا جوج کے لفظ کے

﴿۱۳۴﴾

وہ یہ ہے کہ نہ فقط قرآن شریف ہی مسیح موعود کے ظہور کا یہ زمانہ ٹھہراتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی

سر پر آتا ہے جو حروف کے سلسلہ کا آخری حرف ہے۔ گویا اس طرح پر یہ سلسلہ الف سے شروع ہو کر اور پھر حرف یا پر ختم ہو کر اپنے طبعی کمال کو پہنچ گیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ آیت ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بروزی رجوع جو استدارت دائرہ خلقت بنی آدم کے لئے ضروری ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ یا جوج ماجوج کا ظہور اور خروج اقویٰ اور اتم طور پر ہو جائے اور ان کے ساتھ کسی غیر کو طاقت مقابلہ نہ رہے کیونکہ دائرہ کے کمال کو یہ لازم ہے کہ **أَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا** کا مفہوم کامل طور پر پورا ہو جائے اور تمام ارضی قوتوں کا ظہور اور بروز ہو جائے اور یا جوج ماجوج کا وجود اس بات پر دلیل کامل ہے کہ جو کچھ ارضی قوتیں اور طاقتیں انسان کے وجود میں ودیعت ہیں وہ سب ظہور میں آگئی ہیں کیونکہ اس قوم کی فطرتی اینٹ ارضی کمالات کے پڑا وہ میں ایسے طور سے پختہ ہوئی ہے کہ اس میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ اسی سر کی وجہ سے خدا نے ان کا نام یا جوج ماجوج رکھا کیونکہ ان کی فطرت کی مٹی ترقی کرتے کرتے کانی جواہرات کی طرح آتشی مادہ کی پوری وارث ہو گئی اور ظاہر ہے کہ مٹی کی ترقیات آخر جواہرات اور فلذات معدنی پر ختم ہو جاتی ہیں۔ تب معمولی مٹی کی نسبت ان جواہرات اور فلذات میں بہت سا مادہ آگ کا آجاتا ہے گویا مٹی کا انتہائی کمال شے کمال یافتہ کو آگ کے قریب لے آتا ہے اور پھر جنسیت کی کشش کی وجہ سے دوسرے آتشی لوازم اور کمالات بھی اسی مخلوق کو دیئے جاتے ہیں۔ غرض بنی آدم کا یہ آخری کمال ہے کہ بہت سا آتشی حصہ ان میں داخل ہو جائے اور یہ کمال یا جوج ماجوج میں پایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس قوم کو دنیا اور دنیا کی تدابیر میں دخل ہے اور جس قدر اس قوم نے دنیوی زندگی کو رونق اور ترقی دی ہے اس سے بڑھ کر کسی کے قیاس میں متصور نہیں۔ پس اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ انسان کے



پہلی کتابیں بھی مسیح موعود کے ظہور کا یہی زمانہ مقرر کرتی ہیں۔ چنانچہ دان ایل کی کتاب میں صاف

ارضی قوی کا عطر ہے جو اب وہ یا جوج ماجوج کے ذریعہ سے نکل رہا ہے۔ لہذا یا جوج ماجوج کا ظہور اور بروز اور اپنی تمام قوتوں میں کامل ہونا اس بات کا نشان ہے کہ انسانی وجود کی تمام ارضی طاقتیں ظہور میں آگئیں اور انسانی فطرت کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچ گیا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔ پس ایسے وقت کیلئے رجعت بروزی ایک لازمی امر تھا۔ اس لئے اسلامی عقیدہ میں یہ داخل ہو گیا کہ یا جوج ماجوج کے ظہور اور اقبال اور فتح کے بعد گذشتہ زمانہ کے اکثر اختیار ابرار کی رجعت بروزی ہوگی اور جیسا کہ اس مسئلہ پر مسلمانوں میں سے اہل سنت زور دیتے ہیں ایسا ہی شیعہ کا بھی عقیدہ ہے مگر افسوس کہ یہ دونوں گروہ اس مسئلہ کی فلاسفی سے بے خبر ہیں۔ اصل بھید ضرورت رجعت کا تو یہ تھا کہ استدارت دائرہ خلقت بنی آدم کے وقت میں جو ہزار ششم کا آخر ہے نقاطہ خلقت کا اس سمت کی طرف آجانا ایک لازمی امر ہے جس سمت سے ابتدائے خلقت ہے کیونکہ کوئی دائرہ جب تک اس نقطہ تک نہ پہنچے جس سے شروع ہوا تھا کامل نہیں ہو سکتا اور بالضرورت دائرہ کے آخری حصہ کو رجعت لازم پڑی ہوئی ہے لیکن اس بھید کو سطحی عقلیں دریافت نہیں کر سکیں اور ناحق کلام اللہ کے برخلاف یہ عقیدہ بنا لیا کہ گویا تمام گذشتہ روحیں نیکیوں اور بدوں کی واقعی طور پر پھر دوبارہ دنیا میں آجائیں گی مگر اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ صرف رجعت بروزی ہوگی نہ حقیقی اور وہ اس طرح پر کہ وہی نحاش جس کا دوسرا نام خناس ہے جس کو دنیا کے خزانہ دیئے گئے ہیں جو اوّل حَسَوَا کے پاس آیا تھا اور اپنی دجالیت سے حیات ابدی کی اُس کو طمع دی تھی پھر بروزی طور پر آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا اور زن مزاج اور ناقص العقل لوگوں کو اس وعدہ پر حیات ابدی کی طمع دے گا کہ وہ توحید کو چھوڑ دیں لیکن خدا نے جیسا کہ آدم کو بہشت میں یہ نصیحت کی تھی کہ ہر ایک پھل تمہارے لئے حلال ہے بے شک کھاؤ لیکن اس درخت کے نزدیک مت جاؤ کہ یہ حرمت کا درخت ہے۔ اسی طرح خدا نے قرآن میں فرمایا وَيَعْفُرْ مَا دُونِ ذَلِكَ اَلْحٰلِیٰعِنٰی

اس بات کی تصریح ہے کہ اسی زمانہ میں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ نصاریٰ کے

ہر ایک گناہ کی مغفرت ہوگی مگر شرک کو خدا نہیں بخشنے گا۔ پس شرک کے نزدیک مت جاؤ اور اس کو حرمت کا درخت سمجھو۔ سواب بروزی طور پر وہی نحاش جو حوّا کے پاس آیا تھا اس زمانہ میں ظاہر ہوا اور کہا کہ اس حرمت کے درخت کو خوب کھاؤ کہ حیات ابدی اسی میں ہے۔ پس جس طرح گناہ ابتدا میں عورت سے آیا اسی طرح آخری زمانہ میں زن مزاج لوگوں نے نحاش کے وسوسہ کو قبول کیا سو تمام بروزوں سے پہلے یہی بروز ہے جو بروز نحاش ہے۔

پھر دوسرا بروز جو یا جوج ماجوج کے بعد ضروری تھا مسیح ابن مریم کا بروز ہے کیونکہ وہ روح القدس کے تعلق کی وجہ سے نحاش کا دشمن ہے۔☆ وجہ یہ کہ سانپ شیطان سے مدد پاتا ہے

☆ روح القدس کا تعلق تمام نبیوں اور پاک لوگوں سے ہوتا ہے پھر مسیح کی اس سے کیا خصوصیت ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی خصوصیت نہیں بلکہ اعظم اور اکبر حصہ روح القدس کی فطرت کا حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے لیکن چونکہ یہود شریٰ الطبع نے حضرت مسیح پر یہ بہتان لگایا تھا کہ ان کی ولادت روح القدس کی شراکت سے نہیں بلکہ شیطان کی شراکت سے ہے یعنی ناجائز طور پر اس لئے خدا نے اس بہتان کی ذب اور دفع کے لئے اس بات پر زور دیا کہ مسیح کی پیدائش روح القدس کی شراکت سے ہے اور وہ مس شیطان سے پاک ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا لعنتیوں کا کام ہے کہ دوسرے نبی مس شیطان سے پاک نہیں ہیں بلکہ یہ کلام محض یہودیوں کے خیال باطل کے دفع کے لئے ہے کہ مسیح کی ولادت مس شیطان سے ہے یعنی حرام کے طور پر۔ پھر چونکہ یہ بحث مسیح میں شروع ہوئی اس لئے روح القدس کی پیدائش میں ضرب المثل مسیح ہو گیا ورنہ اس کو پاک پیدائش میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ذرہ ترجیح نہیں بلکہ دنیا میں معصوم کامل صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا ہے اور بعض حدیثوں کے یہ الفاظ کہ مس شیطان سے پاک صرف ابن مریم اور اس کی ماں یعنی مریم ہے۔ یہ لفظ بھی یہودیوں کے مقابل پر مسیح کی پاکیزگی ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ گویا یہ فرماتا ہے کہ دنیا میں صرف دو گروہ ہیں ایک وہ جو آسمان پر ابن مریم کہلاتے ہیں اگر مرد ہیں۔ اور مریم کہلاتے ہیں اگر عورت ہیں۔ دوسرے وہ گروہ ہے جو آسمان پر یہود مغضوب علیہم کہلاتے ہیں۔ پہلا گروہ مس شیطان سے پاک ہے اور دوسرا گروہ شیطان کے فرزند ہیں۔ منہ

بہارِ حاشیہ

☆ حاشیہ در حاشیہ

کل فرقتے جو دنیا میں موجود ہیں انہی دنوں میں مسیح کے ظہور کا وقت بتلاتے ہیں۔ اور اس کے نزول کی انتظار کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض کے نزدیک اس تاریخ پر جب مسیح دوبارہ آنا

اور عیسیٰ بن مریم روح القدس سے اور روح القدس شیطان کی ضد ہے۔ پس جب شیطان کا ظہور ہوا تو اس کا اثر مٹانے کے لئے روح القدس کا ظہور ضروری ہوا۔ جس طرح شیطان بدی کا باپ ہے روح القدس نیکی کا باپ ہے۔ انسان کی فطرت کو دو مختلف جذبہ لگے ہوئے ہیں (۱) ایک جذبہ بدی کی طرف جس سے انسان کے دل میں بُرے خیالات اور بدکاری اور ظلم کے تصورات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ جذبہ شیطان کی طرف سے ہے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کی فطرت کے لازم حال یہ جذبہ ہے۔ گو بعض تو میں شیطان کے وجود سے انکار بھی کریں لیکن اس جذبہ کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے۔ (۲) دوسرا جذبہ نیکی کی طرف ہے جس سے انسان کے دل میں نیکی خیالات اور نیکی کرنے کی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں اور یہ جذبہ روح القدس کی طرف سے ہے۔ اور اگرچہ قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قسم کے جذبے انسان میں موجود ہیں لیکن آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ پورے زور شور سے یہ دونوں قسم کے جذبے انسان میں ظاہر ہوں۔ اس لئے اس زمانہ میں بروزی طور پر یہودی بھی پیدا ہوئے اور بروزی طور پر مسیح ابن مریم بھی پیدا ہوا۔ اور خدا نے ایک گروہ بدی کا محرک پیدا کر دیا جو وہی پہلا نحاش بروزی رنگ میں ہے۔ اور دوسرا گروہ نیکی کا محرک پیدا کر دیا جو مسیح موعود کا گروہ ہے۔ غرض پہلا بروز گروہ نحاش ہے اور دوسرا بروز مسیح اور اس کا گروہ اور تیسرا بروز ان یہودیوں کا گروہ ہے جن سے بچنے کے لئے سورہ فاتحہ میں دعا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ۱ سکھائی گئی اور چوتھا بروز صحابہ رضی اللہ عنہم کا بروز ہے جو بموجب آیت وَ الْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۱ ضروری تھا اور اس حساب سے ان بروزوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس لئے یہ زمانہ رجعت بروزی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ منہ

چاہیے تھا۔ دس سال کے قریب اور بعض کے نزدیک بیس سال کے قریب زیادہ گزر بھی گئے۔ اس لئے وہ لوگ پیشگوئی کے غلط نکلنے کی وجہ سے بڑی حیرت میں پڑے آخر انہوں نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے اس طرف تو نظر نہیں کی کہ مسیح موعود پیدا ہو گیا جس کو انہوں نے نہیں پہچانا لیکن تاویل کے طور پر یہ بات بنائی کہ جو کام سرگرمی سے اب ان دنوں میں کلیسیا کر رہی ہے یعنی تثلیث کی طرف دعوت اور کفارہ مسیح کی اشاعت یہی مسیح کی روحانی طور پر آمد ثانی ہے گویا مسیح نے ہی ان کے دلوں پر نازل ہو کر ان کو یہ جوش دیا کہ اُس کی خدائی کے مسئلہ کو دنیا میں پھیلاویں۔ اگر تم یورپ کا سیر کرو تو اس خیال کے ہزار ہا آدمی ان میں پاؤ گے جنہوں نے زمانہ نزول مسیح کو گذرنا ہوا دیکھ کر یہ اعتقاد دلوں میں گھڑ لیا ہے لیکن مسلمان پیشگوئی کے ان معنوں کو پسند نہیں کرتے اور نہ ایسی تاویلوں سے اپنے دلوں کو تسلی دینا چاہتے ہیں حالانکہ ان پر بھی یہی مشکلات پڑ گئی ہیں کیونکہ بہت سے اہل کشف مسلمانوں میں سے جن کا شمار ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوگا اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے اور نیز خدا تعالیٰ کی کلام کے استنباط سے بالاتفاق یہ کہہ گئے ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی کے سر سے ہرگز ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور ممکن نہیں کہ ایک گروہ کثیر اہل کشف کا کہ جو تمام اولین اور آخرین کا مجمع ہے وہ سب جھوٹے ہوں اور ان کے تمام استنباط بھی جھوٹے ہوں اس لئے اگر مسلمان اس وقت مجھے قبول نہ کریں جو قرآن اور حدیث اور پہلی کتابوں کے رو سے اور تمام اہل کشف کی شہادت کے رو سے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا ہوں تو آئندہ اُن کی ایمانی حالت کے لئے سخت اندیشہ ہے کیونکہ میرے انکار سے اب اُن کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ جس قدر قرآن شریف سے مسیح موعود کے لئے علماء کبار نے استنباط کئے تھے وہ سب جھوٹے تھے اور جس قدر اہل کشف نے زمانہ مسیح موعود کے لئے خبریں دی تھیں وہ خبریں بھی سب جھوٹی تھیں اور جس قدر آسمانی اور زمینی نشان حدیث کے مطابق ظہور میں آئے جیسے رمضان میں عین تاریخوں کے مطابق خسوف کسوف ہو جانا۔ زمین پر

﴿۱۳۵﴾

ریل کی سواری کا جاری ہونا اور ذوالسنین ستارہ کا نکلنا اور آفتاب کا تاریک ہو جانا یہ سب نعوذ باللہ جھوٹے تھے۔ ایسے خیال کا نتیجہ آخر یہ ہوگا کہ اس پیشگوئی کو ہی ایک جھوٹی پیشگوئی قرار دے دیں گے اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دروغ گو سمجھ لیں گے اور اس طرح پر ایک وقت آتا ہے کہ یک دفعہ لاکھوں آدمی دین اسلام سے مرتد ہو جائیں گے۔ اب صدی پر بھی سترہ برس گزر گئے۔ ایسی ضرورت کے وقت میں بقول ان کے عیسائیت کے مفسد دور کرنے کے لئے جو وہی عظیم الشان مفسد تھے کوئی مجدد خدا کی طرف سے مبعوث نہ ہوا اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ اب کم سے کم اسی برس اور اسلام تنزل کی حالت میں رہے گا اور جبکہ اسلام میں چند سال میں یہ تغیر پیدا کیا کہ ہزار ہا لوگ مرتد ہو گئے تو کیا اسی برس تک اسلام کا کچھ وجود باقی رہے گا اور اسلام کے نابود ہونے کے بعد اگر کوئی مسیح آسمان سے بھی اترے تو کیا فائدہ دے گا بلکہ وہی مصداق ہوگا کہ ”پس زانکہ من نما من بچہ کار خواہی آمد“ اور آخر ایسی باطل پیشگوئیوں کی نسبت بد اعتقادی پھیل کر ایک عام ارتداد اور الحاد کا بازار گرم ہو جائے گا اور نعوذ باللہ اسلام کا خاتمہ ہوگا خدا تعالیٰ ہمارے مخالف علماء کے حال پر رحم فرماوے کہ وہ جو کارروائی کر رہے ہیں وہ دین کے لئے اچھی نہیں بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ وہ زمانہ ان کو بھول گیا جب وہ منبروں پر چڑھ چڑھ کر تیرھویں صدی کی مذمت کرتے تھے کہ اس صدی میں اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور آیت **فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا** پڑھ کر اس سے استدلال کیا کرتے تھے کہ اس عُسْر کے مقابل پر چودھویں صدی یُسْر کی آئے گی لیکن جب انتظار کرتے کرتے چودھویں صدی آگئی اور عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص بدعوائے مسیح موعود پیدا ہو گیا اور نشان ظاہر ہوئے اور زمین و آسمان نے گواہی دی تب اول المنکرین یہی علماء ہو گئے مگر ضروری تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بھی پہلے منکر یہودیوں کے مولوی تھے جنہوں نے ان کے لئے

دو فتوے طیار کئے تھے ایک کفر کا فتویٰ اور دوسرے قتل کا فتویٰ۔ پس اگر یہ لوگ بھی کفر اور قتل کا فتویٰ نہ دیتے تو غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی دعا جو سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی ہے جو پیشگوئی کے رنگ میں تھی کیونکہ پوری ہوتی کیونکہ سورہ فاتحہ میں جو غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کا فقرہ ہے اس سے مراد جیسا کہ فتح الباری اور درمنثور وغیرہ میں لکھا ہے یہودی ہیں۔ اور یہودیوں کا بڑا واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قریب تر زمانہ میں وقوع میں آیا وہ یہی واقعہ تھا جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کافر ٹھہرایا اور اس کو ملعون اور واجب القتل قرار دیا اور اس کی نسبت سخت درجہ پر غضب اور غصہ میں بھر گئے اس لئے وہ اپنے ہی غضب کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی نظر میں مغضوب علیہم ٹھہرائے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ سے چھ سو برس بعد میں پیدا ہوئے۔ اب ظاہر ہے کہ آپ کی امت کو جو غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی دعا سورہ فاتحہ میں سکھائی گئی اور تاکید کی گئی کہ پانچ وقت کی نماز اور تہجد اور اشراق اور دونوں عیدوں میں یہی دعا پڑھا کریں اس میں کیا بھید تھا جس حالت میں ان یہودیوں کا زمانہ اسلام کے زمانہ سے پہلے مدت سے منقطع ہو چکا تھا تو یہ دعا مسلمانوں کو کیوں سکھائی گئی اور کیوں اس دعا میں یہ تعلیم دی گئی کہ مسلمان لوگ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے بیچ وقت پناہ مانگتے رہیں جو یہودیوں کا وہ فرقہ نہ بن جائیں جو مغضوب علیہم ہیں پس اس دعا سے صاف طور پر سمجھ آتا ہے کہ اس امت میں بھی ایک مسیح موعود پیدا ہونے والا ہے اور ایک فرقہ مسلمانوں کے علماء کا اس کی تکفیر کرے گا اور اس کے قتل کی نسبت فتویٰ دے گا۔ لہذا سورہ فاتحہ میں غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی دعا کو تعلیم کر کے سب مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ ان یہودیوں کی مثل نہ بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم پر کفر کا فتویٰ لکھا تھا اور اُن پر قتل کا فتویٰ دیا تھا اور نیز ان کے پرائیویٹ امور میں دخل دے کر اُن کی ماں پر افترا کیا تھا اور خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں یہ سنت اور عادت مستمرہ ہے کہ جب وہ ایک گروہ کو کسی

کام سے منع کرتا ہے یا اس کام سے بچنے کے لئے دعا سکھلاتا ہے تو اس کا اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ بعض اُن میں سے ضرور اس جرم کا ارتکاب کریں گے لہذا اس اصول کے رو سے جو خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے صاف سمجھ آتا ہے جو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی دعا سکھلانے سے یہ مطلب تھا کہ ایک فرقہ مسلمانوں میں سے پورے طور پر یہودیوں کی پیروی کرے گا اور خدا کے مسیح کی تکفیر کر کے اور اس کی نسبت قتل کا فتویٰ لکھ کر اللہ تعالیٰ کو غضب میں لائے گا اور یہودیوں کی طرح مغضوب علیہم کا خطاب پائے گا۔ یہ ایسی صاف پیشگوئی ہے کہ جب تک انسان عمد اُبے ایمانی پر کمر بستہ نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا اور صرف قرآن نے ہی ایسے لوگوں کو یہودی نہیں بنایا بلکہ حدیث بھی یہی خطاب اُن کو دے رہی ہے اور صاف بتلا رہی ہے کہ یہودیوں کی طرح اس اُمت کے علماء بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے اور مسیح موعود کے سخت دشمن اس زمانہ کے مولوی ہوں گے کیونکہ اس سے ان کی عالمانہ عزتیں جاتی رہیں گی۔ اور لوگوں کے رجوع میں فرق آجائے گا اور یہ حدیثیں اسلام میں بہت مشہور ہیں یہاں تک کہ فتوحات مکی میں بھی اس کا ذکر ہے کہ مسیح موعود جب نازل ہوگا تو اس کی یہی عزت کی جائے گی کہ اس کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے گا اور ایک مولوی صاحب اٹھیں گے اور کہیں گے اِنَّ هَذَا الرَّجُلَ غَيِّرَ دِينِنَا عِنْدَ يَهُودِ كَيْسَ مَسِيحٍ مَوْعُودٍ هُوَ اس شخص نے تو ہمارے دین کو بگاڑ دیا یعنی یہ ہماری حدیثوں کے اعتقاد کو نہیں مانتا اور ہمارے پرانے عقیدوں کی مخالفت کرتا ہے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس اُمت کے بعض علماء یہودیوں کی سخت پیروی کریں گے یہاں تک کہ اگر کسی یہودی مولوی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے تو وہ بھی اپنی ماں سے زنا کریں گے اور اگر کوئی یہودی فقیہ سوہمار کے سوراخ کے اندر گھسا ہے تو وہ بھی گھسیں گے یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ انجیل اور قرآن شریف میں جہاں یہودیوں کا کچھ خراب حال بیان کیا ہے وہاں دنیا داروں اور عوام کا تذکرہ نہیں بلکہ ان کے مولوی اور فقیہ اور سردار کا ہن مراد ہیں جن کے ہاتھ میں کفر کے

فتوے ہوتے ہیں اور جن کے وعظوں پر عوام افر وختہ ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف میں ایسے یہودیوں کی اس گدھے سے مثال دی ہے جو کتابوں سے لدا ہوا ہو۔ طاہر ہے کہ عوام کو کتابوں سے کچھ سرور کا نہیں۔ کتابیں تو مولوی لوگ رکھا کرتے ہیں۔ لہذا یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جہاں انجیل اور قرآن اور حدیث میں یہودیوں کا ذکر ہے وہاں ان کے مولوی اور علماء مراد ہیں۔ اور اسی طرح غَيْرِ الْمُعْتَضِبِ عَلَيْهِمْ کے لفظ سے عام مسلمان مراد نہیں ہیں بلکہ اُن کے مولوی مراد ہیں۔

اور پھر ہم اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں بکثرت یہ اشارات پائے جاتے ہیں کہ اسی ہجرت کی چودھویں صدی میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اسی لئے بہتوں نے عیسائیوں میں سے حال کے زمانہ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے یہی دن ہیں چنانچہ اخبار فری تھنکر لنڈن ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں یہ خبر لکھی ہے کہ عام انتخاب ممبران پارلیمنٹ کے وقت ایک سینٹ سے جو مقام اسلنگٹن کا باشندہ تھا جب رائے لینے والے نے دریافت کیا تو اس نے انتخاب کے بارے میں کچھ رائے نہ دی اور اپنی رائے نہ دینے کی سنجیدگی سے یہ وجہ بیان کی کہ ”اس سال کے ختم ہونے سے پہلے قیمت کا دن یعنی مسیح کی دوبارہ آمد کا دن آنے والا ہے اس لئے یہ تمام باتیں بے سود ہیں۔“ ایسا ہی کتاب ہز گور لیس ایڈیٹرنگ مطبوعہ لنڈن ساری کتاب اور رسالہ کراسٹس سیکنڈ کمنگ مطبوعہ لنڈن صفحہ نمبر ۱۱۵ اور رسالہ دی کمنگ آف دی لارڈ مطبوعہ لنڈن صفحہ نمبر ۱ میں مسیح موعود کی آمد ثانی کی نسبت یہ عبارتیں ہیں:

we stand on the eve of one of the greatest events the world has ever witnessed. Signs are multiplying on every side of us, compared with

اب عنقریب دنیا میں ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہونے والا ہے۔ چاروں طرف سے اس کے واسطے نشان جمع ہو رہے ہیں۔ ایسے نشان



<p>which there has been no parallel, either in the history of the church or the world. One of the greatest changes to both hangs upon this great event. It is the coming of the Lord Jesus Christ the second time in power and glory.</p>	<p>کہ زمانہ نے اس قسم کے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ نہ دنیا کی تواریخ میں اس کی مثال ملتی ہے اور نہ کلیسیا کی تواریخ میں۔ اس واقعہ عظیمہ کے وقوع پر دنیا اور مذہب ہر دو میں ایک تغیر عظیم پیدا ہوگا۔ وہ واقعہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دوبارہ آنے کا ہے۔ قوت اور جلال کا آنا۔</p>
<p>Can anyone reasonably doubt that these signs are not a sure and certain warning that the end draweth on apace.</p>	<p>کیا کوئی عقل والا اس بات میں شک کر سکتا ہے کہ یہ نشانات بلا ریب یقیناً اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ اب انجام آیا کھڑا ہے۔</p>
<p>The signs are fulfilled, that generation has come. Christ's coming is at hand, glorious anticipation! glorious future!.</p>	<p>نشانات پورے ہو گئے ہیں۔ وہ پشت آگئی ہے۔ مسیح کا آنا بہت ہی قریب ہے۔ کیسا ہی شان و شوکت اور جلال کا وقت آتا ہے۔</p>
<p>The impression prevails to some extent that he who teaches that Christ is soon coming is acting the role of alarmist.</p>	<p>کسی قدر یہ خیال بھی بعض لوگوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے کہ جو لوگ مسیح کے جلد آنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو خود بڑا اُستاد یسوع مسیح اس تعلیم</p>

If so, we have seen that the great Teacher has placed himself at the head of the class.

کے دینے میں سب سے اوّل نمبر پر ہے اور ہم اس بات کو اوپر ثابت کر چکے ہیں۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ عیسائیوں کو حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا اس زمانہ میں کس قدر انتظار ہے۔ اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ وقت وہی وقت ہے جس میں حضرت مسیح کو آسمان پر سے نازل ہونا چاہیے مگر ساتھ اس کے اُن میں سے اکثر کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں آسمان پر نہیں گئے اس لئے جو لوگ اُن میں سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر نہیں گئے اور نیز انجیل کے رو سے یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسی زمانہ یعنی ہجرت کی چودھویں صدی کے سر پران کا آنا ضروری ہے بلاشبہ اُن کو ماننا پڑتا ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئے گی اور اُن میں سے بعض کا یہ قول بھی ہے کہ آج کل عیسائی کلیسیا جو کام کر رہی ہے یہی مسیح کی آمد ثانی ہے یہ تاویل آسمانی کتابوں کے موافق نہیں ہے اور نہ کسی نبی نے کبھی ایسی تاویل کی ہے۔ تعجب کہ جس حالت میں وہ اپنی انجیلوں کے کئی مقامات میں پڑھتے ہیں کہ ایلیا نبی کا دوبارہ آنا اس طرح ہوا تھا کہ یوحنا نبی اُن کے رنگ اور خو پر آ گیا تھا تو کیوں وہ مسیح کے دوبارہ آنے کی تاویل کرنے کے وقت کلیسیا کی سرگرمی کو مسیح کی آمد کا قائم مقام سمجھ لیتے ہیں کیا مسیح نے ایلیا نبی کے دوبارہ آمد کی یہی تاویل کی ہے؟ پس جس پہلو کی تاویل حضرت مسیح کے منہ سے نکلی تھی کیوں اس کو تلاش نہیں کرتے؟ اور ناحق سرگردانی میں پڑتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ملا کی نبی نے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ مسیح اس کی یہ بھی تاویل کر سکتا تھا کہ جس سرگرمی سے یہودیوں کے فقیہ اور فریسی کام کر رہے ہیں یہی ایلیا کا دوبارہ آنا ہے۔ اس تاویل سے یہودی بھی خوش ہو جاتے اور شائد مسیح کو قبول کر لیتے لیکن انہوں نے اس تاویل کو جو کلیسیا کی تاویل

سے بہت مشابہ تھی پیش نہ کیا اور یوحنا نبی کو جو خود یہودیوں کی نظر میں نعوذ باللہ کاذب اور مفتری تھا پیش کر دیا جس سے یہودیوں کا اور بھی غصہ بھڑکا اور انہوں نے خیال کیا کہ جب اس شخص کا ہمارے اس سوال کے جواب میں کسی جگہ ہاتھ نہیں پڑا تو اپنے مرشد یعنی الیاس کو ایلیا ٹھہرا دیا اس خیال سے کہ وہ خواہ مخواہ تصدیق کر دے گا کہ میں ہی ایلیا ہوں مگر یہودیوں کی بد قسمتی سے حضرت یوحنا نے ایلیا ہونے سے انکار کیا اور صاف کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں۔ اس جگہ ان دونوں کلاموں میں فرق یہ تھا کہ حضرت مسیح نے حضرت یوحنا یعنی یحییٰ نبی کو مجازی طور پر یعنی بروزی طور پر ایلیا نبی قرار دیا مگر یوحنا نے حقیقی طور کو مدنظر رکھ کر ایلیا ہونے سے انکار کر دیا اور بد قسمت یہودیوں کو یہ بھی ایک ابتلا پیش آیا کہ شاگرد یعنی عیسیٰ کچھ کہتا ہے اور اُستاد یعنی یحییٰ کچھ کہتا ہے اور دونوں کے بیان باہم متناقض ہیں مگر اس جگہ ہمارا صرف یہ مقصود ہے کہ مسیح کے نزدیک دوبارہ آمدن کے وہی معنی ہیں جو مسیح نے خود بیان کر دیئے گویا یہ ایک تنقیح طلب مسئلہ تھا جو مسیح کی عدالت سے فیصلہ پا گیا اور مسیح نے انجیل متی باب ۱۷ آیت ۱۰ اور ۱۱ میں خود اپنی آمد ثانی کو ایلیا نبی کی آمد ثانی سے مشابہت دے دی اور ایلیا نبی کی آمد ثانی کی نسبت صرف یہ فرمایا کہ یوحنا کو ہی ایلیا سمجھ لو گویا ایک بڑا عجوبہ جو یہودیوں کی نظر میں تھا کہ اس عجیب طرح پر ایلیا آسمان سے اترے گا اس کو اپنے دو لفظوں سے خاک میں ملا دیا۔ اور اس قسم کے معنی قبول کرنے کے لئے عیسائیوں میں سے وہ فرقہ زیادہ استعداد رکھتا ہے جو آسمان پر جانے سے منکر ہیں چنانچہ ہم اُن محقق عیسائیوں کا ذیل میں ایک قول نقل کرتے ہیں تا مسلمانوں کو معلوم ہو کہ اُن کی طرف سے تو مسیح کے نزول کے بارے میں اس قدر شور انگیزی ہے کہ اس فضول خیال کی حمایت میں تیس ہزار مسلمان کو کا فر ٹھہرا رہے ہیں مگر وہ لوگ جو مسیح کو خدا جانتے ہیں اُن میں سے یہ فرقہ بھی ہے جو بہت سے دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ مسیح ہرگز

آسمان پر نہیں گیا بلکہ صلیب سے نجات پا کر کسی اور ملک کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ چنانچہ سوپر نیچول ریلیجن صفحہ ۵۲۲ میں اس بارے میں جو عبارت ہے اس کو ہم مع ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:

The first explanation adopted by some able critics is that Jesus did not really die on the cross but being taken down alive and his body being delivered to friends, he subsequently revived. In support of this theory it is argued that Jesus is represented by Gospels as expiring after having been but three or six hours upon the cross which would have been but unprecedentedly rapid death. It is affirmed that only the hands and not the feet were nailed to the cross. The crucifragian not usually accompanying crucifixion is dismissed as unknown to the three synoptists and only inserted by the fourth evangelist for dogmatic reasons and of course the lance disappears with

پہلی تفسیر جو بعض لائق محققین نے کی ہے وہ یہ ہے کہ یسوع دراصل صلیب پر نہیں مرا بلکہ صلیب سے زندہ اتار کر اس کا جسم اس کے دوستوں کے حوالہ کیا گیا اور وہ آخر بیچ نکلا۔ اس عقیدہ کی تائید میں یہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ اناجیل کے بیان کے مطابق یسوع صلیب پر تین گھنٹے یا چھ گھنٹہ رہ کر فوت ہوا۔ لیکن صلیب پر ایسی جلدی کی موت کبھی پہلے واقع نہیں ہوئی تھی۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ صرف اس کے ہاتھوں پر میخیں ماری گئی تھیں۔ اور پاؤں پر میخیں نہیں لگائی گئی تھیں۔ چونکہ یہ عام قاعدہ نہ تھا کہ ہر ایک مصلوب کی ٹانگ توڑی جائے اس واسطے تین انجیل نویسوں نے تو اس کا کچھ ذکر ہی نہیں کیا۔ اور جو تھے نے بھی صرف اپنے طرز بیان کی تکمیل کی خاطر اس امر کا بیان کیا اور جہاں ٹانگ توڑنے کا ذکر نہیں ہے تو ساتھ ہی

the leg- breaking. Thus the apparent death was that profound faintness which might well fall upon an organization after some hours of physical and mental agony on the cross, following the continued strain and fatigue of the previous night. As soon as he had sufficiently recovered it is supposed that Jesus visited his disciples a few times to re-assure them, but with pre-caution on account of the Jews, and was by them believed to have risen from the dead, as indeed he himself may likewise have supposed, reviving as he had done from the faintness of death. Seeing however that his death had set the crown upon his work the master withdrew into impenetrable obscurity and was heard no more.

برچھی کا واقعہ بھی کالعدم ہو جاتا ہے پس ظاہراً موت جو واقع ہوئی وہ ایک سخت بیہوشی تھی جو کہ چھ گھنٹہ کے جسمانی اور دماغی صدموں کے بعد اس کے جسم پر پڑی کیونکہ گذشتہ شب بھی متواتر تکلیف اور تھکاوٹ میں گزری تھی جب اُسے کافی صحت پھر حاصل ہو گئی۔ تو اپنے حواریوں کو پھر یقین دلانے کے واسطے کئی دفعہ ملا۔ لیکن یہودیوں کے سبب نہایت احتیاط کی جاتی تھی۔ حواریوں نے اس وقت یہ سمجھا کہ یہ مرکز زندہ ہوا ہے۔ اور چونکہ موت کی سی بیہوشی تک پہنچ کر وہ پھر بحال ہوا اس واسطے ممکن ہے کہ اُس نے آپ بھی دراصل یہی سمجھا ہو کہ میں مرکز پھر زندہ ہوا ہوں اب جب اُستاد نے دیکھا کہ اس موت نے میرے کام کی تکمیل کر دی ہے تو وہ پھر کسی ناقابل حصول اور نامعلوم تنہائی کی جگہ میں چلا گیا اور مفقود الخیر ہو گیا۔ گفرو رر جس نے شننود کے اس مسئلہ کی

Gfrorer who maintains the theory of Scheintod with great ability thinks that Jesus had believers amongst the rulers of the Jews who although they could not shield him from the opposition against him still hoped to save him from death. Joseph, a rich man, found the means of doing so. He prepared the new sepulchre close to the place of execution to be at hand, begged the body from Pilate - the immense quantity of spices bought by Nicomedus being merely to distract the attention of the Jesus being quickly carried to the sepulchre was restored to life by their efforts.

He interprets the famous verse John xx : 17 curiously, The expression "I have not yet ascended to my father." He takes as meaning simply the act of dying "going to heaven" and the reply of Jesus is

نہایت قابلیت کے ساتھ تائید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہود کے حکام کے درمیان یسوع کے مرید تھے جو کہ اس کو اگرچہ اس مخالفت سے بچا نہیں سکتے تھے تاہم ان کو امید تھی کہ ہم اس کو مرنے سے بچالیں گے۔ یوسف ایک دولت مند آدمی تھا۔ اور اُسے مسیح کے بچانے کے وسائل مل گئے۔ نئی قبر بھی اس مقام صلیب کے قریب ہی اُس نے طیار کرائی اور جسم بھی پلاطوس سے مانگ لیا۔ اور کو میڈس جو بہت سے مصالِح خرید لایا تھا تو وہ صرف یہود کی توجہ ہٹانے کے واسطے تھے اور یسوع کو جلدی سے قبر میں رکھا گیا۔ اور ان لوگوں کی سعی سے وہ بچ گیا۔ گفرور نے یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۱۷ کی مشہور آیت کی عجیب تفسیر کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مسیح کا جو یہ فقرہ ہے کہ میں ابھی اپنے باپ کے پاس نہیں گیا اس فقرہ میں آسمان پر جانے سے مراد صرف مرنا ہے اور یسوع نے جو یہ کہا کہ مجھے نہ چھوؤ کیونکہ میں ابھی تک گوشت اور خون ہوں۔ اس میں

equivalent to touch me not for i  
am still flesh & blood .

I am not yet dead, Jesus sees  
his disciples only a few times  
mysteriously and believing that  
he had set the final seal to the  
truth of his work by his death  
he then retires into impenetrable  
gloom Das Heiligthum and die  
Wabrhcit p 107 p 231

(Pp. 523 of the Supernatural religion)

گوشت اور خون ہونے سے بھی یہی مراد ہے کہ  
میں ابھی مرا نہیں۔ یسوع اس واقعہ کے بعد پوشیدہ  
طور پر کئی دفعہ اپنے حواریوں کو ملا اور جب اُسے  
یقین ہو گیا کہ اس موت نے اُس کے کام کی  
صداقت پر آخری مہر لگا دی ہے تو وہ پھر کسی ناقابل  
حصول تنہائی میں چلا گیا۔ دیکھو کتاب

سوپر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۳۔

اور یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے مسئلہ کو مسلمان عیسائیوں سے زیادہ  
سمجھ سکتے ہیں کیونکہ قرآن شریف میں اُس کی موت کا بار بار ذکر ہے۔ لیکن بعض نادانوں کو  
یہ دھوکا لگا ہوا ہے کہ اس آیت قرآن شریف میں یعنی وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ  
شُبِّهَ لَهُمْ ۗ میں لفظ شُبِّهَ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ کسی اور کو سولی دیا گیا اور  
وہ خیال نہیں کرتے کہ ہر ایک شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے پس اگر کوئی اور شخص حضرت  
عیسیٰ کی جگہ صلیب دیا جاتا تو صلیب دینے کے وقت ضرور وہ شور مچاتا کہ میں تو عیسیٰ نہیں  
ہوں۔ اور کئی دلائل اور کئی امتیازی اسرار پیش کر کے ضرور اپنے تئیں بچا لیتا نہ یہ کہ بار بار ایسے  
الفاظ منہ پر لاتا جن سے اس کا عیسیٰ ہونا ثابت ہوتا۔ رہا لفظ شُبِّهَ لَهُمْ۔ سو اس کے وہ معنی  
نہیں ہیں جو سمجھے گئے ہیں اور نہ ان معنوں کی تائید میں قرآن اور احادیث نبویہ سے کچھ  
پیش کیا گیا ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ موت کا وقوعہ یہودیوں پر مشتبہ کیا گیا وہ یہی سمجھ بیٹھے کہ ہم نے  
قتل کر دیا ہے حالانکہ مسیح قتل ہونے سے بچ گیا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ

اس آیت میں شبہہ لہم کے یہی معنی ہیں اور یہ سنت اللہ ہے۔ خدا جب اپنے محبوبوں کو بچانا چاہتا ہے تو ایسے ہی دھوکا میں مخالفین کو ڈال دیتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غار ثور میں پوشیدہ ہوئے تو وہاں بھی ایک قسم کے شبہہ لہم سے خدا نے کام لیا یعنی مخالفین کو اس دھوکا میں ڈال دیا کہ انہوں نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر عنکبوت نے اپنا جال بنا ہوا ہے اور کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ اس میں آدمی داخل ہو سکے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں جو قبر کی مانند تھی تین دن رہے جیسا کہ حضرت مسیح بھی اپنی شامی قبر میں جب غشی کی حالت میں داخل کئے گئے تین دن ہی رہے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یونس پر بزرگی مت دو یہ بھی اشارہ اس مماثلت کی طرف تھا کیونکہ غار میں داخل ہونا اور مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونا یہ دونوں واقعہ باہم ملتے ہیں۔ پس نفی تفضیل اس وجہ سے ہے نہ کہ ہر ایک پہلو سے۔ اس میں کیا شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یونس سے بلکہ ہر ایک نبی سے افضل ہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنتوں اور عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب مخالف اُس کے نبیوں اور ماموروں کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو ان کے ہاتھ سے اس طرح بھی بچا لیتا ہے کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو ہلاک کر دیا حالانکہ موت تک اُس کی نوبت نہیں پہنچتی۔ اور یا وہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا حالانکہ وہیں چھپا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے شر سے بچ جاتا ہے۔ پس شبہہ لہم کے یہی معنی ہیں۔ اور یہ فقرہ شبہہ لہم صرف حضرت مسیح سے خاص نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تب بھی یہ عادت اللہ ظہور میں آئی۔ ابراہیم آگ سے جدا نہیں کیا گیا



اور نہ آسمان پر چڑھایا گیا لیکن حسب منطوق آیت قُلْنَا يَا مَعْكُوفِي بَرِّدَا! آگ اُس کو جلانہ سکی۔ اسی طرح یوسفؑ بھی جب کوئیں میں پھینکا گیا آسمان پر نہیں گیا بلکہ کنواں اس کو ہلاک نہ کر سکا۔ اور ابراہیمؑ کا پیارا فرزند اسماعیلؑ بھی ذبح کے وقت آسمان پر نہیں رکھایا گیا تھا بلکہ چھری اس کو ذبح نہ کر سکی۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ غار ثور کے وقت آسمان پر نہیں گئے بلکہ خونخوار دشمنوں کی آنکھیں ان کو دیکھ نہیں سکیں۔ اسی طرح مسیح بھی صلیب کے وقت آسمان پر نہیں گیا بلکہ صلیب اُس کو قتل نہیں کر سکا۔ غرض ان تمام نبیوں میں سے کوئی بھی مصیبتوں کے وقت آسمان پر نہیں گیا۔ ہاں آسمانی فرشتے اُن کے پاس آئے اور انہوں نے مدد کی۔ یہ واقعات بہت صاف ہیں۔ اور صاف طور پر ان سے ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے اور اُن کا اُسی قسم کا رفع ہوا جیسا کہ ابراہیم اور تمام نبیوں کا ہوا تھا۔ اور وہ آخر وفات پا گئے اس لئے آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا تا دونوں سلسلہ یعنی سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ اپنے اوّل اور آخر کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مطابق ہوں۔ پس ظاہر ہے کہ جس خدا نے اس دوسرے سلسلہ میں مثیل موسیٰ سے ابتدا کیا اس سے صریح اس کا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو مثیل مسیح پر ختم کرے گا جبکہ اس نے فرمادیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہے اور یہ تمام سلسلہ سلسلہ خلافت موسویہ کا مشابہ ہے تو اس میں کیا شک رہ گیا کہ اس سلسلہ کا خاتمہ مثیل مسیح پر چاہیے تھا مگر اب یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں اپنے خیالات کو چھوڑ نہیں سکتے یہ اُس مسیح کے منتظر ہیں جو زمین کو خون سے پر کر دے گا۔ اور ان لوگوں کو زمین کے بادشاہ بنا دے گا۔ یہی دھوکا یہودیوں کو لگا تھا جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا جیسا کہ ہسٹری آؤدی کرٹسچن چرچ فار فرسٹ تھری سنچریز مصنفہ ریورنڈ جے بلیٹ

ڈی ڈی صفحہ ۱۱ میں یہ عبارت ہے۔

ان سب واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کو کس قدر مسیح کے آنے کا انتظار تھا وہ کس طرح مسیح کی جماعت میں داخل ہونے کے واسطے تیار تھے لیکن اُن کو مسیح کی آمد کے متعلق ایک دھوکا لگا ہوا تھا۔ انبیاء کی پیشگوئیوں کے غلط معنی سمجھ کر وہ یہ خیال کرتے تھے کہ مسیح قوموں کو فتح کرنے والا اور گذشتہ زمانہ کے جنگی سپہ سالاروں کی طرح اپنی قوم کی خاطر لڑائی کرے گا اور ظالموں کے پنجے سے اُن کو چھڑائے گا جو کہ فلسفیوں کی طرح اُن پر حکمران تھے۔

المؤلف

میرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ از قادیان



ٹائٹل بار اول

الحمد لله والمنة

کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کے لئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

# اربعین

لائق الام الحجۃ علی المناہین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں یاہتمام حکیم فضلہ بن صنّاب

مالک مطبع چھپکر شائع

قیمت ۵۔

ہوا  
۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جلد ۰۰۷



﴿۱﴾

نصیحت: وہ تمام دوست جن کے پاس وقتاً فوقتاً یہ نمبر پہنچتے جائیں چاہیے کہ وہ ان کو جمع کرتے جائیں اور پھر ترتیب وار ایک رسالہ کی صورت میں بنالیں اور اس رسالہ کا نام ہوگا ”اربعین لا تمام الحجة علی المخالفین“

— ★ —  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نحمدہ و نصلی

— ★ —  
۴۰  
اربعین نمبر اول

آج میں نے اتمام حجت کے لئے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔ سواب میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتاتان ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں

﴿۲﴾

☆ اس اشتہار کے بعد انشاء اللہ ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے نکلا کرے گا جب تک کہ چالیس اشتہار پورے ہو جائیں یا جب تک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آ کر میری طرح کوئی نشان دکھلا سکے مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ میں داخل رہیں گے اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو یا کسی خاص شخص کی ذلت یا موت پر مشتمل ہو۔ منہ

کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُر دباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور نا انصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جو اہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مرے اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا

میرادل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بد عملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اُن تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معبود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اُس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا

مقابلہ کر سکتے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکتے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکتے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکتے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا وسیدالورویٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔ اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پرکھتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیقت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔ ختم ہوا پہلا نمبر اربعین کا۔

والسلام علی من اتبع الهدی. ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیاں

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیاں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی

## اربعین نمبر ۲

☆  
رب اغفر ذنوبنا و اهد قلوبنا انک الذی الاشیاء ان یُسْقَ جِرعَة  
من عرفانک ولا یُسْقٰی الا بفضلک و امتنانک. ربّ انّی  
اشکو الی حضرتک من مصیبة نزلت علی هذه الامة من  
انواع الفتن و التفرقة. ربّ اذک فإِنَّ القوم مُدْرَکون.

چونکہ انسان خدا تعالیٰ کی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے  
خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عبادت اور معرفت میں ترقی کریں اور جب کبھی کوئی ایسا  
زمانہ آجاتا ہے کہ اکثر طوائف مخلوقات دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور دنیا سے دل  
لگاتے اور اُنس پکڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اخلاص اور ذوق اور شوق دلوں میں  
سے اُٹھ جاتا ہے اور خدا شناسی کی راہیں مخفی ہو جاتی ہیں اور خدا کے گذشتہ نشان جو اس کے  
پاک نبیوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے تھے یا تو محض قصوں اور کہانیوں کی طرح مانے جاتے ہیں  
اور دلوں کی تبدیلی اور انقطاع الی اللہ اور صفائی اُن سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اُن کی کچھ  
بھی ہیبت اور عظمت دلوں میں باقی نہیں رہتی اور یا وہ محض جھوٹے سمجھے جاتے ہیں اور اُن پر  
ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے جیسا کہ آج کل کے نیچری صاحبان یا برہموصاحبان میں سے اکثر  
لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں غرض ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں جبکہ خدا شناسی کی  
روشنی کم ہوتے ہوتے آخر ہزار ہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے بلکہ اکثر لوگ

☆ ایڈیشن اول میں سو کتابت ہے۔ درست ” اَنْ یُسْقٰی “ ہے جیسا کہ اگلی مطبعہ میں درست لفظ موجود ہے (ناشر)

دہریہ کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور زمین گناہ اور غفلت اور بے باکی سے بھر جاتی ہے۔ ﴿۲﴾  
 خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال اور عزت تقاضا فرماتی ہے کہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر  
 فرماوے سو جیسا کہ اس کی قدیم سے سنت ہے ہمارے اس زمانہ میں جو ایسے ہی حالات اور  
 علامات اپنے اندر جمع رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدید ایمان اور  
 معرفت کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اس کی تائید اور فضل سے میرے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر  
 ہوتے ہیں اور اُس کے ارادہ اور مصلحت کے موافق دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور غیب کی باتیں  
 بتلائی جاتی ہیں اور حقائق اور معارف قرآنی بیان فرمائے جاتے اور شریعت کے معضلات و  
 مشکلات حل کئے جاتے ہیں اور مجھے اُس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور  
 منفردی کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین  
 وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور  
 وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا تمام کام  
 پورا نہ کر لے جس کا اُس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اُس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور  
 کے لئے مامور فرمایا اور اس نے میری تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف کیا اور زمین  
 پر بہت سے کھلے کھلے نشان دکھائے جو حق کے طالب کے لئے کافی تھے اور اس طرح اُس نے  
 اپنی حجت پوری کر دی۔ کوئی شخص واقعی طور پر میرے پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا اور نہ میرے  
 نشانوں پر کوئی جرح کر سکتا ہے کیونکہ وہ مجھ پر کوئی ایسی نکتہ چینی نہیں کر سکتا اور نہ میرے  
 بعض آسمانی نشانوں پر کوئی ایسی حرف گیری کر سکتا ہے جو وہی حرف گیری انبیاء گذشتہ پر اور اُن  
 کے بعض نشانوں پر دشمنوں نے نہیں کی جن کی حقیقت کو اُن نادان متعصبوں نے نہیں  
 سمجھا۔ بھلا اگر میرے مخالفوں میں ایک ذرہ بھی سچائی ہے تو وہ آرام سے ایک مختصر مجلس چند  
 شریف اور معزز انسانوں کی مقرر کر کے چند وہ باتیں میرے آگے پیش کریں جو اُن کے نزدیک ﴿۳﴾

وہ عیب میں داخل ہیں یا چند ایسی پیشگوئیاں پیش کریں جو ان کے نزدیک وہ پوری نہیں ہوں گے مگر وہ امور ایسے ہوں جو انبیاء کے سوا ان کی پیشگوئیوں میں ان کی نظیر مل نہ سکے مگر یاد رہے کہ اگر وہ ایسی مہذب اور دانشمند مجلس میں یہ تصفیہ کرنا چاہیں تو ضرور ثابت ہو جائے گا کہ وہ صرف بہتان اور افترا کرنے والے ہیں۔ غائبانہ ذکر تو صرف غیبت کہلاتا ہے اس سے زیادہ نہیں اور اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شخص غیبت کنندہ کو بوجہ اکیلا ہونے کے ہر ایک کذب اور افترا کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ پس بلاشبہ ایسی غیبت جس مجلس میں سنی جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صلحاء کی مجلس نہیں ہے۔ اگر انسان اپنے دل میں سچائی کی طلب رکھتا ہے تو جو بات اس کو سمجھ نہ آوے اس کو پوچھ لینا چاہیے۔ اگر میرے پر یہ الزام لگایا جائے کہ کوئی پیشگوئی میری پوری نہیں ہوئی یا پورا ہونے کی امید جاتی رہی تو اگر میں نے بحوالہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے یہ ثابت نہ کر دیا کہ درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں یا بعض انتظار کے لائق ہیں اور وہ اسی رنگ کی ہیں جیسا کہ نبیوں کی پیشگوئیاں تھیں تو بلاشبہ میں ہر ایک مجلس میں جھوٹا ٹھہروں گا لیکن اگر میری باتیں نبیوں کی باتوں سے مشابہ ہیں تو جو مجھے جھوٹا کہتا ہے اُس کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اُس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صد ہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔ خود عام طور پر تمام مومنوں کی نسبت قرآن شریف میں

صلوٰۃ اور سلام دونوں لفظ آئے ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس المتخلّفين نے جب براہین احمدیہ کا ریویو لکھا اس کو پوچھنا چاہئے کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام اُس نے درج پایا یا نہیں۔ اصحاب الصّفّة۔ وما ادراك ما اصحاب الصّفّة تراى اعينهم تفيض من الدمع. يصلون عليك. ربنا اننا سمعنا مناديا ينادى للايمان وداعيا الى الله وسراجا منيرا۔ ترجمہ یہ ہے کہ یاد کر صّفّہ میں رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کس مرتبہ کے آدمی اور کس کامل درجہ کی ارادت رکھنے والے ہیں صّفّہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ اور تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا یعنی ہم اُس پر ایمان لائے اور اس کی بات سنی اُس کی یہ آواز ہے کہ اپنے ایمانوں کو خدا پر قوی کرو وہ خدا کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ ہے۔ اب دیکھو کہ اس الہام میں نیک بندوں کی یہ علامت رکھی ہے کہ میرے پر درود بھیجیں گے اور مولوی محمد حسین سے پوچھو کہ اگر یہ اعتراض کی جگہ تھی تو کیوں اُس نے ریویو کے لکھنے کے وقت اعتراض نہ کیا بلکہ اس الہام میں تو اس اعتراض سے سخت تر ایک اور اعتراض ہو سکتا تھا اور وہ یہ کہ داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دو نام

﴿۵﴾

☆ انسانی عادت اور اسلامی فطرت میں داخل ہے کہ مومن کسی ذوق کے وقت اور کسی مشاہدہ کرشمہ قدرت کے وقت درود بھیجتا ہے۔ سو اس یصلون عليك کے فقرہ میں اشارہ ہے کہ وہ لوگ جو ہر دم پاس رہیں گے وہ کئی قسم کے نشان دیکھتے رہیں گے پس ان نشانوں کی تاثیر سے بسا اوقات اُن کے آنسو جاری ہو جائیں گے اور شدت ذوق اور رقت سے بے اختیار درود اُن کے منہ سے نکلے گا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آ رہا ہے اور یہ پیشگوئی بار بار ظہور میں آ رہی ہے بشرط صحبت ہر ایک سعادت مند اس کیفیت کو حاصل کر سکتا ہے۔ منہ

اور دو خطاب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ پھر وہی دو خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔ کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کچھ کم تھا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر براہین احمدیہ کے دوسرے الہامات پر اعتراض ہو سکتے تھے جن کا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا ☆ اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں بلکہ اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہامات تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ اور ان کی غرض اس قدر تعریف سے براہین احمدیہ کے الہامات اور اس کی پیشگوئیاں تھیں جن سے اسلام کے مخالفوں پر حجت پوری ہوتی تھی۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء نے بجز محدودے چند ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں حالانکہ ان میں اس عاجز کا اس قدر اکرام کیا گیا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور بطور نمونہ ان میں سے یہ ہیں:

یا احمد بارک اللہ فیک۔ الرحمن علم القرآن لتندر قوما ما انذر آباء ہم

☆ براہین احمدیہ کی تالیف کو بیس برس گزر گئے ہیں۔ اس کتاب میں وہ پیشگوئیاں ہیں جو سال ہا سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں جیسا کہ یہ پیشگوئی کہ ہم تمام دنیا میں تجھے شہرت دیں گے اور تیرا نام تمام دیار میں بلند کیا جائے گا اور کوئی نہیں ہوگا جو تیرے نام سے بے خبر ہے۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ اس قصبہ میں بھی سب لوگ مجھے نہیں جانتے تھے۔ اور پھر دوسری پیشگوئی اسی کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ لوگ دُور دراز ملکوں سے تجھ تحائف تجھے بھیجیں گے اور دور دور سے چل کر آئیں گے۔ یہ بھی اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ دس کوس سے بھی میرے پاس کوئی نہیں آتا تھا اور نہ کوئی ایک پیسہ بطور تحفہ بھیجتا تھا۔ اب اس طرح پر یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں کہ ہزار ہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں اور ایک دنیا میں خدا نے شہرت دے دی اور کوئی قوم بے خبر نہیں رہی۔ والحمد للہ علی ذالک۔ منہ

ولتستبين سبيل المجرمين. قل انى امرت وانا اول المؤمنين. هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله، وكنتم على شفا حفرة فانقذكم منها. وكان امر الله مفعولا. لا مبدل لكلمات الله. انا كفيناك المستهزئين. هذا من رحمت ربك يتم نعمته عليك لتكون اية للمؤمنين. قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله. قل عندى شهادة من الله فهل انتم مومنون. قل عندى شهادة من الله فهل انتم مسلمون. وقل اعملوا على مكانتكم انى عامل فسوف تعلمون. على ربكم ان يرحمكم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا. يخوفونك من دونه. انك باعيننا سميتك المتوكل. يحمدك الله من عرشه. نحمدك ونصلى. يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون. سنلقى فى قلوبهم الرعب. اذا جاء نصر الله والفتح وانتهى امر الزمان ايننا اليس هذا بالحق. وقالوا ان هذا الا اختلاق. قل الله ثم ذرهم فى خوضهم يلعبون. قل ان افتريته فعلى اجرامى. ومن اظلم ممن افتراى على الله كذبا. واما نرينك بعض الذى نعدهم اونتوفينك انى معك فكن معى اينما كنت. كن مع الله حيثما كنت. اينما تولوا فثم وجه الله. كنتم خير امة اخرجت للناس وافتخارا للمؤمنين. ولا تيس من روح الله الا ان روح الله قريب. الا نصر الله قريب. ياتيك من كل فج عميق. ياتون من كل فج عميق. ينصررك الله من عنده. ينصررك رجال نوحى اليهم من السماء. انى منجيك من الغم وكان ربك قديرا. انا فتحنا لك فتحا مبينا فتح الولي فتح وقربناه نجيا. اشجع الناس. ولو كان الايمان معلقا بالثريا لنالته. انار الله برهانه.

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک . انک باعیننا . یرفع الله ذکرک .  
ویتم نعمته علیک فی الدنیا والآخرۃ . یا احمدی أنت مرادی ومعی .  
عَرَسْتُ کرامتک بیدی . ونظرنا الیک وقلنا یانار کونی بردا وسلامًا علی  
ابراہیم . یا احمد یتیم اسمک ولا یتیم اسمی . بورکت یا احمد وکان ما  
بارک الله فیک حقافیک . شانک عجیب . واجرک قریب . انی جاعلک  
للناس امامًا . اکان للناس عجبًا . قل هو الله عجیب . یجتبی من یشاء من عباده .  
ولا یُسئل عما یفعل وهم یسئلون . انت وجیه فی حضرتی اخترتک لنفسی .  
الارضُ والسَّماء معک كما هو معی . وسرّک سرّی . انت منی بمنزلة  
توحیدی و تفریدی . فحان ان تعان وتعرف بین الناس . هل اتی علی الانسان  
حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورًا . وکاد ان یعرف بین الناس . وقالوا انی  
لک هذا . وقالوا ان هذا الا اختلاق . اذا نصر الله المؤمن جعل له الحاسدین  
فی الارض . قل هو الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون . سبحان الله تبارک  
وتعالی زاد مجدک . یقطع آباءک و یبدء منک . وما کان الله لیترکک  
حتی یمیز الخبیث من الطیب . اردت ان استخلف فخلقت ادم . یا ادم اسکن  
انت وزوجک الجنة . یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة . یا مریم اسکن  
انت وزوجک الجنة . تموت وانا راض منک . فادخلوا الجنة ان شاء الله  
امنین . سلام علیکم طبتم فادخلوها آمنین . خدا تیرے سب کام درست کر دے گا  
اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا . سلام علیک جعلت مبارکًا . وانی فضلتک  
علی العالمین . وقالوا ان هو الا افک افتری وما سمعنا بهذا فی آبائنا  
الاولین . وکان ربک قدیرًا . یجتبی الیه من یشاء . ولقد کرّمنا بنی ادم

وفضلنا بعضهم على بعض. قل جاءكم نور من الله فلا تكفروا ان كنتم مؤمنين. ان الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله ردّ عليهم رجل من فارس شكر الله سعيه. كتاب الولي ذوالفقار على. ولو كان الايمان معلقا بالثريا لنالته. يكاد زيتته يضىء ولولم تمسسه نار. دنى فتدلى فكان قوسين ادنى ☆. انا انزلناه قريبا من القاديان. وبالحق انزلناه وبالحق نزل. صدق الله ورسوله وكان امر الله مفعولا. قول الحق الذى فيه تمترون. وقالوا لولا نزل على رجل من قريتين عظيم. وقالوا ان هذا لمكر مكرتموه فى المدينة. ينظرون اليك وهم لا يبصرون. الرحمن. علم القران. ولا يمسه الا المطهرون. يا عبد القادر انى معك وانك اليوم لدينا مكين امين. وان عليك رحمتى فى الدنيا والدين. وانك من المنصورين. وجيها فى الدنيا والاخرة ومن المقربين. انا بُدك اللازم انا مُحِيك نفخت فيك من لدنى روح الصدق. والقيت عليك محبة منى ولتصنع على عينى. يحمدك الله ويمشى اليك. خلق ادم فاكرمه. جرى الله فى حلال الانبياء. ومن ردّ من مطبعه فلا مردّ له. واذ يمكربك الذى كَفّر او قدى ياها مان لعلّى اطع على اله موسى وانى لاظنه من الكاذبين. تبت يدا ابي لهب وتب ما كان له ان يدخل فيها الا خائفا. وما اصابك فمن الله. الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوا العزم. والله موهن كيد الكافرين. الا انها فتنة من الله. ليحب حبا جما. حبا من الله العزيز الاكرم. عطاءً غير مجدوذ. كنت كنزاً مخفيا فاحبب ان اعرف. ان السماوات والارض كانتا رتقا ففتقناهما. وان يتخذونك آلا هزوا اهذا الذى بعث الله. قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد



والخیر کلہ فی القرآن. بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلندتر محکم  
افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ یاعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی  
وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ ثلثۃ من الاولین  
وثلثۃ من الاخرین۔ میں اپنی چکار دکھاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا  
میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور  
حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اللہ حافظہ عنایۃ اللہ حافظہ۔ نحن نزلناہ  
وانالہ لحافظون۔ اللہ خیر حافظا و هو ارحم الراحمین۔ یخوفونک من  
دونہ۔ ائمة الکفر۔ لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ ینصرک اللہ فی موطن۔ ان  
یومی لفصل عظیم۔ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی۔ لا مبدل لکلماتہ۔ انت  
معی وانا معک۔ خلقتُ لک لیلا و نهارا۔ اعمل ماشئت فانی قد غفرت  
لک۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ ام حسبتم ان اصحاب الکہف  
والرقیم کانوا من آیاتنا عجا۔ <sup>☆</sup> قل هو اللہ عجیب۔ کل یوم ہو فی شان۔ ہو  
الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا۔ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔  
وبشر الذین امنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم۔ الیہ یصعد الکلم الطیب  
سلام علی ابراہیم صافیناہ ونجیناہ من الغم تفردنا بذالک فاتخذوا من  
مقام ابراہیم مصلیٰ۔

ترجمہ: اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت ڈالی۔ اُس نے تجھے قرآن سکھایا تا تو اُن

☆ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خیالی مسیح جو گمان مخالفین آسمان پر ہے اور خیالی مہدی جو  
گمان بعض مخالفین کسی غار میں ہے کیا یہ دونوں ہمارے اُن نشانوں سے جو علم صحیح اور سچے فلسفہ سے  
بھرے ہوئے ہیں عجیب تر ہیں۔ بے شک علمی سلسلہ زیادہ عجیب ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھ حکمت  
رکھتا ہے جس میں خیر کثیر ہے۔ منہ

لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون کون مجرم ہے۔ کہہ دے کہ میرے پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے اور میں تمام مومنوں سے پہلا ہوں وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا اُس نے دو امر کے ساتھ اُسے بھیجا ہے ایک تو یہ کہ اس کو نعمت ہدایت سے مشرف فرمایا ہے یعنی اپنی راہ کی شناخت کے لئے روحانی آنکھیں اس کو عطا کی ہیں اور علم لدنی سے ممتاز فرمایا ہے اور کشف اور الہام سے اس کے دل کو روشن کیا ہے اور اس طرح پر الہی معرفت اور محبت اور عبادت کا جو اس پر حق تھا اس حق کی بجا آوری کے لئے آپ اس کی تائید کی ہے اور اس لئے اس کا نام مہدی رکھا۔ دوسرا امر جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے وہ دین الحق کے ساتھ روحانی بیماروں کو اچھا کرنا ہے یعنی شریعت کے صدمہ مشکلات اور معضلات حل کر کے دلوں سے شبہات کو دور کرنا ہے۔ پس اس لحاظ سے اس کا نام عیسیٰ رکھا ہے یعنی بیماروں کو چنگا کرنے والا۔ غرض اس آیت شریف میں جو دو فقرے موجود ہیں ایک بالہدای اور دوسرے دین الحق ان میں سے پہلا فقرہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ مہدی ہے اور خدا کے ہاتھ سے صاف ہوا ہے اور صرف خدا اس کا معلم ہے اور دوسرا فقرہ یعنی دین الحق ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ عیسیٰ ہے اور بیماروں کے صاف کرنے کے لئے اور ان کو ان کی بیماریوں پر متنبہ کرنے کے لئے علم دیا گیا ہے اور دین الحق عطا کیا گیا ہے تا وہ ہر ایک مذہب کے بیمار کو قائل کر سکے اور پھر اچھا کر سکے اور اسلامی شفاخانہ کی طرف رغبت دے سکے کیونکہ جب کہ اس کو یہ خدمت سپرد ہے کہ وہ اسلام کی خوبی اور فوقیت ہر ایک پہلو سے تمام مذاہب پر ثابت کر دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ علم محاسن و عیوب مذاہب اس کو دیا جائے اور اقامت حج اور انعام خصم میں ایک ملکہ خارق عادت اس کو عطا ہو۔ اور ہر ایک پابند مذہب کو اس کے قبائح پر متنبہ کر سکے اور ہر ایک پہلو سے اسلام کی خوبی ثابت کر سکے اور ہر ایک طور سے روحانی بیماروں کا

علاج کر سکے۔ غرض آنے والے مصلح<sup>☆</sup> کے لئے جو خاتم المصلحین ہے دو جوہر عطا کئے گئے ہیں ایک علم الہدیٰ جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے جو مظہر صفت محمدیت ہے یعنی باوجود اُمت کے علم دیا جانا اور دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے یعنی روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اور اتمام حجت کے لئے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا۔ اور صفت علم الہدیٰ اس فضل پر دلالت کرتی ہے جو بغیر انسانی واسطہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا ہوا اور صفت علم دین الحق افادہ اور تسکین قلوب اور روحانی علاج پر دلالت کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد ترجمہ یہ ہے کہ ان دو صفتوں کے ساتھ اس کو اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دکھائے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ایک انسان مہدی کے خلعت فاخرہ سے ممتاز نہ ہو یعنی خدا سے علم لدنی کے ذریعہ حقیقی بصیرت نہ پاوے اور خدا اس کا معلم نہ ہو تو محض معمولی طور پر دین کی واقفیت اور ادیان باطلہ پر اطلاع پانے سے حقیقی نیکی تک نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جب تک انسان کو خدا اور روز جزا پر علم لانے کے ذریعہ سے پورا پورا ایمان اور یقین نہ ہو تب تک وہ کیونکر کسی کو حقیقی نیکی کی طرف کھینچ سکتا ہے کیونکہ اندھا

﴿۱۱﴾

☆ کئی مناسبتوں کے لحاظ سے اس عاجز کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ ایک یہی کہ بیماروں کو اچھا کرنا دوسرے سرعت سیر اور سیاحت اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلاف عادت اس عاجز کی مشرق یا مغرب میں جلد شہرت ہو جائے گی جیسے بکلی کی روشنی ایک طرف سے نمودار ہو کر دوسری طرف بھی فی الفور اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے۔ ایسا ہی انشاء اللہ ان دنوں ہوگا اور ایک معنی مسیح کے صدیق کے بھی ہیں اور یہ لفظ دجال کے مقابل پر ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ دجال کوشش کرے گا کہ جھوٹ غالب ہو اور مسیح کوشش کرے گا کہ صدق غالب ہو اور مسیح خلیفۃ اللہ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ دجال خلیفۃ الشیطان ہے۔ منہ

اندھے کو راہ نہیں دکھا سکتا اور یہ صفت مہدویت اگرچہ تمام نبیوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص طور پر اور اکمل اور اتم تھی۔ وجہ یہ کہ دوسرے نبیوں نے انسانوں سے بھی تعلیم پائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے گویا شاہزادگی کی حیثیت میں زیر نگرانی فرعون تعلیم پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُستاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا ایسا ہی اگر ایک انسان مہدی اور خدا سے تعلیم پانے والا ہو لیکن روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اس کو روح القدس عطا نہ کیا گیا ہوتا بھی وہ لوگوں پر رحمت پوری نہیں کر سکتا اور روح القدس کی تائید کا متقدم بالزمان نمونہ حضرت مسیح ہیں۔ سو اس زمانہ میں عقلی پہلو سے بھی روح القدس کی تائید کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک انسان طبعاً عقلی اور نقلی دلائل سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ اگر ان کے مخالف کوئی معجزہ بھی دکھایا جائے تو کچھ اثر نہیں کرتا اس لئے کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں کہ وہ ان دونوں صفتوں سے متصف ہو یعنی وہ خدا کا خاص شاگرد ہو اور پھر ہر ایک میدان میں روح القدس سے تائید پاتا ہو اور مہدی آخر الزمان کے لئے جس کا دوسرا نام

☆ یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے کیونکہ سب نبی تلامذہ الرحمان ہیں اور نیز اگرچہ ہر ایک نبی میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی رُوح القدس سے تائید یافتہ ہیں لیکن پھر بھی یہ دو نام دونوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں کیونکہ اُن کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے لیکن روح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت

﴿۱۲﴾

مسیح موعودؑ بھی ہے بوجہ ذوالبروزین ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا از بس ضروری ہے کیونکہ جیسا کہ اس آیت سے سمجھا جاتا ہے۔ حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندے زمانہ میں جو امام آخر الزمان آوے وہ خدا سے مہدی ہو اور دینی امور میں کسی اور کا شاگرد نہ ہو اور نہ کسی کا مرید ہو اور عام علوم و معارف خدا سے پانے والا ہونہ علم دین میں کسی کا شاگرد ہو اور نہ امور فقر میں کسی کا مرید اور ایسا ہی روح پاک مقدس سے تائید یافتہ ہو اور ان امراض میں سے جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ہر ایک قسم کے روحانی مرض کے دور کرنے پر قادر ہو۔ اور ظاہر ہے کہ بعض اشخاص عقلی ابتلاؤں کی وجہ سے مریض ہوتے ہیں اور بعض نقلی ابتلاؤں کی وجہ سے اور عیسیٰ ہونے کے لئے شرط ہے کہ رُوح القدس سے تائید پا کر ہر ایک بیمار کو اچھا کرے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص محض ایک عقلی غلطی سے شہات میں مبتلا ہے اس کو تسلی دینے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ معجزہ کے طور پر مثلاً ایک بیمار اس کے سامنے اچھا کر دیا جائے کیونکہ وہ ایسے معجزہ سے عقلی غلطی کے دھوکے سے نجات نہیں پاسکتا جب تک کہ اسی راہ سے وہ غلطی نکالی نہ جائے جس راہ سے وہ غلطی پڑی ہے۔ اسی واسطے میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے اور مہدی کو بھی۔ مہدی کو اس لئے کہ اس گندہ زمانے میں لاجتہین کا ربط سابقین سے ٹوٹ گیا ہے اس لئے ضرور ہے

﴿۱۳﴾

مسیح کو یہ خصوصیت دی گئی ہے جیسا کہ یہ دونوں خصوصیتیں قرآن شریف سے ظاہر ہیں۔ آنحضرت کا نام امی مہدی رکھا اور وَعَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ<sup>۱</sup> فرمایا۔ اور حضرت مسیح کو رُوح القدس سے تائید یافتہ قرار دیا جیسا کہ کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

فیض روح القدس از باز مدد فرماید ہمہ آں کار کنند آنچه میجامے کرد

اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ تھا کہ امام آخر الزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ وہ آدھا اسرائیلی ہوگا اور آدھا اسماعیلی۔ منہ

کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدی کہتے ہیں یعنی خاص خدا سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اُسی سے حاصل کرنے والا اور اُن علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہو گئے ہیں کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے کیونکہ وہ آدم روحانی ہے۔ ایسا ہی چاہیے کہ وہ بذریعہ نشانوں کے دوبارہ خدا تعالیٰ پر یقین دلانے والا ہو اور ایمان جو آسمان پر اُٹھ گیا اس کو بذریعہ نشانوں کے دوبارہ لانے والا ہو کیونکہ یہ بھی ضروری خاصہ صفت مہدویت ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو۔ حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمی تھا۔ ایسا ہی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں ہزار ہا روحانی بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ پس ضرورت پڑی کہ اتمام حجت ہو کر ہر ایک قسم کی روحانی بیماری دور ہو۔ اور مہدی اور مسیح میں کھلا کھلا فرق یہ ہے کہ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلی بگڑ گئی ہو اور نوع انسان میں سے اُس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں لیکن مسیح کے صرف یہ معنی ہیں کہ روح القدس سے تائید یافتہ ہو اور وقتاً فوقتاً فرشتے اس کی مدد کرتے ہوں۔

☆ اس جگہ بظاہر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی کو بھی بذریعہ روح القدس ہی ہدایت ملتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مہدی کے مفہوم میں یہ معنی ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں

﴿۱۴﴾

بقیہ ترجمہ یہ ہے: اور تم ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے۔ خدا نے تمہیں اس سے نجات دی اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور وہ ہنسی کرنے والوں کے لئے کافی ہوگا۔ یہ تمام کاروبار خدا کی رحمت سے ہے وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا تاکہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ ان کو کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے اور ان کو کہہ دے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی قبول کرتے ہو یا نہیں۔ اور ان کو کہہ دے کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور میں اپنی جگہ پر کرتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ خدا نے تجلی فرمائی ہے کہ تا تم پر رحم کرے اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو وہ بھی منہ پھیر لے گا اور سچائی کے مخالف ہمیشہ کے زندان میں رہیں گے۔ تجھ کو یہ لوگ ڈراتے ہیں۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اُس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کر لے اگرچہ

شاگرد یا مرید نہ ہو اور خدا کی ایک خاص تجلی تعلیم لدنی کے نیچے دائمی طور پر نشوونما پاتا ہو جو روح القدس کے ہر یک تمثیل سے بڑھ کر ہے اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدی ہے اور اسی کی طرف آیت **عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى**<sup>۱</sup> میں اشارہ ہے اور اس فیض کے دائمی اور غیر منفک ہونے کی طرف آیت **مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ**<sup>۲</sup> میں اشارہ ہے اور مسیح کے مفہوم میں یہ معنی ماخوذ ہیں جو دائمی طور پر وہ روح القدس اس کے شامل ہو جو شدید القوی کے درجہ سے کمتر ہے کیونکہ روح القدس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ اپنے منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کو راستے کا ملزم بناتا ہے مگر شدید القوی راستے کا اعلیٰ رنگ منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کے دلوں میں چڑھاتا ہے۔ منہ

منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کر لے گا تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ صرف بناوٹ ہے۔ ان کو کہہ دے کہ خدا ہے جس نے یہ کاروبار بنایا پھر ان کو چھوڑ دے تا اپنے بازپچہ میں لگے ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو اس کا گناہ میرے پر ہوگا اور افترا کرنے والے سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ اور ہم قادر ہیں کہ تیری موت سے پہلے کچھ ان کو اپنا کرشمہ قدرت دکھادیں جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں یا تجھ کو وفات دیدیں۔ میں تیرے ساتھ ہوں سو تو ہر ایک جگہ میرے ساتھ رہ۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے نکالے گئے۔ اور تم مومنوں کا فخر ہو اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو۔ اس کی رحمت تجھ سے قریب ہے اس کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ اس کی مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ دور کی راہ سے مدد کرنے والے آئیں گے خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کے دلوں میں میں الہام ڈالوں گا میں غم سے تجھے نجات دوں گا۔ میں خدا قادر ہوں۔ ہم تجھے ایک کھلی فتح دیں گے جو ولی کو فتح دی جاتی ہے وہ بڑی فتح ہوتی ہے اور ہم نے اس کو خاص اپنا راز دار بنایا۔ سب انسانوں سے زیادہ بہادر ہے اور اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہیں سے وہ لے آتا۔ خدا اس کے برہان کو روشن کرے گا۔ اے احمد! رحمت تیرے لبوں پر جاری کی گئی۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خدا تیرے ذکر کو اونچا کرے گا۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیرا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اور ہم نے تیری طرف نظر کی اور کہا کہ اے آگ جو فتنہ کی آگ قوم کی طرف سے ہے اس ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جائے یعنی آخر کار یہ تمام آتش فتنہ فرو ہو جائے گی۔ (یہ پیشگوئی دونوں طرف سے



ہے یعنی اس وقت یہ خبر دی جبکہ قوم میں کوئی فتنہ نہ تھا اور مولوی لوگ مصدق تھے اور پھر اس آخری وقت کی خبر دی کہ جبکہ اس فتنہ کے بعد قوم سمجھ جائے گی۔ اور پھر فرمایا کہ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا۔ اے احمد تو مبارک کیا گیا اور جو تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ قریب ہے۔ میں تجھے لوگوں کے لئے امام معبود بناؤں گا یعنی تجھے مسیح موعود اور مہدی معبود کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ خدا ذوالعجائب ہے اسی طرح ہمیشہ کیا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اپنے برگزیدوں میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگ اپنے اعمال سے پوچھے جاتے ہیں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسا کہ میرے ساتھ۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آ گیا ہے کہ تجھ کو لوگوں میں شہرت دی جائے گی۔ اب تو تیرے پر وہ وقت ہے کہ کوئی بھی تجھ کو نہیں پہچانتا اور نزدیک ہے کہ تو تمام لوگوں میں شہرت پا جائے گا۔ اور کہیں گے کہ یہ رتبہ تجھے کہاں سے ملا یہ تو جھوٹ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندہ کی مدد کرتا ہے اور اس کو اپنے برگزیدوں میں داخل کر لیتا ہے تو زمین پر کئی حاسد اس کے لئے مقرر کر دیتا ہے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ پس ان کو کہہ دے کہ میں تو کچھ چیز نہیں مگر خدا نے ایسا ہی کیا۔ پھر ان کو چھوڑ دے کہ تا بیہودہ فکروں میں پڑے رہیں۔ وہ خدا بہت پاک اور بہت مبارک اور بہت اونچا ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ وقت آتا ہے کہ تیرے باپ دادے کا ذکر کوئی بھی نہیں کرے گا اور ابتدا سلسلہ خاندان کا

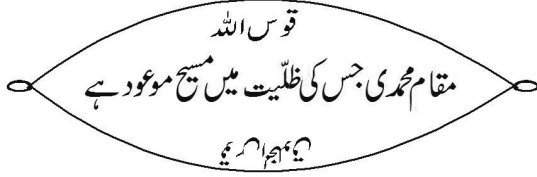
﴿۱۶﴾

☆ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس خاکسار کے باپ دادے رئیس ابن رئیس اور

تجھ سے شروع ہوگا۔ (اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے) اور خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلاوے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک خلیفہ پیدا کروں سو میں نے آدم کو بنایا۔ اے آدم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ اے احمد تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ تو اس حالت میں مرے گا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا کے فضل سے تو بہشت میں داخل ہوگا۔ سلامتی کے ساتھ پاکیزگی کے ساتھ امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ اور جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر میں نے تجھے فضیلت دی۔ کہیں گے کہ یہ تو افترا ہے ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسا نہیں سنا اور تیرا خدا قادر ہے جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔ ان کو کہہ دے کہ خدا کی طرف سے نور تمہارے پاس آیا ہے۔ پس اگر تم مومن ہو تو انکار مت کرو۔ جو لوگ کافر ہو گئے اور خدا کی راہ کے مزاحم

والیان ملک تھے اور وہ اس ملک میں بھی اس قدر دیہات کے مالک اور خودسروالی رہ چکے ہیں جو طول میں پچاس کوس سے زیادہ تھے۔ پس ان الہامات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب ایک نئی شہرت کا سلسلہ پیدا ہوگا جو آبائی مرتبہ اور بزرگی پر غالب آجائے گا یہاں تک کہ اس کا کوئی بھی ذکر نہیں کرے گا۔ منہ

ہوئے اُن پر ایک مرد نے جو فارس کی نسل میں سے ہے رُذّ کیا۔ کتاب ولی کی علی کی ذوالفقار ہے اور اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہاں سے اُس کو لے آتا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود بھڑک اُٹھے اگرچہ آگ اس کو نہ چھوئے۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا اور آگ سے آگے بڑھا یہاں تک کہ دو توسوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔



ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اتارا اور حق کے ساتھ اُترا اور اس میں وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو قرآن اور حدیث میں تھی یعنی وہی مسیح موعود ہے جس کا ذکر قرآن شریف اور حدیثوں میں تھا۔ سچی بات یہی ہے جس میں تم لوگ شک کرتے ہو اور بعض کہیں گے کہ اس عہدہ اور منصب کے لائق فلاں فلاں تھا جو فلاں جگہ رہتا ہے اور کہیں گے کہ یہ تو مکر ہے جو تم نے شہر میں مل جل کر بنا لیا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا۔ دیکھو یہ کیسا نشان ہے کہ خدا نے اسے سکھلایا اور بغیر اُن کے جو پاک کئے جاتے ہیں کسی کو علم قرآن

☆ یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کی کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سواس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکلی اور ظنی۔ منہ

نہیں دیا جاتا۔ اے قادر کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں اور آج تو میرے پاس امین ہے اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے اور تو منصور اور مظفر ہے دنیا اور آخرت میں وجیہ اور خدا کا مقرب۔ میں تیرا ضروری چارہ ہوں اور میں نے تجھے زندہ کیا۔ میں نے اپنے پاس سے سچائی کی روح تجھ میں پھونکی اور اپنی محبت تیرے پر ڈال دی اور تو نے میری آنکھوں کے سامنے پرورش پائی۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ اس نے اس آدم کو یعنی تجھ کو پیدا کیا اور اس کو عزت دی۔ یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں۔ ☆ جو شخص اس کے مطیع سے رد کیا گیا اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور یاد کروہ آنے والا زمانہ جبکہ ایک شخص تیرے پر تکفیر کا فتویٰ لگائے گا اور اپنے کسی ایسے شخص کو جس کے فتوے کا دنیا پر عام اثر ہوتا ہو کہے گا کہ اے ہامان میرے لئے اس فتنہ کی آگ بھڑکا تا میں اس شخص کے خدا پر اطلاع پاؤں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ بھی ہلاک ہو گیا (یعنی جس نے یہ فتویٰ لکھا یا لکھوایا)

﴿۱۹﴾

☆ یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔ ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا۔ آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ مجرد و تین لدھیانہ کے نا سچھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے۔ منہ

﴿۱۹﴾

اس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ یہ پیشگوئی کے طور پر کئی سال پہلے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ میری نسبت کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور پھر فرمایا کہ اس فتویٰ تکفیر سے جو کچھ تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا اور آخر خدا منکرین کے مکر کو سست کر دے گا۔ سمجھ اور یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھ سے بہت سا پیار کرے۔ یہ اس خدا کا پیار ہے جو غالب اور بزرگ ہے اور اس مصیبت کے صلہ میں ایک ایسی بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ زمین اور آسمان دونوں ایک سربستہ گٹھڑی کی طرح ہو گئے تھے جن کے جواہر اور اسرار پوشیدہ تھے پس ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی اس زمانہ میں ایک قوم پیدا ہو گئی جو ارضی خواص اور طبائع کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کے مقابل پر ایک دوسری قوم پیدا کی گئی جن پر آسمان کے دروازے کھولے گئے۔ اور تجھے منکروں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے۔ اور کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا۔ کہہ میں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے فقط ایک بشر ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بہتری قرآن میں ہے۔ لٹک کر چل کہ تیرا وقت پہنچ گیا اور محمد یوں کا پیر ایک بلند اور محکم مینار پر پڑ گیا۔ وہی پاک محمد جو نبیوں کا سردار ہے۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا (یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مخالف کوشش کریں گے کہ کسی طرح کوئی ایسے امور پیدا ہو جائیں کہ لوگ خیال کریں کہ یہ شخص ایمان دار اور راستباز نہیں تھا۔ سو وعدہ دیا کہ میں علاماتِ ینبئہ سے ظاہر کر دوں گا کہ وہ میرا مقرب ہے اور میری طرف اس کا رفع ہوا ہے اور بداندیش نامراد رہیں گے) اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔ ایک گروہ پہلوں میں سے

ہوگا جو اوائل حال میں قبول کر لیں گے اور ایک گروہ پچھلوں میں سے ہوگا جو متواتر نشانوں کے بعد مانیں گے۔ میں اپنی چوکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ خدا اس کا نگہبان ہے۔ خدا کی عنایت اس کی نگہبان ہے۔ ہم نے اس کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ خدا بہتر نگہبانی کرنے والا ہے اور وہ رحمان اور رحیم ہے۔ کفر کے پیشوا تجھے ڈرائیں گے تو مت ڈر کہ تو غالب رہے گا۔ خدا ہر ایک میدان میں تیری مدد کرے گا۔ میرا دن ایک بڑے فیصلہ کا دن ہے۔ میری طرف سے یہ وعدہ ہو چکا ہے کہ میں اور میرے رسول فتح یاب رہیں گے۔ کوئی نہیں کہ میری باتوں میں کچھ تبدیلی کر دے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے لئے میں نے رات اور دن پیدا کیا۔ جو چاہے کر کہ تو مغفور ہے۔ تو مجھ سے وہ نسبت رکھتا ہے جس کی دنیا کو خبر نہیں۔ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ کوئی آسمان پر رہنے والا یا کسی غار میں چھپنے والا وہ عجیب تر انسان ہے۔ کہہ خدا عجیب در عجیب باتیں ظاہر کرنے والا ہے ہر ایک دن نیا اعجوبہ ظاہر کرتا ہے۔ وہی خدا ہے جو نو میدی کے بعد بارش نازل کرتا ہے اور پاک کلمے اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ ابراہیم پر سلام (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے محبت کی اور غم سے نجات دی ہم نے ہی یہ کیا پس تم ابراہیم کے قدم پر چلو۔

اب دیکھو کہ یہ وہ الہامات براہین احمدیہ ہیں جن کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا تھا اور جن کو پنجاب اور ہندوستان کے تمام نامی علماء نے قبول کر لیا تھا اور ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا حالانکہ ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار پر خدا تعالیٰ کی طرف سے صلوة اور سلام ہے اور یہ

الہامات اگر میری طرف سے اُس موقع پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس بیچ میں پھنس گئے۔ غرض اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضوں کے وقت میں یہ نہیں سوچتے کہ جس شخص نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے وہ تو وہ شخص ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز اور اکرام کے الہامات ہیں اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ عزت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیسی خوش قسمت وہ امت ہے جس کے اول سر میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے مگر انبیاء کی اس میں شان ہے۔ پھر ایسے شخص کے حق میں صلوة اور سلام کیوں غیر موزوں اور غیر محل ہے۔ نہ معلوم کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے کہ جس شخص کو تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں اس کو ایک ایسا ذلیل سمجھتے ہیں کہ صلوة اور سلام بھی اس پر کہنا حرام ہے۔ یہی وجہ تو ہے کہ ہم بار بار ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اُس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے تم اگر نہ مانو تو تم پر ہمارا

جبر نہیں لیکن اگر کتابیں دیکھو گے تو یہی پاؤ گے۔ اور اگر یہ کہو کہ مسیح موعود تو وہ ہے جو آسمان سے اترتا دیکھا جائے گا تو یہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ اور اُس کی کتاب کی مخالفت ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن شریف سے یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تعجب کہ خدا تعالیٰ تو قرآن شریف کے کئی مقام میں حضرت عیسیٰ کی وفات ظاہر فرماتا ہے اور آپ لوگ اس کو آسمان سے اُتار رہے ہیں کیا اب قرآن شریف کے قصے بھی منسوخ ہو گئے؟ یہ وہی قرآن ہے جس کی ایک آیت سن کر ایک لاکھ صحابہ نے سر جھکا دیا تھا اور بلا توقف مان لیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام نبی عیسیٰ وغیرہ فوت ہو چکے ہیں اور اب وہی قرآن ہے جو بار بار آپ لوگوں کے روبرو پیش کیا جاتا ہے اور آپ لوگوں کو کچھ بھی اس کی پروا نہیں۔ آپ لوگ میری بڑی بڑی کتابوں کو تو نہیں دیکھتے اور فرصت کہاں ہے لیکن اگر میرے رسالہ تحفہ گولڈویہ اور تحفہ غزنویہ کو ہی دیکھو جو پیر مہر علی شاہ اور غزنوی جماعت مولوی عبدالجبار و عبدالواحد و عبدالحق وغیرہ کی ہدایت کے لئے لکھی گئی ہیں جن کو آپ لوگ صرف دو گھنٹہ کے اندر بہت غور اور تامل سے پڑھ سکتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح کی نسبت قرآن کیا کہتا ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ اس قدر حیات مسیح پر جو آپ زور دیتے ہیں یہ برخلاف منشاء کلام الہی ہے۔ اے عزیزو! یاد رکھو کہ جو شخص آنا تھا آچکا اور صدی جس کے سر پر مسیح موعود آنا چاہیے تھا اس میں سے بھی سترہ برس گذر گئے اور اس صدی میں جس پر امت کے اولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں اس میں بقول تمہارے ایک چھوٹا سا مجدد بھی پیدا نہ ہوا اور محض ایک دجال پیدا ہوا۔ کیا ان شونیوں کا حضرت عزت

﴿۲۳﴾

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں کسی نے نہ چڑھتا دیکھا اور نہ اترتا تو پھر

کیا ان لوگوں کا فرضی مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھا؟ منہ



کی درگاہ میں جواب دینا نہیں پڑے گا؟ گو کیسے ہی دل سخت ہو گئے ہیں آخر اس قدر تو خوف چاہیے تھا کہ جو شخص صدی کے سر پر پیدا ہوا اور رمضان کے کسوف خسوف نے اس کی گواہی دی اور اسلام کے موجودہ ضعف اور دشمنوں کے متواتر حملوں نے اُس کی ضرورت ثابت کی اور اولیاء گذشتہ کے کسوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا ایسے شخص کی تکذیب میں جلدی نہ کرتے۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور سب کچھ اسی جگہ چھوڑ جانا ہے دیکھو اگر میں خدا کی طرف سے ہوا اور تم نے میری تکذیب کی اور مجھے کافر قرار دیا اور دجال نام رکھا تو جناب الہی کو کیا جواب دو گے؟ کیا انہی کی مانند جواب ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنے کے وقت اپنی کتابوں میں لکھے ہیں کہ توریت کے تمام نشان قرار دادہ پورے نہیں ہوئے اور کچھ رہ گئے ہیں۔ سو مدت ہوئی کہ خدا تعالیٰ اُن کو جواب دے چکا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ سب کچھ صحیح نہیں ہے اور نہ وہ تمام معنی صحیح ہیں جو تم کر رہے ہو۔ جو شخص حاکم کر کے بھیجا گیا ہے اس کی بات کو سنو۔ سو یہی جواب خدا تعالیٰ کی طرف سے اب ہے چاہو تو قبول کرو۔ آہ آپ لوگوں کو چاہئے تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے قصے سے عبرت پکڑتے۔ ان لوگوں کی حضرت مسیح اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہی حجت تھی کہ ہم نہیں مانیں گے جب تک تمام علامتیں پوری نہ ہو لیں اور بوجہ زمانہ دراز اور انواع تغیرات کے یہ غیر ممکن تھا اس لئے وہ کفر پر مرے۔ سو تم اُسی طرح ٹھوکر مت کھاؤ جو یہودی اور نصرانی کھا چکے اگر تمہارا ذخیرہ سب کا سب صحیح ہوتا تو پھر حاکم مجدد کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہر ایک فرقہ کو یہی خیال ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہی صحیح ہے۔ اب یہ تمام فرقے تو سچ پر نہیں اس لئے سچ وہی ہے جو حاکم کے منہ سے نکلے۔ اگر ایمان ہو تو خدا کے مقرر کردہ حاکم کے حکم سے بعض حدیثوں کا چھوڑنا یا

ان کی تاویل کرنا مشکل امر نہیں ہے یہ تمہارے بزرگوں کی اپنے منہ کی تجویزیں ہیں کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں حسن اور فلاں مشہور اور فلاں موضوع ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم نہیں اور کسی وحی کے ذریعہ سے یہ تقسیم نہیں ہوئی۔ پھر ایسی حدیث جو قرآن کے مخالف ہو اور بعض دوسری حدیثوں کے بھی مخالف اور خدا کے حکم سے بھی مخالف ہو تو کیا وجہ کہ اس کو رد نہ کیا جائے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آوے تو اُس پر واجب ہے کہ امت موجودہ کے ہر ایک رطب یا بس کو مان لے۔ اگر یہی معیار ہے تو نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ حضرت خاتم الانبیاء کی۔ مثلاً مسیح کے لئے یہودیوں کے ہاتھ میں ملا کی نبی کی کتاب کے حوالہ سے یہ نشان تھا کہ جب تک دوبارہ ایلیا نبی دنیا میں نہ آوے مسیح نہیں آئے گا اور دوسرا یہ نشان کہ وہ ایک بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا اور غیر طاقتوں کی حکومت سے یہودیوں کو چھڑائے گا مگر کیا حضرت مسیح بادشاہ ہو کر آئے؟ یا ان کے آنے سے پہلے ایلیا نبی آسمان سے نازل ہوا؟ بلکہ دونوں پیشگوئیاں غلط گئیں اور کوئی نشان حضرت مسیح پر صادق نہ آیا۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تاویلات سے کام لیا جن تاویلات کو یہودی اب تک قبول نہیں کرتے اور ان پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اُن کو مفتری جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملا کی نبی کی کتاب میں تو صریح اور صاف لفظوں میں فرمایا گیا تھا کہ خود ایلیا نبی ہی دوبارہ آجائے گا یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ان کا کوئی مثل آئے گا۔ اور ظاہر عبارت پر نظر کر کے یہودی سچے معلوم ہوتے ہیں ایسا ہی آنے والا مسیح ان کی کتابوں میں بادشاہ کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور ان معنوں میں بھی بظاہر حال یہودی حق بجانب معلوم ہوتے ہیں اور بائیں ہمہ اس بات میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح سچے نبی ہیں کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارات بھی ہوتے ہیں تبدیل و تحریف کا بھی امکان ہے۔ لہذا ہر ایک نبی یا محدث جو حگم ہو کر آتا ہے

وہ قوم کی پیش کردہ باتوں میں سے کچھ تو منظور کرتا ہے اور کچھ رد کر دیتا ہے اور اس کی نسبت اُن لوگوں نے جو جو علامتیں مقرر کی ہوئی ہوتی ہیں کچھ تو اس پر صادق آجاتی ہیں اور کچھ صادق نہیں آتیں کیونکہ اُن میں کچھ ملونی ہو جاتی ہے یا اُلٹے معنی کئے جاتے ہیں۔ پس جو شخص میری نسبت یہ ضد کرتا ہے کہ جب تک وہ تمام علامتیں جو سینوں اور شیعوں نے مسیح اور مہدی کی نسبت بنا رکھی ہیں پوری نہ ہو جائیں تب تک ہم نہیں مانیں گے تو وہ سخت ظلم کرتا ہے ایسا شخص اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو آپ کو کبھی نہ مانتا اور اگر حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوتا تو ان کو بھی قبول نہ کرتا لہذا طالب حق کے لئے یہی طریق صاف اور بے خطر ہے کہ جس شخص کی تصدیق کے لئے آسمانی نشانیاں ظہور میں آگئی ہوں اس کی تکذیب سے ڈریں۔ کیونکہ حدیثوں کی تحریریں جن میں سے ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مذہب کی تائید میں ایک ذخیرہ اپنے پاس رکھتا ہے دراصل ظن سے کچھ زیادہ مرتبہ نہیں رکھتیں اور ظن یقین کو رفع نہیں کر سکتا مثلاً یہ تمام ظنی باتیں ہیں کہ مسیح موعود آسمان سے اترے گا بلکہ صرف شکی اور وہی اور بے اصل ہیں کیونکہ قرآن کے مخالف ہیں اور حدیث معراج بھی اس کی مکذوب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو آسمان پر گئے تھے مگر کس نے چڑھتے یا اترتے دیکھا ہے؟

﴿۲۶﴾

القصہ اے بزرگان قوم! آپ لوگ جو مجھے دجال اور کافر کہتے اور منفردی سمجھتے ہیں آپ لوگ سوچ کر دیکھ لیں کہ اتنی زبان درازی اور دلیری کے لئے آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا سچ نہیں کہ قرآن شریف جو خدا کا کلام ہے اس کے نصوص صریحہ سے تو حضرت مسیح کی موت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ خدا نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ وہ وفات پا چکا جیسا کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي اس پر

شہاد ہے۔ آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ توفیٰ کے معنی بجز قبضِ رُوح کے اور کچھ نہیں۔☆ پھر یہ دوسری آیت کہ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ یہ وہ آیت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس استدلال کی غرض سے پڑھی تھی کہ تمام گزشتہ انبیاء فوت ہو چکے ہیں اور اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسیح نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے اور قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا تو اب بتلاؤ کہ ان تمام نصوص کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں کونسا شبہ باقی رہ گیا۔ رہا میرا دعویٰ سو وہ بھی بے سند نہیں۔ بخاری اور مسلم میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ اور خدا نے میرے لئے آسمان پر رمضان میں سورج اور چاند کا خسوف کسوف کیا اور ایسا ہی زمین پر بہت سے نشان ظہور میں آئے اور سنت اللہ کے موافق حجت پوری ہوگئی اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آپ لوگ اپنے دلوں کو صاف کر کے کوئی اور نشان خدا کا دیکھنا چاہیں تو وہ خداوند قدر بغیر اس کے کہ آپ لوگوں کے کسی اقتراح کا تابع ہو اپنی مرضی اور اختیار سے نشان دکھلانے پر

﴿۲۷﴾

☆ جیسا کہ لغت میں توفیٰ کے معنی جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو بجز مارنے کے اور کچھ نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں اول سے آخر تک توفیٰ کا لفظ صرف مارنے اور قبضِ رُوح پر ہی استعمال ہوا ہے۔ بجز اس کے سارے قرآن میں اور کوئی معنی نہیں۔ منہ

☆ قادر ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ لوگ سچے دل سے توبہ کی نیت کر کے مجھ سے مطالبہ کریں اور خدا کے سامنے یہ عہد کر لیں کہ اگر کوئی فوق العادت امر جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے ظہور میں آجائے تو ہم یہ تمام بغض اور شہحناء چھوڑ کر محض خدا کو راضی کرنے کے لئے سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں گے تو ضرور خدا تعالیٰ کوئی نشان دکھائے گا کیونکہ وہ رحیم اور کریم ہے لیکن میرے اختیار میں نہیں ہے کہ میں نشان دکھلانے کے لئے دو تین دن مقرر کر دوں یا آپ لوگوں کی مرضی پر چلوں یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ جو چاہے تاریخ مقرر کرے۔ اگر نیت میں طلب حق ہو تو یہ مقام کسی تکرار کا نہیں کیونکہ جب موجودہ زمانہ کو خدا تعالیٰ کوئی جدید نشان دکھلائے گا تو یہ تو نہیں ہوگا کہ وہ کوئی پچاس ساٹھ سال مقرر کر دے بلکہ کوئی معمولی مدت ہوگی جو عدالت کے مقدمات یا امور تجارت وغیرہ میں بھی اہل غرض اس کو اپنے لئے منظور کر لیتے ہیں۔ اس قسم کا تصفیہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب دلوں سے بگلی فساد دور کئے جائیں اور درحقیقت آپ لوگوں کا ارادہ ہو جائے کہ خدا کی گواہی کے ساتھ فیصلہ کر لیں اور اس طریق میں یہ ضروری ہوگا کہ کم سے کم چالیس نامی مولوی جیسے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی

☆ ابھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کے لئے ایک بھاری نشان ظاہر ہوا ہے اور وہ یہ کہ تیرہ سو برس سے مکہ سے مدینہ میں جانے کے لئے اونٹوں کی سواری چلی آتی تھی اور ہر ایک سال کئی لاکھ اونٹ مکہ سے مدینہ کو اور مدینہ سے مکہ کو جاتا تھا اور ان اونٹوں کے متعلق قرآن اور حدیث میں بالاتفاق یہ پیشگوئی تھی کہ ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ یہ اونٹ بے کار کئے جائیں گے اور کوئی اُن پر سوار نہیں ہوگا۔ چنانچہ آیت **وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ**<sup>۱</sup> اور حدیث بترک القلاص فلا یسعی علیہا اس کی گواہ ہے۔ پس یہ کس قدر بھاری پیشگوئی ہے جو مسیح کے زمانہ کے لئے اور مسیح موعود کے ظہور کے لئے بطور علامت تھی جو ریل کی طیاری سے پوری ہو گئی۔ فالحمد لله علی ذالک۔ منہ

ثم امرت سری اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب گلوڑی ایک تحریری اقرار نامہ بہ مثبت شہادت پچاس معزز مسلمانان کے اخبار کے ذریعہ سے شائع کر دیں کہ اگر ایسا نشان جو درحقیقت فوق العادت ہو ظاہر ہو گیا تو ہم حضرت ذوالجلال سے ڈر کر مخالفت چھوڑ دیں گے اور بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ طریق آپ کو منظور نہ ہو اور یہ خیالات دامنگیر ہو جائیں کہ ایسا اقرار بیعت شائع کرنے میں ہماری کسر شان ہے اور یا اس قدر انکسار ہر ایک سے غیر ممکن ہے تو ایک اور سہل طریق ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی سہل طریق نہیں جس میں نہ آپ کی کوئی کسر شان ہے اور نہ کسی مبالغہ سے کسی خطرناک نتیجہ کا جان یا مال یا عزت کے متعلق کچھ اندیشہ ہے اور وہ یہ کہ آپ لوگ محض خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اور اس امت محمدیہ پر رحم فرما کر بٹالہ یا امرتسر یا لاہور میں ایک جلسہ کریں اور اس جلسہ میں جہاں تک ممکن ہو اور جس قدر ہو سکے معزز علماء اور دنیا دار جمع ہوں اور میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہو جاؤں تب وہ سب یہ دعا کریں کہ یا الہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ شخص مفتری ہے اور تیری طرف سے نہیں ہے اور نہ مسیح موعود ہے اور نہ مہدی ہے تو اس فتنہ کو مسلمانوں میں سے دور کر اور اس کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کو بچالے جس طرح تو نے مسیلہ کذاب اور اسود غنسی کو دنیا سے اٹھا کر مسلمانوں کو ان کے شر سے بچالیا اور اگر یہ تیری طرف سے ہے اور ہماری ہی عقلوں اور فہموں کا قصور ہے تو اے قادر ہمیں سمجھ عطا فرماتا ہم ہلاک نہ ہو جائیں اور اس کی تائید میں کوئی ایسے امور اور نشان ظاہر فرما کہ ہماری طبیعتیں قبول کر جائیں کہ یہ تیری طرف سے ہے اور جب یہ تمام دعا ہو چکے تو میں اور میری جماعت بلند آواز سے آمین کہیں۔ اور پھر بعد اس کے میں دعا کروں گا۔ اور اس وقت میرے ہاتھ میں وہ تمام الہامات ہوں گے جو ابھی لکھے گئے ہیں اور جو کسی قدر ذیل میں لکھے جائیں گے۔ غرض یہی رسالہ مطبوعہ جس میں تمام

﴿۲۹﴾

یہ الہامات ہیں ہاتھ میں ہوگا اور دعا کا یہ مضمون ہوگا کہ یا الہی اگر یہ الہامات جو اس رسالہ میں درج ہیں جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے جن کے رُو سے میں اپنے تئیں مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھتا ہوں اور حضرت مسیح کو فوت شدہ قرار دیتا ہوں تیرا کلام نہیں ہے اور میں تیرے نزدیک کاذب اور مفتری اور دجال ہوں جس نے امت محمدیہ میں فتنہ ڈالا ہے اور تیرا غضب میرے پر ہے تو میں تیری جناب میں تضرع سے دعا کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے ایک سال کے اندر زندوں میں سے میرا نام کاٹ ڈال اور میرا تمام کاروبار درہم برہم کر دے اور دنیا میں سے میرا نشان مٹا ڈال اور اگر میں تیری طرف سے ہوں اور یہ الہامات جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہیں تیری طرف سے ہیں اور میں تیرے فضل کا مورد ہوں تو اے قادر کریم اسی آئندہ سال میں میری جماعت کو ایک فوق العادت ترقی دے اور فوق العادت برکات شامل حال فرما اور میری عمر میں برکت بخش اور آسمانی تائیدات نازل کر اور جب یہ دعا ہو چکے تو تمام مخالف جو حاضر ہوں آمین کہیں۔

اور مناسب ہے کہ اس دعا کے لئے تمام صاحبان اپنے دلوں کو صاف کر کے آویں کوئی نفسانی جوش و غضب نہ ہو اور ہار و جیت کا معاملہ نہ سمجھیں اور نہ اس دعا کو مباہلہ قرار دیں کیونکہ اس دعا کا نفع نقصان کل میری ذات تک محدود ہے مخالفین پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ اے بزرگو! ظاہر ہے کہ تفرقہ بہت بڑھ گیا ہے

☆ یاد رہے کہ یہ طریق دعا مباہلہ میں داخل نہیں ہے کیونکہ مباہلہ کے معنی لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں لیکن اس دعا میں تمام اثر دعا صرف میری ہی جان تک محدود ہے دوسرے فریق کے لئے کوئی دعا نہیں۔ منہ

اور اس تفرقہ اور آپ لوگوں کی تکذیب کی وجہ سے اسلام میں ضعف آرہا ہے اور جبکہ ہزار ہا تک اس جماعت کی نوبت پہنچ گئی ہے اور ہر ایک میرے مرید کی تکفیر کی گئی ہے تو اندازہ تفرقہ ظاہر ہے۔ ایسے وقت میں اسلامی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ جیسے نماز استسقاء کے لئے تضرع اور انکسار سے جنگل میں جاتے ہیں ایسا ہی اس مجمع میں بھی متضرعانہ صورت بنائیں اور کوشش کریں کہ حضور دل سے دعائیں ہوں اور گریہ و بکا کے ساتھ ہوں۔ خدا مخلصین کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ پس اگر یہ کاروبار اس کی طرف سے نہیں ہیں اور انسانی افترا اور بناوٹ ہے تو اُمت مرحومہ کی دعا جلد عرش تک پہنچے گی اور اگر میرا سلسلہ آسمانی ہے اور خدا کے ہاتھ سے برپا ہے تو میری دعا سنی جائے گی۔ پس اے بزرگو! برائے خدا اس بات کو تو قبول کرو۔ زیادہ مجمع کی ضرورت نہیں۔ علماء میں سے چالیس آدمی جمع ہو جائیں اس سے کم بھی نہیں چاہئے کہ چالیس کے عدد کو قبولیت دعا کے لئے ایک بابرکت دخل ہے اور دنیا داروں میں سے جو چاہے شامل ہو جائے۔ اور دعا تضرع سے اور رو رو کر کی جائے۔ اگرچہ ہر ایک صاحب کو کسی قدر سفر کی تکلیف تو ہوگی اور کچھ خرچ بھی ہوگا لیکن بڑی اُمید ہے کہ خدا فیصلہ کر دے گا۔ اے بزرگو اور قوم کے مشائخ اور علماء! پھر میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اس درخواست کو ضرور قبول فرمائیں۔ ہاں یہ امر بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ چونکہ برسات اور گرمی میں سفر کرنا تکلیف سے خالی نہیں اور موسمی بیماریاں بھی ہوتی ہیں اس لئے اس مجمع کے لئے ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء جو موسم اچھا ہوگا موزوں ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں کہ ہمارے مخالفوں کی طرف سے پھر مہر علی شاہ صاحب گولڑی یا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اس انتظام کے لئے امیر طائفہ یا بطور سکرٹری بن جائیں اور باہم مشورہ کے بعد منظوری کا اشتہار دے دیں مگر برائے خدا اب کسی اور شرط سے اس اشتہار کو محفوظ رکھیں۔ میں نے محض خدا کے لئے



یہ تجویز نکالی ہے اور میرا خدا شاہد حال ہے کہ میں نے صرف اظہار حق کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے اس میں کوئی جز مبالغہ کی نہیں جو کچھ ہے وہ میری جان اور عزت پر ہے برائے خدا اس کو ضرور منظور فرمائیں۔ دیکھو میری مخالفت میں کس قدر علماء تکلیف میں ہیں۔ بسا اوقات میرے پر وہ نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں جن میں انبیاء بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ نبیوں نے مزدوری بھی کی نوکریاں بھی کیں کافروں کی چیزوں کو انہوں نے استعمال بھی کیا۔ اُن کے نخروں پر سوار بھی ہوئے جن کو وہ دجال کہتے تھے۔ اُن کی پیشگوئیوں کے متعلق بھی بعض لوگوں کو ابتلا پیش آئے کہ اُن کے خیال کے موافق وہ پوری نہ ہوئیں۔ جیسے یہودی آج تک مسیح بادشاہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اور جو ایلیا کے دوبارہ قبل از مسیح آنے کی پیشگوئی تھی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم پر مخالفوں نے دروغ گوئی کا اعتراض کیا ہے اور حضرت موسیٰ پر فریب سے مصریوں کا زیور لینا اور جھوٹ بولنا اور عہد شکنی کرنا اور شیر خوار بچوں کو قتل کرنا اب تک آریہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی جب بعض نادانوں کے خیال میں پوری نہ ہوئی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ کئی جاہل مرتد ہو گئے اور خود نبی بعض وقت اپنی پیشگوئی کے معنی سمجھنے میں غلطی بھی کر سکتا ہے چنانچہ حدیث ذہب و ہلی اس کی شاہد ہے اور یونس نبی کا وعدہ عذاب جس کی میعاد قطعی طور پر چالیس دن بتلائی گئی تھی ٹل جانا و عید کی پیشگوئیوں کی نسبت متقی کے لئے ایک صاف ہدایت دیتا ہے جیسا کہ مفصل درمنثور اور یونہ نبی کی کتاب میں ہے۔ پھر باوجود ان تمام نظیروں کے میرے پر اعتراض کرنا کیا یہ تقویٰ کا طریق ہے؟ خود سوچ لیں۔ اور اب ذیل میں بقیہ الہامات درج کرتا ہوں کیونکہ دعا کے وقت میں جب یہ رسالہ ہاتھ میں ہوگا تو ان الہامات کا بھی مندرج ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:

سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع الباءک و یدء منک۔

عطاءً ا غیر مجذوذ۔ سلام قولاً من رب رحیم۔ وقیل بُعداً للقوم الظالمین۔ تراى  
 نسلاً بعيداً۔ ولنحیینک حیوة طيبة۔ ثمانین حولاً او قریباً من ذالک  
 او تزیید علیہ سنیناً۔ وکان وعد اللہ مفعولاً۔ لهذا من رحمة ربک۔ یتم نعمته  
 علیک لیكون اية للمومنین۔ ینصرک اللہ فی موطن۔ واللہ متم نوره ولو کره  
 الکافرون۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الا ان روح اللہ قریب۔  
 الا ان نصر اللہ قریب۔ یأتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔  
 ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔ لا مبدل لکلمات اللہ انه هو العلی  
 العظیم۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودين الحق وتهذیب الاخلاق۔ وقالوا  
 سيقلب الامر وما كانوا على الغیب مطلقین۔ انا اتیناک الدنیا وخزائن رحمة  
 ربک وانک من المنصورین۔ وانى جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا  
 الی یوم القیامة وانک لדיنا مکین امین۔ انت منى بمنزلة لا یعلمها الخلق وما  
 کان اللہ لیترکک حتى یمیز الخبیث من الطیب۔ فذرنى والمکذبین۔ واللہ  
 غالب علی امره ولكن اکثر الناس لا یعلمون۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔  
 وتمت کلمة ربک هذا الذى کنتم به تستعجلون۔ اردت ان استخلف  
 فخلقت ادم۔ یقیم الشریعة ویحی الدین۔ ولو کان الايمان معلّقاً بالثریا لنالہ۔ انا  
 انزلناه قریباً من القادیان۔ وبالحق انزلناه وبالحق نزل۔ صدق اللہ ورسوله وکان  
 امر اللہ مفعولاً۔ ان السماوات والارض کانتارتقا ففتقناهما۔

﴿۳۲﴾

☆ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں آج سے بیس برس پہلے ہو چکی ہے۔ منہ

☆ یہ پیشگوئی بھی آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے۔ منہ

هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله. وقالوا ان هذا الاختلاق. قل ان افتريته فعلى اجرامى. ولقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلون. وقالوا ما سمعنا بهذا فى آباءنا الاولين. قل ان هدى الله هو الهدى. ومن يتبع غيره لن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخاسرين. انك على صراط مستقيم. وحيها فى الدنيا والآخرة ومن المقربين. ويقولون انى لك هذا. ان هذا الا قول البشر واعانه عليه قوم اخرون. افتاتون السحر وانتم تبصرون. هيهات هيهات لما توعدون. من هذا الذى هو مهين. ولا يكاد يبين. جاهل او مجنون. قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحبكم الله. وانا كفيناك المستهزئين. ذرنى والمكذبين. الحمد لله الذى جعلك المسيح ابن مريم. يجتسبى اليه من يشاء. لا يسئل عمّا يفعل وهم يسئلون. امم يسرنا لهم الهدى وامم حق عليهم العذاب. و يمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين. ولكيد الله اكبر. وان يتخذونك الا هزوا اهذالذى بعث الله. ان هذا الرجل يوحى الدين. وقد بلجت آياتى. ☆ ووجدوا بها واستيقنتهم انفسهم ظلماً وعلواً. قاتلهم الله

﴿ ۳۳ ﴾

☆ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں سوا کے قریب نشان ظاہر فرمائے ہیں چنانچہ چارٹ کے چار پیشگوئیوں کے مطابق پیدا ہوئے جن کا مفصل ذکر کتاب تریاق القلوب میں ہے۔ ایسا ہی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب کی نسبت پیشگوئی کہ ان کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اس کے بدن پر پھوڑے ہوں گے۔ اور آتھم کی نسبت شرطی پیشگوئی۔ لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت پیشگوئی اور الزام قتل سے انجام کار میرے بری ہونے کی نسبت پیشگوئی۔ اور ملک میں وبا پھیلنے کی نسبت پیشگوئی۔ غرض یہ کہ سوا پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی اور ہزار ہا انسان ان کے گواہ ہیں اور یہ تمام پیشگوئیاں رسالہ تریاق القلوب میں مندرج ہیں۔ منہ

اَنّی یُو فکون. قل ایها الکفار انی من الصادقین. و عندی شهادة من اللّٰه. و انی امرت و انا اوّل المؤمنین. و اصنع الفلک باعیننا و و حینا. الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰه. یداللّٰه فوق ایدیہم. و الذین تابوا و اصلحوا اولئک اتوب علیہم و انا التواب الرحیم. الامام خیر الانام. و یقول العدو و لست مرسلًا. سناخذہ من مارن او خرطوم. و اذ قال ربک انّی جاعل فی الارض خلیفۃ. قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا. قال انی اعلم ما لا تعلمون. و ینظرون الیک و ہم لا یبصرون. یتربصون علیک الدوائر علیہم دائرۃ السوء. قل اعملوا علی مکانکم انّی عامل فسوف تعلمون. و یعصمک اللّٰه و لو لم یعصمک الناس. و لو لم یعصمک الناس یعصمک اللّٰه. سبحان اللّٰه انت و قاره فکیف یترکک. انت المسیح الذی لا یضاع و قته. کمثلک درّ لا یضاع. لن یجعل اللّٰه للکافرین علی المؤمنین سبیلًا. الم تر انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا الم تر ان اللّٰه علی کل شیء قذیر. فانتظروا الایات حتی حین. انت الشیخ المسیح و انّی معک و مع انصارک. و انت اسمی الاعلیٰ و انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی. و انت منی بمنزلۃ المحبوبین. فاصبر حتی یتیک امرنا و انذر عشیرتک الاقربین. و انذر قومک و قل انی نذیر مبین. قوم متشاکسون. کذبوا بایاتنا و کانوا بہا یتستہزءون. فسیکفیکہم اللّٰه و یردّہا الیک. <sup>☆</sup> لا مبدل

﴿۳۳﴾

☆ یہ پیشگوئی اس نکاح کی نسبت ہے جس پر نادان مخالف جہالت اور تعصب سے اعتراض کرتے ہیں کہ زوجِ جناک کے کیا معنی ہوئے؟ حالانکہ فقرہ یردّہا الیک سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اس عورت کا جانا اور پھر واپس آنا شرط ہے اور بعد اس کے مرتبہ زوجِ جناک ہے کیونکہ اول وہ صورت قرابت قریبہ کی وجہ سے قریب تھی پھر دور چلی گئی اور پھر واپس آئے گی اور یہی معنی ردّ کے ہیں۔ منہ

﴿۳۵﴾

لكلمات الله. وان وعد الله حق و ان ربك فعّال لما يريد. قل اي وربّي انه  
 لحق ولا تكن من الممترين. انا زوّجناكها. انما امرنا اذا اردنا شيئا ان نقول له  
 كن فيكون انما نؤخرهم الى اجل مسمى اجل قريب و كان فضل الله عليك  
 عظيما ياتيك نصرتي اني انا الرحمان. و اذا جاء نصر الله و توجّهت لفصل  
 الخطاب. قالوا ربنا اغفر لنا انا كنا خاطئين. ويخرون على الاذقان. لا تشرب  
 عليكم اليوم. يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين. بشرى لكم في هذه الايام.  
 شاهت الوجوه. يوم يعرض الظالم على يديه ياليتنى اتخذت مع الرسول سبيلا.  
 وقالوا ان هذا الا قول البشر. قل لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً  
 كثيرا. و بشر الذين امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم. لن يخزيهم الله. ما  
 اهلك الله اهلك. الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الامن  
 وهم مهتدون. تُفتح لهم ابواب السماء. نريد ان ننزل عليك اسراراً من  
 السماء و نمزق الاعداء كل ممزق. و نرى فرعون و هامان و جنودهما ما كانوا  
 يحذرون. قل يا ايها الكفار اني من الصادقين. فانظروا اياتي حتى حين.  
 سنريهم اياتنا في الافاق و في انفسهم حجة قائمة و فتح مبين. حكم الله  
 الرحمن. لخليفة الله السلطان. يوتى له الملك العظيم. و تفتح على يده

☆ فقرہ نمزق الاعداء سے یہ مراد ہے کہ ان پر جت پوری کریں گے اور ہر ایک پہلو سے  
 ان کے عزرات توڑ دیں گے اور فقرہ نری فرعون سے یہ مطلب ہے کہ حق کو کامل طور  
 پر کھول دیا جائے گا جس کے کھلنے سے مخالف ڈرتے ہیں۔ منہ

اس جگہ سلطان کے لفظ سے آسمانی بادشاہت مراد ہے اور ملک سے مراد روحانی ملک اور  
 خزائن سے مراد حقائق اور معارف ہیں۔ منہ

الخزائن وتشرق الارض بنور ربّها ذالك فضل الله وفي اعينكم عجب .  
 السلام عليك انا انزلناك برهاننا وكان الله قديرا . عليك بركات وسلام .  
 سلام قولاً من رب رحيم . انت قابل يأتيك وابل . تنزل الرحمة على ثلث .  
 العين وعلى الآخرين . ولنحييتك حيوة طيبة . انا اتيناك الكوثر . فصل  
 لربك وانحر . انى انا الله فاعبدنى ولا تستعن من غيرى . انى انا الله لا اله  
 الا انا . لا يد الا يدي . انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين . انى مع  
 الافواج اتيك بغتة . فتح و ظفر . انى اموج موج البحر . الفتنة ههنا فاصبر  
 كما صبر اولوا العزم . انا ارسلنا اليك شواظاً من نار . قد ابتلى المومنون ثم  
 يرد اليك السلام . وعسى ان تكرر هوا شيئاً وهو خير لكم والله يعلم وانتم لا  
 تعلمون . الرحى تدور وينزل القضاء . ان فضل الله لات . وليس لاحد ان يرد  
 ما اتى . قل اى وربى انه لحق لا يتبدل ولا يخفى . وينزل ما تعجب منه .  
 وحى من رب السموات العلى ان ربى لا يضل ولا ينسى . ظفر مبين . وانما  
 نؤخرهم الى اجل مسمى . انت معى وانا معك قل الله ثم ذره فى غيبه  
 يتمطى . انه معك وانه يعلم السر وما اخفى . لا اله الا هو يعلم كل شىء  
 ويرى . ان الله مع الذين اتقوا والذين هم يحسنون الحسنى . انا ارسلنا  
 احمد الى قومه فاعرضوا وقالوا كذاب اشر . وجعلوا يشهدون عليه  
 ويسيلون كماء منهمر . ان حبى قريب . انه قريب مستتر . ويريدون ان  
 يقتلوك . يعصمك الله . يكأك الله . انى حافظك . عناية الله حافظك .  
 ترى نسلاً بعيداً ابناء القمر . انا كفيناك المستهزئين . ان ربك لبالمرصاد .  
 انه سيجعل الولدان شيبا . الامراض تشاع . والنفوس تضاع . وسانزل وان

یومی لفصل عظیم. لا تعجبین من امری. انا نریدان نعرک ونحفظک. یاتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی. مانت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبه. ویریدون ان یطفئوا نور اللہ. واللہ غالب علی امره ولكن اکثر الناس لا یعلمون. الفوق معک والتحت مع اعدائک. واینما تولوا فثم وجه اللہ. قل جاء الحق وزهق الباطل. اللہ الذی جعلک المسیح ابن مریم. لتندر قومًا ما اندر آباء هم ولتدعو قومًا اخرین. عسی اللہ ان یجعل بینکم وبين الذین عادیتم مودة. انا نعلم الامروانا لعالمون. الحمد لله الذین جعل لکم الصحر والنسب. اذکر نعمتی رئیت خدیجتی. هذا من رحمة ربک یتّم نعمته علیک لیکون آية للمؤمنین. انت معی وانا معک یا ابراهیم. انت برهان وانت فرقان یرى اللہ بک سبيله. انت القائم علی نفسه مظهر الحی. وانت منی مبدء الامر. وانت من مائنا وهم من فشل. اذا التقی الفئتان فانی مع الرسول اقوم. وینصره الملائکة. انی انا الرحمان ذو المجد والعلی. وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی. اردت ان استخلف فخلقت آدم. ولله الامر من قبل و من بعد. یاعبدی لاتخف. الم ترانا نأتی الارض ننقصها من اطرافها. الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدير. فقط.

## الرقام مرزا غلام احمد از قادیان - ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان - تعداد اشاعت ۷۰۰

☆ یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ حصہ اس الہام کا ہے جس میں کئی برس پہلے خبر دی گئی تھی یعنی مجھے بشارت دی گئی تھی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث بتزوج و یولد له پوری ہو جائے۔ یہ حدیث اشارت کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سیادت سے تعلق دامادی ہوگا کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولد له کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو۔ اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہئے۔ اور وہ خاندان سادات ہے اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے۔ منہ

# اربعین نمبر ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ  
اے ہمارے خدا! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کرا اور تُو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

آمین

اشتہار انعامی پانسور و پیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دارنہر  
اور ایسا ہی اس اشتہار میں یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں جن کے نام  
ذیل میں درج ہیں

مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولوی محمد بشیر

صاحب بھوپالوی۔ مولوی حافظ محمد یوسف صاحب بھوپالوی۔ مولوی تल्प حسین صاحب

دہلوی۔ مولوی عبدالحق صاحب دہلوی صاحب تفسیر حقانی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی

محمد صدیق صاحب دیوبند حال مدرس پچھراپوں ضلع مراد آباد۔ شیخ خلیل الرحمن صاحب جمالی سراوہ

ضلع سہارن پور۔ مولوی عبد العزیز صاحب لدھیانہ۔ مولوی محمد صاحب لدھیانہ۔ مولوی محمد حسن

صاحب لدھیانہ۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی ثم امرتسری



مولوی غلام رسول صاحب عرف رسل بابا۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی لاہور۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی لاہور۔ ڈپٹی فسخ علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر لاہوری۔ منشی الہی بخش صاحب اکونٹ لاہور۔ منشی عبدالحق صاحب اکونٹ پنشنر۔ مولوی محمد حسن صاحب ابوالفیض ساکن بھینی۔ مولوی سید عمر صاحب واعظ حیدرآباد۔ علماء ندوۃ الاسلام معرفت مولوی محمد علی صاحب سکرپٹری ندوۃ العلماء۔ مولوی سلطان الدین صاحب جے پور۔ مولوی مسیح الزمان صاحب استاد نظام شاہ جہان پور۔ مولوی عبدالواحد خاں صاحب شاہ جہان پور۔ مولوی اعزاز حسین خاں صاحب شاہ جہان پور۔ مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپور۔ سید صوفی جان شاہ صاحب میرٹھ۔ مولوی اسحاق صاحب پیالہ۔ جمیع علماء کلکتہ و بمبئی و مدراس۔ جمیع سجادہ نشینان و مشائخ ہندوستان۔ جمیع اہل عقل و انصاف و تقویٰ و ایمان از قوم مسلمان۔

واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دارنہر نے اپنے نافع اور غلط کارمولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں بمقام لاہور جس میں مرزا خدا بخش صاحب مصاحب نواب محمد علی خاں صاحب اور میاں معراج الدین صاحب لاہوری اور مفتی محمد صادق صاحب اور صوفی محمد علی صاحب کلرک اور میاں چٹو صاحب لاہوری اور خلیفہ رجب دین صاحب تاجر لاہوری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ اور میاں چراغ الدین صاحب کلرک اور مولوی یار محمد صاحب موجود تھے بڑے اصرار سے یہ بیان کیا کہ اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ ایسے افترا کے ساتھ تیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے یعنی افترا علی اللہ کے بعد اس قدر عمر پانا اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتی اور بیان کیا کہ ایسے کئی لوگوں کا نام میں نظیراً پیش کر سکتا ہوں جنہوں نے نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور تیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک لوگوں کو سُناتے رہے

کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمارے پرنازل ہوتا ہے حالانکہ وہ کاذب تھے۔ غرض حافظ صاحب نے محض اپنے مشاہدہ کا حوالہ دے کر مذکورہ بالا دعویٰ پر زور دیا جس سے لازم آتا تھا کہ قرآن شریف کا وہ استدلال جو آیات مندرجہ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں ہے صحیح نہیں ہے اور گویا خدا تعالیٰ نے سراسر خلاف واقعہ اس حجت کو نصاریٰ اور یہودیوں اور مشرکین کے سامنے پیش کیا ہے اور گویا ائمہ اور مفسرین نے بھی محض نادانی سے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا یہاں تک کہ شرح عقائد نسفی میں بھی کہ جو اہل سنت کے عقیدوں کے بارے میں ایک کتاب ہے عقیدہ کے رنگ میں اس دلیل کو لکھا ہے اور علماء نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ استخفاف قرآن یا دلیل قرآن کلمہ کفر ہے مگر نہ معلوم کہ حافظ صاحب کو کس تعصب نے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ باوجود دعویٰ حفظ قرآن مفصلہ ذیل آیات کو بھول گئے۔ اور وہ یہ ہیں:-

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ. وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ. قَلِيلًا مَّا تُوْمَنُونَ. وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ. قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ. تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ! دیکھو سورۃ الحاقہ الجزو نمبر ۲۹۔ اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ یہ قرآن کلام رسول کا ہے یعنی وحی کے ذریعہ سے اس کو پہنچا ہے۔ اور یہ شاعر کا کلام نہیں مگر چونکہ تمہیں ایمانی فراست سے کم حصہ ہے اس لئے تم اس کو پہچانتے نہیں۔ اور یہ کاهن کا کلام نہیں۔ یعنی اس کا کلام نہیں جو جنات سے کچھ تعلق رکھتا ہو مگر تمہیں تدبیر اور تذکر کا بہت کم حصہ دیا گیا ہے اس لئے ایسا خیال کرتے ہو۔ تم نہیں سوچتے کہ کاهن کس پست اور ذلیل حالت میں ہوتے ہیں بلکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جو عالم اجسام اور عالم ارواح دونوں کا رب ہے یعنی جیسا کہ وہ تمہارے اجسام کی تربیت کرتا ہے ایسا ہی وہ تمہاری رُوحوں کی

تربیت کرنا چاہتا ہے اور اسی ربوبیت کے تقاضا کی وجہ سے اُس نے اس رسول کو بھیجا ہے۔ اور اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنا لیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پروردگار کی ہے حالانکہ وہ کلام اس کا ہوتا نہ خدا کا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اس کو بچا نہ سکتا۔ یعنی اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو اس کی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جھوٹے دعویٰ سے افترا اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا تو اس کا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو۔ اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اُسی کو ہلاک کر دیتے ہیں جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کر کے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے اور خدا پر افترا کر کے گستاخی کرتا ہے۔

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر وہ ہماری طرف سے نہ ہوتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے اور وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکتا گو تم لوگ اس کے بچانے کے لئے کوشش بھی کرتے لیکن حافظ صاحب اس دلیل کو نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی تمام مکمل مدت تیسریس برس کی تھی اور میں اس سے زیادہ مدت تک کے لوگ دکھا سکتا ہوں جنہوں نے جھوٹے دعوے نبوت اور رسالت کے کئے تھے اور باوجود جھوٹ بولنے اور خدا پر افترا کرنے کے وہ تیسریس برس سے زیادہ مدت تک زندہ رہے لہذا حافظ صاحب کے نزدیک قرآن شریف کی یہ دلیل باطل اور ہیچ ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر تعجب کہ جبکہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی سید آل حسن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب ازالہ اوہام اور استفسار میں پادری فنڈل کے سامنے یہی دلیل پیش کی تھی تو پادری فنڈل صاحب کو

اس کا جواب نہیں آیا تھا اور باوجودیکہ تواریخ کی ورق گردانی میں یہ لوگ بہت کچھ مہارت رکھتے ہیں مگر وہ اس دلیل کے توڑنے کے لئے کوئی نظیر پیش نہ کر سکا اور لا جواب رہ گیا اور آج حافظ محمد یوسف صاحب مسلمانوں کے فرزند کہلا کر اس قرآنی دلیل سے انکار کرتے ہیں اور یہ معاملہ صرف زبانی ہی نہیں رہا بلکہ ایک ایسی تحریر اس بارے میں ہمارے پاس موجود ہے جس پر حافظ صاحب کے دستخط ہیں جو انہوں نے محبتی اخویم مفتی محمد صادق صاحب کو اس عہد اقرار کے ساتھ دی ہے کہ ہم ایسے مفتریوں کا ثبوت دیں گے جنہوں نے خدا کے مامور یا نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر وہ اس دعویٰ کے بعد تینیس برس سے زیادہ جیتے رہے۔ یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے گروہ میں سے ہیں اور بڑے موحد مشہور ہیں اور ان لوگوں کے عقائد کا بطور نمونہ یہ حال ہے جو ہم نے لکھا۔ اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ قرآن کے دلائل پیش کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے۔ اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل کو رد کیا جائے تو امان اٹھ جائے گا اور اس سے لازم آئے گا کہ قرآن کے تمام دلائل جو تو حید اور رسالت کے اثبات میں ہیں سب کے سب باطل اور ہیچ ہوں اور آج تو حافظ صاحب نے اس رد کے لئے یہ بیڑا اٹھایا کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ لوگوں نے تینیس برس تک یا اس سے زیادہ نبوت یا رسالت کے جھوٹے دعوے کئے اور پھر زندہ رہے اور کل شائد

☆ پادری فنڈل صاحب نے اپنے میزان الحق میں صرف یہ جواب دیا تھا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں کئی کروڑ بت پرست موجود ہیں لیکن یہ نہایت فضول جواب ہے کیونکہ بت پرست لوگ بت پرستی میں اپنے وحی من اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے یہ نہیں کہتے کہ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ بت پرستی کو دنیا میں پھیلاؤ۔ وہ لوگ گمراہ ہیں نہ مفتری علی اللہ۔ یہ جواب امر متنازع فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ بحث تو دعویٰ نبوت اور انتر اعلیٰ اللہ میں ہے نہ فقط ضلالت میں۔ منہ

حافظ صاحب یہ بھی کہہ دیں کہ قرآن کی یہ دلیل بھی کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا<sup>۱</sup> باطل ہے اور دعویٰ کریں کہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ خدا کے سوا اور بھی چند خدا ہیں جو سچے ہیں مگر زمین و آسمان پھر بھی اب تک موجود ہیں پس ایسے بہادر حافظ صاحب سے سب کچھ امید ہے لیکن ایک ایمان دار کے بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے جب کوئی یہ بات زبان پر لاوے جو فلاں بات جو قرآن میں ہے وہ خلاف واقعہ ہے یا فلاں دلیل قرآن کی باطل ہے بلکہ جس امر میں قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زد پڑتی ہو ایماندار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کرے۔ اور حافظ صاحب کی نوبت اس درجہ تک محض اس لئے پہنچ گئی کہ انہوں نے اپنے چند قدیم رفیقوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کا انکار مناسب سمجھا اور چونکہ دروغ گو کو خدا تعالیٰ اسی جہان میں ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے اس لئے حافظ صاحب بھی اور منکروں کی طرح خدا کے الزام کے نیچے آگئے اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مجلس میں جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں میری جماعت کے بعض لوگوں نے حافظ صاحب کے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افترا کرتا تو میں اس کی رگ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اس مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ منجانب اللہ ہونے اور مکالمات الہیہ کا قریباً تیس<sup>۲</sup> برس سے ہے اور اکیس برس<sup>۳</sup> سے براہین احمدیہ شائع ہے پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک جھوٹے

مدعی رسالت کو تیس برس تک مہلت دی اور لو تقول علینا کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دے دی ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح پر اس کی بادشاہت میں گڑ بڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اٹھ جاتی ہے۔ غرض جب میرے دعوے کی تائید میں یہ دلیل پیش کی گئی تو حافظ صاحب نے اس دلیل سے سخت انکار کر کے اس بات پر زور دیا کہ کاذب کا تینیس<sup>۲۳</sup> برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہنا جائز ہے اور کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے کاذبوں کی میں نظیر پیش کروں گا جو رسالت کا جھوٹا دعویٰ کر کے تینیس برس تک یا اس سے زیادہ رہے ہوں مگر اب تک کوئی نظیر پیش نہیں کی اور جن لوگوں کو اسلام کی کتابوں پر نظر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آج تک علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تینیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے بلکہ یہ تو صریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ اور کمال بے ادبی ہے اور خدا تعالیٰ کی پیش کردہ دلیل سے استخفاف ہے۔ ہاں ان کا یہ حق تھا کہ مجھ سے اس کا ثبوت مانگتے کہ میرے دعویٰ مامور من اللہ ہونے کی مدت تینیس برس یا اس سے زیادہ اب تک ہو چکی ہے یا نہیں مگر حافظ صاحب نے مجھ سے یہ ثبوت نہیں مانگا کیونکہ حافظ صاحب بلکہ تمام علماء اسلام اور ہندو اور عیسائی اس بات کو جانتے ہیں کہ براہین احمدیہ جس میں یہ دعویٰ ہے اور جس میں بہت سے مکالمات الہیہ درج ہیں اس کے شائع ہونے پر اکیس برس گزر چکے

ہیں اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریباً تیس برس سے یہ دعویٰ مکالماتِ الہیہ شائع کیا گیا ہے۔ اور نیز الہام الیس اللہ بکافِ عبدہ جو میرے والد صاحب کی وفات پر ایک انگشتری پر کھودا گیا تھا اور امرتسر میں ایک مہر کن سے کھدوایا گیا تھا وہ انگشتری اب تک موجود ہے اور وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے طیار کروائی اور براہین احمدیہ موجود ہے جس میں یہ الہام الیس اللہ بکافِ عبدہ لکھا گیا ہے۔ اور جیسا کہ انگشتری سے ثابت ہوتا ہے یہ بھی جھبیس برس کا زمانہ ہے۔ غرض چونکہ یہ تیس سال تک کی مدت براہین احمدیہ سے ثابت ہوتی ہے اور کسی طرح مجال انکار نہیں اور اسی براہین کا مولوی محمد حسین نے ریو یو بھی لکھا تھا لہذا حافظ صاحب کی یہ مجال تو نہ ہوئی کہ اس امر کا انکار کریں جو اکیس سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے ناچا قرآن شریف کی دلیل پر حملہ کر دیا کہ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ سو ہم اس اشتہار میں حافظ محمد یوسف صاحب سے وہ نظیر طلب کرتے ہیں جس کے پیش کرنے کا انہوں نے اپنی دستخطی تحریر میں وعدہ کیا ہے ہم یقیناً جانتے ہیں کہ قرآنی دلیل کبھی ٹوٹ نہیں سکتی یہ خدا کی پیش کردہ دلیل ہے نہ کسی انسان کی۔ کئی کم بخت بد قسمت دنیا میں آئے اور انہوں نے قرآن کی اس دلیل کو توڑنا چاہا مگر آخر آپ ہی دنیا سے رخصت ہو گئے مگر یہ دلیل ٹوٹ نہ سکی۔ حافظ صاحب علم سے بے بہرہ ہیں اُن کو خبر نہیں کہ ہزار ہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اسی دلیل کو کفار کے سامنے پیش کرتے رہے اور کسی عیسائی یا یہودی کو طاقت نہ ہوئی کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افترا کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے زندگی کے تینیس برس پورے کئے ہوں پھر حافظ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اس دلیل کو توڑ سکیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے بعض جاہل اور نافہم مولوی میری ہلاکت کے لئے طرح طرح کے حیلے سوچتے رہے ہیں تا یہ مدت پوری نہ ہونی پاوے جیسا کہ

یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا رہا ہے مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رفع ہوا۔ سو اسی طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں انسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا تا لوگ کئی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں جیسا کہ یہودی صلیب سے نتیجہ عدم رفع کا نکالنا چاہتے تھے۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اندھا ہونا تا اس سے بھی کوئی بد نتیجہ نہ نکالیں☆ اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بد دُعائیں بھی کرتے رہیں گے مگر ان کی بد دُعائیں میں انہی پر ڈالوں گا اور درحقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح لو تقول کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ بازی میں کچھ کمی نہیں کی۔ بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کے لئے میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے۔ بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علیگرھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ

☆ الہام الہی آنکھ کے بارے میں یہ ہے تنزل الرحمة علی ثلاث العین و علی الاخریین۔ یعنی

تیرے تین عضووں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی ایک آنکھیں اور باقی دو اور۔ منہ



ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میری نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی اسماعیل نے شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور و شور سے شائع کیا وہ مر گیا۔ پادری حمید اللہ پشوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مر گیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مر گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اپنے نشانوں کو مکمل کرے۔

میری نسبت جو کچھ ہمدردی قوم نے کی ہے وہ ظاہر ہے اور غیر قوموں کا بغض ایک طبعی امر ہے۔ ان لوگوں نے کونسا پہلو میرے تباہ کرنے کا اٹھا رکھا۔ کونسا ایذا کا منصوبہ ہے جو انتہا تک نہیں پہنچایا۔ کیا بد دعاؤں میں کچھ کسر رہی یا قتل کے فتوے نامکمل رہے یا ایذا اور توہین کے منصوبے کما حقہ ظہور میں نہ آئے؟ پھر وہ کونسا ہاتھ ہے جو مجھے بچاتا ہے۔ اگر میں کاذب ہوتا تو چاہیے تو یہ تھا کہ خدا خود میرے ہلاک کرنے کے لئے اسباب پیدا کرتا نہ یہ کہ وقتاً فوقتاً لوگ اسباب پیدا کریں اور خدا ان اسباب کو معدوم کرتا رہے۔ کیا یہی کاذب کی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ قرآن بھی اُسی کی گواہی دے

☆ دیکھو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے میرے نابود کرنے کے لئے کیا کچھ ہاتھ پیر مارے اور محض فضول گوئی سے خدا سے لڑا اور دعویٰ کیا کہ میں نے ہی اونچا کیا اور میں ہی گراؤں گا مگر وہ خود جانتا ہے کہ اس فضول گوئی کا انجام کیا ہوا؟ افسوس کہ اُس نے اپنے اس کلمہ میں ایک صریح جھوٹ تو زمانہ ماضی کی نسبت بولا اور ایک آئندہ کی نسبت جھوٹی پیشگوئی کی۔ وہ کون تھا اور کیا چیز تھا جو مجھے اونچا کرتا۔ یہ خدا کا میرے پر احسان ہے اور اس کے بعد کسی کا بھی احسان نہیں۔ اول اُس نے مجھے ایک بڑے شریف خاندان میں پیدا کیا اور حسب نسب کے ہر ایک داغ سے بچایا پھر بعد میں میری حمایت میں آپ

اور آسمانی نشان بھی اسی کی تائید میں نازل ہوں اور عقل بھی اسی کی مؤید ہو اور جو اس کی موت کے شائق ہوں وہی مرتے جائیں۔ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی ہے۔ اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کر کے یہ کہا کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے۔ مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پھر آپ ہی مر گیا اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ میری موت کے شائق تھے اور انہوں نے خدا سے دعائیں کیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے آخر وہ مر گئے نہ ایک نہ دو بلکہ پانچ آدمی نے ایسا ہی کہا اور اس دنیا کو چھوڑ گئے۔ اس کا نتیجہ موجودہ مولویوں کے لئے جو محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی ثم امرتسری اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور مولوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور رشید احمد گنگوہی اور نذیر حسین دہلوی اور رسل بابا امرتسری اور منشی الہی بخش صاحب اکوٹھ اور حافظ محمد یوسف ضلع دارنہر وغیرہم کے لئے یہ تو نہ ہوا کہ اس اعجاز صریح سے یہ لوگ فائدہ

کھڑا ہوا۔ افسوس ان لوگوں کی کہاں تک حالت پہنچ گئی ہے کہ ایسی خلاف واقعہ باتیں منہ پر لاتے ہیں جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس بد قسمت نے ہر ایک طور سے مجھ پر حملے کئے اور نامراد رہا۔ لوگوں کو بیعت سے روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا لوگ میری بیعت میں داخل ہو گئے۔ اقدام قتل کے جھوٹے مقدمہ میں پادریوں کا گواہ بن کر میری عزت پر حملہ کیا۔ مگر اسی وقت کرسی مانگنے کی تقریب سے اپنی نیت کا پھل پالیا۔ میرے پرائیویٹ امور میں گندے اشتہار دیئے ان کا جواب خدا نے پہلے سے دے رکھا ہے میرے بیان کی حاجت نہیں۔ منہ

۱۱

اٹھاتے اور خدا سے ڈرتے اور توبہ کرتے۔ ہاں ان لوگوں کی ان چند نمونوں کے بعد کمریں ٹوٹ گئیں اور اس قسم کی تحریروں سے ڈر گئے فلسفین یکتبوا بمثل هذا بما تقدمت الامثال۔ یہ معجزہ کچھ تھوڑا نہیں تھا کہ جن لوگوں نے مدارِ فیصلہ جھوٹے کی موت رکھی تھی وہ میرے مرنے سے پہلے قبروں میں جا سوائے۔ اور میں نے ڈپٹی آفٹم کے مباحثہ میں قریباً ساٹھ آدمی کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو آفٹم بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ مجھے ان لوگوں کی حالتوں پر رحم آتا ہے کہ بخل کی وجہ سے کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی۔ اگر کوئی نشان بھی طلب کریں تو کہتے ہیں کہ یہ دعا کرو کہ ہم سات دن میں مرجائیں۔ نہیں جانتے کہ خود تراشیدہ میعادوں کی خدا پیروی نہیں کرتا اُس نے فرمادیا ہے کہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اور اُس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ عَدَاۗءٌ۔ سو جبکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کی میعاد اپنی طرف سے پیش نہیں کر سکتے تو میں سات دن کا کیونکر دعویٰ کروں۔ ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اُس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی۔ یہی دعا کی کہ یا الہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اُسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی۔ دیکھو کیسا صفائی سے فیصلہ ہو گیا۔ اگر کسی کو اس فیصلہ کے ماننے میں تردد ہو تو اس کو اختیار ہے کہ آپ خدا کے فیصلہ کو آزمائے لیکن ایسی شرارتیں چھوڑ دے جو آیت لَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ عَدَاۗءٌ سے مخالف پڑی ہیں شرارت کی حجت بازی سے صریح بے ایمانی کی بو آتی ہے۔ ایسا ہی مولوی محمد اسماعیل نے صفائی سے خدا تعالیٰ کے روبرو یہ درخواست کی

کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ مرجائے۔ سو خدا نے اس کو بھی جلد تر اس جہان سے رخصت کر دیا۔ اور ان وفات یافتہ مولویوں کا ایسی دعاؤں کے بعد مرجانا ایک خدا ترس مسلمان کے لئے تو کافی ہے۔ مگر ایک پلید دل سیاہ دل دنیا پرست کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ بھلا علیگڑھ تو بہت دُور ہے اور شائد پنجاب کے کئی لوگ مولوی اسماعیل کے نام سے بھی ناواقف ہوں گے مگر قصور ضلع لاہور تو دُور نہیں اور ہزاروں اہل لاہور مولوی غلام دستگیر قصوری کو جانتے ہوں گے اور اس کی یہ کتاب بھی انہوں نے پڑھی ہوگی تو کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا مرنا نہیں؟ کیا غلام دستگیر کی موت میں بھی لیکھرام کی موت کی طرح سازش کا الزام لگائیں گے؟ خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔ کیا دنیا کے کیڑے محض سازش اور منصوبہ سے خدا کے مقدس مامورین کی طرح کوئی قطعی پیشگوئی کر سکتے ہیں۔ ایک چور جو چوری کے لئے جاتا ہے اس کو کیا خبر ہے کہ وہ چوری میں کامیاب ہو یا ماخوذ ہو کر جیل خانہ میں جائے۔ پھر وہ اپنی کامیابی کی زور شور سے تمام دنیا کے سامنے دشمنوں کے سامنے کیا پیشگوئی کرے گا؟ مثلاً دیکھو کہ ایسی پُر زور پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کئے جانے کے بارے میں تھی جس کے ساتھ دن تاریخ وقت بیان کیا گیا تھا کیا کسی شریر بدچلن خونی کام ہے؟ غرض ان مولویوں کی سمجھ پر کچھ ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ کسی نشان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ براہین احمدیہ میں قریباً سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف کسوف کا نشان ظاہر کرے گا۔ لیکن جب وہ نشان ظاہر ہو گیا اور حدیث کی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں رمضان میں خسوف کسوف ہوگا تو ان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤں خور کر دیا اور حدیث سے منہ پھیر لیا۔ یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں

اونٹ ترک کئے جائیں گے اور قرآن شریف میں بھی وارد تھا کہ **وَإِذَا الْعِشَاءُ عُظِّلَتْ**۔ اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل طیارہ ہو رہی ہے اور اونٹوں کے الوداع کا وقت آ گیا پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں ستارہ ذوالسنین نکلے گا۔ اب انگریزوں سے پوچھ لیجئے کہ مدت ہوئی کہ وہ ستارہ نکل چکا۔ اور یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح کے وقت میں طاعون پڑے گی۔ حج روکا جائے گا۔ سو یہ تمام نشان ظہور میں آ گئے۔ اب اگر مثلاً میرے لئے آسمان پر خسوف کسوف نہیں ہوا تو کسی اور مہدی کو پیدا کریں جو خدا کے الہام سے دعویٰ کرتا ہو کہ میرے لئے ہوا ہے۔ افسوس ان لوگوں کی حالتوں پر۔ ان لوگوں نے خدا اور رسول کے فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی۔ اور صدی پر بھی سترہ برس گزر گئے مگر ان کا مجدد اب تک کسی غار میں پوشیدہ بیٹھا ہے۔ مجھ سے یہ لوگ کیوں بخل کرتے ہیں اگر خدا نہ چاہتا تو میں نہ آتا۔ بعض دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ میں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ سے علیحدہ کرے اور میری جگہ کسی اور کو اس خدمت سے ممتاز فرمائے پر ساتھ ہی میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس سے زیادہ اور کوئی سخت گناہ نہیں کہ میں خدمت سپرد کردہ میں بزدلی ظاہر کروں۔ جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو

مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہود اسکر یوٹی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی محنت کا کام نہیں ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کا ذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صدقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا اور بشر کیا ہے محض ایک مضعہ۔ پس کیونکر میں حی قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضعہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح

خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔

اب اس اشتہار سے میرا یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اور نشانوں میں مخالفین پر حجت پوری کی ہے اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ آیت لوت تقوّل کے متعلق بھی حجت پوری ہو جائے۔ اسی جہت سے میں نے اس اشتہار کو پانسور و سپیہ کے انعام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اور اگر تسلی نہ ہو تو میں یہ روپیہ کسی سرکاری بینک میں جمع کرا سکتا ہوں۔ اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے دوسرے ہم مشرب جن کے

☆ اس زمانہ کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر پھر مجھ سے حدیثوں کے رو سے بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرانے کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر افسوس کہ نہیں جانتے کہ جس حالت میں وہ اپنی چند ایسی حدیثوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے جو محض ظلمات کا ذخیرہ اور مجروح اور مخدوش ہیں اور نیز مخالف ان کی اور حدیثیں بھی ہیں اور قرآن بھی ان حدیثوں کو جھوٹی ٹھہراتا ہے تو پھر میں ایسے روشن ثبوت کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں جس کی ایک طرف قرآن شریف تائید کرتا ہے اور ایک طرف اس کی سچائی کی احادیث صحیحہ گواہ ہیں اور ایک طرف خدا کا وہ کلام گواہ جو مجھ پر نازل ہوتا ہے اور ایک طرف پہلی کتابیں گواہ ہیں اور ایک طرف عقل گواہ ہے اور ایک طرف وہ صد ہا نشان گواہ ہیں جو میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں پس حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں ہے خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔ منہ

نام میں نے اس اشتہار میں لکھے ہیں اپنے اس دعوے میں صادق ہیں یعنی اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تینیس<sup>۲۳</sup> برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانسو روپیہ نقد دے دوں گا اور اگر ایسے لوگ کئی ہوں تو ان کا اختیار ہوگا کہ وہ روپیہ باہم تقسیم کر لیں۔ اس اشتہار کے نکلنے کی تاریخ سے پندرہ روز تک ان کو مہلت ہے کہ دنیا میں تلاش کر کے ایسی نظیر پیش کریں۔ افسوس کا مقام ہے کہ میرے دعوے کی نسبت جب میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا مخالفوں نے نہ آسمانی نشانوں سے فائدہ اٹھایا اور نہ زمینی نشانوں سے کچھ ہدایت حاصل کی۔ خدا نے ہر ایک پہلو سے نشان ظاہر فرمائے پر دنیا کے فرزندوں نے ان کو قبول نہ کیا اب خدا کی اور ان لوگوں کی ایک کشتی ہے یعنی خدا چاہتا ہے کہ اپنے بندہ کی جس کو اس نے بھیجا ہے روشن دلائل اور نشانوں کے ساتھ سچائی ظاہر کرے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ تباہ ہو اس کا انجام بد ہو اور وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو اور اس کی جماعت متفرق اور نابود ہو تب یہ لوگ ہنسیں اور خوش ہوں اور ان لوگوں کو تمسخر سے دیکھیں جو اس سلسلہ کی حمایت میں تھے اور اپنے دل کو کہیں کہ تجھے مبارک ہو کہ آج تو نے اپنے دشمن کو ہلاک ہوتے دیکھا اور اس کی جماعت کو تتر بتر ہوتے مشاہدہ کر لیا۔ مگر کیا ان کی مرادیں پوری ہو جائیں گے اور کیا ایسا خوشی کا دن ان پر آئے گا؟ اس کا یہی جواب ہے کہ اگر ان کے امثال پر آیا تھا تو ان پر بھی آئے گا۔ ابو جہل نے جب بدر کی لڑائی میں یہ دعا کی تھی کہ اللہم من کان منّا کاذباً فاحنہ فی ہذا الموطن یعنی اے خدا ہم دونوں میں سے



جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ہوں جو شخص تیری نظر میں جھوٹا ہے اُس کو ایسے موقع قتال میں ہلاک کر تو کیا اس دعا کے وقت اُس کو گمان تھا کہ میں جھوٹا ہوں؟ اور جب لیکھرام نے کہا کہ میری بھی مرزا غلام احمد کی موت کی نسبت ایسی ہی پیشگوئی ہے جیسا کہ اس کی۔ اور میری پیشگوئی پہلے پوری ہو جائے گی اور وہ مرے گا۔ تو کیا اس کو اس وقت اپنی نسبت گمان تھا کہ میں جھوٹا ہوں؟ پس منکر تو دنیا میں ہوتے ہیں پر بڑا بد بخت وہ منکر ہے جو مرنے سے پہلے معلوم نہ کر سکے کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس کیا خدا پہلے منکروں کے وقت میں قادر تھا اور اب نہیں؟ نعوذ باللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ہر ایک جو زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا کہ آخر خدا غالب ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ وہ خدا جس کا قوی ہاتھ زمینوں اور آسمانوں اور اُن سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں تھامے ہوئے ہے وہ کب انسان کے ارادوں سے مغلوب ہو سکتا ہے اور آخر ایک دن آتا ہے جو وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہی کا ہوتا ہے۔ خدا اپنی تجلیات کے ساتھ اُن کے دل پر نزول کرتا ہے۔ پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو گا لیاں دو جس قدر چاہو اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو۔ اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیریں

☆ ایسا ہی جب مولوی غلام دستگیر قصوری نے کتاب تالیف کر کے تمام پنجاب میں مشہور کر دیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دے دیا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا تو کیا اُس کو خبر تھی کہ یہی فیصلہ اس کے لئے لعنت کا نشانہ ہو جائے گا اور وہ پہلے مر کر دوسرے ہم مشربوں کا بھی منہ کالا کرے گا اور آئندہ ایسے مقابلات میں اُن کے منہ پر مہر لگا دے گا اور بزدل بنا دے گا۔ منہ

اور مکر سوچو جس قدر چاہو پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے نادان کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ میں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو آنکھیں بخشا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا لیکن ضرورت تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سوان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے؟ کیا وہ رات ان کے لئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعوے کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیشگوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا۔ کیا وہ دن ان پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کر لیں تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ دعویٰ غیر وقت پر نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی تھی ظہور فرما ہوئے اور جب سات کو دگنا کیا جائے

تو چودہ ہوتے ہیں۔ لہذا چودھویں صدی کا سر مسیح موعود کے لئے مقدر تھا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جس قدر قوموں میں فساد اور بگاڑ حضرت مسیح کے زمانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پیدا ہو گیا تھا اُس فساد سے وہ فساد دو چند ہے جو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالیٰ نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا اور اُس کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اُس کا ذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے مہلت نہیں دیتا اور ہلاک کرتا ہے۔ پس ہمارے مخالف مولویوں کی یہ کیسی ایمانداری ہے کہ منہ سے تو قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے پیش کردہ دلائل کو رد کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآن شریف پر ایمان لا کر اسی اصول کو میرے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہراتے تو جلد تر حق کو پالیتے لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہم کو کلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور اس دعوے پر تیسس یا پچیس برس گزر جائیں یعنی وہ میعاد گزر جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی میعاد تھی اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اُس سے ہم کلام ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے کیونکہ اس سے خدا کے کلام کی تکذیب و توہین لازم آتی ہے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حقہ کے ثابت کرنے کے لئے اسی استدلال کو پکڑا ہے کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ پر افترا کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا اور تمام علماء

جانتے ہیں کہ خدا کی دلیل پیش کردہ سے استخفاف کرنا بالاتفاق کفر ہے کیونکہ اس دلیل پر ٹھٹھا مارنا جو خدا نے قرآن اور رسول کی حقیقت پر پیش کی ہے مستلزم تکذیب کتاب اللہ و رسول اللہ ہے اور وہ صریح کفر ہے۔ مگر ان لوگوں پر کیا افسوس کیا جائے شائد ان لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ پر افترا کرنا جائز ہے اور ایک بدظن کہہ سکتا ہے کہ شائد یہ تمام اصرار حافظ محمد یوسف صاحب کا اور ان کا ہر مجلس میں بار بار یہ کہنا کہ ایک انسان تینیس برس تک خدا تعالیٰ پر افترا کر کے ہلاک نہیں ہوتا اس کا یہی باعث ہو کہ انہوں نے نعوذ باللہ چند افترا خدا تعالیٰ پر کئے ہوں اور کہا ہو کہ مجھے یہ خواب آئی یا مجھے یہ الہام ہوا اور پھر اب تک ہلاک نہ ہوئے تو دل میں یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا اپنے رسول کریم کی نسبت یہ فرمانا کہ اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اُس کی رگ جان کاٹ دیتے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اور خیال کیا کہ ہماری رگ جان خدا نے کیوں نہ کاٹ دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت رسولوں اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے جو کروڑ ہا انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور جن کے افترا سے دنیا تباہ ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اُس کو یہ عزت دے

☆ ہمیں حافظ صاحب کی ذات پر ہرگز یہ اُمید نہیں کہ نعوذ باللہ کبھی انہوں نے خدا پر افترا کیا ہو اور پھر کوئی سزا نہ پانے کی وجہ سے یہ عقیدہ ہو گیا ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ خدا پر افترا کرنا پلید طبع لوگوں کا

کام ہے اور آخر وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ منہ

کہ تُو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں۔ کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اس مفتر یا نہ عادت پر برابر تینیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں۔ مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں اور سنا ہے کہ اب ان سے وہ انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثیل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے <sup>☆</sup> کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا جیسا کہ ان کے بھائی محمد یعقوب نے اب بھی صاف گواہی دے دی ہے کہ ایک خواب کی تعبیر میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے فرمایا تھا کہ وہ نُور جو دنیا کو روشن کرے گا

☆ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ نہ صرف میں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب ازالہ اوہام میں ان کی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کریں گے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ حافظ صاحب بھی بار بار ان دونوں قصوں کو بیان کرتے تھے۔ اور ہنوز وہ ایسے پیر فرقت نہیں ہوئے تا یہ خیال کیا جائے کہ پیرانہ سالی کے تقاضا سے قوت حافظ جاتی رہی اور آٹھ سال سے زیادہ مدت ہو گئی جب میں حافظ صاحب کی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کے مذکورہ بالا کشف کو از الہ اوہام میں شائع کر چکا ہوں۔ کیا کوئی عقلمندانہ سکتا ہے کہ میں ایک جھوٹی بات اپنی طرف سے لکھ دیتا اور حافظ صاحب اس کتاب کو پڑھ کر پھر خاموش رہتے۔ کچھ عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصلحت سے عمداً گواہی کو چھپاتے ہیں اور نیک نیتی سے ارادہ رکھتے ہیں کہ کسی اور موقع پر اس گواہی کو ظاہر کر دوں گا مگر زندگی کتنے روز ہے۔ اب بھی اظہار کا وقت ہے انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیر دے۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو طیار ہیں اور اسی میں بہت سادہ اُن کی عمر کا گذر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خواہیں بھی سُناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا مگر کیوں پھر دنیا کی طرف جھک گئے۔ لیکن ہم اب تک اس بات سے نومید نہیں ہیں کہ خدا ان کی آنکھیں کھولے اور یہ امید باقی ہے جب تک کہ وہ اسی حالت میں فوت نہ ہو جائیں۔

اور یاد رہے کہ خاص موجب اس اشتہار کے شائع کرنے کا وہی ہیں کیونکہ ان دنوں میں سب سے پہلے اُنہی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کی یہ دلیل کہ ”اگر یہ نبی جھوٹے طور پر وحی کا دعویٰ کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا“ یہ کچھ چیز نہیں ہے بلکہ بہتیرے ایسے مفتری دنیا میں پائے جاتے ہیں جنہوں نے تینیس برس

سے بھی زیادہ مدت تک نبوت یا رسالت یا مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے خدا پر افترا کیا اور اب تک زندہ موجود ہیں۔ حافظ صاحب کا یہ قول ایسا ہے کہ کوئی مومن اس کی برداشت نہیں کرے گا۔ مگر وہی جس کے دل پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا خدا کا کلام جھوٹا ہے؟

ومن اظلم من الذی کذب کتاب اللہ۔ اَلَا اِنْ قَوْلَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَلَا اِنْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْمُکَذِّبِیْنَ۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ اُس نے مجملہ اور نشانوں کے یہ نشان بھی میرے لئے دکھلایا کہ میرے وحی اللہ پانے کے دن سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں سے برابر کئے جب سے کہ دنیا شروع ہوئی ایک انسان بھی بطور نظیر نہیں ملے گا جس نے ہمارے سید و سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تینیس برس پائے ہوں اور پھر وحی اللہ کے دعوے میں جھوٹا ہو یہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص عزت دی ہے جو اُن کے زمانہ نبوت کو بھی سچائی کا معیار ٹھہرا دیا ہے۔ پس اے مومنو! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تینیس برس کا عرصہ گزر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعویٰ کرتا رہا اور وہ دعویٰ اس کی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اللہ پانے کی مدت اُس شخص کو مل سکے جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے ہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ درحقیقت اس شخص نے وحی اللہ پانے کے دعوے میں تینیس برس کی مدت حاصل کر لی اور اس مدت میں اخیر تک کبھی خاموش نہیں رہا اور نہ اس دعوے سے دست بردار ہوا۔ سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تینیس برس کی مدت دی گئی ہے۔ اور تینیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔ اس کے ثبوت کے لئے اول

میں براہین احمدیہ کے وہ مکالمات الہیہ لکھتا ہوں جو اکیس برس سے براہین احمدیہ میں چھپ کر شائع ہوئے اور سات آٹھ برس پہلے زبانی طور پر شائع ہوتے رہے جن کی گواہی خود براہین احمدیہ سے ثابت ہے اور پھر اس کے بعد چند وہ مکالمات الہیہ لکھوں گا جو براہین احمدیہ کے بعد وقتاً فوقتاً دوسری کتابوں کے ذریعہ سے شائع ہوتے رہے سو براہین احمدیہ میں یہ کلمات اللہ درج ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پرنازل ہوئے اور میں صرف نمونہ کے طور پر اختصار کر کے لکھتا ہوں مفصل دیکھنے کے لئے براہین موجود ہے۔

## وہ مکالمات الہیہ جن سے مجھے مشرف کیا گیا اور براہین احمدیہ میں درج ہیں

بشریٰ لک احمدی. انت مرادی ومعی. غرست لک قدرتی  
بیدی - سرک سرّی. انت وجیہ فی حضرتی. اختر تک ل نفسی انت  
منی بمنزلة تو حیدی و تفریدی. فحان ان تعان و تعرف بین الناس. یا  
احمد فاضت الرحمة علی شفتیک. بورکت یا احمد. وکان ما بارک  
اللہ فیک حقّافیک. الرّحمن علّم القرآن لتنذر قومًا ما انذر آباؤهم  
ولتستبین سبیل المجرمین. قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین. قل ان کنتم  
تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه. ویمکرون ویمکر اللّٰه واللّٰه خیر  
الماکرین. وما کان اللّٰه لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب. وان  
علیک رحمته فی الدنیا والدین. وانک الیوم لدینا مکین امین.  
وانک من المنصورین - وانت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق. وما ارسلناک  
الارحمة للعالمین. یا احمد اسکن انت و زوجک الجنّة. یا آدم اسکن



انت وزوجك الجنة. هذا من رحمة ربك ليكون آية للمؤمنين. اردت ان استخلف فخلقت آدم ليقيم الشريعة ويحيى الدين. جرى الله في حلل الانبياء- وجيه في الدنيا والآخرة ومن المقربين. كنت كنزاً مخفياً فاحببت ان اعرف ولنجعل آية للناس ورحمة منا وكان امراً مقضياً. يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى مطهرك من الذين كفروا- وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة. ثلة من الاولين وثلة من الاخرين. يخوفونك من دونه. يعصمك الله من عنده ولولم يعصمك الناس. وكان ربك قديراً. يحمذك الله من عرشه. نحمدك ونصلى. وانا كفيناك المستهزئين. وقالوا ان هو الا افك افتري. وما سمعنا بهذا فى آباءنا الاولين. ولقد كرمنا بنى آدم وفضلنا بعضهم على بعض. كذلك لتكون آية للمؤمنين. ووجدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا. قل عندى شهادة من الله فهل انتم مومنون. قل عندى شهادة من الله فهل انتم مسلمون. وقالوا انى لك هذا ان هذا الا سحر يوتروا ان يروا آية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر. كتب الله لاغلبن انا ورسلى. والله غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون. هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله لا مبدل لكلمات الله. والذين آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون. ولا تخاطبنى فى الذين ظلموا انهم مغرقون. وان يتخذونك الالهزوا أهذا الذى بعث الله. وينظرون اليك وهم لا يبصرون. واذ يمكر بك الذى كفر. او قدلى يا هامان لعلى اطلع على اله موسى وانى لاطنه من الكاذبين. تبّت يدا ابى لهب وتب ما كان له ان يدخل فيها الا خائفاً.

وما اصابک فمن اللّٰه . الفتنة هل هنا فاصبر كما صبر اولوا العزم . الا انها فتنة من اللّٰه ليحبّ حبًّا جمًّا . حبًّا من اللّٰه العزيز الاكرم . عطاءً غير مجذوذ . وفي اللّٰه اجرک . ويرضى عنک ربّک ويتم اسمک . وعسى ان تحبّوا شيئاً وهو شرٌّ لکم وعسى ان تکرهوا شيئاً وهو خير لکم واللّٰه يعلم وانتم لا تعلمون . ☆

ترجمہ:- اے میرے احمد تجھے بشارت ہو۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ اور تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے چنا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آگیا ہے کہ تو مدد دیا جائے اور لوگوں میں تیرے نام کی شہرت دی جائے۔ اے احمد! تیرے لبوں میں نعمت یعنی حقائق اور معارف جاری ہیں۔ اے احمد! تو برکت دیا گیا اور یہ برکت تیرا ہی حق تھا خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی قرآن کے ان معنوں پر اطلاع دی جن کو لوگ بھول گئے تھے تاکہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے بے خبر گذر گئے اور تاکہ مجرموں پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ ان کو کہہ دے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی وحی اور حکم سے یہ سب باتیں کہتا ہوں اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو

☆ اس قدر الہامات ہم نے براہین احمدیہ سے بطور اختصار لکھے ہیں۔ اور چونکہ کئی دفعہ کئی ترتیبوں کے رنگ میں یہ الہامات ہو چکے ہیں۔ اس لئے فقرات جوڑنے میں ایک خاص ترتیب کا لحاظ نہیں ہر ایک ترتیب فہم ملہم کے مطابق الہامی ہے۔ منہ

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے☆ اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں کرے گا کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے اور تو آج ہماری نظر میں صاحب مرتبہ ہے اور ان میں سے ہے جن کو مدد دی جاتی ہے۔ اور مجھ سے تو وہ مقام اور مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔ اے احمد! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ اے آدم! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو یعنی ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی

☆ یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اُس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو سو جیسا کہ میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا اور ہر یک جگہ جو میرا نام جائے گا تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔ منہ

ہے یا تیرا دوست ہے نجات پائے گا اور اس کو بہشتی زندگی ملے گی اور آخر بہشت میں داخل ہوگا اور پھر فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ زمین پر اپنا جانشین پیدا کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ یہ آدم شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کر دے گا۔ یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے لباس میں۔ دنیا اور آخرت میں وجیہ اور خدا کے مقربوں میں سے۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اور ہم اس اپنے بندہ کو اپنا ایک نشان بنائیں گے اور اپنی رحمت کا ایک نمونہ کریں گے۔ اور ابتدا سے یہی مقدر تھا۔ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی طور پر وفات دوں گا یعنی تیرے مخالف تیرے قتل پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ یعنی دلائل واضحہ سے اور کھلے کھلے نشانوں سے ثابت کر دوں گا کہ تو میرے مقربوں میں سے ہے اور ان تمام الزاموں سے تجھے پاک کروں گا جو تیرے پر منکر لوگ لگاتے ہیں اور وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے تیرے پیرو ہوں گے میں اُن کو اُن دوسرے گروہ پر قیامت تک غلبہ اور فوقیت دوں گا جو تیرے مخالف ہوں گے۔ تیرے تابعین کا ایک گروہ پہلوں میں سے ہوگا اور ایک گروہ پچھلوں میں سے۔ لوگ تجھے اپنی شرارتوں سے ڈرائیں گے پر خدا تجھے دشمنوں کی شرارت سے آپ بچائے گا گو لوگ نہ بچاویں اور تیرا خدا قادر ہے۔ وہ عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ یعنی لوگ جو گالیاں نکالتے ہیں اُن کے مقابل پر خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ اور جو ٹھٹھا کرنے والے ہیں اُن کے لئے ہم اکیلے کافی ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو جھوٹا افترا ہے جو اس شخص نے کیا۔ ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسا نہیں سنا۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کسی کو کوئی مرتبہ دینا خدا پر مشکل نہیں۔ ہم نے انسانوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ پس اسی طرح اس شخص کو یہ مرتبہ عطا فرمایا تاکہ مومنوں کے لئے نشان ہو مگر خدا کے نشانوں سے ان لوگوں نے انکار کیا۔ دل

تو مان گئے مگر یہ انکا تکبر اور ظلم کی وجہ سے تھا۔ ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے پس کیا تم مانتے نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے۔ پس کیا تم قبول نہیں کرتے۔ اور جب نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک معمولی امر ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے (واضح ہو کہ آخری فقرہ اس الہام کا وہ آیت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جب کفار نے شق القمر دیکھا تھا تو یہی عذر پیش کیا تھا کہ یہ ایک کسوف کی قسم ہے ہمیشہ ہوا کرتا ہے کوئی نشان نہیں۔ اب اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اس کسوف خسوف کی طرف اشارہ فرمایا جو اس پیشگوئی سے کئی سال بعد میں وقوع میں آیا جو کہ مہدی معہود کے لئے قرآن شریف اور حدیث دارقطنی میں بطور نشان مندرج تھا اور یہ بھی فرمایا کہ اس کسوف خسوف کو دیکھ کر منکر لوگ یہی کہیں گے کہ یہ کچھ نشان نہیں یہ ایک معمولی بات ہے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں اس کسوف خسوف کی طرف آیت جَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ<sup>۱</sup> میں اشارہ ہے اور حدیث میں اس کسوف خسوف کے بارے میں امام باقر کی روایت ہے جس کے یہ لفظ ہیں کہ ان لمہدینا آیتین اور عجیب تر بات یہ کہ براہین احمدیہ میں واقعہ کسوف خسوف سے قریباً پندرہ برس پہلے اس واقعہ کی خبر دی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ظہور کے وقت ظالم لوگ اس نشان کو قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے حالانکہ ایسی صورت جب سے کہ دنیا ہوئی کبھی پیش نہیں آئی کہ کوئی مہدی کا دعویٰ کرنے والا ہو۔ اور اس کے زمانہ میں کسوف خسوف ایک ہی مہینہ میں یعنی رمضان میں ہو۔ اور یہ فقرہ جو دو مرتبہ فرمایا گیا کہ قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ. وَقُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔

اس میں ایک شہادت سے مراد کسوف شمس ہے اور دوسری شہادت سے مراد خسوف قمر ہے۔) اور پھر فرمایا کہ خدا نے قدیم سے لکھ رکھا ہے یعنی مقرر کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے۔ یعنی گو کسی قسم کا مقابلہ آپڑے جو لوگ خدا کی طرف سے ہیں وہ مغلوب نہیں ہوں گے اور خدا اپنے ارادوں پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو بدل دے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان کو ہر ایک بلا سے امن ہے اور وہی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ کلام نہ کرو تو ایک غرق شدہ قوم ہے اور تجھے ان لوگوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ کیا یہی ہے جو خدا نے مبعوث فرمایا۔ اور تیری طرف دیکھتے ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا۔ اور یاد کرو وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص سراسر مکر سے تکفیر کا فتویٰ دے گا۔ (یہ ایک پیشگوئی ہے جس میں ایک بد قسمت مولوی کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ ایک زمانہ آتا ہے جب کہ وہ مسیح موعود کی نسبت تکفیر کا کاغذ تیار کرے گا) اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے بزرگ ہامان کو کہے گا کہ اس تکفیر کی بنیاد تو ڈال کہ تیرا اثر لوگوں پر بہت ہے اور تو اپنے فتویٰ سے سب کو افر و خیز کر سکتا ہے۔ سو تو سب سے پہلے اس کفر نامہ پر مہر لگا تا سب علماء بھڑک اٹھیں اور تیری مہر کو دیکھ کر وہ بھی مہریں لگا دیں اور تا کہ میں دیکھوں کہ خدا اس شخص کے ساتھ ہے یا نہیں۔ کیونکہ میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں (تب اس نے مہر لگا دی) ابولہب ہلاک ہو گیا اور اس کے

دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے۔ (ایک وہ ہاتھ جس کے ساتھ تکفیر نامہ کو پکڑا۔ اور دوسرا وہ ہاتھ جس کے ساتھ مہر لگائی یا تکفیر نامہ لکھا) اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس کام میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور جو تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے جب وہ ہامان تکفیر نامہ پر مہر لگا دے گا تو بڑا فتنہ برپا ہوگا پس تو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا (یہ اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ اُن پر بھی یہود کے پلید طبع مولویوں نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا اور اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ یہ تکفیر اس لئے ہوگی کہ تا اس امر میں بھی حضرت عیسیٰ سے مشابہت پیدا ہو جائے۔ اور اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتاء لکھنے والے کا نام فرعون رکھا

☆ اس کلام الہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر یک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر یک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔ منہ

اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اول فتویٰ دیا ہامان۔ پس تعجب نہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ ہامان اپنے کفر پر مرے گا لیکن فرعون کسی وقت جب خدا کا ارادہ ہو کہے گا اٰمَنْتُ اِنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنْتُ بِهٖ بَنُوۡا السَّرٰٓءِیۡلَ اور پھر فرمایا کہ یہ فتنہ خدا کی طرف سے فتنہ ہوگا تا وہ تجھ سے بہت محبت کرے جو دائی محبت ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی اور خدا میں تیرا اجر ہے خدا تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کرے گا۔ بہت ایسی باتیں ہیں کہ تم چاہتے ہو مگر وہ تمہارے لئے اچھی نہیں۔ اور بہت ایسی باتیں ہیں کہ تم نہیں چاہتے اور وہ تمہارے لئے اچھی ہیں اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تکلیف ضروری تھی اور اس میں خدا کی حکمت تھی مگر افسوس ان پر جن کے ذریعہ سے یہ حکمت اور مصلحت الہی پوری ہوئی اگر وہ پیدا نہ ہوتے تو اچھا تھا۔

اس قدر الہام تو ہم نے بطور نمونہ کے براہین احمدیہ میں سے لکھے ہیں لیکن اس اکیس برس کے عرصہ میں براہین احمدیہ سے لے کر آج تک میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعوے کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں اور وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں اور ان سب میں میری مسلسل طور پر یہ عادت رہی ہے کہ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں۔ اس صورت میں ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ ایک مدت دراز کا زمانہ ابتدائے دعویٰ مامور من اللہ ہونے سے آج تک کیسی شہ روزی سرگرمی سے گزرا ہے اور خدا نے نہ صرف اس وقت تک مجھے زندگی بخشی بلکہ ان تالیفات کے لئے صحت بخشی مال عطا کیا وقت عنایت فرمایا۔ اور الہامات میں خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت نہیں کہ صرف معمولی مکالمہ الہیہ ہو بلکہ اکثر الہامات میرے پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کے بد ارادوں کا اُن میں جواب ہے۔ مثلاً چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا اس لئے پہلے ہی سے اُس نے



﴿۳۰﴾

مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ثمانین حولا او قریباً من ذالک او تزیید علیہ سنینا  
 وترى نسلًا بعيدًا یعنی تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر  
 عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریباً پینتیس<sup>۳۵</sup> برس سے ہو چکا ہے اور  
 لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے  
 کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح مجبور اور مخدول رہے اور زمین پر اس کی قبولیت پیدا نہ ہوتا یہ نتیجہ نکال  
 سکیں کہ وہ قبولیت جو صادقین کے لئے شرط ہے اور ان کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس  
 شخص کو نہیں دی گئی لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرمادیا۔ ینصرک رجال نوحی  
 الیہم من السماء یأتون من کل فج عمیق . والملوک یتبرکون بشیابک . اذا  
 جاء نصر اللہ والفتح . وانتہی امر الزمان الینا الیس هذا بالحق - یعنی تیری مدد  
 وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا۔ وہ دُور دُور کی راہوں  
 سے تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جب ہماری  
 مدد اور فتح آجائے گی تب مخالفین کو کہا جائے گا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار۔  
 ☆

☆ ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام  
 اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا  
 اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے  
 تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔ اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت  
 خاص کر یہ بھی الہام ہوا۔ تسنزل الرحمة علی ثلث العین وعلی الاخریین یعنی رحمت  
 تین عضووں پر نازل ہوگی ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی اور  
 نزول السماء وغیرہ سے جس سے نورِ بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں

ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائے تا نادانوں کی نظر میں یہ بھی ایک نشان ہو لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں خبر دے دی کہ ینقطع آباءک ویبده منک یعنی تیرے بزرگوں کی پہلی نسلیں منقطع ہو جائیں گی اور ان کے ذکر کا نام و نشان نہ رہے گا اور خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالے گا۔ اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی۔ اسی مناسبت سے خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا سلام علی ابراہیم صافیناہ ونجیناہ من الغم واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ۔ قل رب لا تذرني فردا وانت خير الوارثین۔ یعنی سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی۔ اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ۔ اور پھر فرمایا کہہ اے میرے خدا! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے۔ اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیم کی طرح کثرت نسل کرے گا اور بہتیرے اس نسل سے برکت پائیں گے اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی

﴿۳۱﴾

جن کی خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی اُن پر بھی یہی رحمت نازل ہوگی اور اُن کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئے گا۔ اب بولو تم نے دنیا میں کس کذاب کو دیکھا کہ اپنی عمر بتلاتا ہے۔ اپنی صحت بصری اور دوسرے دو اعضائے صحت کا اخیر عمر تک دعویٰ کرتا ہے۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ لوگ قتل کے منصوبے کریں گے اُس نے پہلے سے براہین میں خبر دے دی

يعصمک اللہ ولو لم يعصمک الناس۔ منہ

عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجلاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت وَمُبَشِّرًا بِرُسُولِي يَا قَوْمِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ<sup>۱</sup> میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلانے گا۔ ایسا ہی یہ آیت وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى<sup>۲</sup> اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیر ہوگا۔

اب ہم بطور نمونہ چند الہامات دوسری کتابوں میں سے لکھتے ہیں چنانچہ ازالہ اوہام میں صفحہ ۶۳۴ سے اخیر تک اور نیز دوسری کتابوں میں یہ الہام ہیں:-  
جعلناک المسیح ابن مریم۔ ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ یہ کہیں گے کہ ہم نے پہلوں سے ایسا نہیں سنا۔ سو تو ان کو جواب دے کہ تمہارے معلومات وسیع نہیں تم ظاہر لفظ اور ابہام پر قانع ہو۔ اور پھر ایک اور الہام ہے اور وہ یہ ہے الحمد للہ الذی

☆ یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جلّ شانہ کے مظہر اتم ہیں لہذا خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ<sup>۳</sup> یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ<sup>۴</sup> اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں اس لئے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْعُونَ بِهَمَّ<sup>۵</sup>۔ منہ

جعلک المسیح ابن مریم. انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقته. کمثلک درّ لا یضاع۔ یعنی خدا کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اور پھر فرمایا لنحییٰنک حیوۃ طیبة ثمانین حولاً او قریباً من ذالک. و تری نسلًا بعیدا مظهر الحق والعلاء. کَانَ اللّٰهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ یعنی ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے۔ اسی برس یا اس کے قریب قریب یعنی دو چار برس کم یا زیادہ اور تو ایک دور کی نسل دیکھے گا۔ بلندی اور غلبہ کا مظہر۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ اور پھر فرمایا یساتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی. ما انت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبہ. الفوق معک والتحت مع اعدائک۔ یعنی نبیوں کا چاند چڑھے گا اور تو کامیاب ہو جائے گا۔ تو ایسا نہیں کہ شیطان کو چھوڑ دے قبل اس کے کہ اُس پر غالب ہو۔ اور اوپر رہنا تیرے حصّہ میں ہے اور نیچے رہنا تیرے دشمنوں کے حصّہ میں۔ اور پھر فرمایا۔ انی مہین من اراد اهان تک۔ وما کان اللّٰهُ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب. سبحان اللّٰهُ انت وقارہ۔ فکیف یترکک۔ انی انا اللّٰهُ فاخترنی۔ قل رب انی اخترتک علی کل شیء۔ ترجمہ:- میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے اور میں اس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کرتا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے اور تو اس کا وقار ہے پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ میں ہی خدا ہوں تو سراسر میرے لئے ہو جا۔ تو کہہ اے میرے رب میں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کیا۔ اور پھر فرمایا سيقول العدو لست مرسلًا. سنأخذہ من مارن او خرطوم. وانا من الظالمین منتقمون. انی مع الافواج آتیک بغتہ۔

یوم بعض الظالم علی یدیه یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا. و قالوا سیقلب الامر وما كانوا علی الغیب مطّلعین. انا انزلناک و کان اللہ قدیرا۔ یعنی دشمن کہے گا کہ تو خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ ہم اس کو ناک سے پکڑیں گے۔ یعنی دلائل قاطعہ سے اس کا دم بند کر دیں گے۔ اور ہم جزا کے دن ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تیرے پاس ناگہانی طور پر آؤں گا۔ یعنی جس گھڑی تیری مدد کی جائے گی اُس گھڑی کا تجھے علم نہیں۔ اور اُس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کاش میں اس خدا کے بھیجے ہوئے سے مخالفت نہ کرتا اور اس کے ساتھ رہتا اور کہتے ہیں کہ یہ جماعت متفرق ہو جائے گی اور بات بگڑ جائے گی حالانکہ ان کو غیب کا علم نہیں دیا گیا۔ تو ہماری طرف سے ایک برہان ہے اور خدا قادر تھا کہ ضرورت کے وقت میں اپنی برہان ظاہر کرتا۔ اور پھر فرمایا انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر۔ وجعلوا یشہدون علیہ و یسیلون کماء منہم۔ ان حبیبی قریب مستتر۔ یأتیک نصرتی انی انا الرحمن۔ انت قابل یاتیک و ابل۔ انی حاشر کل قوم یا تو نیک جنبا۔ و انی انور مکانک۔ تنزیل من اللہ العزیز الرحیم۔ بلجت آیاتی۔ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ انت مدینۃ العلم۔ طیب مقبول الرحمن۔ و انت اسمی الاعلیٰ۔ بشریٰ لک فی ہذہ الایام۔ انت منی یا ابراہیم۔ انت القائم علی نفسہ مظهر الحیّ و انت منی مبدء الامر۔ انت من مائنا و ہم من فشل، ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیہزم الجمع و یولون الدبر۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب۔ انذر قومک و قل انی نذیر مبین۔ انا اخر جننا لک زروعا یا ابراہیم۔ قالوا لنہلکنک قال لا خوف علیکم لا غلبن انا

و رسلی. وانی مع الافواج اتیک بغتة. وانی اموج موج البحر. ان فضل اللہ لات. و لیس لاحد ان یرد ما اتی. قل ای وربی انه لحق لا یتبدل ولا یخفی. وینزل ما تعجب منه وحی من رب السموات العلی. لا اله الا هو یعلم کل شیء و یرى. ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم یحسنون الحسنی. تَفْتَحْ لَهُم ابواب السماء و لهم بشری فی الحیوة الدنیا. انت تربی فی حجر النبی ☆ و انت تسکن قنن الجبال. وانی معک فی کل حال - ترجمہ:- ہم نے احمد کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ تب لوگوں نے کہا کہ یہ کذاب ہے۔ اور انہوں نے اس پر گواہیاں دیں اور سیلاب کی طرح اس پر گرے۔ اس نے کہا کہ میرا دوست قریب ہے مگر پوشیدہ۔ تجھے میری مدد آئے گی میں رحمان ہوں۔ تو قابلیت رکھتا ہے اس لئے تو ایک بزرگ بارش کو پائے گا۔ میں ہر ایک قوم میں سے گروہ کے گروہ تیری طرف بھیجوں گا۔ میں نے تیرے مکان کو روشن کیا۔ یہ اس خدا کا کلام ہے جو عزیز اور رحیم ہے اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہم جانیں کہ یہ خدا کا کلام ہے تو ان کے لئے یہ علامت ہے کہ یہ کلام نشانوں کے ساتھ اترتا ہے اور خدا ہرگز کافروں کو یہ موقع نہیں دے گا کہ مومنوں پر کوئی واقعی اعتراض کر سکیں۔ تو علم کا شہر ہے طیب اور خدا کا مقبول۔

☆ بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے اس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارک الذی من علم و تعلم یعنی بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا یعنی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے جس نے اس سے تعلیم پائی تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں چاہیے تا مناسبت ضائع نہ ہو۔ منہ

﴿۳۵﴾

اور تو میرا سب سے بڑا نام ہے تجھے ان دنوں میں خوشخبری ہو۔ اے ابراہیم! تو مجھ سے ہے۔ تو خدا کے نفس پر قائم ہے زندہ خدا کا مظہر اور تو مجھ سے امر مقصود کا مبداء ہے۔ اور تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فשל سے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بڑی جماعت ہیں انتقام لینے والے۔ یہ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ وہ خدا قابل تعریف ہے جس نے تجھے دامادی اور آبائی عزت بخشی۔ اپنی قوم کو ڈرا اور کہہ کہ میں خدا کی طرف سے ڈرانے والا ہوں۔ ہم نے کئی کھیت تیرے لئے تیار کر رکھے ہیں اے ابراہیم! اور لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہلاک کریں گے مگر خدا نے اپنے بندہ کو کہا کہ کچھ خوف کی جگہ نہیں۔ میں اور میرے رسول غالب ہوں گے۔ اور میں اپنی فوجوں کے ساتھ عنقریب آؤں گا۔ میں سمندر کی طرح موجزنی کروں گا۔ خدا کا فضل آنے والا ہے اور کوئی نہیں جو اس کو روڈ کر سکے۔ اور کہہ خدا کی قسم یہ بات سچ ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوگی اور نہ وہ چھپی رہے گی اور وہ امر نازل ہوگا جس سے تو تعجب کرے گا۔ یہ خدا کی وحی ہے جو اونچے آسمانوں کا بنانے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہ خدا اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور نیکی کو نیک طور پر ادا کرتے ہیں اور اپنے نیک عملوں کو خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ وہی ہیں جن کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور دنیا کی زندگی میں بھی ان کو بشارتیں ہیں تو نبی کی کنار عاطفت میں پرورش پارہا ہے۔ اور میں ہر حال میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور پھر فرمایا: -وقالوا ان هذا الا اختلاق. ان هذا الرجل يجوح الدين. قل جاء الحق وزهق الباطل. قل لو كان الامر من عند غير الله لوجدتم فيه اختلافا كثيرا. هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق وتهذيب الاخلاق. قل ان افتريته فعلى اجرامى. ومن اظلم

ممن افترى على الله كذبا. تنزيل من الله العزيز الرحيم. لتنذر قومًا ما انذر  
آباءهم ولتدعو قومًا آخرين. عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم  
مودةً. يخرون على الاذقان سجدا ربنا اغفر لنا انا كنا خاطئين. لا تشرب  
عليكم اليوم يغفر الله لكم و هو ارحم الراحمين. انى انا الله فاعبدنى ولا  
تنسانى واجتهد ان تصلنى واسئل ربك وكن سئولا. الله ولىّ حنان. علم  
القران. فباي حديث بعده تحكمون. نزلنا على هذا العبد رحمة. وما ينطق  
عن الهوى. ان هو الا وحى يوحى. دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى.  
ذرنى والمكذبين. انى مع الرسول اقوم. ان يومى لفصل عظيم. وانك على  
صراط مستقيم. وانا نرينك بعض الذى نعدهم اونتوفينك. وانى رافعك  
الى. وياتيك نصرتى. انى انا الله ذو السلطان. ترجمہ:- اور کہتے ہیں کہ یہ  
بناوٹ ہے اور یہ شخص دین کی بیخ کنی کرتا ہے۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ کہہ اگر یہ  
امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام  
سے اس کے لئے کوئی تائید نہ ملتی۔ اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف  
ہوتی اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ  
ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو پایا جاتا ہے یہ ہرگز  
نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے  
کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت  
اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افتر کیا ہے تو



میرے پر اس کا جرم ہے یعنی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور اس شخص سے زیادہ تر ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحیم ہے تا تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا دوسری قوموں کو دعوت دین کرے۔

☆

عنقریب ہے کہ خداتم میں اور تمہارے دشمنوں میں دوستی کر دے گا۔ اور تیرا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اس روز وہ لوگ سجدہ میں گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ خدا معاف کرے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں خدا ہوں میری پرستش کر اور میرے تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتا رہ۔ اپنے خدا سے مانگتا رہ اور بہت مانگنے والا ہو۔ خدا دوست اور مہربان ہے اُس نے قرآن سکھلایا۔ پس تم قرآن کو چھوڑ کر کس حدیث پر چلو گے۔ ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کیلئے جھکا اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آ گیا۔ اوپر خدا اور نیچے مخلوق۔ مکذبین کے لئے مجھ کو چھوڑ دے میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے اور تو سیدھی راہ پر ہے اور جو کچھ ہم ان کے لئے وعدے کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ تیری زندگی میں تجھ کو دکھلا دیں اور یا تجھ کو وفات دیدیں اور بعد میں وہ وعدے پورے کریں۔ اور میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی تیرا رفع الی اللہ دنیا پر ثابت کر دوں گا اور میری مدد تجھے پہنچے گی میں ہوں وہ خدا جس کے نشان

☆ یہ تو غیر ممکن ہے کہ تمام لوگ مان لیں کیونکہ بموجب آیت وَ لِيَذِكَّ خَلْقَهُمْ ۗ اور بموجب آیت كَرِيْمٌ وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۗ

سب کا ایمان لانا خلاف نص صریح ہے پس اس جگہ سعید لوگ مراد ہیں۔ منہ

دلوں پر تسلط کرتے ہیں اور ان کو قبضہ میں لے آتے ہیں۔

ان الہامات کے سلسلہ میں بعض اردو الہام بھی ہیں جن میں سے کسی قدر ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب۔ لک خطاب العزّة۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا (عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزت کا خطاب دیں گے اور یہ تب ہوگا جب ایک نشان ظاہر ہوگا) اور پھر فرمایا: خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ میں اپنی چکار دکھاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں نے تیری مدد کی۔ آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔

☆ خذوا الرفق الرفق فان الرفق رأس الخيرات۔ نرمی کرو۔ نرمی کرو

﴿۳۸﴾

☆ اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں وہ ان کی کنیز کیس نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دعا باز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُ وَهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی کرو۔ اور حدیث میں ہے خیر کم خیر کم باہلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سوروحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دُعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندہ برتن کی طرح جلد مت توڑو۔ منہ

کہ تمام نیکیوں کا سرزمی ہے (اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا تھا اس پر حکم ہوا کہ اس قدر سخت گوئی نہیں چاہئے۔ حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے مابجگم ضرورت و بقدر ضرورت نہ یہ کہ سخت گوئی طبیعت پر غالب آجائے) خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اگر مسیح ناصری کی طرف دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جگہ اس سے برکات کم نہیں ہیں۔ اور مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے (یہ فقرہ بطور حکایت میری طرف سے خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے) اور پھر فرمایا۔ لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا۔ شیر خدا نے فتح پائی۔ اور پھر فرمایا بجز ام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلندتر محکم افتاد۔ <sup>☆</sup> پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ و روشن شد نشانہائے من۔ بڑا مبارک وہ دن ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا سے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ آمین۔

☆ اس فقرہ سے مراد کہ محمدیوں کا پیر اُونچے منار پر جا پڑا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں جو آخر الزمان کے مسیح موعود کے لئے تھیں جس کی نسبت یہود کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا اور عیسائیوں کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا مگر وہ مسلمانوں میں سے پیدا ہوا۔ اس لئے بلند مینار عزت کا محمدیوں کے حصہ میں آیا اور اس جگہ محمدی کہا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اب تک صرف ظاہری قوت اور شوکتِ اسلام دیکھ رہے تھے جس کا اسم محمدؐ مظہر ہے اب وہ لوگ بکثرت آسمانی نشان پائیں گے جو اسم احمدؐ کے مظہر کو لازم حال ہے کیونکہ اسم احمدؐ انکسار اور فروتنی اور کمال درجہ کی محویت کو چاہتا ہے جو لازم حال حقیقت احمدیت اور حامدیت اور عاشقیت اور محبیت ہے اور حامدیت اور عاشقیت کے لازم حال صدور آیات تائید یہ ہے۔ منہ

## اربعین نمبر

اربعین نمبر ۳ میں گوہم دلائل بیسنہ سے لکھ چکے ہیں کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر تاہم پھر دوبارہ ہم عقلمندوں کو یاد دلاتے ہیں کہ حق یہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقابل پر کسی مخالف مولوی کی بات کو مان کر ہلاکت کی راہ اختیار کر لیں۔ اور لازم ہے کہ قرآن شریف کی دلیل کو بنظر تحقیر دیکھنے سے خدا سے ڈریں۔ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا<sup>۱</sup> کو بطور لغو نہیں لکھا جس سے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ اور خدا تعالیٰ ہر ایک لغو کام سے پاک ہے۔ پس جس حالت میں اس حکیم نے اس آیت کو اور ایسا ہی اُس دوسری آیت کو جس کے یہ الفاظ ہیں۔ اِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمٰتِ<sup>۲</sup> محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔ ورنہ یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا اور کوئی ذریعہ اس کے سمجھنے کا قائم نہیں ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کر کے اور جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کر کے تینیس برس تک زندگی پالے اور ہلاک نہ ہو تو بلاشبہ ایک منکر کے لئے حق پیدا ہو جائے گا کہ

☆ یعنی اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پر کچھ جھوٹ باندھتا تو ہم اس کو زندگی اور موت سے دوچند عذاب چکھاتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نہایت سخت عذاب سے ہلاک کرتے۔ منہ

وہ یہ اعتراض پیش کرے کہ جبکہ اس دروغگو نے جس کا دروغگو ہونا تم تسلیم کرتے ہو تب بیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک زندگی پالی اور ہلاک نہ ہو تو ہم کیونکر سمجھیں کہ ایسے کاذب کی مانند تمہارا نبی نہیں تھا۔ ایک کاذب کو بیس برس تک مہلت مل جانا صاف اس بات پر دلیل ہے کہ ہر ایک کاذب کو ایسی مہلت مل سکتی ہے۔ پھر لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا ۭ۱ کا صدق لوگوں پر کیوں کر ظاہر ہوگا؟ اور اس بات پر یقین کرنے کے لئے کون سے دلائل پیدا ہوں گے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افترا کرتے تو ضرور بیس برس کے اندر اندر ہلاک کئے جاتے۔ لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں تو وہ بیس برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا ان کو ہلاک نہیں کرتا۔ یہ تو وہی مثال ہے۔ مثلاً ایک دوکاندار کہے کہ اگر میں اپنے دوکان کے کاروبار میں کچھ خیانت کروں یا ردی چیزیں دوں یا جھوٹ بولوں یا کم وزن کروں تو اسی وقت میرے پر بچلی پڑے گی اس لئے تم لوگ میرے بارے میں بالکل مطمئن رہو اور کچھ شک نہ کرو کہ کبھی میں کوئی ردی چیز دوں گا یا کم وزنی کروں گا یا جھوٹ بولوں گا بلکہ آنکھ بند کر کے میری دوکان سے سود لیا کرو اور کچھ تفتیش نہ کرو تو کیا اس بیہودہ قول سے لوگ تسلی پا جائیں گے۔ اور اس کے اس لغو قول کو اس کی راستبازی پر ایک دلیل سمجھ لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ معاذ اللہ ایسا قول اس شخص کی راستبازی کی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ ایک رنگ میں خلق خدا کو دھوکا دینا اور ان کو غافل کرنا ہے۔ ہاں دو صورت میں یہ دلیل ٹھہر سکتی ہے۔ (۱) ایک یہ کہ چند دفعہ لوگوں کے سامنے یہ اتفاق ہو چکا ہو کہ اس شخص نے اپنی فروختنی اشیاء کے متعلق کچھ جھوٹ بولا ہو یا کم وزن کیا ہو یا کسی اور قسم کی خیانت کی ہو تو اسی وقت اُس پر بچلی پڑی ہو۔ اور نیم مردہ کر دیا ہو۔ اور یہ واقعہ جھوٹ بولنے یا خیانت یا کم وزنی کرنے کا بار بار پیش آیا ہو اور بار بار بچلی پڑی ہو

یہاں تک کہ لوگوں کے دل یقین کر گئے ہوں کہ درحقیقت خیانت اور جھوٹ کے وقت اس شخص پر بجلی کا حملہ ہوتا ہے تو اُس صورت میں یہ قول ضرور بطور دلیل استعمال ہوگا۔ کیونکہ بہت سے لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ جھوٹ بولا اور بجلی گری۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عام لوگوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آوے کہ جو شخص دوکاندار ہو کر اپنی فروختی اشیاء کے متعلق کچھ جھوٹ بولے یا کم وزن کرے یا اور کسی قسم کی خیانت کرے یا کوئی رڈی چیز بیچے تو اس پر بجلی پڑا کرے۔ سواس مثال کو زیر نظر رکھ کر ہر ایک منصف کو کہنا پڑتا ہے کہ خدائے علیم و حکیم کے مُنہ سے لَوْ تَقْوَلْ عَلَيْنَا<sup>۱</sup> کا لفظ نکلنا وہ بھی تبھی ایک برہان قاطع کا کام دے گا کہ جب دو صورتوں میں سے ایک صورت اس میں پائی جائے۔ (۱) اوّل یہ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے کوئی جھوٹ بولا ہو اور خدا نے کوئی سخت سزا دی ہو اور لوگوں کو بطور امور مشہودہ محسوسہ کے معلوم ہو کہ آپ اگر خدا پر افترا کریں تو آپ کو سزا ملے گی جیسا کہ پہلے بھی فلاں فلاں موقعہ پر سزا ملی لیکن اس قسم کے استدلال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود کی طرف راہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا خیال کرنا بھی کفر ہے۔ (۲) دوسرے استدلال کی یہ صورت ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عام قاعدہ ہو کہ جو شخص اُس پر افترا کرے اس کو کوئی لمبی مہلت نہ دی جائے اور جلد تر ہلاک کیا جائے۔ سو یہی استدلال اس جگہ پر صحیح ہے۔ ورنہ لَوْ تَقْوَلْ عَلَيْنَا<sup>۱</sup> کا فقرہ ایک معترض کے نزدیک محض دھوکا دہی اور نعوذ باللہ ایک فضول گو دوکاندار کے قول کے رنگ میں ہوگا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی عزت کرتے ہیں اُن کا کاشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرے گا کہ لَوْ تَقْوَلْ عَلَيْنَا کا فقرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا مہمل ہے جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ

﴿۳﴾

کا ان مخالفوں کو یہ بے ثبوت فقرہ سُننا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانتے اور نہ قرآن شریف کو من جانب اللہ مانتے ہیں محض لغو اور طفل تسلی سے بھی کمتر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ منکر اور معاند اس سے کیا اور کیونکر تسلی پکڑیں گے بلکہ ان کے نزدیک تو یہ صرف ایک دعویٰ ہوگا جس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں۔ ایسا کہنا کس قدر بیہودہ خیال ہے کہ اگر فلاں گناہ میں کروں تو مار جاؤں گو کروڑ ہا دوسرے لوگ ہر روز دنیا میں وہی گناہ کرتے ہیں اور مارے نہیں جاتے۔ اور کیسا یہ مکروہ عذر ہے کہ دوسرے گناہگاروں اور مفتزیوں کو خدا کچھ نہیں کہتا یہ سزا خاص میرے لئے ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ ایسا کہنے والا یہ بھی تو ثبوت نہیں دیتا کہ گذشتہ تجربہ سے مجھے معلوم ہوا ہے اور لوگ دیکھ چکے ہیں کہ اس گناہ پر ضرور مجھے سزا ہوتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کے حکیمانہ کلام کو جو دنیا میں اتمام حجت کے لئے نازل ہوا ہے۔ ایسے بیہودہ طور پر خیال کرنا خدا تعالیٰ کی پاک کلام سے ٹھٹھا اور ہنسی ہے اور قرآن شریف میں صد ہا جگہ اس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتزی علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اسی دنیا میں اس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ایک موقع میں فرماتا ہے کہ قَدْ حَابَّ مَنِ افْتَرَىٰ ۱۔ یعنی مفتزی نامرادرے گا۔ اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اٰظَلَمَ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِآيٰتِہٖ ۲۔ یعنی اس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے یا خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے خدا کے نبیوں کے ظاہر ہونے کے وقت خدا کی کلام کی تکذیب کی خدا نے ان کو زندہ نہیں چھوڑا اور بُرے بُرے عذابوں سے ہلاک کر دیا۔ دیکھو نوح کی قوم اور عاد و ثمود اور لوط کی قوم اور فرعون اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن مکہ والے ان کا کیا انجام ہوا۔ پس جبکہ تکذیب کرنے والے اسی دنیا میں سزا پا چکے تو پھر جو شخص خدا پر

﴿۲﴾

افترا کرتا ہے جس کا نام اس آیت میں پہلے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے وہ کیونکر بچ سکتا ہے کیا خدا کا صادقوں اور کاذبوں سے معاملہ ایک ہو سکتا ہے اور کیا افترا کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں کوئی سزا نہیں مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۱ اور پھر ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ يَلِكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَاِنْ يَلِكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُّكُمْ اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۲ یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائے گا اور اگر سچا ہے تو ضرور ہے کہ کچھ عذاب تم بھی چکھو کیونکہ زیادتی کرنے والے خواہ افترا کریں خواہ تکذیب کریں خدا سے مدد نہیں پائیں گے۔ اب دیکھو اس سے زیادہ تصریح کیا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہوگا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تینیس برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتدا چالیس برس پر ہوتا ہے اور تینیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے۔ اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تینیس برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔ اس بارے میں میرے ایک دوست نے اپنی نیک نیتی سے یہ عذر پیش کیا تھا کہ آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا ۳ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں۔ اس سے کیونکر سمجھا جائے کہ اگر کوئی دوسرا شخص افترا کرے تو وہ بھی ہلاک کیا جائے گا۔ میں نے اس کا یہی جواب دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا یہ قول محل استدلال پر ہے اور منجملہ دلائل صدق نبوت کے یہ بھی



ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تینیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تینیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قسلاً للمؤمنین

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذالک ازکی لهم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تینیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ هَذَا نَفْحُ الصُّحُفِ الْأُولَىٰ۔ صُّحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہو گئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تینیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا قل ان ھدی اللہ ھو الھدی یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت لست تقول علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنی صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد میں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو میں

مناسب سمجھتا ہوں کہ ان نظائر میں سے چند نظیریں اس جگہ لکھ دوں تا پڑھنے والے اس سے فائدہ پکڑیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

## توریت اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں کی جھوٹے نبیوں کی نسبت پیشگوئیاں

توریت میں لکھا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمہیں کوئی نشان اور معجزہ دکھلاوے اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اس نے تمہیں دکھایا بات واقع ہو۔ اور وہ تمہیں کہے آؤ ہم غیر معبودوں کی جنہیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں (یعنی خدا کے سوا کسی اور کا حکم منوانا چاہے یا اپنی ہی پیروی اُن باتوں میں کرانا چاہے جو توریت کے مخالف ہیں) تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھرو۔ کہ خداوند تمہارا خدا تمہیں آزما تا ہے تا دریافت کرے کہ تم خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور ساری جان سے دوست رکھتے ہو کہ نہیں۔ چاہئے کہ تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرو۔ (یعنی اسی کی ہدایتوں کے موافق چلو ﴿۸﴾ دوسرا شخص گو کوئی فلاسفر ہو یا حکیم ہو اس کی بات نہ مانو) اور اس سے ڈرو اور اس کے حکموں کو حفظ کرو۔ اور اس کی بات نہ مانو۔ تم اسی کی بندگی کرو اور اسی سے لپٹے رہو۔ اور وہ نبی یا وہ خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا۔ دیکھو توریت استثنا باب ۱۳ آیت ایک سے پانچ تک۔ اس پیشگوئی کی تشریح یہ ہے کہ جس نبی نے تمہیں خدا کی پیروی سے پھیرنا چاہا اور دوسرے خیالات کا پیرو کرنا چاہا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں وہ ہلاک کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ توریت کی اس پیشگوئی میں یہ لفظ نہیں ہیں کہ وہ جھوٹا نبی تب قتل کیا جائے گا جب یہ تعلیم دے کہ غیر معبودوں کو سجدہ کرو یا اُن کی بندگی کرو۔ بلکہ یہ لفظ ہیں کہ غیر کی پیروی کرانا چاہے یعنی توریت کی تعلیم

کے مخالف دوسرے خیالات پر چلانا چاہے جو کسی اور کے خیالات ہیں نہ خدا کے تب خدا اس کو ہلاک کرے گا کیونکہ خدا کی منشاء کے مخالف وہ تعلیم دیتا ہے۔

اور پھر توریت میں یہ عبارت ہے:- لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرمادیا کہ افترا کی سزا خدا کے نزدیک قتل ہے اور پہلی آیتوں میں ذکر ہو چکا ہے کہ خدا خود اسے قتل کرے گا۔ اور ہرگز نہیں بچے گا۔ دیکھو توریت استثنا باب ۱۸ آیت ۲۰۔

اور پھر حزقیل نبی کی کتاب میں جھوٹے نبیوں کی نسبت یہ عبارت ہے:-

خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ یہودہ نبیوں پر واویلا ہے جو اپنی رُوح کی پیروی کرتے ہیں۔ اور انہوں نے کچھ نہیں دیکھا۔ وہ دھوکا دے کر کہتے ہیں کہ خداوند کہتا ہے اگرچہ خداوند نے انہیں نہیں بھیجا۔ (۷) بولتے ہو (اے جھوٹے نبیو!) کہ خداوند نے کہا اگرچہ میں نے نہیں کہا۔ اِس لئے خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ اور خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ میں تمہارا مخالف ہوں اور میرا ہاتھ اُن نبیوں پر چلے گا جو دھوکا دیتے ہیں (یعنی جن کو صفائی سے کوئی کشف نہیں ہوتا اور اپنی طرف سے یقین کر بیٹھے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے حالانکہ وہ خدا کا کلام نہیں) اور جانتے ہیں کہ یقین کے اسباب میسر نہیں مگر پھر بھی جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ گستاخی کرتے ہیں۔ سو میں اے جھوٹے نبیو! اُس دیوار کو جس پر تم نے کچی کہگل کی ہے توڑ ڈالوں گا اور زمین پر گراؤں گا۔ یہاں تک کہ اس کی نیوٹا ہر ہو جائے گی۔ ہاں وہ گرے گی اور تم اس کے بچ میں ہلاک ہوؤ گے۔ دیکھو حزقیل ۱۳ باب آیت ۳ سے ۱۴ آیت تک۔

اور پھر یسعیا نبی کی کتاب میں اِسی کی تائید ہے اور اس کی عبارت یہ ہے:

خداوند اسرائیل کے سر اور دم اور شاخ اور نے کو ایک ہی دن میں کاٹ ڈالے گا اور جو نبی جھوٹی باتیں سکھلاتا ہے وہی دم ہے۔ دیکھو یسعیاہ باب ۹ آیت ۵۔

ایسا ہی یرمیا نبی کی کتاب میں جھوٹے نبیوں کی نسبت یہ بیان ہے: - رب الافواج نبیوں کی بابت (یعنی جھوٹے نبیوں کی بابت) یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں انہیں ناگدونا کھلاؤں گا اور ہلاہل یعنی سم قاتل کا پانی پلاؤں گا کیونکہ یروشلم کے نبیوں کے سبب سے ساری زمین میں بے دینی پھیل گئی ہے۔ دیکھ خداوند کے قہر سے ایک آندھی اس کی طرف (یعنی یروشلم کی طرف) چلے گی۔ ایک چکر مارتا ہوا طوفان شریروں کے سر پر (جھوٹے نبیوں کے سر پر) پڑے گا۔ میں نے ان نبیوں کو نہیں بھیجا پر وے دوڑے ہیں۔ میں نے ان سے نہیں کہا پر انہوں نے نبوت کی۔ دیکھو یرمیا ۲۳ باب ۵ آیت سے ۲۱ آیت تک۔

ایسا ہی زکریا نبی کی کتاب میں جھوٹے نبیوں کے بارے میں یہ بیان ہے: - میں نبیوں کو (یعنی جھوٹے نبیوں کو) اور ناپاک رُوحوں کو دنیا سے خارج کر دوں گا اور ایسا ہوگا کہ جب کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں باپ اسے کہیں گے کہ تو نہ جیے گا کیونکہ تو خداوند کا نام لے کر جھوٹ بولتا ہے (یعنی چونکہ جھوٹے نبیوں کو خدا ہلاک کرے گا اس لئے جھوٹی نبوت کرنے والوں کے ماں باپ بہت ڈریں گے کہ اب یہ میری گے کیونکہ انہوں نے جھوٹ بولا) اور اس کے باپ اور ماں جن سے وہ پیدا ہوا جس وقت وہ پیشگوئی کرے گا اسے دھول ماریں گے (یعنی کہیں گے کہ کیا تو مرنا چاہتا ہے کہ جھوٹی پیشگوئی کرتا ہے) اور اس دن ایسا ہوگا کہ نبیوں میں سے ہر ایک جس وقت وہ نبوت کرے (یعنی جھوٹی نبوت کرے) اپنی رو یا سے شرمندہ ہوگا اور وے کبھی بال والے لباس نہ پہنیں گے تاکہ فریب دیں بلکہ ایک ایک کہے گا کہ میں نبی نہیں ہوں کسان ہوں۔ دیکھو زکریا باب ۱۳ آیت ۲ سے پانچ تک۔

ایسا ہی انجیل اعمال میں جھوٹے نبیوں کی نسبت یہ عبارت ہے: - اے اسرائیلی مردو! آپ سے خبردار رہو کہ تم ان آدمیوں کے ساتھ کیا کیا چاہتے ہو کیونکہ ان دنوں کے آگے تھیوڈاس نے اٹھ کے کہا کہ میں کچھ ہوں (یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) اور تخمیناً چار سو مرد اس سے مل گئے۔ وہ مارا گیا۔ اور سب جتنے اس کے تابع تھے پریشان و تباہ ہوئے۔ بعد اس کے یہوداہ جلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اٹھا (یعنی اس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) اور بہت سے لوگوں کو اپنے پیچھے کھینچا وہ بھی ہلاک ہوا۔ اور سب جتنے اس کے تابع تھے چھتر بتر ہو گئے۔ اور اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان کو جانے دو کیونکہ اگر یہ تدبیر یا کام انسان سے ہے تو ضائع ہوگی پر اگر خدا سے ہے تو تم اسے ضائع نہیں کر سکتے۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ دیکھو اعمال باب ۵ آیت ۳۵ سے ۴۰ تک۔

ایسا ہی داؤد نبی اللہ کے زبور میں بھی جھوٹے نبیوں کے ہلاک کئے جانے کی نسبت بہت ذکر ہے اور بائبل کی دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ مفتری خدا کے کارخانہ نبوت کا دشمن اور نور میں تاریکی ملانا چاہتا ہے اور لوگوں کے لئے عمداً ہلاکت کی راہ طیار کرتا ہے اس لئے خدا اس کا دشمن ہے اور خدا کی حکمت اور رحمت ہزار ہا لوگوں کے مرنے کی نسبت اُس کی موت کو سہل تر جانتی ہے۔ پس جیسا کہ تمام درندوں اور موذیوں کی نسبت خدا سے موت کی سزا ہے وہی حکم اس کے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن صادق کی خدا آپ حفاظت کرتا ہے اور اس کی جان اور آبرو کے بچانے کے لئے آسمانی نشان دکھاتا ہے اور وہ صادق کیلئے حصن حصین ہے اور صادق اس کی گود میں محفوظ ہے جیسا کہ مادہ شیر کا بچہ

اُس کے بچہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذّب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو میں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مقام بدر میں ابو جہل نے بھی یہی دُعا کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسی میدانِ جنگ میں اُس کو قتل کرے۔ سو اس دُعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔ یہی دُعا مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے میری مقابل پر کی تھی جس کے ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ پھر بعد اس کے وہ دونوں مولوی صاحبان فوت ہو گئے۔ نذیر حسین دہلوی جو محدّث کہلاتا ہے میں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی دُعا کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا۔ اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار کے قریب لوگ جمع ہوں گے جبکہ اس نے انکار کیا۔ اسی وجہ سے اب تک زندہ رہا۔ اب ہم اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں اور حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے ہم جنسوں سے جواب کے منتظر ہیں

﴿۱۲﴾

☆ اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔ تب ان کے ہریک پہلو سے گریز دیکھ کر اور ان کی بدزبانی اور دشنام دہی کو مشاہدہ کر کے آخری فیصلہ یہی ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ اپنے اعتقاد کے حق ہونے کی قسم کھالے پھر اگر قسم کے بعد ایک سال تک میری زندگی میں فوت نہ ہو تو میں تمام کتابیں اپنی جلا دوں گا اور اس کو نعوذ باللہ حق پر سمجھ لوں گا لیکن وہ بھاگ گیا اسی بھاگنے کی برکت سے اب تک اس کو عمر دی گئی۔ منہ

## اطَّلَاع

میں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ میں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کا اردو صفحہ کا اشتہار شائع کروں گا اور یا کبھی شائد تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائے گا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آگئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا اور نمبر دو اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا اس لئے میں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزوجل نے اول پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اسی طرح میں بھی اپنے رب کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیق کر کے نمبر چار کو بجائے نمبر چالیس کے قرار دے دیتا ہوں اور اپنی اس تحریر کو اپنی جماعت کے لئے چند نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں۔

## نصائح

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اُس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔

دوستو!! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو



یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتش شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ.... ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ (۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الہی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ وَهَبْتُمُ ابْرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔ اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کیلئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ يَضَعُ الْحَرْبَ يَئِينِ

☆ جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ منہ

لڑائی نہیں کرے گا اور یہ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ اس حصے کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور اس کی جماعت کو ظاہر کیا جائے گا۔ جیسا کہ آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**<sup>۱</sup> میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور آیت **تَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا**<sup>۲</sup> بھی یہی اشارہ کر رہی ہے۔ سو ہوشیار ہو کر سُنو کہ تیرہ سو برس کے بعد جمالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلانے کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا۔ یہ خدا کا

﴿۱۳﴾

☆ علوم اور معارف بھی جمالی طرز میں داخل ہیں۔ اور قرآن شریف کی آیت **لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**<sup>۳</sup> میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ علومِ حقیقہ اور معارفِ صادقہ اور دلائلِ بیسنہ اور آیاتِ قاہرہ ہیں اور غلبہ دین کا انہیں پر موقوف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہا گیا کہ اُن دنوں میں بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا یعنی بیت اللہ کے لئے جو خدا کو غیرت ہے وہ تقاضا کرے گی جو بیت اللہ سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن ظاہر ہوں یعنی جب مخالفوں کے ظالمانہ حملے بیت اللہ کی عزت کا انہدام چاہیں گے تو اس انہدام کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے نیچے سے ایک بھاری خزانہ نکل آئے گا جو معارف کا خزانہ ہوگا اور یہ بیت اللہ پر موقوف نہیں بلکہ قرآن کے ہر ایک ایسے فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے جس کو کافروں کے ہاتھ مخالفانہ حربہ سے منہدم کر کے جھوٹ کے رنگ میں دکھلانا چاہتے ہیں۔ کوئی مسلمان نہ بیت اللہ کو گرائے گا اور نہ قرآنی عمارت کو گرانا چاہے گا بلکہ حدیث کے مضمون کے موافق کافر لوگ اس عمارت کو گرا رہے ہیں اور اس کے نیچے سے خزانے نکل رہے ہیں۔ میں کافر کو بھی اس وجہ سے دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے بیت اللہ اور کتاب اللہ کے پوشیدہ خزانے ہمیں مل رہے ہیں۔ اور ان معنوں کو قائم رکھ کر ایک اور معنی بھی اس جگہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے الہامات میں

﴿۱۵﴾

امتحان ہے اور وہ تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس نمونہ کے دکھلانے میں کیسے ہو۔ تم سے پہلے جلالی زندگی کا نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قابل تعریف دکھلایا اور وہ ایسا ہی وقت تھا کہ جلالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلایا جاتا کیونکہ ایماندار لوگ بتوں کی تعظیم کے لئے اور مخلوق پرستی کی حمایت میں بھیڑ بکری کی طرح قتل کئے جاتے تھے اور پتھروں اور ستاروں اور عناصر اور دوسری مخلوق کو خدا کی جگہ دی تھی۔ سو وہ زمانہ بے شک جہاد کا زمانہ تھا تا جو لوگ ظلم سے تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلوار اٹھانے والوں کو تلوار ہی سے خاموش کیا اور اسم محمد جو مظہر جلال اور شان محبوبیت اپنے اندر رکھتا ہے اس کی تجلّی ظاہر کرنے کے لئے خوب جوہر دکھلائے اور دین کی حمایت میں اپنے خون بہا دیئے۔ پھر بعد اس کے وہ کذاب پیدا ہوئے جو اسم محمد کا جلال ظاہر کرنے والے نہیں تھے بلکہ اکثر ان کے چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح تھے جو مجھ سے پہلے گذر گئے جو جھوٹے طور پر محمدی کہلاتے تھے اور لوگ ان کو خود غرض سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکا کھا کر محمدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں اور آئے دن ناحق کے خون کرتے ہیں مگر تم خوب توجہ کر کے سُن لو کہ اب اسم محمد کی تجلّی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے

میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہریک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے۔ یکے پائے من می بوسید ومن میگفتم کہ حجر اسود منم۔ منہ

بیت اللہ

اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ بھی تھے اور مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا اور جلال اور الہی غضب کا رنگ اُس پر غالب تھا مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے۔ اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حُسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کامل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کورب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھہر سکتے ہو جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے

﴿۱۶﴾

اور آپ اس صفت کے مخالف عقیدہ اور خلق رکھتا ہے تو گویا تو اس شخص سے ٹھٹھا کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس کے لئے روا رکھتا ہے۔ اور جبکہ تمہارا رب جس نے اپنی کلام کو رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱ سے شروع کیا ہے زمین کی تمام خوردنی و آشامیدنی اشیاء اور فضا کی تمام ہوا اور آسمانوں کے ستاروں اور اپنے سورج اور چاند سے تمام نیک و بد کو فائدہ پہنچاتا ہے تو تمہارا فرض ہونا چاہئے کہ یہی خلق تم میں بھی ہو ورنہ تم احمد اور حامد نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے کہ وہ خلق اُس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو سورۃ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ (۱) رب العالمین سب کا پالنے والا (۲) رحمان۔ بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا۔ (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہ ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کر لے۔ یہی وجہ ہے کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہر جلال ہے۔ وجہ یہ کہ اسم محمد میں سرّ محبوبیت ہے کیونکہ جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ لیکن اسم احمد میں سرّ عاشقییت ہے۔ کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی تذلّل اور فروتنی لازم ہے۔ اسی کا نام جمالی حالت ہے اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبوبیت بھی تھی جس کا اسم محمد مقتضی ہے۔ کیونکہ محمد ہونا یعنی جامع جمع محامد ہونا شانِ محبوبیت

پیدا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے۔ کیونکہ حامد کے لئے محبت ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محبت بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محبت ہونے کیلئے فروتنی لازم ہے اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے۔ محبوبیت جو اسم محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوب الہی ہونے کے جلال نے ان کی سرکوبی کی لیکن اسم احمد میں شانِ محبت تھی یعنی عاشقانہ تذلل اور فروتنی۔ یہ شان مسیح موعود کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ سو تم شانِ احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہذا اپنے ہر ایک بیجا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین

## شباب کار نکلتے چینوں کیلئے مختصر تحریر

اور براہین احمدیہ کا ذکر

چونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک شخص جو خدا کی طرف سے آتا ہے بہت سے کوتاہ اندیش ناخدا ترس اس کی ذاتیات میں دخل دے کر طرح طرح کی نکتہ چینیاں کیا کرتے ہیں کبھی اس کو کاذب ٹھہراتے ہیں کبھی اس کو عہد شکن قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کو لوگوں کے حقوق تلف کرنے والا اور مال خور اور بددیانت اور خائن قرار دے دیتے ہیں کبھی اس کا نام شہوت پرست رکھتے ہیں اور کبھی اس کو عیاش اور خوش پوش اور خوش خور سے موسوم کرتے ہیں اور کبھی جاہل کر کے پکارتے ہیں۔ اور کبھی اس کو ان

☆ افسوس کہ علمی نشان کے مقابلہ میں نادان لوگوں نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نسبت ناحق

صفت سے شہرت دیتے ہیں کہ وہ ایک خود پرست متکبر بدخلق ہے۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا اور اپنے مخالفین کو سب و شتم کرنے والا بخیل زر پرست کذاب دجال بے ایمان خونی ہے۔ یہ سب خطاب اُن لوگوں کی طرف سے خدا کے نبیوں اور

جھوٹی فتح کا نفاہہ بجا دیا اور مجھے گندی گالیاں دیں اور مجھے اس کے مقابلہ پر جاہل اور نادان قرار دیا۔ گویا میں اس نابغہ وقت اور سبحان زمان کے رعب کے نیچے آ کر ڈر گیا ورنہ وہ حضرت تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے طیار ہو گئے تھے اور اسی نیت سے لاہور تشریف لائے تھے۔ پر میں آپ کی جلالتِ شان اور علمی شوکت کو دیکھ کر بھاگ گیا اے آسمان جھوٹوں پر لعنت کر آئیں۔ پیارے ناظرین کاذب کے رسوا کرنے کے لئے اسی وقت جو ۷ دسمبر ۱۹۰۰ء روز جمعہ ہے خدا نے میرے دل میں ایک بات ڈالی ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا جنم جھوٹوں کے لئے بھڑک رہا ہے کہ میں نے سخت تکذیب کو دیکھ کر خود اس فوق العادت مقابلہ کے لئے درخواست کی تھی۔ اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب مباحثہ منقولی اور اس کے ساتھ بیعت کی شرط پیش نہ کرتے جس سے میرا مدعا بلکی کا لدم ہو گیا تھا تو اگر لاہور اور قادیاں میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو میں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں مگر انہوں نے مباحثہ منقولی اور پھر بیعت کی شرط لگا کر اپنی جان بچائی اور اس گندے مکر کے پیش کر سے <sup>☆</sup> اپنی عزت کی پرواہ نہ کی لیکن اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا تو اب بھی وہی قدرت اُن میں ضرور موجود ہوگی۔ لہذا میں اُن کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اسی میری درخواست کو اس رنگ پر پورا کر دیں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح بلغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی ایک تفسیر لکھیں جو چار جز سے کم نہ ہو اور میں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ و توہ اپنے دعویٰ کے اثبات کے متعلق

﴿۱۸﴾ مامورین کو ملتے ہیں جو سیاہ باطن اور دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی اعتراض اکثر خبیث فطرت لوگوں کے ہیں کہ اُس نے اپنی قوم کے لوگوں کو رغبت دی کہ تا وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور زیور اور قیمتی کپڑے عاریتاً مانگیں اور محض دروغگوئی کی راہ سے کہیں کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں چند روز تک یہ تمہاری چیزیں واپس لا کر دے دیں گے اور دل میں دغا تھا۔ آخر عہد شکنی کی اور جھوٹ بولا اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لا کر کنعان کی طرف بھاگ گئے۔ اور درحقیقت یہ تمام اعتراضات ایسے ہیں کہ اگر معقولی طور پر ان کا جواب دیا جائے تو بہت سے احمق اور پست فطرت ان جوابات سے تسلی نہیں پاسکتے اس لئے خدا تعالیٰ

فصح بلخ عربی میں لکھوں گا۔ انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بلا لیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کر لیں۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو میں پانسور و پنیہ نقد ان کو دوں گا۔ اور تمام اپنی کتابیں جلا دوں گا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔ اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستر روز تک وہ کچھ بھی لکھ نہ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش صرف یہی دکھلاؤں گا کہ کیسے انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا اور کیسے سراسر ظلم اور سفلہ پن اور خیانت سے بعض اخبار والوں نے ان کی اپنی اخباروں میں حمایت کی۔ میں اس کام کو انشاء اللہ تحفہ گولڈویہ کی تکمیل کے بعد شروع کر دوں گا اور جو شخص ہم میں سے صادق ہے وہ ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا۔ اب وقت ہے کہ اخباروں والے جنہوں نے بغیر دیکھے بھالے کے ان کی حمایت کی تھی ان کو اس کام کیلئے اٹھائیں۔ ستر دن میں یہ بات داخل ہے کہ فریقین کی کتابیں چھپ کر شائع ہو جائیں۔ منہ



کی عادت ایسے نکتہ چینیوں کے جواب میں یہی ہے کہ جو لوگ اس کی طرف سے آتے ہیں ایک عجیب طور پر ان کی تائید کرتا ہے اور متواتر آسمانی نشان دکھلاتا ہے یہاں تک کہ دانشمند لوگوں کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر یہ شخص مفتری اور آلودہ دامن ہوتا تو اس قدر اس کی تائید کیوں ہوتی کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا ایک مفتری سے ایسا پیار کرے جیسا کہ وہ اپنے صادق دوستوں سے کرتا رہا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا. لِيُخْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ۗ

یعنی ہم نے ایک فتح عظیم جو ہماری طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے تجھ کو عطا کی ہے۔ تاہم وہ تمام گناہ جو تیری طرف منسوب کئے جاتے ہیں اُن پر اس فتح نمایاں کی نورانی چادر ڈال کر نکتہ چینیوں کا خطا کار ہونا ثابت کروں۔ غرض قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام شروع ہوا ہے سنت اللہ یہی ہے کہ وہ ہزاروں نکتہ چینیوں کا ایک ہی جواب دے دیتا ہے یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ تب جیسے نور کے نکلنے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے یکنخت تاریکی دُور ہو جاتی ہے ایسا ہی تمام اعتراضات پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ میری طرف سے بھی خدا یہی جواب دے رہا ہے۔

اگر میں سچ مچ مفتری اور بدکار اور خائن اور دروغگو تھا تو پھر میرے مقابلہ سے ان لوگوں کی جان کیوں نکلتی ہے۔ بات سہل تھی۔ کسی آسمانی نشان کے ذریعہ سے میرا اور اپنا فیصلہ خدا پر

﴿۱۹﴾

☆ میں اس مقام تک پہنچا تھا کہ منشی الہی بخش اکوٹھ کی کتاب عصائے موسیٰ مجھ کو ملی جس میں میری ذاتیات کی نسبت محض سوء ظن سے اور خدا کی بعض سچی اور پاک پیشگوئیوں پر سراسر شتاب کاری سے حملے کئے گئے ہیں۔ وہ کتاب جب میں نے ہاتھ سے چھوڑی تو

ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حکم کے فعل کے مان لیتے مگر ان لوگوں کو تو اس قسم کے مقابلہ کا نام سُننے سے بھی موت آتی ہے۔ مہر علی شاہ گولڑوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ فتح پا کر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی

تھوڑی دیر کے بعد نشی الہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یروا طمشک واللہ یرید ان یریک انعامہ۔ الانعامات المتواترة۔ انت منی بمنزلة اولادی۔ واللہ ولیک وربک۔ فقلنا یانار کونی بردا۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم یحسنون الحسنی۔ ترجمہ:- یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھاوے۔ اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی گوبچوں کا گوشت پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوتا ہے مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون حیض کی تلاش کرنا حتم ہے وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا اور اس کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا اور خدا تیرا متولی اور تیرا پروردگار ہے اس لئے خاص طور پر پداری مشابہت درمیان ہے۔ جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ سے بھڑکانا چاہا ہے ہم نے اس کو بجھا دیا ہے۔ خدا پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے جو نیک کاموں کو پوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے باریک پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں یعنی وہ لوگ جو بغیر پوری تفتیش کے آیت کریمہ **وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ** کا مصداق بنتے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کے لئے

یہاں تک

دلیل نہیں ہے کہ ان لوگوں کے دل مسخ ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا ڈر ہے نہ روز حساب کا کچھ خوف ہے۔ ان لوگوں کے دل جرأت اور شوخی اور گستاخی سے بھر گئے ہیں۔ گویا مرنا نہیں ہے۔ اگر ایمان اور حیا سے کام لیتے تو اُس کا رروائی پر نفرین کرتے

﴿۲۲﴾

ویسل یعنی جہنم کا وعدہ ہے۔ افسوس کہ منشی صاحب نے ان بیہودہ نکتہ چینیوں کے پہلے اس آیت پر غور نہیں کیا مگر اچھا ہوا کہ انہوں نے باقران کے اس بدگوئی کا خدا تعالیٰ سے دست بدست جواب بھی پالیا یعنی بارہا ان کو وہ الہام ہوا جو کتابِ عصائے موسیٰ میں درج ہے یعنی انسی مہین لمن اراد اہانتک۔ یعنی میں تجھے اس شخص کی حمایت میں ذلیل کروں گا جس کی نسبت تیرا خیال ہے جو وہ مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ یعنی یہ عاجز۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا چمکتا ہوا نشان ہے جس نے آیت **وَاِذْ لِكُلِّ هُمْرَةٍ لَّمْرَةٌ** کی بلا تو قف تصدیق کر دی۔ دنیا کے تمام مولویوں سے پوچھ لو کہ اس الہام کے یہی معنی ہیں اور لفظ مہین مقام مہینک کا ہے۔ اور یہ ایک بڑا نشان ہے۔ اگر منشی الہی بخش صاحب خدا سے ڈریں۔ اہانت کیلئے منشی صاحب کو دوہی راہ سوجھی ہیں (۱) ایک یہ کہ جس قدر کتابوں کا وعدہ کیا تھا وہ سب شائع نہیں کیں۔ یہ خیال نہ کیا کہ اگر کچھ دیر ہوگی تو قرآن شریف بھی تو ۲۳ برس میں ختم ہوا۔ آپ کو بدینتی پر کیونکر علم ہو گیا۔ انسان خدا کی قضاء و قدر کے نیچے ہے و انما الاعمال بالنیات۔ جبکہ یہ بھی بار بار اشتہار دیا گیا کہ جس شتاب کار نے کچھ دیا ہے وہ واپس لے لے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش تھی بجز جھٹ نفیس۔ (۲) دوسرا یہ اعتراض ہے کہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب تو یہی ہے کہ لعنة الله على الكذابين۔ سو سے زیادہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔ ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ اور آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اپنی شرط کے موافق پوری ہوئی۔ بھلا فرمائیے کیا وہ الہام شرطی نہیں تھا۔ سچ سے انکار کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اگر اجتہاد سے ہمارا یہ بھی خیال ہو کہ آتھم میعاد کے اندر مرے گا تو یہ اعتراض صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے

جو مہر علی گڑوی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لئے بلایا تھا کہ میں اُس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں۔ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلادیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں اُن کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب ان کو رجوع اشدّ من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا۔ تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث ذہب و ہلسی کے رو سے غلط نکلا۔ لہذا اس غلطی کی وجہ سے آنحضرت علیہ السلام بھی آپ کے اصول کے رو سے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو پھر میرے پر اعتراض کرو۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسی دیانت تھی کہ ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مر گیا یا نہیں؟ ابھی کل کی بات ہے کہ آپ کے معزز دوست ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اسی جماعت میں سے ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

﴿۲۰﴾

نہ لیتے۔ کیا۔ میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا؟ پھر اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے۔ دیکھو یہ کیسے عجیب مکر سے کام لیا اور اپنے اشتہار میں یہ لکھا کہ اول منقولی بحث کرو۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہہ دیں کہ عقائد صحیح وہی ہیں جو مہر علی شاہ پیش کرتا ہے تو بلا توقف اسی مجلس میں میری بیعت کر لو۔ اب دیکھو دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی فریب ہوتا ہے؟ میں نے تو ان کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کے لئے بلایا اور یہ کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سورت کی عربی میں تفسیر لکھیں۔ اور جس کی تفسیر اور عربی عبارت فصاحت اور بلاغت کے رو سے نشان کی حد تک پہنچی ہوئی ثابت ہو وہی مؤید من اللہ سمجھا جائے اور صاف لکھ دیا کہ کوئی منقولی بحثیں نہیں ہوں گی صرف نشان دیکھنے اور دکھلانے کے لئے یہ مقابلہ ہوگا لیکن پیر صاحب نے میری اس تمام دعوت کو کالعدم کر کے پھر منقولی بحث کی درخواست کر دی۔ اور اسی کو مدار فیصلہ ٹھہرا دیا اور لکھ دیا کہ ہم نے آپ کی دعوت منظور کر لی صرف ایک شرط زیادہ لگا دی۔ اے مکار! خدا تجھ سے حساب لے۔ تو نے میری شرط کا کیا منظور کیا جبکہ تیری طرف سے منقولی بحث پر بیعت کا مدار ہو گیا جس کو میں بوجہ مشہور کردہ عہد کے کسی طرح منظور نہیں کر سکتا تھا تو میری دعوت کیا قبول کی گئی؟ اور بیعت کے بعد اس پر عمل کرنے کا کونسا موقع رہ گیا۔ کیا یہ مکر اس قسم کا ہے کہ لوگوں کو سمجھ نہیں آ سکتا تھا۔ بے شک سمجھ آیا مگر دانستہ سچائی کا خون کر دیا۔ غرض ان لوگوں کا یہ ایمان ہے۔ اس قدر ظلم کر کے پھر اپنے اشتہاروں میں ہزاروں گالیاں دیتے ہیں۔ گویا مرنا نہیں اور کیسی خوشی سے

کہتے ہیں کہ مہر علی شاہ صاحب لاہور میں آئے اُن سے مقابلہ نہ کیا۔ جن دلوں پر خدا لعنت کرے میں اُن کا کیا علاج کروں۔ میرا دل فیصلہ کے لئے دردمند ہے۔ ایک زمانہ گذر گیا۔ میری یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہوئی کہ ان لوگوں میں سے کوئی راستی اور ایمانداری اور نیک نیتی سے فیصلہ کرنا چاہے مگر انفسوں کہ یہ لوگ صدق دل سے میدان میں نہیں آتے۔ خدا فیصلہ کے لئے طیارے اور اُس اونٹنی کی طرح جو بچہ جننے کے لئے دُم اٹھاتی ہے زمانہ خود فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ کاش ان میں سے کوئی فیصلہ کا طالب ہو۔ کاش ان میں سے کوئی رشید ہو۔ میں بصیرت سے دعوت کرتا ہوں اور یہ لوگ ظن پر بھروسہ کر کے میرا انکار کر رہے ہیں ان کی نکتہ چینیوں بھی اسی غرض سے ہیں کہ کسی جگہ ہاتھ پڑ جائے۔ اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتر فرقوں نے بوٹی بوٹی کر کے باہم تقسیم کر رکھی ہیں رویت حق اور یقین کہاں ہے؟ اور ایک دوسرے کے مکذب ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حکم یعنی فیصلہ کرنے والا تم میں نازل ہو کر تمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ رد کر دیتا۔ سو یہی اس وقت ہوا۔ وہ شخص حکم کس بات کا ہے جو تمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات رد نہ کرے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اُس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شانِ غلطی ہو گئی ہو اور شانِ بڑائی تمہاری خدا سے ہو۔ اور کیوں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ براہین احمدیہ کا روپیہ کھا گیا ہے۔ اگر میرے پر تمہارا کچھ حق ہے

☆ منشی الہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتان اور خلاف واقعہ کی نجاست سے

﴿۲۲﴾

جس کا ایماناً تم مواخذہ کر سکتے ہو یا اب تک میں نے تمہارا کوئی قرضہ ادا نہیں کیا۔ یا تم نے اپنا حق مانگا اور میری طرف سے انکار ہوا تو ثبوت پیش کر کے وہ مطالبہ مجھ سے کرو۔ مثلاً اگر میں نے براہین احمدیہ کی قیمت کا روپیہ تم

اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو ایسا بھردیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدر روگندی کچھڑ سے بھری جاتی ہے یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔ اور خدا سے بے خوف ہو کر میری عزت پر افترا کے طور پر سخت دشمنوں کی طرح حملہ کیا ہے وہ یقیناً سمجھ لیں کہ یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا۔ اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے ان گالیوں سے زیادہ نہیں جو حضرت موسیٰ کو دی گئیں اور حضرت مسیح کو دی گئیں۔ اور ہمارے سید صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ افسوس انہوں نے آیت **وَيَلِّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٌ** کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا۔ اور نہ انہوں نے آیت **لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ** کی بھی کچھ بھی پروا کی۔ وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دے دی کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالاش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالاش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالاش نہیں کرتا لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ **الا ان لعنة اللہ علی الکاذبین**۔ اسی کے متعلق قطعاً اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گرامیدے دہم مدارعجب

بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں نہیں جانتا کہ گیاراں دن ہیں یا گیاراں ہفتہ یا گیاراں مہینے یا گیاراں سال مگر بہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ

یقیناً  
حاشیہ

سے وصول کیا ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے کہ براہین احمدیہ کے وہ چاروں حصے میرے حوالہ کرو اور اپنا روپیہ لے لو۔ دیکھو میں کھول کر یہ اشتہار دیتا ہوں کہ اب اس کے بعد اگر تم براہین احمدیہ کی قیمت کا مطالبہ کرو اور چاروں حصے بطور ویلیو پے ایبل میرے کسی دوست کو دکھا کر میری طرف بھیج دو اور میں ان کی قیمت بعد لینے ان ہر چہار حصوں کے ادا نہ کروں تو میرے پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر تم اعتراض سے باز نہ آؤ اور نہ کتاب کو واپس کر کے اپنی قیمت لو تو پھر تم پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح ہر ایک حق جو میرے پر ہو ثبوت دینے کے بعد مجھ سے لے لو۔ اب بتلاؤ اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی حق کا مطالبہ کرنے والا یوں نہیں اٹھتا تو میں لعنت کے ساتھ اس کو اٹھاتا ہوں اور میں پہلے اس سے براہین کی قیمت کے بارے میں تین اشتہار شائع کر چکا ہوں جن کا یہی مضمون تھا کہ میں قیمت واپس دینے کو تیار ہوں۔ چاہیے کہ میری کتاب کے چاروں حصے واپس دیں اور جن دراہم معدودہ کے لئے مر رہے ہیں وہ مجھ سے وصول کریں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

### المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء

کرے گا۔ خدا کے کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔ اور منکر کہتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے سخت دل خدا سے شرم کر، وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں اور یہ زمانہ نہیں گزرے گا جب تک باقی ماندہ حصہ پورا نہ ہو جائے۔ اب تک سو سے زیادہ پیشگوئیاں دنیانے دیکھ لیں۔ کیوں حیا کو ترک کرتے اور انصاف کو چھوڑتے ہو۔ منہ



# اسلام کے لئے ایک روحانی مقابلہ کی ضرورت

ایہا الناظرین! انصافاً اور ایماناً سوچو کہ آج کل اسلام کیسے تزل کی حالت میں ہے اور جس طرح ایک بچہ بھڑیے کے منہ میں ایک خطرناک حالت میں ہوتا ہے یہی حالت ان دنوں میں اسلام کی ہے اور دو آفتوں کا سامنا اس کو پیش آیا ہے (۱) ایک تو اندرونی کہ تفرقہ اور باہمی نفاق حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر دانت پیس رہا ہے (۲) دوسرے بیرونی حملے دلائل باطلہ کے رنگ میں اس زور شور سے ہو رہے ہیں کہ جب سے آدم پیدا ہوا یا یوں کہو کہ جب سے نبوت کی بنیاد پڑی ہے ان حملوں کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام وہ مذہب تھا جس میں ایک آدمی کے مرتد ہو جانے سے قوم اسلام میں نمونہ محشر

برپا ہوتا تھا اور غیر ممکن سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص حلاوتِ اسلام چکھ کر پھر مرتد ہو جائے۔ اور اب اسی ملک برٹش انڈیا میں ہزار ہا مرتد پاؤ گے بلکہ ایسے بھی جنہوں نے اسلام کی توہین اور رسول کریم کی سب و شتم میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ پھر آج کل علاوہ اس کے یہ آفت برپا ہو گئی ہے کہ جب عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدید ☆ اور

☆ اس حدیث کو تمام اکابر اہل سنت مانتے چلے آئے ہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا مگر مجددِ دین کے نام جو پیش کرتے ہیں یہ تصریح اور تعین وحی کے رو سے نہیں صرف اجتہادی خیال ہے۔ اور وہ نشان جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے وہ تنوا سے بھی زیادہ ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج کئے گئے ہیں لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف اُن پہلے منکروں کی طرح بن گئے ہیں جو بار بار حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو پیش کرتے تھے یا اُن یہودی کی طرح جو حضرت مسیح کی تکذیب کے لئے اب تک یہ ان کی پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کروں گا اور نیز یہ پیشگوئی کی تھی کہ ابھی بعض لوگ زندہ ہوں گے جو میں واپس آؤں گا۔ ایسا ہی یہ لوگ بھی اُن تمام پیشگوئیوں پر نظر نہیں ڈالتے جو ایک تنوا سے بھی زیادہ پوری ہو چکی ہیں اور ملک میں شائع ہو چکیں۔ اور جو ایک دو پیشگوئی باعث ان کی غبوات اور کمی توجہ کے ان کو سمجھ نہیں آئیں بار بار انہیں کاراگ گاتے رہتے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ اگر اس طور پر تکذیب جائز ہے تو اس صورت میں یہ اعتراض تمام نبیوں پر ہوگا اور ان کی پیشگوئیوں پر ایمان لانے کی راہ بند ہو جائے گی۔ مثلاً جو شخص آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی پر اعتراض کرتا ہے کیا وہ حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو بھول گیا ہے جس پر یقین کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اور کیا یونس نبی کی پیشگوئی چالیس دن والی یا دن نہیں رہی۔ افسوس کہ میری تکذیب کی وجہ سے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی پیشگوئی کی بھی خوب عزت کی کہ قادیاں پر نورا نزل ہوا اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جس سے میری اولاد محروم رہ گئی (اولاد میں مرید بھی داخل ہیں) اور پھر جس حالت میں موت کی پیشگوئیاں صرف ایک نہیں چار پیشگوئیاں ہیں (۱) آتھم کی نسبت (۲) لیکھرام کی نسبت (۳) احمد بیگ کی نسبت (۴) احمد بیگ

اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ بھیجا اور اُس کا نام مسیح موعود رکھا۔ یہ خدا کا فعل تھا جو عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا اور آسمان نے اس پر گواہی دی۔ اور بہت سے نشان ظہور میں آئے لیکن تب بھی اکثر مسلمانوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ اس کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان اور مکار اور خائن اور دروغگو اور عہد شکن اور مال خور اور ظالم اور لوگوں کے حقوق دبانے والا اور انگریزوں کی خوشامد کرنے والا رکھا۔ اور جو چاہا اس کے ساتھ سلوک کیا اور بہتوں نے یہ عذر پیش کیا کہ جو الہامات اس شخص کو ہوتے ہیں وہ سب شیطانی ہیں یا اپنے نفس کا افترا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ

﴿۲۵﴾

کے داماد کی نسبت اور چار میں سے تین مر گئے اور ایک باقی ہے جس کی نسبت شرعی پیشگوئی ہے جیسا کہ آہم کی شرعی تھی۔ اب بار بار شور مچانا کہ یہ چوتھی بھی کیوں جلدی پوری نہیں ہوتی۔ اور اس وجہ سے تمام پیشگوئیوں کی تکذیب کرنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں؟ اے متعصب لوگو! اس قدر جھوٹ بولنا تمہیں کس نے سکھایا؟ ایک مجلس مثلاً بٹالہ میں مقرر کرو اور پھر شیطانی جذبات سے دور ہو کر میری تقریر سنو۔ پھر اگر ثابت ہو کہ میری سوا پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں اور اگر یوں بھی خدا سے لڑنا ہے تو صبر کرو اور اپنا انجام دیکھو۔ منہ

بہارِ نبویہ

ہم بھی خدا سے الہام پاتے ہیں اور خدا ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ شخص  
درحقیقت کافر اور دجال اور دروغ گو اور بے ایمان اور جہنمی ہے۔ چنانچہ

☆ منشی الہی بخش صاحب اکونٹٹ نے جو دعویٰ الہام کرتے ہیں حال میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام عصائے موسیٰ رکھا ہے جس میں اشارۃً مجھ کو فرعون قرار دیا ہے اور اپنی اس کتاب میں بہت سے الہام ایسے پیش کئے ہیں جن کا یہ مطلب ہے کہ یہ شخص کذاب ہے اور اس کو منجانب اللہ جاننے والے اور اس کے دعوے کی تصدیق کرنے والے گدھے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی ہے کہ عیسیٰ نساواں گشت بتصدیق خرے چند۔ صلوة برآنس کہ ایں ورد بگوید۔ اس کے جواب میں بالفعل اس قدر لکھنا کافی ہے کہ اگر میرے مصدقین گدھے ہیں تو منشی صاحب پر بڑی مصیبت پڑے گی کیونکہ ان کے استاد اور مرشد جن کی بیعت سے ان کو بڑا فخر ہے میری نسبت گواہی دے گئے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اور آسمانی نور ہے۔ اگرچہ اس بارے میں انہوں نے ایک اپنا الہام مجھے بھی لکھا تھا لیکن میری شہادت یہ لوگ کب قبول کریں گے اس لئے میں عبد اللہ صاحب کے اس بیان کی تصدیق کے لئے وہ دو گواہ پیش کرتا ہوں جو منشی صاحب کے دوستوں میں سے ہیں (۱) ایک حافظ محمد یوسف صاحب جو منشی الہی بخش صاحب کے دوست ہیں۔ ممکن تھا کہ حافظ صاحب منشی صاحب کی دوستی کے لحاظ سے اس گواہی سے انکار کریں لیکن ہمیں ان کو قائل کرنے کیلئے وہ ثبوت مل گیا ہے جس سے وہ اب قابو میں آگئے ہیں۔ عین مجلس میں وہ ثبوت پیش کیا جائے گا (۲) دوسرا گواہ اس بارے میں ان کے بھائی منشی محمد یعقوب ہیں۔ ان کی بھی دستخطی تحریر موجود ہے۔ اب منشی الہی بخش صاحب کا فرض ہے کہ ایک جلسہ کر کے اور ان دونوں صاحبوں کو اُس جلسہ میں بلا کر میرے روبرو یا کسی ایسے شخص کے روبرو جو میں اس کو اپنی جگہ مقرر کروں حافظ صاحب اور منشی یعقوب صاحب سے یہ شہادت حلفاً دریافت کریں۔ اور اگر حافظ صاحب نے ایمان کو خیر باد کہہ کر انکار کیا تو اس ثبوت کو دیکھیں جو ہماری طرف سے پیش ہوگا اور پھر آپ ہی انصاف کر لیں۔ اسی پر منشی صاحب کے تمام الہامات پر قیاس کر لیا جائے گا جب کہ ان کے پہلے الہام نے ہی مرشد کی پگڑی اتاری اور ان کا نام خر رکھا بلکہ سب خروں سے زیادہ کیونکہ وہی تو اول المصدقین ہیں تو پھر دوسروں کی حقیقت خود سمجھ لو۔ ہاں وہ جواب دے سکتے ہیں کہ میرے الہام نے جیسا کہ میرے مرشد پر حملہ کر کے اس کو بے عزت کیا ایسا ہی میری عزت بھی تو اس سے محفوظ نہیں رہی کیونکہ وہ الہام جو انہوں نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۳۵۵

جن لوگوں کو یہ الہام ہوا ہے وہ چار سے بھی زیادہ ہوں گے۔ غرض تکفیر کے الہامات یہ ہیں۔ اور تصدیق کے لئے میرے وہ مکالمات اور مخاطبات الہیہ ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں۔ اور علاوہ اس کے بعض واصلاحانِ حق نے میرے زمانہ بلوغ سے بھی پہلے میرا اور میرے گاؤں کا نام لے کر میری نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہی مسیح موعود ہے۔ اور بہتوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ شخص حق پر ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ پیر جھنڈے والا سندھی نے جن کے مرید لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے یہی اپنا کشف اپنے مریدوں میں شائع کیا۔ اور دیگر صالح لوگوں نے بھی دو سو مرتبہ سے

﴿۲۶﴾

میں لکھا ہے یعنی انسی مہین لمن اراد اہانتک جو بوجہ صلہ لام کے اس جگہ بموجب قاعدہ نحو کے فریق مقابل کو حق انتفاع بخشا ہے اس کے یہ معنی ہوتے ہیں جو میں تیرے مخالف کی تائید اور نصرت کے لئے تجھے ذلیل کروں گا اور رسوا کروں گا۔ اور اگر کہو کہ اس میں سہو کا تب ہے اور دراصل لام نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی الہام اس کتاب میں کئی جگہ لام کے ساتھ بار بار آیا ہے۔ بلکہ کتاب کے اول میں بھی اور آخر میں بھی اور ممکن نہیں کہ ہر جگہ سہو کا تب ہو۔ غرض یہ خوب الہامات ہیں جو کبھی مولوی عبد اللہ صاحب کو جا پکڑتے ہیں اور کبھی خود ملہم صاحب کو اہانت کا وعدہ دیتے ہیں۔ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بھی کچھ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کی تصدیق کی اور ایک شخص حافظ محمد یوسف نام نے جو ضلع دارنہر ہیں بلا واسطہ مجھ کو یہ خبر دی کہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے قادیاں پر گرا (یعنی اس عاجز پر) اور فرمایا کہ میری اولاد اُس نور سے محروم رہ گئی۔ یہ حافظ محمد یوسف صاحب کا بیان ہے جس کو میں نے بلا کم و بیش لکھ دیا۔ ولعنة اللہ علی الکاذبین۔ اور اس پر اور دلیل یہ ہے کہ یہی بیان دوسرے پیرایہ اور ایک دوسری تقریب کے وقت عبد اللہ صاحب موصوف غزنوی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے حقیقی بھائی منشی محمد یعقوب صاحب کے پاس کیا اور اس بیان میں میرا نام لے کر

﴿۲۷﴾

☆ حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دارنہر نے بہت سے لوگوں کے پاس مولوی عبد اللہ صاحب کے اس کشف کا ذکر کیا تھا ایسے ثبوت بہم پہنچ گئے ہیں کہ اب حافظ صاحب کو مجال گریز نہیں۔ حافظ صاحب کی اب آخری عمر ہے اب ان کے دیانت اور تقویٰ آزمانے کے لئے ایک مدت کے بعد ہمیں موقع ملا ہے۔ منہ

کہا کہ دُنیا کی اصلاح کے لئے جو مجدد آنے والا تھا وہ میرے خیال میں مرزا غلام احمدؑ ہے۔ یہ لفظ ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا اور کہا کہ شاید اس نور سے مراد جو آسمان سے اترتا دیکھا گیا مرزا غلام احمد ہے۔ یہ دونوں صاحب زندہ موجود ہیں اور دوسرے صاحب کی دستی تحریر اس بارے میں میرے پاس موجود ہے۔ اب بتلاؤ کہ ایک فریق تو مجھے کافر کہتا ہے اور دجال نام رکھتا ہے اور اپنے مخالفانہ الہام سناتا ہے جن میں سے منشی الہی بخش صاحب اکونٹٹ ہیں جو مولوی عبد اللہ صاحب کے مرید ہیں۔ اور دوسرا فریق مجھے آسمان کا نور سمجھتا ہے اور اس بارے میں اپنے کشف ظاہر کرتا ہے جیسا کہ منشی الہی بخش صاحب

☆ یاد رہے کہ جب منشی محمد یعقوب صاحب برادر حقیقی حافظ محمد یوسف صاحب نے بمقام امرتسر بتقریب مباہلہ عبد الحق غزنوی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کا یہ بیان لوگوں کو سنایا تھا جو چار سو کے قریب آدمی ہوں گے اُس وقت انہوں نے شاید کالفظ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ رور و کراسی حالت میں کہ ان کا منہ آنسوؤں سے تر تھا یقینی اور قطعی الفاظ میں بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے میری بیوی کی خواب سن کر فرمایا تھا کہ وہ نور جو خواب میں دیکھا گیا کہ آسمان سے نازل ہوا اور دنیا کو روشن کر دیا وہ مرزا غلام احمدؑ کا دیانی ہے۔ منہ

کا مرشد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی اور پیر صاحب العلم ہیں۔ اب کس قدر اندھیر کی بات ہے کہ مرشد خدا سے الہام پا کر میری تصدیق کرتا ہے۔ اور مرید مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ کیا یہ سخت فتنہ نہیں ہے؟ کیا ضروری نہیں کہ اس فتنہ کو کسی تدبیر سے درمیان سے اٹھایا جائے؟ اور وہ یہ طریق ہے کہ اول ہم اس بزرگ کو مخاطب کرتے ہیں جس نے اپنے بزرگ مرشد کی مخالفت کی ہے یعنی منشی الہی بخش صاحب اکونٹ کو۔ اور ان کے لئے دو طور پر طریق تصفیہ قرار دیتے ہیں۔ اول یہ کہ ایک مجلس میں ان ہر دو گواہوں سے میری حاضری میں یا میرے کسی وکیل کی حاضری میں مولوی عبداللہ صاحب کی روایت کو دریافت کر لیں اور استاد کی عزت کا لحاظ کر کے اس کی گواہی کو قبول کریں۔ اور پھر اس کے بعد اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو مع اس کی تمام نکتہ چینیوں کے کسی رڈی میں پھینک دیں☆ کیونکہ

﴿۲۸﴾

☆ جبکہ منشی الہی بخش صاحب کو الہام ہو چکے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب کی مخالفت ضلالت ہے تو

ان کو چاہیے کہ اپنے اس الہام سے ڈریں اور لا تکونوا اول کافر بہ کا مصداق نہ بنیں اور حافظ



مرشد کی مخالفت آثار سعادت کے برخلاف ہے۔ اور اگر وہ اب مرشد سے عقوق اختیار کرتے ہیں اور عاق شدہ فرزندوں کی طرح مقابلہ پر آتے ہیں تو وہ تو فوت ہو گئے ان کی جگہ مجھے مخاطب کریں اور کسی آسمانی طریق سے میرے ساتھ فیصلہ کریں مگر پہلی شرط یہ ہے کہ اگر مرشد کی ہدایت سے سرکش ہیں تو ایک چھپا ہوا اشتہار شائع کر دیں کہ میں عبداللہ صاحب کے کشف اور الہام کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور اپنی باتوں کو مقدم رکھتا ہوں اس طریق سے فیصلہ ہو جائے گا۔ میں اس فیصلہ کے لئے حاضر ہوں۔ جواب با صواب دو ہفتہ تک آنا چاہیے مگر چھپا ہوا اشتہار ہو۔ والسلام علی من اتبع الهدی

## خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۱۵ اربد ستمبر ۱۹۰۰ء

محمد یوسف صاحب کے کسی غائبانہ انکار پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ حافظ صاحب کی ایک مضبوط کل ہمارے ہاتھ میں آگئی ہے اول ہم ان کو ایک مجلس میں قسم دیں گے اور پھر وہ قطع ثبوت کی حقیقت ظاہر کریں گے پھر منشی الہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ صاحب انفاس اور صاحب کشف اور الہام تھے ان کی صحبت میں تاثیرات تھیں ہم ان کے ادنیٰ غلام ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جبکہ وہ ایسے بزرگ تھے اور آپ ان کے ادنیٰ مرید ہیں تو آپ کیوں ایسے بزرگ پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔ تعجب کہ وہ یہ کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نور آسمانی ہے۔ اور اس طرح پر وہ میری تصدیق کریں اور آپ یہ الہام پیش کریں کہ موسیٰ <sup>☆</sup> نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔ اب آپ ہی بتلاویں جو شخص اپنے ایسے مرشد کو لگد با قرار دے وہ کیسا ہے اور اس کا یہ الہام کس قسم کا ہے؟ شرم! شرم! شرم!!! منہ

## ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلیٰ

## درودل سے ایک دعوت

## قوم کو

میں نے اپنا رسالہ اربعین اس لئے شائع کیا ہے کہ مجھ کو کاذب اور مفتری کہنے والے سوچیں کہ یہ ہر ایک پہلو سے فضل خدا کا جو مجھ پر ہے ممکن نہیں کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر بھی ہو سکے چہ جائے کہ نعوذ باللہ ایک مفتری بدکردار کو یہ شان اور مرتبہ حاصل ہو۔ اے میری قوم! خدا تیرے پر رحم کرے۔ خدا تیری آنکھیں کھولے یقین کر کہ میں مفتری نہیں ہوں۔ خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کو وحی پانے کے لئے تینیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔ اور ہزاروں لعنتیں خدا کی اور فرشتوں کی اور خدا کے پاک بندوں کی اُس شخص پر ہیں جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو شریک سمجھتا ہے۔ اگر قرآن کریم میں آیت لو تقوّل بھی نازل نہ ہوتی اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانہ عمر وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ محبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے کبھی اس کو اجازت نہ دیتی

کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لاسکتا کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنی تیئیس برس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا یہ کاذب کو بھی مل سکتا ہے۔ پھر جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمر وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا۔ اور توریت نے بھی یہی گواہی دی اور انجیل نے بھی یہی، تو پھر کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردی چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو پیش کیا جاتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور وہ اعتراضات بار بار پیش کرتے ہیں جن کا صدہا مرتبہ جواب دیا گیا ہے اور جو صرف میرے پر ہی نہیں ہیں بلکہ اگر اعتراض ایسی باتوں کا ہی نام ہے جو میری نسبت بطور نکتہ چینی ان کے منہ سے نکلتے ہیں تو ان میں تمام نبی شریک ہیں۔ میری نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے پہلے سب کچھ کہا گیا ہے۔ ہائے! یہ قوم نہیں سوچتی کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا تو کیوں عین صدی کے سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر کوئی بتلانہ سکا کہ تم جھوٹے ہو اور سچا فلاں آدمی ہے۔ ہائے! یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر مہدی معہود موجود نہیں تھا تو کس کے لئے آسمان نے خسوف کسوف کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کر رہا تھا کہ میں مظلوم ہوں اور اب وقت ہے کہ آسمان سے میری نصرت ہو۔ تیرہویں صدی میں ہی دل بول اٹھے تھے کہ چودھویں صدی میں ضرور خدا کی نصرت اور مدد آئے گی۔ بہت سے لوگ قبروں میں جا سوئے جو رور و کر اس صدی کی انتظار کرتے تھے۔ اور جب خدا کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا تو محض اس خیال سے کہ اس نے موجودہ مولویوں کی ساری باتیں تسلیم نہیں کیں اُس کے

دشمن ہو گئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلا ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب آئے تو بد قسمت یہودیوں کو یہ ابتلا پیش آ گیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلا پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلا ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حاکم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اس کا آنا بھی بے سود تھا۔ سوائے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھانہ سکتا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے طیار ہو جاتے۔ ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلا ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دوزرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دوزرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرویا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سرد درد اور

دوران سر اور کئی خواب اور تشخّح دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصّہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنی ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مرضوں کے انجام کی نظیریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسی برس کی عمر ہوگی حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجے میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مرتے ہیں یا کاربائنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصّہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصّہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیباً حتّاً لِلّٰہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں

اور رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ و زاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالینچو لیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا وہ بددعا اسی پر پڑے گی جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اُس پر لعنت ہو وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں۔ اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دے کر یہ دعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا کیونکہ اُس نے عام طور پر شائع کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اگر جھوٹا ہے اور ضرور جھوٹا ہے تو وہ مجھ سے پہلے مرے گا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میں پہلے مر جاؤں گا۔ اور یہی دعا بھی کی تو پھر آپ ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ اگر وہ کتاب چھپ کر شائع نہ ہو جاتی تو اس واقعہ پر کون اعتبار کر سکتا مگر اب تو وہ اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ پس ہر ایک شخص جو ایسا مقابلہ کرے گا اور ایسے طور کی دعا کرے گا تو وہ ضرور غلام دستگیر کی طرح میری سچائی کا گواہ بن جائے گا۔ بھلا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت بعض شریروں ظالم طبع نے میری جماعت کو اُس کا قاتل قرار دیا ہے حالانکہ وہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا اور ایک میری پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی تو یہ تو بتلاویں کہ مولوی غلام دستگیر کو میری جماعت میں سے کس نے مارا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ بغیر میری درخواست کے آپ ہی ایسی دعا کر کے دنیا سے کوچ کر گیا کوئی زمین پر مر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے۔ میری روح میں وہی

﴿۷﴾

سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صد ہا دشمنند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکرو فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھانہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بد قسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا! تو اس اُمت پر رحم کر۔ آمین۔

المشتہر خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیاں

۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیاں

## تمہ از بعین

اس پیشگوئی مندرجہ ذیل کو جب اصل عبرانی میں دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوگا۔ اس لئے مناسب سمجھ کر وہ پیشگوئی عبرانی الفاظ میں اس جگہ لکھی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸-۲۰

נביא	אקים	להם	מקרב	אחחם	כמוך
نابیا	آقیم	لاہیم	مقرب	احیہم	کاموک
ایک نبی	میں مبعوث کروں گا	ان کے لئے	ان کے بھائیوں میں سے	تیری مانند	
ונתתי	דברי	בפיו	ודבר	אליהם	את
و نانتی	دباری	بفی	و دبئر	الیہیم	ایت
اور میں دوں گا	اپنا کلام	اس کے مونہہ میں	اور وہ سنائے گا	انہیں	
כל -	אשר	אצונו:	והיה	האיש	אשר
کول	اشیئر	اصوینو	وہایاہ	ہاایش	اشیر
تمام	جو کچھ	کہ میں اسے کہوں گا	اور ایسا ہوگا	کہ وہ انسان	جو
לא -	ישמע	אל -	דברי	אשר	ידבר
لو	یشمع	ال	دبرے	اشیر	بشمی
نہ سنے گا	ان باتوں کو		جو	وہ کہے گا	میرے نام سے
אנכי	אדרש	מעמו	אך	הנביא	אשר
آنوکی	ایدروش	مے عمو	اک	ہنابیا	اشیر
میں	اس کا حساب	اس سے لوں گا	لیکن	وہ نبی	جو
יזיד	לדבר	דבר	בשמי	את	אשר
یازید	لدبیر	دابار	بشمی	ایت	اشیر
ایسی شرارت کرے	کہ کوئی کلام	میرے نام سے	کہے	جو کہ میں نے اسے حکم نہیں دیا	



צויתי	ולדבר	יאשר	ידבר	בשם
صوی تی	و لدبیر	و اشیر	یدبیر	بشیم
کہ لوگوں کو سنا تا	اور وہ جو کلام کرے	دوسرے معبودوں کے نام پر		
אלחים	אחר	ם ומ	הנביא	ההיא
الوہیم	احمرے ریم	و میت	ہنابیا	ہہو
وہ نبی		مر جائے گا		

لفظ **מת میت** جس کا ترجمہ اردو بابل میں پادریوں نے قتل کیا جائے کیا ہے یہ ترجمہ بالکل غلط ہے عبرانی لفظ **מת میت** اصل میں صیغہ ماضی میں ہے اور اس کے معنی ہیں مر گیا ہے یا مرا ہوا ہے۔ اس کی مثالیں عبرانی بابل میں نہایت کثرت سے ہیں جن میں سے چند ایک بطور نمونہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

پیدائش باب ۵۰ آیت ۱۵۔ جب یوسف کے بھائیوں نے دیکھا  
(**כימת اביہم**۔ کی میت اباہم) کہ ان کا باپ مر گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یوسف  
شاید ہم سے نفرت کرے گا۔

استثناء باب ۱۰ آیت ۶۔ تب بنی اسرائیل نے بیرات بنی یاکان سے موسیٰ کو کوچ کیا  
(**שם מת אחרן**۔ شام میت احران) وہاں ہارون کا انتقال ہوا اور وہیں گاڑا گیا۔

۱۔ سلاطین باب ۳ آیت ۲۱۔ اور جب میں صبح کو اٹھی کہ بچے کو دودھ دوں تو  
(**והבר מת**۔ وھنیہ میت) دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔

۱۔ تواریخ باب ۱۰ آیت ۵۔ جب اس کے زرہ بردار نے دیکھا (**כימת שאول**۔  
کی میت شاؤل) کہ ساؤل مر گیا ہے۔

ایسا ہی کثرت سے اس قسم کی مثالیں موجود ہیں جن میں لفظ **מת** کا ترجمہ  
کیا گیا ہے مر گیا ہے۔ مرا ہوا ہے۔ لیکن پیشگوئی کے طور پر جہاں کہ

خدا کے کلام میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ ضرور مر جائے گا تو وہاں بھی یہ لفظ بول کر ماضی سے استقبال کا کام لیتے ہیں یعنی اگرچہ وہ موت ابھی وقوع میں نہیں آئی تاہم اس کا واقع ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا وہ مر گیا ہے یا مرا ہوا ہے۔ اور اس قسم کے محاورے ہر زبان میں ہوتے ہیں۔ عبرانی بائبل میں اور بھی کئی جگہ اس طرح سے کہا گیا ہے۔ مثلاً

۲- سلاطین۔ باب ۲۰- آیت ۱۔ انہی دنوں میں حزقیاہ کو موت کی بیماری ہوئی۔ تب اموص کا بیٹا یسعیاہ اس پاس آیا اور اسے کہا:- خداوند یوں فرماتا ہے۔ تو اپنے گھر کی بابت وصیت کر (מת אתה ולא תחיה۔ کسی میت اتاہ ولوتحی یاہ) کیونکہ تو مر جائے گا اور نہیں جیے گا۔ دیکھو اسی لفظ میت کے معنی جو کہ استثناء ۱۸: ۱۸ میں آیا ہے۔ یہاں مر جائے گا کے معنی کئے گئے ہیں۔

خروج باب ۱۱- آیت ۵ (ומת כל בכור בארץ מצרים۔ ومیت کول בכور بارض مصرائم) اور زمین مصر میں سارے پلوٹھے مرجائیں گے۔  
۱- سلاطین ۱۲: ۱۲۔ اور جب تیرا قدم شہر میں داخل ہوگا تو (מת הילدمیت هیالید) وہ بچہ مر جائے گا۔

یرمیاہ ۱۵: ۲۸۔ تب یرمیاہ نبی نے حننیاہ نبی سے کہا کہ اے حننیاہ اب سن خداوند نے تجھے نہیں بھیجا پر تو اس قوم کو جھوٹ کہہ کہہ کے امیدوار کرتا ہے۔ اس لئے خداوند یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں تجھے روئے زمین پر سے خارج کروں گا (השנה אתה מת۔ ہشاناہ اقاہ میت) تو اسی سال میں مرے گا چنانچہ اسی سال ساتویں مہینے حننیاہ نبی مر گیا۔

اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جاندرہری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تینیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا۔ یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پروردگار نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پرنازل ہوا ہے۔

غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ کون سا کلام الہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا چاہیے کہ جو تینیس برس تک کلام الہی اس پرنازل ہوتا رہا وہ کیا ہے یعنی کل وہ کلام جو کلام الہی کے دعوے پر لوگوں کو سنایا گیا ہے پیش کرنا چاہئے۔ جس سے پتہ لگ سکے کہ تینیس برس تک متفرق وقتوں میں وہ کلام اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ یا ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعوے سے شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پرنازل ہوا ہے۔ جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لَو تَقْوَلُ كُوْنٰی تَهْتٰی میں اُرَانَا اُن شریروں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔

## ضمیمہ اربعین نمبر ۲

# اعلان!

متعلق صفحہ ۳۰

اس امر کا اظہار ضروری سمجھا گیا ہے کہ اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۳۰ پر جو تاریخ انعقاد مجمع قرار دی گئی ہے یعنی ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء وہ اس وقت تجویز کی گئی تھی جبکہ ہم نے ۷ اگست ۱۹۰۰ء کو مضمون لکھ کر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن اس اثناء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوئے اور رسالہ تحفہ گولڑویہ کے تیار کرنے کی وجہ سے اربعین نمبر ۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ اس لئے میعاد مذکور ہماری رائے میں اب ناکافی ہے۔ لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بجائے ۱۵ اکتوبر کے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۰ء قرار دی جائے تاکہ کسی صاحب کو گنجائش اعتراض نہ رہے۔ اور مولوی صاحبان کو لازم ہوگا کہ تاریخ مقررہ کے تین ہفتہ پہلے اطلاع دیں کہ کہاں اور کس موقعہ پر جمع ہونا پسند کرتے ہیں۔ آیا لاہور میں یا امرتسر میں یا بٹالہ میں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جب تک کم از کم چالیس علماء و فقراء نامی کی درخواست ہمارے پاس نہیں آئے گی تب تک ہم مقام مقررہ میں وقت مقررہ پر حاضر نہیں ہوں گے۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

ضمیمہ اربعین نمبر ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ میں نے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کی ہر روز کی تکذیب اور زبان درازیاں دیکھ کر اور بہت سی گالیاں سن کر ان کی اس درخواست کے بعد کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ جس میں ان لوگوں میں سے مخاطب خاص پیر مہر علی شاہ صاحب تھے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اب تک مباحثات مذہبی بہت ہو چکے جن سے مخالف مولویوں نے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ آسمانی نشانوں کی درخواست کرتے رہتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی وقت ان سے فائدہ اٹھالیں۔ اس بنا پر یہ امر پیش کیا گیا تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جو علاوہ کمالات پیری کے علمی توغل کا بھی دم مارتے ہیں اور اپنے علم کے بھروسہ پر جوش میں آ کر انہوں نے میری نسبت فتویٰ تکفیر کو تازہ کیا اور عوام کو بھڑکانے کیلئے میری تکذیب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس میں اپنے مایہ علمی پر فخر کر کے میری نسبت یہ زور لگایا کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بے خبر ہے۔ اور اس طرح سرحدی لوگوں کو میری نسبت مخالفانہ جوش دلایا۔ اور علم قرآن کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ دعویٰ ان کا سچ ہے کہ ان کو علم کتاب اللہ میں بصیرت تام عنایت کی گئی ہے تو پھر کسی کو ان کی پیروی سے انکار نہیں چاہئے اور علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لَا یَمْسُئُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ<sup>۱</sup> صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔ لیکن صرف

دعویٰ قابل تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے۔ اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ: - الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اس لئے میرے لئے صدق یا کذب کے پرکھنے کے لئے یہ نشان کافی ہوگا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح، بلغ میں تفسیر لکھیں۔ اگر وہ فائق اور غالب رہے تو پھر اُن کی بزرگی ماننے میں مجھ کو کچھ کلام نہیں ہوگا۔ پس میں نے اس امر کو قرار دے کر اُن کی دعوت میں اشتہار شائع کیا جس میں سراسر نیک نیتی سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن اس کے جواب میں جس چال کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اُن کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں اور نہ علم میں کچھ دخل ہے۔ یعنی انہوں نے صاف گریز کی راہ اختیار کی اور جیسا کہ عام چال بازوں کا دستور ہوتا ہے یہ اشتہار شائع کیا کہ اول مجھ سے حدیث اور قرآن سے اپنے عقائد میں فیصلہ کر لیں پھر اگر مولوی محمد حسین اور اُن کے دوسرے دورِ بیعت کہہ دیں کہ مہر علی شاہ کے عقائد صحیح ہیں تو بلا توقف اسی وقت میری بیعت کر لیں۔ پھر بیعت کے بعد عربی تفسیر لکھنے کی بھی اجازت دی جائے گی مجھے اس جواب کو پڑھ کر بلا اختیار اُن کی حالت پر رونا آیا۔ اور اُن کی حق طلبی کی نسبت جو امیدیں تھیں سب خاک میں مل گئیں۔

اب اس اشتہار لکھنے کا یہ موجب نہیں ہے کہ ہمیں ان کی ذات پر کچھ امید باقی ہے۔ بلکہ یہ موجب ہے کہ با وصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر اب تک اُن کے متعلقین سب و شتم

سے باز نہیں آئے ☆ اور ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علی شاہ کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ پر دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور میری نسبت

☆ منشی الہی بخش صاحب اکونٹ نے بھی اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیر صاحب کی جھوٹی فتح کا ذکر کر کے جو چاہا کہا ہے۔ بات تو تب ہے کہ کوئی انسان حیا اور انصاف کی پابندی کر کے کوئی امر ثابت بھی کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر منشی صاحب کے نزدیک پیر مہر علی شاہ صاحب علم قرآن اور زبان عربی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں چار جز عربی تفسیر سورۃ فاتحہ کی ایک لمبی مہلت ستر دن میں اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اور دوسروں کی مدد بھی لے کر میرے مقابل پر لکھنا اُن کے لئے کیا مشکل بات ہے۔ اُن کی حمایت کرنے والے اگر ایمان سے حمایت کرتے ہیں تو اب تو اُن پر زور دیں۔ ورنہ ہماری یہ دعوت آئندہ نسلوں کے لئے بھی ایک چمکتا ہوا ثبوت ہماری طرف سے ہوگا کہ اس قدر ہم نے اس مقابلہ کے لئے کوشش کی۔ پانسو روپیہ انعام دینا بھی کیا لیکن پیر صاحب اور ان کے حامیوں نے اس طرف رُخ نہ کیا۔ ظاہر ہے کہ اگر بالفرض کوئی کشتی دو پہلو انوں کی مشتبہ ہو جائے۔ تو دوسری مرتبہ کشتی کرائی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو اس دوبارہ کشتی کے لئے کھڑا ہے تا حتم انسانوں کا شبہ دُور ہو جائے اور دوسرا شخص جیتتا ہے اور میدان میں اس کے مقابل پر کھڑا نہیں ہوتا اور بیہودہ عذر پیش کرتا ہے ناظرین برائے خدا ذرا سوچو کہ کیا یہ عذر بدینتی سے خالی ہے کہ پہلے مجھ سے منقولی بحث کرو پھر اپنے تین دشمنوں کی مخالفا نہ گواہی پر میری بیعت بھی کرو اور اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ تمہارا خدا سے وعدہ ہے کہ ایسی بحثیں میں کبھی نہیں کروں گا پھر بیعت کرنے کے بعد بالمقابل تفسیر لکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یہ پیر صاحب کا جواب ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شرط دعوت منظور کر لی تھی۔ منہ

کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاثانی روزگار ہیں اپنے گھر کے کسی کوٹھہ میں چھپ گیا ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت فصاحت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔ لہذا آج میرے دل میں ایک تجویز خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں اور یقین ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائے گی کیونکہ تمام دنیا اندھی نہیں ہے انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں اُن متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور زبان عربی کی ادب اور فصاحت بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ طاقتیں اُن میں موجود ہوں گی کیونکہ لاہور آنے پر ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعوے کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں۔ اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں اور جس طرح چاہیں سورۃ فاتحہ سے استنباط کر کے میرے مخالف عربی فصیح بلغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرمائیں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستر دن تک چھپ کر



شائع ہو جانی چاہئے۔ ☆ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ اور اگر اہل علم میں سے تین<sup>۳</sup> کس جو ادیب اور اہل زبان ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کے رُوسے اور کیا معارف قرآنی کے رُوسے فائق ہے تو میں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی نذر کروں گا اور اس صورت میں اس کوفت کا بھی تدارک ہو جائے گا جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کر کے روتے ہیں جو ناحق پیر صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی گئی۔ اور یہ تجویز پیر صاحب کے لئے بھی سراسر بہتر ہے کیونکہ پیر صاحب کو شاید معلوم ہو یا نہ ہو کہ عقلمند لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے۔ یا وہ عربی فصیح بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں بلکہ ہمیں ان کے خاص دوستوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بہت خیر ہوئی کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عربی لکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا۔ ورنہ اُن کے تمام دوست ان کے طفیل سے شہامت الوجوہ سے ضرور حصہ لیتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ اُن کے بعض دوست جن کے دلوں میں یہ خیالات ہیں جب پیر صاحب کی عربی تفسیر مزین بہ بلاغت و فصاحت دیکھ لیں گے تو ان کے پوشیدہ شبہات جو پیر صاحب کی نسبت رکھتے ہیں جاتے رہیں گے اور یہ امر موجب رجوع خلاق ہوگا۔ جو اس زمانہ کے ایسے پیر صاحبوں کا عین مدعا ہوا کرتا ہے۔ اور اگر پیر صاحب مغلوب ہوئے تو تسلی رکھیں کہ ہم اُن سے

☆ یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک میعاد تفسیر لکھنے کی ہے اور چھپائی کے دن بھی اسی میں

ہیں۔ ستر دن میں دونوں فریق کی کتابیں شائع ہو جانی چاہئیں۔ منہ

کچھ نہیں مانگتے اور نہ ان کو بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ صرف ہمیں یہ منظور ہے کہ پیر صاحب کے پوشیدہ جوہر اور قرآن دانی کے کمالات جس کے بھروسہ پر انہوں نے میری رد میں کتاب تالیف کی، لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔ اور شائد زلیخا کی طرح اُن کی منہ سے بھی اَللّٰنَ حَصَّصَ الْحَقَّ<sup>۱</sup> نکل آئے۔ اور ان کے نادان دوست اخبار نویسوں کو بھی پتہ لگے کہ پیر صاحب کس سرمایہ کے آدمی ہیں مگر پیر صاحب دل گیر نہ ہوں۔ ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بے شک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور محمد حسین بھیس وغیرہ کو بلا لیں بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دے کر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کر لیں۔ فریقین کی تفسیر چار جز سے کم نہیں ہونی چاہیے اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم  
امين -

## مجموعہ آئین

بے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ الد

اور

حضرت صاحبزادگان میرزا بشیر احمد و شریف احمد

مبارکہ کی آئین

ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالمازمین باہتمام حکیم  
حاجی حافظ فضل الدین صاحب چھپکر شائع ہوئی



## محمود کی آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ      نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی      ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی  
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی      غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی  
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی

دل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اس کی عظمت      لرزاں ہیں اہل قربت کڑویوں پہ ہیبت  
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکرِ نعمت      ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اس کی غیرت

یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اسکی جو دو منت      اس سے ہے دل کی بیعت دل میں ہے اسکی عظمت

بہتر ہے اُس کی طاعت، طاعت میں ہے سعادت

یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا      ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا

اُس بن نہیں گذارا غیر اُس کے جھوٹ سارا

یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یا رب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں      تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم رحماں

یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا  
 جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا  
 صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور تو نے مجھے دئے ہیں یہ تین تیرے چاکر  
 تیرا ہوں میں سراسر تو میرا رب اکبر  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارماں تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قرباں  
 اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احساں  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے کیونکر ہو حمد تیری کب طاقت قلم ہے  
 تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 اے قادر توانا! آفات سے بچانا ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا  
 غیروں سے دل غنی ہے جب سے کہ تجھ کو جانا  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 احقر کو میرے پیارے اک دم نہ دور کرنا بہتر ہے زندگی سے تیرے حضور مرنا  
 واللہ خوشی سے بہتر غم سے تیرے گذرنا  
 یہ روزِ کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

سب کام تو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں ﴿۳﴾

تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت کر ان کی خود حفاظت ہو ان پر تیری رحمت

دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر رُتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر

تو ہے ہمارا رہبر، تیرا نہیں ہے ہمسر

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

شیطان سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو جاں پُر زِ نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو

ان پر میں تیرے قرباں! رحمت ضرور رکھیو

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

میری دعائیں ساری کر یو قبول باری میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

ہم تیرے در پہ آئے لے کر اُمید بھاری

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

لُحْت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا

یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

اس کے ہیں دو برادر، ان کو بھی رکھیو خوش تر تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر  
 کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے کر ان سے دور یارب دنیا کے سارے پھندے  
 چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے  
 یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گھر یہ سارے  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 اے میری جاں کے جانی اے شاہِ دو جہانی کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی  
 دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری  
 اپنی پنہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 اے واحد و یگانہ اے خالقِ زمانہ میری دعائیں سن لے اور عرضِ چاکرانہ  
 تیرے سپرد تینوں دیں کے قمر بنانا  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 فکروں سے دل تریں ہے جاں درد سے تریں ہے جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے  
 ہر غم سے دور رکھنا تو رب العالمین ہے  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي



اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا ہر رنج سے بچانا دکھ درد سے چھڑانا  
 خود میرے کام کرنا یارب نہ آزمانا!  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر یہ ہادیٰ جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر  
 یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہر انور  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں  
 بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 تو ہے جو پالتا ہے، ہر دم سنبھالتا ہے غم سے نکالتا ہے، دردوں کو ٹالتا ہے  
 کرتا ہے پاک دل کو حق دل میں ڈالتا ہے  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 تو نے سکھایا فرقاں جو ہے مدارِ ایماں جس سے ملے ہے عرفاں اور دور ہووے شیطان  
 یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر نثار ہو جاں  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 تیرا نبیٰ جو آیا اُس نے خدا دکھایا دینِ قویم لایا بدعات کو مٹایا  
 حق کی طرف بلایا مل کر خدا ملایا  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
 قرباں ہیں تجھ پہ سارے جو ہیں مرے پیارے احساں ہیں تیرے بھارے گن گن کے ہم تو ہارے  
 دل خوں ہیں غم کے مارے کشتی لگا کنارے  
 یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے تجھ سے میں ہوں منور میرا تو تو قمر ہے  
تجھ پر میرا توکل در پر ترے یہ سر ہے  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
جب تجھ سے دل لگایا سو سو ہے غم اٹھایا تن خاک میں ملایا جاں پر وبال آیا  
پر شکر اے خدایا! جاں کھو کے تجھ کو پایا  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
دیکھا ہے تیرا منہ جب چمکا ہے ہم پہ کوکب مقصود مل گیا سب ہے جام اب لبالب  
تیرے کرم سے یا رب میرا بڑ آیا مطلب  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے  
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصدِ محبت دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت  
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
دنیا بھی اک سرا ہے نکھڑے گا جو ملا ہے گرسو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے  
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي  
اے دوستو پیارو! عقبی کو مت بسارو کچھ زاہدِ راہ لے لو، کچھ کام میں گزارو  
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو  
یہ روزِ کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے

یا رو یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اس سے

یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

قرآن کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضان

اُن پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں

یہ روز ہے مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

ہے چشمہ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت

یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت

یہ روز ہے مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا

اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا

یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي

آمین



## بشیر احمد، شریف احمد، مبارکہ کی آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ      نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خدا اے میرے پیارے خدا  
کہ تو نے پھر مجھے یہ دن دکھایا  
بشیر احمد جسے تو نے پڑھایا  
شریف احمد کو بھی یہ پھل کھلایا  
یہ چھوٹی عمر پر جب آزمایا  
برس میں ساتویں جب پیر آیا  
ترے احساں ہیں اے رب البرایا  
جب اپنے پاس اک لڑکا بلایا  
یہ کیسے ہیں تیرے مجھ پر عطایا  
کہ بیٹا دوسرا بھی پڑھ کے آیا  
شفا دی آنکھ کو بیٹا بنایا  
کہ اُس کو تو نے خود فرقاں سکھایا  
کلام حق کو ہے فر فر سنایا  
تو سر پر تاج قرآن کا سجایا  
مبارک کو بھی تو نے پھر جلایا  
تو دے کر چار جلدی سے ہنسایا

غموں کا ایک دن اور چار شادی

فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزٰى الْاَعَادِيْ

اور ان کے ساتھ کی ہے ایک دختر  
کلام اللہ کو پڑھتی ہے فر فر  
ہوا اک خواب میں مجھ پر یہ اظہر  
لقب عزت کا پاوے وہ مقرر  
خدا نے چار لڑکے اور یہ دختر  
یہ کیا احساں ترا ہے بندہ پدور  
اگر ہر بال ہو جائے سخن در  
کریم! دور کر، تو ان سے ہر شر  
ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اختر  
خدا کا فضل اور رحمت سراسر  
کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر  
یہی روز ازل سے ہے مقدر  
عطا کی، پس یہ احساں ہے سراسر  
کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر  
یہی روز ازل سے ہے مقدر  
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر  
رجیما! نیک کر اور پھر معمر

پڑھایا جس نے اُس پر بھی کرم کر جزا دے دین اور دنیا میں بہتر  
رہ تعلیم اک تو نے بتا دی ☆

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

دیئے ہیں تو نے مجھ کو چار فرزند اگرچہ مجھ کو بس تجھ سے ہے پیوند  
بنا ان کو نیکو کار و خردمند کرم سے ان پہ کر راہِ بدی بند  
ہدایت کر انہیں میرے خداوند کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پسند  
تو خود کر پرورش اے میرے اخوند وہ تیرے ہیں ہماری عمر تا چند  
یہ سب تیرا کرم ہے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

﴿۹﴾

میرے مولیٰ میری یہ اک دعا ہے تری درگاہ میں عجز و بکا ہے  
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے  
میری اولاد جو تیری عطا ہے ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے  
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بَحْرُ الْأَيَادِي

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

نجات ان کو عطا کر گندگی سے برات ان کو عطا کر بندگی سے  
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے بچانا اے خدا! بد زندگی سے  
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

☆ قاعدہ یسرنا القرآن بچوں کے لئے بے شک بہت مفید ہے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ تعلیم خیال میں نہیں آتا۔ منہ  
(یہ قاعدہ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان سے مل سکتا ہے)

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجال  
 بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال  
 یہی امید ہے دل نے بتا دی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِي

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ  
 نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ مرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا  
 یہی امید ہے اے میرے ہادی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِي

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا مصیبت کا ، اَلْم کا ، بے بسی کا  
 یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا جب آوے وقت میری واپسی کا  
 بشارت تو نے پہلے سے سنا دی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِي

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے  
 کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے کہ یہ حاصل ہو جو شرط لقا ہے  
 یہی آئینہ خالق نما ہے یہی اک جوہر سیف دعا ہے  
 ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے  
 یہی اک فخر شان اولیاء ہے بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے  
 ڈرو یارو کہ وہ بیبا خدا ہے اگر سوچو یہی دارُالجزاء ہے  
 مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِي

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ خدا کا عشق نے اور جام تقویٰ  
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد  
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

میری اولاد سب تیری عطا ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے  
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

دیئے تو نے مجھے یہ مہر و مہتاب یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب  
دکھایا تو نے وہ اے ربّ ارباب کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

میں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام  
ہر اک نعمت سے تو نے بھر دیا جام ہر اک دشمن کیا مردود و ناکام

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا جو ہو گا ایک دن محبوب میرا  
 کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا  
 بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

مری ہر بات کو تو نے جلا دی مری ہر روک بھی تو نے اٹھا دی  
 مری ہر پیش گوئی خود بنا دی تری نسلًا بَعِيدًا بھی دکھا دی  
 جو دی ہے مجھ کو وہ کس کو عطا دی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں  
 ملاحظت ہے عجب اس دلستاں میں ہوئے بدنام ہم اس سے جہاں میں  
 عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں ﴿۱۲﴾  
 ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي  
 کروں کیونکر ادا میں شکر باری فدا ہو اُس کی رہ میں عمر ساری  
 مرے سر پر ہے منت اس کی بھاری چلی اس ہاتھ سے کشتی ہماری  
 مری بگڑی ہوئی اُس نے بنا دی  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْيَادِي

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے کہ تو نے کام سب میرے سنوارے  
 ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے  
 گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے ہمارے کر دیئے اونچے منارے



مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے  
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے نہ اُن سے رک سکے مقصد ہمارے  
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِ

تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر  
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر گرفتار آگئے جیسے کہ نچنچیر  
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر  
خدا نے اُن کی عظمت سب اڑا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِ

مری اُس نے ہر اک عزت بنا دی مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی  
مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی سعادت دی، ارادت دی، وفا دی  
ہر اک آزار سے مجھ کو شفا دی مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی  
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی  
دوا دی اور غذا دی اور قبا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِ

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ اُمید کہ ہو گا میرے پر یہ فضل جاوید  
ملی یوسف کی عزت لیک بے قید نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید  
مراد آئی، گئی سب نامرادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْيَادِ

تری رحمت عجب ہے اے مرے یار تے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار  
غریقوں کو کرے اک دم میں تو پار جو ہو نومید تجھ سے ہے وہ مردار  
وہ ہو آوارہ ہر دشت و وادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

ہوئے ہم تیرے اے قادر تو انا تے در کے ہوئے اور تجھ کو جانا  
ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا  
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا  
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا  
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات تے فضلوں سے پڑ ہیں میرے دن رات  
میری خاطر دکھائیں تو نے آیات ترم سے مری سن لی ہر اک بات  
کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات عطا کیں تو نے سب میری مرادات  
پڑا پیچھے جو میرے غولِ بدذات پڑی آخر خود اُس موزی پہ آفات  
ہوا انجام سب کا نا مرادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات  
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات بد اندیشوں کو تو نے کر دیا مات

ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

تری نصرت سے اب دشمن ☆ تباہ ہے ہر اک جا میں ہماری تو پتہ ہے

ہر اک بد خواہ اب کیوں رو سیہ ہے کہ وہ مثل خسوف مہرومہ ہے

سیاہی چاند کی منہ نے دکھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

ترے فضلوں سے جاں بستاں سرا ہے ترے نوروں سے دل شمس الضحیٰ ہے

اگر اندھوں کو انکار و ابا ہے وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے

کہیں جو کچھ کہیں سر پر خدا ہے پھر آخر ایک دن روز جزا ہے

بدی کا پھل بدی اور نامرادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا

ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا

وہی آرامِ جاں اور دل کو بھایا وہی جس کو کہیں رب البرایا

ہوا ظاہر وہ مجھ پر بِالْآيَادِي

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

مجھے اُس یار سے پیوند جاں ہے وہی جنت وہی دارالاماں ہے

بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے محبت کا تو اک دریا رواں ہے

☆ دشمن کے لفظ سے اس جگہ وہ حاسد مراد ہے جو ہر ایک طور سے مجھے تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو میری نسبت بدظن کرتے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی میں بھی جھوٹی شکایتیں کرتے رہتے ہیں اور گورنمنٹ محسن کی نسبت جو میرے مخلصانہ خیالات

ہیں ان کو چھپاتے ہیں۔ منہ ۱۲

یہ کیا احسان ترے ہیں میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

تری رحمت کی کچھ قلت نہیں ہے تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے  
شمار فضل اور رحمت نہیں ہے مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

یہ کیا احسان ہیں تیرے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں  
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں  
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں  
میں اس آندھی کو اب کیوں کر چھپاؤں یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے  
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے  
شمر ہے دور کا کب غیر کھاوے چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے  
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے غریق عشق وہ موتی اٹھاوے  
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے خودی اور خود روی کب اُس کو بھاوے

مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

کہاں تک حرص و شوق مال فانی اٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی  
کہاں تک جوشِ آمال و امانی یہ سو سو چھید ہیں تم میں نہانی

تو پھر کیونکر ملے وہ یارِ جانی کہاں غریبوں میں رہتا ہے پانی  
 کرو کچھ فکر ملک جاودانی یہ ملک و مال جھوٹی ہے کہانی  
 بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی  
 خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی ذرا سوچو یہی ہے زندگانی  
 خدا نے اپنی رہ مجھ کو بتا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت دکھاؤ جلد تر صدق و انابت  
 کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت  
 مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا کہ جب تعلیم قرآن کو بھلایا  
 رسولِ حق کو مٹی میں سلایا مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا  
 یہ تو ہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا  
 خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا کہ سوچو عزت خیر البرایا  
 ہمیں یہ رہ خدا نے خود دکھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

کوئی مردوں سے کیونکر راہ پاوے مرے تب بے گماں مردوں میں جاوے  
 خدا عیسیٰؑ کو کیوں مردوں سے لاوے وہ کیوں خود مہرِ ختمیت مٹاوے  
 کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے  
 تمہیں کس نے یہ تعلیم خطا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِي

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات  
دکھائیں آسمان نے ساری آیات زمیں نے وقت کی دے دیں شہادت  
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیبت خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات  
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِ

مسح وقت اب دنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا  
مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا  
وہی مے اُن کو ساتی نے پلا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِ

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے  
زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے  
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے  
سنو اب وقت توحید اتم ہے ستم اب مائل ملک عدم ہے  
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَحْزَى الْأَعْيَادِ



## ترجمہ فارسی عبارات

صفحہ ۷۶، ۳۵۵، ۳۲۹

- اب ظہور کرو اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے

جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا

صفحہ ۱۳۲

- چودھویں ہجری میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ وہ مہدی اور دجال کے ظہور کا نشان ہوگا

صفحہ ۱۵۴

- سینکڑوں عمدہ نکات پر تو کان نہیں کرتا لیکن کوئی خطا دیکھے تو شور مچانے لگ جاتا ہے

صفحہ ۱۵۵

- آسمان نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہتی ہے، اس پر بھی تو ان لوگوں کی عداوتوں کینوں اور انکار کو دیکھ

- اے ملامت کرنے والے خدا کے لئے زمانہ کے حالات پر ایک نظر ڈال پس خدا ایسے خطرے کے وقت

کیوں کر خاموش رہتا

صفحہ ۱۵۶

- دین کے مصیبت زدوں نے مجھے آسمان سے بلایا ہے اور میں ایسے وقت پر آیا ہوں کہ دل غم کے مارے

خون ہو چکے تھے

- ہمارے دعویٰ کو سینکڑوں نشانوں سے تقویت دی گئی چاند اور سورج بھی ہماری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے

صفحہ ۳۲۷

- جب میں ہی نہ رہوں تو اس کے بعد تیرا آنا بے کار ہے

صفحہ ۳۵۹

- اگر روح القدس کا فیض مدد کرے تو سبھی وہ کام ہم کریں جو مسیحا کیا کرتا تھا

صفحہ ۴۵۷

- میری دعا آسمان تک پہنچ گئی، اس لئے اگر میں تجھے (قبولیت کی) امید دلاؤں تو تعجب نہ کر

صفحہ ۴۶۲

- چند بیوقوف لوگوں کی تصدیق سے کوئی عیسیٰ تو نہیں ہو جاتا۔ اس آدمی پر صلوات جو یہ ورد پڑھے

صفحہ ۴۶۷

- چند بیوقوف لوگوں کی تصدیق سے کوئی موسیٰ تو نہیں ہو جاتا۔



# انڈیکس

روحانی خزانہ جلد ۱

زیرنگرانی

سید عبدالحی

- ۱- آیات قرآنیہ ..... ۳
- ۲- احادیث نبویہ ..... ۷
- ۳- الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ..... ۹
- ۴- مضامین ..... ۱۷
- ۵- اسماء ..... ۳۸
- ۶- مقامات ..... ۵۸
- ۷- کتابیات ..... ۶۱











## احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳۰	الأیات بعد المأتین	۱۳۰	یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالذین
ح ۶۳	امامکم منکم	ح ۲۱۱	۲۳۵
۱۱۴	امکم منکم	ح ۲۳۳	۱۵۸
۲۱۵	ان لمهدینا ایتین		یضع الحرب
ح ۲۵۳	انما الاعمال بالنیات		یکون فی آخر الزمان عند تظاہر من الفتن
۱۶۶	او ما الی المشرق	ح ۲۴۲	و انقطاع من الزمن
تغزون جزیرة العرب فیفتحها اللہ ثم فارس			احادیث بالمعنی
ح ۱۲۲	فیفتحها اللہ.....	ح ۲۴۵	آپ نے فرمایا کہ عمر دنیا سات ہزار سال ہے
ح ۳۲۸	ح ۷۵	ح ۳۳۸	آپ نے فرمایا مجھے یونس پر بزرگی مت دو
ح ۳۵۴	ح ۳۷۹		آدم سے قیامت تک شرا گیزی میں دجال کی مانند نہ کوئی ہوا
۱۲۲	علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل	۱۲۱	اور نہ ہوگا
قال اخبرنی من سمع النبی و هو بوادی القری.....			اس امت کے بعض علماء یہودیوں کی سخت بیروی کریں گے
من المغضوب علیہم یا رسول اللہ قال الیہود			یہاں تک اگر کسی یہودی مولوی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے
ح ۲۲۹	ح ۲۲۹	ح ۳۲۹	تو وہ بھی کریں گے.....
کل مولود یولد علی فطرة الاسلام			اصنہان سے ایک لنگر آئے گا جس کی چھڑیاں کالی ہوں گی اور
لا صلوة الا بالفاخرة			ایک فرشتہ آواز دے گا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے
لا یزال الاسلام عزیزاً الی اثنی عشر خلیفة			اگر عیسیٰ اور موسیٰ زندہ ہوتے تو میری بیروی کرتے
کلہم من قریش			اگر یہودی سومار کے سوراخ میں داخل ہوئے تو مسلمان بھی
لم یقت رسول اللہ ﷺ فی الخمر حداً			داخل ہوں گے
لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس			بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں
لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک			بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا
الیوم حتی یبعث فیہ رجلاً منی			جب تم دجال کو دیکھو تو سورۃ کہف کی پہلی آیتیں پڑھو
لیسو منی و لست منہم			جمعہ کی عصر اور مغرب کے درمیان دعا کرو اس میں
و یتربک القلاص فلا یسعی علیہا			قبولیت کی گھڑی آتی ہے
ح ۳۷۵	ح ۳۷۵	ح ۲۸۰	خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا
ح ۳۷۵	ح ۳۷۵	ح ۲۷۵	دجال دنیا میں ظاہر ہوگا اور پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور
ح ۳۸۵	ح ۳۸۵	ح ۲۳۳	پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا
یتزوج و یولد لہ			

۱۲۸	۲۳۳	دجال کی ایک آنکھ بالکل اندھی ہوگی اور ایک میں پھولا ہوگا
۳۹۹۶۴۹	۲۳۶	دنیا سات دن ہیں اور ہر ایک دن ہزار سال کا ہے سورۃ فاتحہ میں المغضوب علیہم سے مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں
۴۷۰	ح ۲۹۹	عیسیٰ کا حلیہ سرخ رنگ اور خدا ربال جبکہ آنے والے مسیح کا حلیہ گندم گوں رنگ اور سیدھے بال
۴۰۴	۱۱۹	عیسیٰ علیہ السلام نے ۱۲۰ سال عمر پائی ۱۰۱ء ۶۴ء ۲۹۵ء ۳۱۱ء ۴۳۲ء
ح ۲۱۳	ح ۳۰۸	عیسیٰ بن مریم کے بعد کوئی مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا قرآن کیلئے ظہر اور وطن ہے اور وہ علم اولین و آخرین پر مشتمل ہے
۳۹۸۶۴۹	ح ۲۱۶	مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ آج سے ایک سو برس گزرنے پر زمین پر کوئی زندہ نہیں رہے گا
۳۹۹۶۴۹	ح ۹۹	مسیح کو ابتلا کے زمانہ میں حکم ہوا کہ کسی اور ملک کی طرف چلا جاتا یہود کے دکھوں سے بچ جائے
۳۰۵	۱۰۰۶۹	مسیح سیاح نبی ہے مسیح خدا سے حکم پا کر اپنے وطن سے بر طبق سنت جمیع انبیاء ہجرت کر گئے
۳۶۹	۱۰۸۶۰۷	مسیح آخر الزمان ایمان اور امن کو قائم کر دیگا اور شرک محو کریگا اور ملل باطلہ کو ہلاک کریگا
۲۹۵۱۷	۱۱۵	جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا
ح ۲۱۳	ح ۲۸	مسیح موعود کے ظہور کے وقت سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور وصلح کی بنیاد ڈالے گا
۱۰۱	۸	مسیح دمشق کے شرقی منارہ کی طرف اترے گا
۱۱۵	ح ۱۶۵۶۶۱	
۴۸		
میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں		
ہر ایک صدی کے سر پر مجدد آتا ہے		
یہود کی طرح اس امت کے علماء بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگا نہیں گے		



# الهامات حضرت مسیح موعود وعلیہ السلام

عربی الهامات	الحمد لله الذى جعل لكم الصهر والنسب
اختر تك لنفسى	الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم .....
اذاجاء نصر الله والفتح و انتهى امر الزمان البنا ليس	الذين يباعدونك انما يباعدون الله
هذا بالحق	الرحمن علم القرآن
اذا نصر الله السموم جعل له الحاسدين .....	الرحى تدور وينزل القضاء
اذ التقى الفئتان	السلام عليك انا انزلناك .....
اذمكربك الذى كفر	العين وعلى الاخرين
اذكر نعمتى رثيت خديجتى	الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولو العزم
اردت ان استخلف فلخلفت ادم	الفوق معك والتحت مع اعداءك
اشجع الناس	الله حافظه عناية الله حافظه
اشكر نعمتى رثيت خديجتى	الله خير حافظا و هو ارحم الراحمين
اصحاب الصفة و ما ادراك ما	الله ولى حنان
اصحاب الصفة .....	الم ترانا نأتى الارض نقصصها .....
اعمل ماشئت فاني قد غفرت لك	الم تعلم ان الله على كل شىء قدير
افتاتون السحر وانتم تبصرون	ليس الله بكاف عبده
اكان للناس عجباقل هو الله عجيب	اليه يصعد الكلم الطيب سلام على ابراهيم .....
الا ان روح الله قريب	ام حسبتم ان اصحاب الكهف .....
الا ان نصر الله قريب	ام يقولون نحن جميع منتصر
الا انها فتنة من الله .....	امم يسرنا لهم الهدى و امم .....
الارض والسماء معك كما هو معى	ان هذا الا سحر يؤثر
الا امراض تشاع .....	ان هذا الا قول البشر
الامام خير الانام	انار الله برهانه
الاعامات المتواترة	انت الشيخ المسيح الذى لا يضاع وقته
الحمد لله الذى جعلك المسيح	انت الشيخ المسيح وانى معك و مع انصارك
ابن مريم	انت القائم على نفسه مظهر الحى
	انت برهان و انت فرقان .....

٢٢٣،٣٨٢،٤٠	انا ارسلنا احمد الى قومه فاعرضوا	٢٢٢،٤١	انت تربي في حجر النبي .....
٣٨٢	انا ارسلنا اليك شواظاً من نار	٢٢٣،٣٨٢،٤٠	انت قابل ياتيك وابل
٢٢٣،٤٠	انا انزلنا وكان الله قديراً	٢٢٣،٤٠	انت مدينة العلم
٣٨٠،٣٥٢	انا انزلناه قريباً من القاديان .....	٢١٠،٥٩	انت مرادى و معى
٣٥٢	انا بذكر اللازم انا محيبك .....	٣٨٢،٣٥٥	انت معى و انا معك
٣٨٢	انا زوجنا كهها	٣٨٥	انت معى و انا معك يا ابراهيم
٣٥٢	انا فتحنا لك فتحاً مبيناً فتح الولي .....	٢٢٣،٤١	انت من ماء نا وهم من فشل
٣٨٢،٣٥٢	انا كفييناك المستهزئين	٢٥٢ ح	انت منى بمنزلة اولادى
٣٨٥	انا نريد ان نزعك و نحفظك	٣٨٥	انت منى بمنزلة توحيدى و تفريدى
٣٨٥	انا نعلم الامر و انا لعالمون	٥٩، ٦١، ح، ٥٣، ١٠، ١٣، ح	٥٩، ٦١، ح، ٥٣، ١٠، ١٣، ح
٣٥٢	انك باعينا	٣٨٠،٣٥٥	انت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق
٣٥٢	انك باعينا سميتك المتوكل	٢٢٣،٤٠	انت منى يا ابراهيم
٣٨١	انك على صراط مستقيم	٢١٠،٣٥٣،٥٩	انت و جيه في حضرتى
٣٨٢	انما امرنا اذا اردنا شيئاً .....	٣٨٢	انت و قاره فكيف يتركك
٣٨٢	انه سيجعل الولدان شيباً	٢٢٣،٤١	انذر قومك و قل انى نذير مبين
٣٨٢	انه قريب مستتر	٣٥٢،١١٦	ان الذين كفروا و صدوا عن سبيل الله .....
٣٨٢	انه معك و انه يعلم السر .....	٣٨٠،٣٥٢،١٤	ان السماوات و الارض كانتا رتقا ففتقناهما
٣٨٠	انه هو العلى العظيم	٣٨٠،٣٥٢،١٤	ان الله مع الذين اتقوا و الذين هم يحسنون الحسنى
٣٨٢	انى اموج موج البحر	٢٢٣،٣٨٢،٤١	انى انا الرحمن ذو المجد و العلى
٢٢٦،٤٣	انى انا الله ذو السلطان	٢٢٣،٣٨٢	ان حبي قريب
٢٢٢،٤٠	انى انا الله فاخترنى	٤٠	ان حبي قريب مستتر
٢٢٦،٣٨٢،٤٣	انى انا الله فاعبدنى ولا تنسانى .....	٣٨٢	ان ربك لبا المرصاد
٣٨٢	انى انا الله لا اله الا انا	٢٢٢،٣٨٢،٤١	ان فضل الله لات
٣٥٢	انى جاعلك للناس اماماً	٢٢٥،٣٨١،٤٢	ان هذا الرجل يجوح الدين
٢٢٣،٤٠	انى حاشر كل قوم يا تونك جنباً	٢٢٦،٣٥٥،٤٣	ان يومى لفصل عظيم
٣٨٢	انى حافظك	٣٨٠	انا اتيناك الدنيا و خزائن .....
٢٢٢،٣٨٢،٤٠	انى مع الافواج اتيك بغتة	٣٨٢	انا اتيناك الكوثر .....
٢٢٦،٤٣	انى مع الرسول اقوم	٢٢٣،٤١	انا اخرجنا لك زروعاً يا ابراهيم
٣٥٢	انى معك فكن معى اينما كنت	٣٨٢	انا اذا نزلنا بساحة قوم .....

٢٢١،٦٩ جعلناك المسيح ابن مريم  
 ٢١٢،٣٥٣،٦٠ حيا من الله العزيز الاكرم  
 ٣٨٣ حكم الله الرحمن  
 ١١٦ خذوا التوحيد التوحيد يا ابناء الفارس  
 ٢٢٨،٤٥ خذوا الرفق الرفق.....  
 ٣٥٣،٢٤٢ خلق آدم و اكرمه  
 ٣٥٥ خلقت لك ليلا و نهاراً  
 ٢٢٦،٣٥٣،٤٣ دنى فتدلى فكان قاب قوسين.....  
 ٢٢٦،٣٨١،٤٣ ذرني والمكذبين  
 ٣٥٠ ربنا اننا سمعنا مناديا ينادى للايمان

### س-ش-ص-ط-ظ

٣٨٢ سبحان الله  
 ٢٢٢،٦٩ سبحان الله انت وقاره  
 سبحان الله تبارك و تعالى زاد  
 ٣٤٩،٣٥٣،١١٤ مجدك  
 ٢١٠،٥٩ سرّك سرى  
 سلام على ابراهيم صافيناه و نجيناه من الغم  
 ٢٢٠،٦٨ واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى  
 ٣٥٣ سلام عليك جعلت مباركاً  
 ٣٥٣ سلام عليكم طبتم فادخلوها امنين  
 ٣٨٣،٣٨٠ سلام قولاً من رب رحيم  
 ٢٢٢،٤٠ سناخذه من مارن او خرطوم  
 ٣٨٣ سنريهم آياتنا فى الافاق.....  
 ٣٥٢ سنلقى فى قلوبهم الرعب  
 ٢٢٢،٤٠ سيقول العدولست مرسلا  
 ٢٢٣،٤١ سيهزم الجمع و يولون الدبر  
 ٣٥٣ شانك عجب و اجرک قريب  
 ٣٨٣ شأهت الوجوه  
 ٣٨٠،٣٥٣ صدق الله ورسوله و كان امر الله مفعولاً

٣٥٢ انى منجيك من الغم و كان ريك قديراً  
 ٢٢٢،٦٩ انى مهين من ارادهااتك  
 ٣٥٥ ائمة الكفر  
 او قدلى يا هامان لعلى اطلع على اله موسى  
 ٢١١،٣٥٣،٢١٥،٦٠  
 اهذا الذى بعث الله  
 ٢١١،٦٠ اينما تولوا فثم وجه الله  
 ٣٥٢

### ب-ت-ث

بشرى لك احمدى  
 ٢٢٣،٣٨٣،٤٠ بشرى لك فى هذه الايام  
 ٢٢٣ بلجت آياتى  
 بوركت يا احمد و كان ما بارك الله  
 ٢١٠،٣٥٣،٥٩ فيك حقاً فيك  
 ١٤٠،٢٢٢،ح تبارك من علم و تعلم  
 ٢١١،٣٥٣،٢١٥،٦٠ تبت يدا ابي لهب و تب.....  
 ٣٥٠ ترى اعينهم نقيض من الدمع  
 ٢١٩،٣٨٠،٦٢ ترى نسلاً بعيداً  
 ٣٨٣ ترى نسلاً بعيداً ابناء القمر  
 ٢٢٢،٣٨٣،٤١ تفتح لهم ابواب السماء.....  
 ٣٥٣ تموت وانا راض منك  
 تنزل الرحمة على ثلث العين و على الاخرين  
 ٢٢٢،٣٨٣،٦٤،٣٩٣،ح ١٩،ح  
 تنزيل من الله العزيز الرحيم  
 ٢٢٦،٢٢٣،٤٣،٤٠ ثلة من الاولين و ثلة من الآخريين  
 ٢١١،٥٩ ثمانين حولا او قريباً من ذلك.....  
 ٢١٩،٣٨٠،٦٢  
 جاهل او مجنون  
 ٣٨١ جرى الله فى حلل الانبياء  
 ٢١١،٣٥٣،٥٩

### ج-ح-خ-ذ-ز

٤١	قال لا خوف عليك .....	٤٠	طيب مقبول الرحمن
٣٨٢	قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها	٣٨٢	ظفر مبين
٢٢٣، ٤١	قالوا لنهلكك قال لا خوف .....		<b>ع-غ</b>
٣٨٢	قد ابتلى المومنون ثم .....		عسى الله ان يجعل بينكم و بين الذين عاديتم .....
٣٨٢	قل اعملوا على مكانتكم .....	٢٢٦، ٣٨٥، ٤٣	
٢٢٥، ٣٨١، ٣٥٢، ٤٣	قل ان افتريته فعلى اجرامى	٣٥٢	عسى ربكم ان يرحمكم .....
٢١٠، ٣٨١، ٣٥٢، ٥٩	قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى .....	٢١٢، ٣٨٠، ٣٥٢، ٦٠	عطاء غير مجدوذ
٢٣٦، ٣٨١	قل ان هدى الله هو الهدى	٢٢٦، ٤٣	علم القرآن
٣٥٢	قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى .....	٣٨٢	عليك بركات و سلام
٢١٠، ٣٥٢، ٥٩	قل انى امرت وانا اول المومنين	٣٨٢	عليهم دائرة السوء
٢٢٢، ٣٨٢، ٣٨٢، ١٤	قل اى ورسى انه لحق .....	٣٨٢	عناية الله حافظك
٢٢٥، ٣٨٥، ٤٢	قل جاء الحق و زهق الباطل	٣٥٣	غرس كرامتك بيدي
٣٥٢	قل جاء كم نور من الله فلا تكفروا .....	٢١٠، ٥٩	غرس لك قدرتى بيدي
٢٢٢، ٤٠	قل رب انى اخترتك على كل شىء		<b>ف-ق-ك</b>
٢٢٠	قل رب لا تدرنى فرداً .....		فادخلوا الجنة ان شاء الله امنين
	قل عندى شهادة من الله .....	٣٥٣	فاصبر حتى ياتيكم امرنا
٢١٥، ٢١١، ٣٥٢، ١٢٣، ٦٢، ٦٣، ٦٠	قل للمومنين يغضوا من ابصارهم و يحفظوا	٣٨٢	فانتظروا الايات حتى حين
٢٣٦، ٢٣٥	فروجهم ذالك ازكى لهم	٣٨٢	فانتظروا اياتى حتى حين
٢٢٥، ٣٨٣، ٤٢	قل لو كان الامر من عند غير الله .....	٣٨٣	فانى مع الرسول اقوم
٣٥٥	قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين	٣٨٥	فباى حديث بعده تحكمون
٣٥٢، ٣٥٢	قل هو الله ثم ذرهم فى خوضهم يلعبون	٢٢٦، ٤٣	فتح و ظفر
٣٥٥	قل هو الله عجب	٣٨٢	فحان ان تعان تعرف بين الناس
٣٨٣، ٣٨٢	قل يا ايها الكفار انى من الصادقين	ح ٢١٣، ٢١٠، ٣٥٣، ح ٦١، ٥٩	
٣٥٢	قول الحق الذى فيه تمترون	٣٨٠	فذرنى و المكذبين
٣٨٢	قوم متشاكسون	٣٨٢	فسيكفكم الله و يردها اليك
٣٥٢	كتاب الولى ذوالفقار على	ح ٣٥٢	فقلنا يا نار كونى برداً
٢١١، ٣٥٥، ٦٠	كتب الله لاغلبين انا ورسلى	٢٢٢، ٦٩	فكيف يتركك
٢١١	كذالك لتكون اية للمومنين	٣٨١	قاتلهم الله انى يؤفكون
٣٨٢	كذبوا باياتنا و كانوا بهايستهزءون	٣٨٢	قال انى اعلم ما لا تعلمون

٣٥٥	نحن نزلناه و أنا له لحافظون	٣٥٥	كل يوم هو في شان
٣٨٣	نريد ان نزل عليك اسراراً.....	٢٢٢،٣٨٢	كمتلك در لا يضاع
٢٢٦،٤٣	نزلنا على هذا العبد رحمة	٣٥٢	كن مع الله حيثما كنت
	و	٢١١،٣٥٣،٥٩	كنت كنزاً مخفياً فاحببت ان اعرف.....
٢٢٠،٢٨	واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى	٣٥٢	كنتم خير امة اخرجت للناس.....
٣٨٣	واذا جاء نصر الله و توجهت.....		
٣٨٢	واذ قال ربك انى جاعل.....		
٢١١،٣٥٣،٢٠	واذ يمكركم الذى كفر	٢٢٢،٣٨٣،٤٣	لا اله الا هو يعلم كل شىء و يرى
ح٣٨٢، ح٣٣٥	واصنع الفلك باعيننا ووحينا	٣٥٥	لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم.....
٣٨١	واعانه عليه قوم آخرون	٣٨٥	لا تخف انك انت الاعلى
٢١١،٢٠	والذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم.....	٣٨٥	لا تعجبين من امرى
٣٨٢	والذين تابوا واصلحوا.....	٣٨٢،٣٨٠،٣٥٥،٣٥٢،٢٠	لامبدل لكمات الله
٣٥٢	والقيت عليك محبة منى.....	٣٨٢	لا يد الا يدي
٢١١،٣٨٥،٣٨٠،٢٠	والله غالب على امره.....	٣٨١	لا يستل عما يفعل و هم يستلون
٣٨٠	والله متم نوره ولو كره الكافرون	٢٢٦،٣٨٥،٤٣	لتنذر قوما ما انذر اباؤهم.....
٣٥٢	والله موهن كيد الكافرين	٣٨٣	لخليفة الله السلطان
ح٣٥٢	والله وليك وريك	٢٢٢،٢٩	لنجينك حيوة طيبة.....
٢١٢	والله يعلم و انتم لا تعلمون	٥٩	ليقيم الشريعة و يحيى الدين
٢١٩،٢٤	والمملوك يتبركون بشيابك	٢٥١	ليظهره على الدين كله
٣٥٢،٤٣	وامانرتك بعض الذى نعدهم.....	٢٢٨،٤٢	لك خطاب العزة
٢١١،٣٨١،٣٥٢،٢٠	وان يتخذونك الالهزواً	٣٨٢	لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً
٢١١،٢٠	وان يرو آية يعرضوا.....	٣٨٣	لن يخزيهم الله
٣٨٣	وان وعد الله حق وان ربك فعال.....	١١٦	لو كان الايمان معلقا بالثريا لناله رجل
٢١٠،٥٩	وان عليك رحمتى فى الدنيا و الدين	٢٢٢،٣٨٥	من فارس
٢١١،٣٨١	وانا كفيناك المستهزئين	٣٨٣	ما انت ان تترك الشيطان.....
٢٢٢،٤٠	وانا من الظالمين منتقمون	٢١٥،٢٠	ما اهلك الله اهلك
٢٢٦	وانا نرينك بعض الذى نعدهم.....	٢٢٢	ما كان له ان يدخل فيها.....
٢٢٢،٤١	وانى اموج موج البحر	٣٨١	مظهر الحق و العلاء كان الله نزل.....
٤٠	وانى انرت مكانك	٢١١،٣٥٢	من هذا الذى هو مهين
			نحمدك و نصلى

## ل-م-ن

٣٥٣	وسرّك سرّي	٣٨٠	واني جاعل الذين اتبعوك.....
٢٢١	وعسى ان تحبوا شيئاً.....	٢٢٦،٤٣	واني رافعك الى
٣٨٢	وعسى ان تكرهوا شيئاً.....	٣٥٣	واني فضلتك على العالمين
٢١٢،٦٠	وفي الله اجرک	٢١٥	واني لاظنّه من الكاذبين
٢٢٥،٣٨١،٣٥٣،٣٥٢،٤٢	وقالوا ان هذا الا اختلاق	٢٢٢،٤١	واني مع الافواج اتيك بغتة
٣٨٣	وقالوا ان هذا الا قول البشر	٢٢٢،٤١	واني معك على كل حال
٣٥٢	وقالوا ان هذا المكر مكرتموه في المدينة	٢٢٣،٣٨٢،٤٠	وانت اسمى الا على
٢١١،٣٥٣،٦٠	وقالوا ان هو الا افك افترى.....	٣٨٥	وانت من ماء نا وهم من فشل
٢١١،٣٥٣،٦٠	وقالوا اني لك هذا	٣٨٢	وانت مني بمنزلة المحبوبين
٣٨٣	وقالوا ربنا اغفر لنا ان كنا خاطئين	٣٨٢	وانت مني بمنزلة توحيدى وتفريدى
٢٢٣،٣٨٠،٤٠	وقالوا سيقلب الامر	٥٩	وانت مني بمنزلة لا يعلمها الخلق
٣٥٢	وقالوا لولا نزل على رجل من قريتين عظيم	٣٨٥،٤١	وانت مني مبداء الامر
٣٨١	وقالوا ما سمعنا بهذا في اباء نا الاولين	٢١٠،٣٨٠،٥٩	وانك لدينا مكين امين
٣٨١	وقد بلجت آياتى	٢٢٦،٤٣	وانك على صراط مستقيم
٣٥٢	وقل اعملوا على مكانتكم.....	٢١٠،٣٥٣،٥٩	وانك من المنصورين
٣٨٠	وقيل بعداً للقوم الظالمين	٣٨٢	وانذر عشيرتك الاقربين.....
٣٥٢	وكاد ان يعرف بين الناس وكان امر الله مفعولاً	٣٨٢	وانما نوحهم الى اجل مسمى
٣٨٠	وكان وعد الله مفعولاً	٣٨٥	واينما تولوا فثم وجه الله
٣٥٢	وكنتم على شفاعرة فانقذكم منها	٣٥٢	وبالحق انزلناه وبالحق نزل
٢١١،٦٠	ولا تخاطبني في الذين ظلموا.....	٣٨٣،٣٥٥	وبشر الذين امنوا ان لهم قدم صدق.....
٣٨٢	ولا تستعن من غيرى	٢٢٢،٦٩	وترى نسلنا بعيداً
٣٥٢	ولا تئس من روح الله الا.....	٣٨٣	وتفتح على يده الخزائن.....
٣٥٣	ولا يستل عما يفعل وهم يستلون	٣٨٠	وتمت كلمة ربك.....
٣٨١	ولا يكاد يبين	٣٨٠	وتهذيب الاخلاق
٣٥٢	ولا يمسه الا المطهرون	٥٩	وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا.....
٢١١،٣٥٣،٦٠	ولقد كرّمنا بنى ادم وفضلنا بعضهم على بعض	٢١١،٣٨١،٦٠	وجحدوا بها واستيقنتها.....
٣٨١	ولقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلون	٢٢٣،٤٠	وجعلوا يشهدون عليه ويسيلون كماء منهمم
٣٨١	ولكى الله اكبر	٢١١،٣٨١،٣٥٢،٥٩	وجيها في الدنيا والآخرة ومن المقربين
٣٨٥	ولله الامر من قبل ومن بعد	٣٨٢	وحى من رب السماوات العلى.....
٢١١،٥٩	ولنجعله آية للناس ورحمة منا	٣٥٠	وداعيا الى الله وسراجاً منيراً

## ٥-٢

هذا من رحمة ربك ليكون آية.....  
 ٢١١، ٣٨٥، ٣٨٠، ٥٩  
 هل اتى على الانسان حين من الدهر..... ٣٥٣  
 هو الذى ارسل رسوله بالهدى.....  
 ٢٢٥، ٢١١، ٣٨١، ٣٨٠، ٣٥٢، ٢٢، ٦٠  
 هو الذى ينزل الغيث من بعد ما قنطوا ٣٥٥  
 هيهات هيهات لما توعدون ٣٨١  
 يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة ٢٢٤، ٢٢٣، ٣٥٣  
 يا احمد اسكن انت وزوجك الجنة ٢١٠، ٣٥٣، ٥٩  
 يا احمد بارك الله فيك ٣٥١  
 يا احمد فاضت الرحمة على شفيتك ٢١٠، ٣٥٣، ٥٩  
 يا احمد يتم اسمك ولا يتم اسمي ٣٥٣  
 يا احمد انت مرادى ومعى ٣٥٣  
 يا عبد القادر انى معك ..... ٣٥٢  
 يا عبدى لا تخف ٣٨٥  
 يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى.....  
 ٢١١، ٣٥٥، ٢٥٤، ٥٩  
 يا مريم اسكن انت وزوجك الجنة ٣٥٣  
 يا تون من كل فح عميق ٢١٩، ٣٨٠، ٣٥٢، ٦٤  
 ياتى قمر الانبياء و امرك يتأتى ٢٢٢، ٣٨٥، ٦٩  
 ياتيك من كل فح عميق ٣٨٠، ٣٥٢  
 يا تيك نصرتى انى انا الرحمن ٢٢٣، ٤٠  
 يتر بصون عليك الدوائر ٣٨٢  
 يتم نعمته عليك ليكون اية للمؤمنين ٣٨٠  
 يجتنى اليه من يشاء ٣٨١، ٣٥٣  
 يجتنى من يشاء من عباده ٣٥٣  
 يحمدك الله من عرشه..... ٢١١، ٣٥٢، ٦٠  
 يحمدك الله ويمشى اليك ٣٥٢

ولنحيينك حياة طيبة ٣٨٢، ٣٨٠  
 ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً ٢٢٣، ٤٠  
 ولو كان الايمان معلقاً بالثريا ..... ٣٨٠، ٣٥٢، ٣٥٢  
 ولو لم يعصمك الناس يعصمك الله ٣٨٢  
 وليس لاحد ان يرد ما اتى ٢٢٢، ٣٨٢  
 وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ٢١٠، ٥٩  
 وما اصابك فمن الله ٣٥٢، ٦٠  
 وما سمعنا بهذا فى ابناءنا الاولين ٢١١، ٦٠  
 وما كان الله ليتركك حتى يميز الخبيث.....  
 ٢٢٢، ٢١٠، ٣٥٣، ٦٩، ٥٩  
 وما كانوا على الغيب مطلعين ٣٨٠  
 وما ينطق عن الهوى ..... ٢٢٦، ٤٣  
 ومن اظلم ممن افترى على الله كذباً ٢٢٥، ٣٥٢، ٤٣  
 ومن رد من مطعه فلا مرد له ٣٥٢  
 ومن يتبع غيره لن يقبل منه ..... ٣٨١  
 ونرى فرعون وهامان ..... ٣٨٣  
 ونظرنا اليك وقلنا يا نار كوني برداً..... ٣٥٣  
 وياتيك نصرتى ٢٢٦  
 ويتم نعمته عليك فى الدنيا والآخرة ٣٥٣  
 ويخرون على الاذقان ٣٨٣  
 ويرضى عنك ربك ..... ٦٠  
 ويريدون ان يطفئوا نور الله ٣٨٥  
 ويريدون ان يقتلوك يعصمك الله ٣٨٢  
 ويعصمك الله ولو لم يعصمك الناس ٣٨٢  
 ويقول العدو لست مرسلًا ..... ٣٨٢  
 ويقولون انى لك هذا ٣٨١  
 وينزل ما تعجب منه ٢٢٢، ٣٨٢، ٤١  
 وينصره الملائكة ٣٨٥  
 وينظرون اليك وهم لا يبصرون ٢١١، ٣٨٢  
 ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين ٢١٠، ٣٨١، ٣٨٠، ٥٩

	۲۲۶، ۷۳	یخرون علی الاذقان سجداً.....
۲۲۸، ۷۵	آسمان سے کئی تخت اترے.....	۲۱۱، ۳۵۵، ۳۵۲، ۵۹
۳۵۵	اپنی قدرت نہائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا	۳۸۲
۲۲۸، ۷۵	ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا	۳۵۳
۲۲۸، ۷۳	ایک عزت کا خطاب.....	بیریدون ان یروا طمشک واللہ بیرید ان بیریک
۲۲۹، ۷۶	بڑا مبارک وہ دن ہوگا	۲۵۲ ح
۲۲۹، ۳۵۵، ۷۶	پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار	۳۵۲
۲۲۹، ۳۵۳، ۷۶	خدا تیرے سب کام درست کر دے گا.....	۳۵۰
۲۲۸، ۷۵	خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے.....	۲۱۱، ۵۹
۲۲۸، ۷۵	دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں.....	۲۳۰، ۲۷۷ ح
	دنیا میں ایک نذیر یا پردنیانے اسے قبول نہ کیا لیکن	۳۸۳
	خدا سے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس	۳۵۲
۲۲۹، ۳۵۵، ۷۶، ۵۳	کی سچائی ظاہر کر دے گا	۳۸۰
۲۲۹، ۷۶	رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا	۳۸۲
۷۶	شیر خدا نے ان کو پکڑا	۳۸۰، ۳۵۵
۷۶	شیر خدا نے فتح پائی	۳۵۲
۷۷	قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے	۲۱۹، ۳۸۰، ۳۵۲، ۶۶
۷۷	کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے	۳۵۲
۷۷	کافر جو کہتے تھے وہ گونسا ہو گئے	۲۲۰، ۳۵۳، ۲۸۱، ۶۷ ح
۷۷ ح	جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے	۳۸۳
۲۲۹، ۷۶	لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے	۲۲۳، ۳۸۳، ۷۰.....
۲۲۹، ۷۶	مجھے آگ سے مت ڈراؤ.....	
۲۲۸، ۳۵۵، ۷۵	میں اپنی چکار دکھلاؤں گا اور.....	۲۲۹، ۳۵۵، ۷۶
۳۱۷	”ہے روڈ رگوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے“	۲۵۷ ح
۲۰۳ ح	یلاش (خدا ہی کا نام ہے)	۲۲۹، ۷۶
۲۲۸، ۷۵	یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے.....	۲۳۵ ح
		بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید.....
		برمقام فلک شدہ یارب گرامیدے وہم مدارعجب
		روشن شدنشا نہائے من
		یکے پائے من می بوسید من میگفتم کہ جراسود منم



# مضامین

جماعت کو نصائح		آ-۱	
۴۴۲	حضور کی جماعت کو نصائح	۴۸۱	آزادی مذہب
۴۴۷	حقیقت میں احمدی بن جاؤ		سلطنت برطانیہ کے تابع ہم مکمل آزادی سے رہ رہے ہیں
۴۴۴	ہوشیار ہو کر سنو کہ تیرہ سو برس کے بعد جمالی طرز زندگی کا نمونہ دکھلانے کیلئے تمہیں پیدا کیا گیا		آریہ دھرم
	خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کیلئے بطور اعضاء بنایا ہے	۱۷۹	ایک رسالہ آریہ صاحبوں نے شائع کیا جس میں نعوذ باللہ حضرت موسیٰ کو گویا تمام مخلوقات سے بدتر ٹھہرایا گیا
۴۴۶	سوا ب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھاؤ		اجتہاد
۴۴۸	عاشق اور محبت ہونے کیلئے فرتقی لازم ہے اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہے۔	۴۵۴	حدیث ذہب و ہلسی کی رو سے آنحضرتؐ کا اجتہاد درست نہ نکلا
	تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ نرمی اور رفق کے ساتھ پیش آویں	۳۱۹	اجرام فلکی
۷۵	طلاق سے پرہیز کرو۔ جو طلاق میں جلدی کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک نہایت بد ہے		اجرام فلکی کو گول پیدا کرنے میں حکمت
۷۵	جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات (تلواریں کے جہاد) کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں	۲۹۵، ۱۶۴، ۹۲، ۹۱	اجماع
۱۵	میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ	۲۹۵، ۱۶۴، ۹۲، ۹۱	وفات مسیح اور گزشتہ انبیاء پر صحابہ کا اجماع ہوا
۱۴	غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت	۳۱۰، ۳۷۴	احمدیت
۶۴	ارتداد مرتد		ضمیمہ رسالہ جہاد میں بیان شدہ جماعت احمدیہ کی تعداد
۶۰	ہزار ہالوگ برٹش انڈیا میں اسلام سے مرتد ہو چکے ہیں	۲۸	تیس ہزار
۹۶، ۹۴	مسلمانوں کے ارتداد کی وجہ عقیدہ حیات مسیح		تیس ہزار کے قریب عقلاء، علماء، فقراء اور فہم
	اردو زبان	۱۸۱	انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے
	ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرتؐ کے حضور میں بزبان حال خدمات قبول کرنے کی درخواست کی	۲۹	خدا نے چاہا تو یہ امن پسند جماعت چند سال میں ہی کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی
۲۶۳، ۲۶۲			دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق، مغرب، شمال جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا
		۱۸۲	احمدیہ ہے جو خدا کی چاروں صفات مذکورہ سورۃ فاتحہ کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کر لے
		۴۴۷	

## اعتراض / اعتراضات

آجکل اسلام متزلزل کی حالت میں ہے اس کو دو آفتوں کا سامنا ہے اندرونی تفرقہ اور بیرونی حملے دلائل باطلہ کے رنگ میں	۲۵۹	انبیاء کرام پر اعتراضات کی سنت مستمرہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدات کے ذریعہ اس کا جواب	۲۵۱، ۲۴۸
اسلام کے ۳۰ فریقے ہو گئے۔ بیرونی حملے اسلام پر زور شور سے ہو رہے ہیں۔ لاکھوں انسان مرتد ہوتے جاتے ہیں	۲۶۵	اس اعتراض کا جواب کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے	۱۷ ح ۲۲۴ ح
مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کے بہتر فریقے خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور پھر ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ کے رنگ پر ہوگا	۲۴۷	حضور اقدس کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے پر اعتراض اور اس کا جواب	۳۳۹
فیج اعوج وہ درمیانی زمانہ ہے جس میں مسلمانوں نے عیسائیوں کی طرح حضرت مسیحؑ کو بعض صفات میں شریک الباری ٹھہرا دیا ہے	۲۱۱	حدیث واقظنی بابت خوف کسوف پر اعتراضات اور ان کے جوابات	۱۳۳
اسلام کی تکذیب اور رد میں تیرہویں صدی میں نہیں کروڑ کے قریب کتاب اور رسالے تالیف ہو چکے ہیں	۲۶۶	براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت تمام نامی علماء نے میرے الہامات کو قبول کیا اور کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا	۳۶۸
تیرہویں صدی اسلام کیلئے سب سے مضر گزری ہے۔ یہ امر مصلح کو چاہتا ہے	۱۲۹	اسلام	
صد ہا آدمی دین اسلام سے مرتد ہو گئے بلکہ آنحضرتؐ کے دشمن ہو گئے ہیں اور صد ہا کتب رد اسلام میں تالیف ہو چکی ہیں	۱۲۰، ۱۲۸	پاک اور مقدس مذہب جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے	۳
مخالفین اسلام نے اسلام کو صفحہ دنیا سے مٹانے کیلئے ناخنوں تک زور لگایا	۵	مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے	۳۳۵
پادریوں نے ہزاروں رسالے اور اشتہار شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے	۹	ابتدائی تیرہ سالوں میں مسلمانوں پر ہر قسم کے مظالم ڈھائے گئے	۵
بعض نادانوں کا خیال کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ الیاس خضر اور ادریس زندہ موجود ہیں	۹۸ ح ۹۹ ح	مکہ کے دور میں اہل اسلام پر ہونے والے مظالم اور مسلمانوں کا بے نظیر صبر	۱۲، ۱۱
اشتہارات		اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے	۳
پیر مہر علی شاہ گلوڑوی کے لئے اشتہار یکم ستمبر ۱۹۰۲ء انعامی	۳۶	اسلام نے اپنی حفاظت کیلئے مخالفوں کے مقابل تلوار اٹھائی	۳۱
پچاس روپیہ		اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہش پوری کریں	۱۸
اشتہار انعامی پانسو روپیہ	۳۷	اسلامی اقبال کے زمانہ کے دو حصے کئے گئے ایک تکمیل ہدایت کا زمانہ اور دوسرا تکمیل اشاعت کا زمانہ	۲۶۲، ۲۶۱
انعامی اشتہار پانسو روپیہ جو ثابت کرے کہ کوئی مفتری تمیس برس زندہ رہا اس کو پانچ سو روپیہ نقد دوں گا	۵۱	۱۲۵ء تک بھی امریکہ اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ سے محروم رہا اور اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے	۲۶۱، ۲۶۰
اشتہار ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء جس میں پیر مہر علی شاہ گلوڑوی کو اعجازی مقابلہ یعنی مباہلہ کی دعوت دی تھی	۸۷		

۳۶۸	اللہ جی قیوم بلا تفاق خدا کا اسم اعظم ہے	افغان قوم
۳۴۷	صفت رب العالمین	نمازی بننے کی نیت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں ۱۹
۵۳	صفت، غالب	والی کابل کے رعب کا افغانوں پر اثر ۱۷
۳۰۵	صفت قادر	اللہ جل جلالہ
۲۰۳	یَلَاہُشُ اللہ تعالیٰ کا الہامی نام جو حضرت مسیح موعود کو بتایا گیا جس کے معنی یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک	اللہ وہ معبود یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الوراہ اور دقیق درد دقیق ہے ۲۶۸
	الہام	اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ اپنی توحید پیاری ہے۔ توحید کیلئے ہی سلسلہ انبیاء خدا نے قائم کیا ۲۰۴ ح
۲۸۶	الہام ”چراغ دین“ (۱۲۶۸)	اللہ تعالیٰ کے حقوق کو قائم کرنے کیلئے آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تا توحید کی عظمت دلوں میں بٹھالا دیں ۲۷
۱۷ ح	مسیح موعود کے زمانہ میں بچے اور عورتیں بھی الہام پائیں گی	اللہ تو واحد ولا شریک ہے اس نے کیسے مسیح کو خالقیت میں شریک کر لیا اور دونوں کے تخلیق شدہ پرندے آپس میں مل جل گئے کہ اب فرق نہیں کر سکتے ۲۰۶ ح
۳۶۲ ح	منشی الہی بخش اکاؤنٹ کے الہامات اور ان کی حقیقت	عیسیٰ کو خدا بنا کر خالق کے حقوق کی حق تلفی کی گئی ۲۷، ۲۶
	امت محمدیہ	عیسائیوں کو خالق کے حقوق کی طرف غلطیاں پڑیں کہ ایک عاجز کو خدا بنا کر قادر و قیوم کے حق تلفی کی گئی ۶
۲۰۲	آخری خلیفہ اس امت کا حضرت عیسیٰ کے رنگ میں آئے گا	مجھے سونے کی کان اور جواہرات کی معدن پر اطلاع ہوئی ہے وہ ہیرا کیا ہے سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پچپنا اور ایمان لانا ۳۳۴
	انسان	خدا نے دنیا کو اپنے عجائبات قدرت دکھانے کیلئے ابراہیم کی اولاد سے دو سلسلے قائم کئے ۳۰۴
۳۲۵ ح	انسان کی فطرت کو دو مختلف جذبے لگے ہوئے ہیں۔	اللہ کا نام جامع صفات کا ملکہ ہے اسی طرح احمد نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہوا اور یہ خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ اور فیوض تامہ کا مظہر ہے ۲۷۵
	انگریز	اللہ متخلصین کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے ۳۷۸
۱۳ ح	مسلمانوں کو مذہبی آزادی دی سکھ مظالم سے نجات دی	اگر کوئی شخص دلوں کو صاف کر کے نشان خدا دیکھنا چاہے تو وہ نشان دکھلانے پر قادر ہے ۳۷۴
۲۴	انگریز دور میں مسلمانوں کی جان، مال اور عزت محفوظ ہوئی	خدا تعالیٰ کے حامد و قسّم کے ہیں ۲۷۴
۸۱ ح	سلطنت برطانیہ کے تحت ہم مکمل آزادی سے رہ رہے ہیں	خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو فاتحہ میں مذکور ہیں رب العالمین، رحمن، رحیم اور اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا ۴۲۷
	اس پر ہم پر شکر واجب ہے	
	سرحدیوں کا انگریز حکام کا قتل ظلم صریح اور حقوق العباد کا تلف کرنا ہے	
۲۴	انگریز منجم یورپ امریکہ سے نشان خسوف و کسوف دیکھنے ہندوستان آئے	
۱۵۵	اہل حدیث	
	دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم توحید کی راہوں کو پسند کرتے ہیں لیکن عیسیٰ میں خدائی صفات قائم کرتے ہیں ۲۰۷ ح	

روم کا لفظ بھی بروزی طور پر آیا ہے یعنی روم سے اصل روم  
مراد نہیں بلکہ نصاریٰ مراد ہیں

۳۰۸

### بنی اسرائیل

موسیٰ کا بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دینا ایک تاریخی امر ہے ۳۰۰  
حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کر کے بنی اسرائیل کو سمجھا دیا کہ

تمہاری بد اعمالی کے سبب نبوت بنی اسرائیل سے جاتی رہی ۲۹۸

توراہ میں جا بجا بنی اسماعیل کو بنی اسرائیل کا بھائی لکھا ہے ۲۹۹

### بنی اسماعیل

توراہ میں موسیٰ کی مانند نبی کے بارہ میں الفاظ ”تمہارے بھائیوں

میں سے“ کے مطابق محمدؐ بنی اسماعیل سے پیدا ہوئے ۲۹۹

توراہ میں جا بجا بنی اسماعیل کو بنی اسرائیل کے بھائی لکھا ہے ۲۹۹

### بیت اللہ

اللہ تعالیٰ نے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے ۳۳۵ ح

بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلنے سے مراد ۳۳۳ ح

### پسر موعود

خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر  
کرنے کیلئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص

کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات

۱۸۲، ۱۸۱

پھونکوں گا

### پیدائش

خلاقیت بشری کے مراتب ستہ ۲۵۰

خلاقیت بنی آدم بھی دوری طور پر ہے تا وحدت خالق کائنات

۳۱۹ ح، ۳۲۰ ح

پردالالت کرے

بن باپ پیدائش خلاف قانون قدرت نہیں بغیر باپ کے بچہ

پیدا ہو سکتا ہے اس کی مختلف اقوام میں نظیریں موجود ہیں ۲۰۲ ح

### پیشگوئیاں

پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے اس میں بعض وقت

مشابہات بھی ہوتے ہیں اور بعض وقت ملہم تمیر میں خطا کرتا ہے ۱۵۴ ح

دجال کے بارہ میں خیالات کے لحاظ سے شرک کو اپنے گھر میں  
داخل کرتے ہیں اور عیسیٰ کو خالقیت میں خدا کا نصف کا شریک

مان لیتے ہیں

۲۳۷

## ب- پ- ت

### بدھمت

آنحضرتؐ کے زمانہ میں تعداد کے لحاظ سے بدھ مذہب دنیا

۲۲۹

میں تمام مذاہب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا

اس زمانہ میں بدھمت والے ایک کامل بدھ کی آمد کے

۳۱۸ ح

منتظر ہیں

### بروز

قرآن شریف کی رو سے کئی انسانوں کا بروزی طور پر آنا

۳۰۶

مقدر تھا۔ اس کی مثالیں

اسلام کے تمام صوفی مسلک رجعت بروزی کے بڑے زور

۳۱۸ ح

سے قائل ہیں

رجعت بروزی کے اعلیٰ قسم صرف دو ہیں بروز الاشقیاء

۳۱۹ ح

اور بروز السعداء

۳۱۵ ح

مسئلہ بروز کا خدا کی پاک کتابوں میں ذکر پایا جاتا ہے

حضرت عیسیٰ نے انجیل میں بتا دیا کہ ان کی آمد ثانی بروزی

۲۹۶

ہوگی

۳۲۵ ح

بیزمانہ رجعت بروزی کا زمانہ ہے

۲۸

مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ اور بروز محمدؐ

یا جوج ماجوج کے ظہور کے وقت گزشتہ اخبار ابراہارکی

۳۲۳ ح

رجعت بروزی ہوگی

دوسرا بروز جویا جوج ماجوج کے بعد ضروری تھا مسیح ابن

۳۲۳

مریم کا بروز ہے

نحاش کا بروز اپنی دجالیت کی شکل میں آخری زمانہ میں

۳۲۳ ح

ظاہر ہوگا

اس زمانہ میں بروزی طور پر یہودی بھی پیدا کئے گئے اور

۳۲۵ ح

بروزی طور پر مسیح ابن مریم بھی پیدا ہوا

سوسے زائد پیشگوئیاں جو پوری ہوئیں وہ تریاق القلوب	پیشگوئی میں جہاں کوئی امتحان منظور ہوتا ہے استعارات ہوا کرتے ہیں
۱۵۳ میں درج ہیں	۱۶۶
۲۵۳ سوسے زائد پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں	۳۷۲ پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارات بھی ہوتے ہیں
ح ۳۸۱ آپ کی متعدد پیشگوئیوں کا ذکر اور ان کا پورا ہونا	۲ آٹھم اور احمد بیگ کی پیشگوئی پر اعتراض کرنے والے حدیبیہ کی پیشگوئی کو بھول گئے ہیں اور انہیں یونس نبی کی چالیس دن والی پیشگوئی یاد نہیں
۱۵۳، ۱۵۲ پیدا ہونے کی پیشگوئی	ح ۲۶۰ توراہ کی پیشگوئی بڑی صفائی کے ساتھ محمد مصطفیٰ کے حق میں پوری ہو گئی
۱۵۴ احمد بیگ کے بارہ میں پیشگوئی	۳۰۲ استثناء باب ۱۸ کی پیشگوئی کے عبرانی الفاظ توراہ میں موجود پیشگوئی کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوگا اس کے
عبدالرحمن غزنوی کے بارہ میں پیشگوئی کہ وہ نہیں مرے گا جب تک پسر چہارم نہ پیدا ہو جائے	۲۷۴ عبرانی الفاظ آ حضور نے مسیح موعود کو سلام بھیج کر مخالفوں اور فتنوں میں
۱۵۲ لیکھرام سے متعلق پیشگوئی بڑی شان و شوکت کے ساتھ ظہور میں آئی	۲۷۴ سلامتی کی پیشگوئی فرمائی ہے قرآنی پیشگوئی کہ ہلاک شدگان یا جوج ماجوج کے زمانہ میں پھر جوج کریں گے
۱۵۳، ۱۵۲، ۲۸	ح ۱۳۱ مسیح موعود کے بارہ میں دانیال اور یسعیاہ کی پیشگوئی
<b>مثلیث</b>	۲۹۷ قرآن کی بہت سی پیشگوئیاں ہمارے زمانہ میں پوری ہوئیں
اگر خدا تعالیٰ کی ذات میں تثلیث ہوتی تو تمام عناصر اور اجرام فلکی سہ گوشہ صورت پر پیدا ہوتے	۲۳۰، ۲۳۰ مسیح موعود کے بارہ میں ہونے والی پیشگوئیوں کو خدا خود پورا کرے گا
ح ۳۱۹	۱۶، ۱۵ مسیح موعود کے زمانہ کی پیشگوئی کہ بچے اور عورتیں بھی الہام پائیں گی
<b>تعبیر الروایا</b>	ح ۱۷ آخری زمانہ کے بارہ انبیاء کی پیشگوئی کہ دو قسم کے ظلم سے زمانہ بھر جائے گا یعنی خالق اور مخلوق کے متعلق ظلم
علم تعبیر الروایا کی رو سے دوزر چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں	۲۳ قرآن اور حدیث کی پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود کو دکھ دیا جائے گا اور علماء اس کے کفر و قتل کے فتوے دیں گے
۲۷۰	۵۳ خسوف کسوف کی پیشگوئی کا پورا ہونا
<b>توحید</b>	۱۵۴ براہین احمدیہ میں موجود پیشگوئیوں کا ساہا سال کے بعد اب پورا ہونا
خدا کو سب سے زیادہ اپنی توحید بیاری ہے اس کیلئے سلسلہ انبیاء قائم کیا	ح ۳۵۱ براہین احمدیہ کی پیشگوئی بابت تکفیر کے بارہ سال بعد محمد حسین ثالوی اول الکفرین بنے
ح ۲۰۴ محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام ہے کہ میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید و بارہ قائم کروں جو آنحضرت نے قائم کی تھی	۲۱۵
۲۹	
<b>تونی</b>	
تونی کے معنی بجز قبض روح کے اور کچھ نہیں	
۳۷، ۴۱۶۳ قرآن نے ۲۳ مقامات پر تونی کو قبض روح کیلئے استعمال کیا	
۹۰ جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ تونی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں	
۱۶۲، ۹۰	

## د-ر-ز

نواب صدیق حسن خان صاحب حج اکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ فتنہ دجالیہ کیلئے جو مشرق مقرر کیا گیا ہے وہ

۱۶۶ ہندوستان ہے

۲۳۳ اس کے نبوت اور خدائی کے دعویٰ کرنے سے مراد ایک آنکھ اندھی اور ایک آنکھ پھولی ہوئی ہوگی اس سے

۲۳۴ مراد ضالین قوم اسم دجال کا مظہر اتم اور اکمل ہے جس کا ذکر سورۃ

ح ۲۶۹ فاتحہ اور آخری تین سورتوں میں بھی ہے

۲۳۶ قرآن میں باجون ماجوج کا جو ذکر ہے ان سے مراد گروہ دجال ہے

۲۳۷ دجال کے ہیبت ناک منظر کو پیش کرنا گویا شرک اختیار

۲۳۷ کرنا ہے

۲۳۱ دجال کوئی علیحدہ فرقہ نہیں

۲۱۱ نسائی میں دجالی گروہ کی بیان شدہ علامات

دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ کہ کوئی ایک شخص حدیث میں

۲۳۶ دجال کیلئے جمع کے صیغہ استعمال ہوا

۱۵۷ آثار و کتب میں لکھا ہے کہ علماء مسیح کو دجال ٹھہرائیں گے مسیح کے ایک معنی صدیق کے ہیں اور یہ لفظ دجال کے

۲۳۵ مقابل پر ہے

۲۳۱، ۲۳۰ دجال مسیح موعود کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے

۷ مجھے اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال قرار دیا

## دعا/قبولیت دعا

۳۷۸ خدا تخلصین کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے

۲۱۷ سورۃ فاتحہ میں تین دعائیں سکھائی گئیں

فاتحہ میں مغضوب علیہم کے ظہور اور ضالین کے غلبہ کے

۲۸۵ فتنہ سے بچنے کی دعا سکھائی گئی

مسلمانوں کو فاتحہ میں غیر المغضوب علیہم والضالین

۲۰۴، ۲۰۱ کی دعا سکھانے کی حکمت

دنیا میں ہزار ہا مذہب پھیلے ہوئے ہیں جیسے مجوسی، بدھ

ہندو چینی لیکن فاتحہ میں صرف عیسائیت کی ضلالتوں سے پناہ

۲۱۹ کی دعا سکھائی گئی ہے

## دابة الارض

مسیح موعود کی نشانی دابۃ الارض کا خروج ہے اس سے مراد وہ لوگ جن کی زبانوں پر خدا کا ذکر ہے لیکن آسمان کی روح ان کے اندر نہیں

۲۷۸

## دارہ

خلقت بنی آدم بھی دوری طور پر ہے تا وحدت خالق کائنات پر دلالت کرے

ح ۳۱۹، ح ۳۲۰

اجرام فلکی کا گول شکل پر پیدا کرنے میں حکمت اور ان کی

ح ۳۱۹

وحدت سے مناسبت استدارات زمانہ رجعت بروز کو چاہتا ہے

۳۱۹

## دجال

۲۳۵

دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو بالقابل خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے ہے جو اللہ الحی القیوم ہے

ح ۲۶۹، ۲۶۸

ح ۲۷۴

نحاش کا دوسرا نام دجال ہے

ح ۲۷۲

دجال معبود کا نام بھی شرالبرہ ہے

قرآن کریم میں الناس کا لفظ بمعنی دجال معبود بھی آتا ہے

۱۲۰ آ شخصور نے فرمایا کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورۃ کہف کی

پہلی آیتیں پڑھو اس میں عیسائیوں کا ذکر ہے

۲۱۱ دجال سے مراد صرف وہ فرقہ ہے جو کلام الہی میں تحریف

کرتے ہیں یا دہریہ کے رنگ میں خدا سے لاپرواہ ہیں

ح ۲۳۳ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ آدم سے قیامت تک شرانگیزی

۱۲۱ میں دجال کی مانند نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا

فتنہ دجال امت محمدیہ میں پیدا ہوگا اس کو فرد بھی امت کے

۱۲۴، ۱۲۱ افراد کریں گے بنی اسرائیل نہیں

آنحضرت نے دجال کا پتا دینے کیلئے مشرق کی طرف

۱۶۶ اشارہ کیا

عیسائی مذہب کی ضلالتوں سے پناہ کی دعا کھانے میں حکمت	۲۳۰، ۲۲۰
سورۃ فاتحہ میں صرف دو قفتوں سے بچنے کیلئے دعا سکھلائی	۲۱۲
تکفیر مسیح موعود اور فتنہ نصاریٰ	۳۷۶، ۳۷۵
دعا کے ذریعہ طریق فیصلہ	۳۷۶، ۳۷۵
دعا کے ذریعہ طریق فیصلہ کیلئے چالیس علماء جمع ہو جائیں	۳۷۸
چالیس کے عدد کو قبولیت دعا کیلئے ایک بابرکت دخل ہے	۳۷۸
مخالف علماء ہد زبانی کی بجائے مساجد میں اکٹھے ہو کر دعاؤں کے	۳۷۲
ذریعہ فیصلہ کروالیں لیکن ان کی یہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی	۳۷۲
میرے مخالفین کی دعاؤں کو لعنت بنا کر خدا ان کے منہ پر	۳۷۳
ڈالے گا	۳۷۳
بدر کی لڑائی میں ابو جہل کی دعا اللهم من كان منا	۳۷۳
کا ذبا فاحنه في هذا الموطن یعنی چھوٹا ہے اس کو	۳۷۳
ہلاک کر دے	۳۷۳
دنیاء	۳۷۳
دنیا کی عمر سات ہزار سال	۳۷۳
قرآن شریف میں بہت سے ایسے اشارے بھرے پڑے	۳۷۳
ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا یعنی دور آدم کا	۳۷۳
زمانہ سات ہزار سال ہے	۳۷۳
حضور کو کشف میں سورۃ احصر کے اعداد میں عمر دنیا بتایا جانا	۳۷۳
رجعت بروز کی نیز دیکھئے بروز	۳۷۳
رجعت بروز سے مراد	۳۷۳
رجعت بروز کی فلاسفی	۳۷۳
رجعت بروز کی اعلیٰ قسم صرف دو ہیں بروز الاشقیاء	۳۷۳
بروز السعداء	۳۷۳
یا جوج ماجوج کے ظہور کے وقت گزشتہ اخبار ابرار کی	۳۷۳
رجعت بروز کی ہوگی	۳۷۳
یہ زمانہ رجعت بروز کی کا زمانہ ہے	۳۷۳
رفیع الی اللہ / رفع روحانی	۱۶۳
رفع الی اللہ کے معنی روح کو خدا کی طرف اٹھانا ہے	۱۶۳
رفع الی اللہ ایک روحانی امر ہے اس کے مقابل پر	۱۰۳
اخلاوا لی الشیطان ہے	۱۰۳
رفع خدا کی طرف جانے کا نام ہے اور شیطان کی طرف	۱۰۹
جانے کا نام لعنت ہے	۱۰۹
رفع الی اللہ جو جامع لذات اخروی ہے بغیر موت کے	۱۰۳
کب ممکن ہے	۱۰۳
مسیح کا رفع روحانی تھا کیونکہ یہود کا خیال تھا کہ	۱۰۳، ۱۰۲
مسیح کا رفع روحانی نہیں ہو سکتا	۱۰۳، ۱۰۲
یہود کے الزام کے رد میں قرآن نے بطور حکم مسیح کیلئے رفع	۱۱۲
کالفظ استعمال کیا	۱۱۲
عقیدہ دفع عیسیٰ الی السماء سے ہمارے نبی کی توہین	۲۰۵
ہوتی ہے	۲۰۵
روح القدس	۲۰۵
شیطان کا اثر مٹانے کیلئے روح القدس کا ظہور ضروری ہوا	۳۲۵
مسیح کے معنی ہیں روح القدس سے تائید یافتہ	۳۶۰، ۳۵۸
ریل	۱۹۵
ریل کی ایجاد قرآن کی عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا ہے کہ	۱۹۵
جب اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی	۱۹۵
دیانند کا ناحق کہنا کہ وہ ریل میں ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے	۱۹۷
زمانہ میں آریہ درت (ہند) میں ریل جاری تھی	۱۹۷
زحل	۲۸۳
یہ ہفتم آسمان پر ہے	۲۸۳
فرشتوں نے خیال کیا کہ پیدائش آدم زحل کے وقت میں	۲۸۰
ہوگی اور زحلی تا ثیریں قہر و عذاب وغیرہ ہے	۲۸۰
ج-ح-خ	۲۵۸
جمعہ	۲۵۸
آدم کی تخلیق جمعہ کو ہوئی اور آنحضرتؐ کے ذریعہ تکمیل ہدایت	۲۵۸
جمعہ کو ہوئی	۲۵۸

۲۲۳	جہادِ باطن قطعاً حرام ہے	جنگِ بدر	بدر میں ابو جہل کی دعا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اس کو
۱۵	اب تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے	۲۴۱، ۲۴۰، ۲۴۰، ۵۲	یہاں ہلاک کر دے
۱۵	کا جہاد باطنی ہے		
	حضرت مسیح موعود کی طرف سے دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ		
۷۷	اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال		
۸۱	ممانعت جہاد میں عربی زبان میں حضور کا ایک خط		
	<b>حدیث (علم و مقام)</b>		
ح ۵۱	حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں	۳	جہاد کی فلاسفی اور حقیقت
	حدیث اگر پیشگوئی پر مشتمل ہے تو پیشگوئی کا پورا ہونا اس		جہاد کا لفظ جہد سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش کرنا اور پھر
ح ۱۴۰	حدیث کی سچائی کی دلیل ہے	۳	مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا
	ابن خلدون کا کہنا کہ مہدی کی حدیثوں میں ایک حدیث	۷	علماء جس طرح مسئلہ جہاد کو سمجھتے ہیں وہ ہرگز صحیح نہیں
۱۳۴	بھی جرح سے خالی نہیں	۳۱	قرآن ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ جو اسلام کو تلوار سے نابود
	حدیث خسوف و کسوف کو کسی جلیل الشان محدث کی کتاب		کرنا چاہتے تھے سو اسام نے اپنی حفاظت کیلئے ان پر تلوار اٹھائی
۱۳۴	سے موضوع ثابت کرنے پر سو روپیہ کا انعام دینے کا اعلان	۳	اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی
۱۳۳	حدیث خسوف و کسوف پر اعتراضات اور اس کے جوابات		مظلوم مسلمانوں کو مقابلی کی اجازت دی گئی تا ظالموں کو
	<b>حسد</b>	۶	سزا ملے دوسرے لفظوں میں اس کا نام جہاد کھا گیا
	علماء اور مشائخ کا طبقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا		جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم
۴	آیا ہے		کرنا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت شدت تھی آنحضرت کے
	<b>حقوق اللہ/حقوق العباد</b>		وقت شدت میں کمی آئی اور مسیح موعود کے وقت یہ حکم قطعاً
	حقوق اللہ کے قیام کیلئے اللہ نے مجھے محمدی جامہ پہنا کر	ح ۲۲۳	موقوف ہو گیا
۲۸	مہدی بنایا		عیسائی پادریوں کے دل میں کوئی بدینہ نہیں تھی تو حضرت موسیٰ
۲۷	حقوق العباد کے قیام کیلئے اللہ نے مجھے مسیح بنا کر بھیجا		اور حضرت یوشع کے جہادوں کا ہمارے نبی ﷺ کے جہاد سے
	عیسائیوں کو خالق کے حقوق جبکہ مسلمانوں کو مخلوق کے	۲۲	مقابلہ کرتے اور اندر ہی اندر سمجھ جاتے اور چپ رہتے
۶	حقوق کی غلطی پڑی		عیسائی پادریوں کی بدزبانی اور جہاد کی تعلیم کو اچھالنے کے نتیجہ
	آخری زمانہ کے بارہ میں انبیاء کی پیشگوئی تھی کہ دو قسم کے ظلم	۲۱، ۹	میں غلط تصور جہاد کو تقویت ملی
۲۳	یعنی خالق اور مخلوق کے بارہ میں ظلم سے زمانہ بھر جائیگا		اگر مولوی حکومت کے سچے خیر خواہ ہیں تو جہاد کے غلط تصور
۷، ۶	بنی نوع کی نسبت مسلمانوں سے حق تلفی سرزد ہوئی	۲۵	کے خلاف بالاتفاق سرحدی ملکوں میں فتویٰ جاری کریں
	سرحدیوں کا انگریز حکام کو قتل کرنا صریح ظلم اور حقوق العباد		مسئلہ جہاد کو معرض بحث لانے کیلئے والی کا بل علماء کو جمع کریں اور
۲۴	کا تلف کرنا ہے	۱۸، ۱۷	پھر علماء کے ذریعہ عوام کو غلطیوں سے متنبہ کریں
		۱۹	تلوار چلا کر غازی بننے والے اکثر افغان ہی ہیں
			سرحدی لوگوں کو جہاد کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی یہ پادری
			صاحبوں نے یاد دلا لیا۔ پادریوں نے زور دیا کہ اسلام میں
		۲۰	جہاد فرض اور دوسری قوموں کو مارنا باعثِ ثواب ہے



## حقوق زوجین

تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی سے پیش آویں وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے

ح ۴۲۸

## حواری

گلیل کی راہ میں حواری حضرت مسیح کے ساتھ ایک گاؤں میں اکٹھے رات رہے اور مچھلی بھی کھائی۔ مسیح نے انہیں سفری حالات بتانے سے منع کیا

۱۰۷

مسیح نے سفر کے حالات نہ بتانے کی تاکید کی ہو سکتا ہے حواریوں نے توریہ کے طور پر یہ کہا کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے

۱۰۹

## ختم نبوت

آنحضور خاتم الانبیاء ہیں۔ اگر عیسیٰ نزول کرتے ہیں تو وہ خاتم الانبیاء ٹھہرتے ہیں

۱۷۴

## خسوف کسوف

قانون قدرت میں چاند سورج گرہن کیلئے مقررہ تاریخیں ۱۳۹، ۱۳۸ پیدائگی خسوف و کسوف کا ظہور ۲۱۵، ۱۹۴، ۱۵۴ مہدی کے لئے نشان خسوف و کسوف چودھویں صدی میں ظاہر ہوا ۱۳۳، ۱۳۲

نشان خسوف و کسوف کا حضورؐ کی تائید میں ظاہر ہونا اللہ نے میرے لئے سورج چاند کو بے نور کیا یہ موجودہ علماء کے سلب نور اور ظلم پر ایک ماتمی نشان تھا کہ وہ مہدی کی تکذیب کے وقت ظاہر ہوگا

۱۵۱

امریکہ یورپ سے انگریزی منجم کسوف و خسوف کی اس طرز عجیب کو دیکھنے ہندوستان آئے

۱۵۵

نشان پورا ہونے کے وقت مکہ سے ایک دوست نے لکھا کہ یہاں سب خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا

۱۵۴

وقت آ گیا

اگر مہدی معبود موجود نہیں تھا تو کس کے لئے خسوف و کسوف

۴۶۹

کا معجزہ دکھایا گیا

۶۳

مسیح و مہدی کیلئے نشان اور اس کا انکار

۱۳۳

حدیث خسوف و کسوف پر اعتراضات اور اس کے جواب

## خلافت

جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ یعنی ابوبکر کے حق میں ہیں وہی خلافت کے آخری نقطہ یعنی مسیح موعود کے حق میں ہیں۔

ح ۱۹۱

خلافت موسویہ اور خلافت محمدیہ میں مماثلت قرآن سے

۱۹۱، ۱۸۳

ثابت ہے

جو کما کالفظ آنحضرتؐ اور موسیٰ کی مشابہت کیلئے استعمال ہوا

۲۸۶

ہے وہی کما کالفظ آیت استخلاف میں وارد ہوا جو اسی قسم

۱۹۳

کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ اور آنحضرتؐ میں ہے

اللہ تعالیٰ نے سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ

سے مشابہت دے کر ظاہر فرما دیا کہ پیدائش مسیح موعود

۲۸۶

ہزار ششم کے آخر میں ہے

۱۹۴

سید احمد بریلوی سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارہویں خلیفہ ہیں

جو حضرت یحییٰ کے مثل ہیں اور سید ہیں

## خلق انسان

۲۵۰

خلقت بشری کے مراتب ستہ

## خواب/کشف

حضور کا ۲ جون ۱۹۰۰ء کا کشف ایک سفید ورق دکھلایا گیا اس پر لکھا تھا اقبال

ح ۷۷

عبداللہ غزنوی کا کشف کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر

۵۷، ۵۶

گرا ہے اور تعبیر کی کہ یہ نور مرزا غلام احمد قادیانی ہے

۱۶۸، ۱۶۷

بدکار لوگوں کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے

حضور کی مخالفت میں جھوٹی خوابیں اپنی طرف سے بنا کر

۱۷۷، ۱۷۶

شائع کرنا

## س-ش-ص-ض-ط

ستارے

ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے ۲۸۲ ح  
اللہ تعالیٰ نے تاثیر کو اکب کا نظام ایسا رکھا ہے کہ ایک ستارہ اپنے عمل کے آخری حصہ میں دوسرے ستارے کا کچھ اثر

لے لیتا ہے جو اس حصے سے ملحق ہو ۲۸۱ ح

مشتری اور زحل کی تاثیرات ۲۸۱ ح

سکھ حکومت

میری پیدائش سکھوں کے زمانہ کے آخری حصہ میں ہوئی تھی جو مسلمانوں کے لئے ہیرو ڈیس سے کم نہ تھے ۲۱۰ ح

سکھ دور حکومت میں مسلمانوں پر مظالم اور مذہبی پابندیاں ۲۲، ۱۳ ح

سکھ عہد میں مسیح کی عبادت گاہ کو سلیمان کشمیر سے تعصب کی وجہ سے کتبتا تار دیا گیا ۱۰۱، ۱۰۰ ح

سنسکرت

ہندوؤں میں لڑائی کو بندھ کہتے ہیں۔ سنسکرت کا یہ لفظ عربی کے لفظ جہد سے نکلا ہے ۳ ح

شیطان

شیطان کے وجود کی بناوٹ آگ سے ہے ۲۷۷ ح

احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فحشائی ہوتی ہے ۲۷۶ ح

شیطان کا اثر مٹانے کیلئے روح القدس کا ظہور ضروری ہوا ۳۳۵ ح  
وہی نہاش جس کا دوسرا نام خناس ہے اول وہ حوا کے پاس آیا وہ

اپنی وجاہت سے آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا ۳۳۳ ح

لعین شیطان کا نام ہے ۱۱۰ ح

شیطان کی طرف جانے کا نام لعنت ہے ۱۰۹ ح

خناس شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے ۲۷۳ ح

دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو جو بالمتقابل خدا تعالیٰ کے

اسم اعظم کے ہے جو اللہ کی القیوم ہے ۲۶۸، ۲۶۹ ح

شیطان کے اسم اعظم کے مظاہر شروع سے ہوتے آئے ہیں پہلا مظہر قابیل آدم کا بیٹا تھا ۲۶۹ ح

صبر

مظالم پر آنحضرت اور آپ کے اصحاب کا بے نظیر صبر ۱۰ ح

صحابہ رسول

آنحضرت کی صفت جلال کو صحابہ کے ذریعہ ظاہر فرمایا جلائی زندگی کا نمونہ صحابہ نے قابل تعریف دکھلایا صحابہ نے تلوار اٹھانے والوں کو تلوار ہی سے خاموش کیا ۲۳۵ ح

مظالم پر آپ کے صحابہ کا بے نظیر صبر ۱۰ ح

تمام صحابہ نے ابوبکرؓ کی ایسی اطاعت کی جیسی موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی کی تھی ۱۸۴ ح

منعم علیہم سے مراد دو گروہ ہیں ایک گروہ صحابہ دوسرا گروہ مسیح موعود ۲۲۳ ح

مسیح موعود کا ایک فرقہ رہ جائے گا ۲۲۳ ح

جو صحابہ کے رنگ پر ہوگا ۲۲۷ ح

وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع ۳۷، ۳۷، ۲۹۵، ۱۶۳ ح

وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع ہوا ایک لاکھ سے زائد صحابی نے اس بات کو مان لیا کہ عیسیٰ اور گزشتہ انبیاء فوت ہو چکے ہیں ۹۲، ۹۱ ح

صلح کاری

برٹش انڈیا کے تمام فرقوں کے درمیان صلح کاری کے لئے پانچ سال کیلئے مذہبی نکتہ چینی اور حملے کرنے کے طریق کے خلاف قانون جاری کرنے کی حضور کی طرف سے تجویز ۳۳، ۳۲ ح

صلیب

مسیح کی صلیبی موت سے بچنے کی پیشگوئی یسعیاہ باب ۵۳ میں ہے ۳۱۴ ح

حضرت عیسیٰ صلیب سے زندہ بچ گئے اور مرہم کے استعمال سے شفا پائی ۹۹ ح

مسیح کی صلیبی موت سے نجات پر یقین رکھنے والا عیسائی گروہ ۳۳۳، ۳۳۳ ح

مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے عیسائی محققین کی تحقیق ۳۱۱، ۳۱۱ ح

## صوفی

اکثر صوفی اپنے مکاشفات کے ذریعہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مسیح موعود تیرہویں صدی یعنی ہزار ششم کے آخر میں

پیدا ہوگا

۲۸۶

اسلام کے تمام صوفی مسئلہ رجعت بروزی کے بڑے زور سے قائل ہیں

ح ۳۱۸

صوفیاء کی اصطلاح میں یوم محمدی سے مراد ہزار سال ہے

۲۸۴

## ضالین

وہ عیسائی مراد ہیں جو افراطِ محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ

ح ۲۶۹

کی شان میں غلو کرتے ہیں

غلبہ ضالین اور اس کے فتنے سے بچنے کیلئے سورۃ فاتحہ اور قرآن

ح ۲۸۵

کی آخری تین سورتوں میں دعا سکھائی گئی ہے

## طلاق

طلاق سے پرہیز کرو۔ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے

ح ۷۵، ح ۳۲۸

## ع۔ غ

## عالمی زندگی

الہام ”یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو“ اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش

ح ۷۵، ۳۲۸

آویں

## عربی زبان

عربی تمام زبانوں کی ماں ہے

۳

سنسکرت کا لفظ بُدھ عربی کے جُھد سے نکلا ہے

۳

## علم/علوم

علوم اور معارف بھی جمالی طرز میں داخل ہیں اور قرآنی

آیت لیلظہرہ علمی الدین کلمہ میں یہ وعدہ تھا کہ یہ علوم

اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے ۳۴۴ ح

## عیسائیت

عیسائیوں کو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور

۶ ایک عاجز کو خدا بنا کر قادر و قیوم کی حق تلفی کی گئی

بیہود نے مسیح کو لعنتی قرار دیا اور عیسائیت نے بھی لعنت کو مان

۱۰۹ لیا کہ مسیح ہمارے گناہوں کے لئے لعنتی ہوا

کل عیسائی اس پر متفق نہیں کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آجائے گا

ح ۲۹۷

بلکہ دوسرا مسیح کوئی اور ہے

۱۰۹ مسیح کے آسمان پر جانے کا عقیدہ کیسے پیدا ہوا

عیسائیوں میں ایک فرقہ اب تک مسیح کے آسمان پر جانے

ح ۱۰۹

کا منکر ہے

عیسائیوں کا خیال تھا کہ مسیح موعود ان میں پیدا ہوگا لیکن

ح ۳۲۹

مسلمانوں میں پیدا ہوا

مسیح کی آمد ثانی کا انتظار اور اس کی تاویلیں

۳۳۲

حال کے زمانہ میں عیسائیوں نے اس بات پر زور دیا ہے

۳۳۰

کہ مسیح موعود کے ظہور کے یہی دن ہیں

میرے مقابل عیسائی پادری بلائے جانے کے باوجود

۱۵۰

نہیں آتے

حدیثوں سے ثابت ہے کہ روم سے مراد نصاریٰ ہیں

۳۰۷

تمام اسلام کے اکابر اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ الضالین

۲۲۹، ۱۹۸

سے مراد نصاریٰ ہیں

ضالین سے مراد وہ عیسائی ہیں جو افراطِ محبت کی وجہ سے

ح ۲۶۹

حضرت عیسیٰ کی شان میں غلو کرتے ہیں

قرآن سے ثابت ہے کہ معصوب علیہم سے مراد یہود اور

۲۰۰

ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں

سورۃ فاتحہ میں اشارہ دیا گیا کہ فتنہ نصاریٰ ایک سیل عظیم کی

۲۱۲

طرح ہوگا

سورۃ اخلاص میں قوم نصاریٰ کے اعتقادی حالات کا بیان

ح ۷۷۰

ہے اور سورۃ فلق میں عملی حالات کا ذکر ہے

قرآن کے آغاز فاتحہ اور اختتامی سورتوں میں فتنہ عیسائیت

۲۳۰، ۲۲۰

اور اس بچنے کی دعا سکھائی گئی

دنیا میں ہزار ہا مذہب پھیلے ہوئے ہیں جیسے مجوسی، آریہ، ہندو، بدھ، جینی لیکن صرف عیسائیت کی ضلالتوں سے

۲۱۹

پناہ کی دعا فاتحہ میں سکھائی

قیامت کبریٰ کے قریب عیسائیت کا زمین پر بہت غلبہ ہو جائے گا

۲۸۷

یہ مفکر ہے کہ قیامت تک عیسائیت کی نسل منقطع نہیں ہوگی بلکہ بڑھتی جائے گی

۲۲۲

عیسائی اپنی تیز تندخویریوں سے مسلمانوں کو اشتعال دلاتے ہیں ۳۱  
سرحدی لوگوں کو مسئلہ جہاد کی خبر نہ تھی یہ پادریوں نے یاد دلایا ہے اور جہاد پر زور دیا کہ اسلام میں جہاد فرض ہے دوسرے قوموں کو مارنا باعث ثواب ہے

۲۰

پادریوں کی طرف سے اسلام اور بانی اسلام کے خلاف کتب کی اشاعت اور بدزبانی جس سے اشتعال پھیلا

۲۱

اور جہاد کے غلط تصور کو تقویت ملی پادریوں نے ہزار ہا رسائل شائع کئے کہ اسلام تلوار کے

۹

ذریعہ پھیلا ہے عیسائیت کا اثر لاکھوں انسانوں کے دلوں پر پڑ گیا ہے

۱۲۸

اور ملک اباحت کی تعلیموں سے متاثر ہوتا جاتا ہے

## ف-ق-ک

### فارسی الاصل

فارسی الاصل شخص موعود کی پیشگوئی جس کے مصداق حضرت مسیح موعود ہیں

۱۱۵

### فتاویٰ/فقہی مسائل

تکفیر و تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہیں اس لئے وہ اس لئے لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت

۲۱۷

میں کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام

۲۶۳

ہیں کہ کسی ملفر اور کذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں

۷۷

حضور کی طرف سے ممانعت جہاد کا فتویٰ

حضور کے بارہ مولویوں کی طرف سے واجب القتل

۷

ہونے کا فتویٰ چھپا

### فرشتے/ملائک

فرشتوں نے سمجھا کہ آدم کی پیدائش زحل کے وقت میں ہو گی اور زحل اثر قہر اور عذاب وغیرہ ہے اس لئے انہوں نے

۲۸۰

اعتراض کیا کہ کیا مفسد پیدا کریگا بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا

۲۸۱

لفظ آ گیا ہے۔ دانیال نے میرا نام میکائیل رکھا اس کے معنی ہیں خدا کی مانند

### فطرت

انسان کی فطرت کو دو مختلف جذبے لگے ہیں (۱) جذبہ بدی (۲) جذبہ نیکی

۳۳۵

۳۱۹

انسانوں کی فطرت کثرت مذاہب کو چاہتی ہے

### فج اعوج

درمیانی گروہ کو رسول اللہ نے فج اعوج کے نام سے موسوم

۲۲۵، ۲۲۳

۲۲۶

کیا ہے جن کی نسبت فرمایا لبسوا منی ولسٹ منہم خیر القرون کے بعد سے مسیح موعود سے پہلے کا زمانہ

وہ درمیانی زمانہ جس میں مسلمانوں نے عیسائیوں کی

۲۱۱

طرح حضرت مسیح کو بعض صفات میں شریک الباری ٹھہرا دیا

### قانون

۲۱

۱۸۶۷ء کا ایک نمبر ۲۳

### قانون قدرت

۳

اسلام قانون قدرت کا آئینہ

### قبر مسیح

۱۰۱، ۱۰۰

۲۶۳

کشمیر میں مسیح کی قبر آپ کی قبر سری نگر محلہ خانیاں میں ہے

### قرآن کریم

مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی

۱۲۹، ۱۲۵

صبح موعود قریش میں سے نہیں ہوگا

## قمر

۱۳۹، ۱۳۸

ہلال اور قمر کی بحث

عربی میں تین سے زائد دن کا چاند ہو تو اس کو قمر کہتے ہیں اس

۱۳۸

سے پہلے کو ہلال کہتے ہیں

## قیامت

ح ۲۵۱، ح ۲۵۰

کس گھڑی قیامت برپا ہوگی

## کسر صلیب

اللہ تعالیٰ نے مجھے بھجوت کر کے عیسائیت کے جھوٹ کے

۲۳۹

طاسم توڑ دیئے

۲۶۶

صلیب پر فسخ پانا ہی کسر صلیب ہے

کسوف و خسوف دیکھنے خسوف کسوف

## کشف

ایک بزرگ کا کشف جو ایک شعر میں بیان کیا کہ چودھویں

صدی لوگیا رہ برس گزریں گے تو خسوف کسوف ہوگا یہ مہدی

۱۳۲

کے ظہور کا وقت ہوگا چنانچہ ۱۳۱۱ھ میں خسوف ہوا

## ل-م-ن

## لعنت

۱۰۹

شیطان کی طرف جانے کا نام لعنت ہے

۱۱۰

لعین شیطان کا نام ہے

## مامور من اللہ

خدا کے مامورین کے آنے کیلئے ایک موسم ہوتے ہیں

۴۰۱، ۵۰

اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم

ان پر حقائق و معارف کھلتے اور اسرار اور سماوی علوم کے وارث

کئے جاتے ہیں ابراہیمی صدق و صفان کو دیا جاتا ہے اور

۱۷۳ تا ۱۷۰

روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے

اللہ پر افترا باندھنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ مامور من اللہ کی

۴۰۶

صدائق کی دلیل قرآن

ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر ہے اور انسانی ملاوٹوں

۳۳۵

سے پاک ہے

قرآن ذوالوجہ ہے جس نے قرآن کی آیات کو ایک ہی پہلو

پر محدود کر دیا اس نے قرآن کو نہیں سمجھا اور نہ اسے کتاب اللہ

ح ۲۳۳

کاتفقہ حاصل ہوا

قرآن شریف گواہستہ آہستہ پہلے سے نازل ہو رہا تھا مگر

۲۵۰

اس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہنچا

سورۃ العصر میں عمر دنیا بتائی گئی ہے یہ قرآن کا علمی معجزہ

۲۵۳

ہے جو حضور پر ظاہر کیا گیا

علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ استخفاف قرآن یا دلیل قرآن

۳۹

کلمہ کفر ہے

۴۱

قرآن کے دلائل کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے

قرآنی دلیل صداقت کہ مفتزی ہلاک کیا جاتا ہے لیکن

۴۰

حافظ محمد یوسف کا اس سے انکار

قرآنی پیشگوئی کہ ہلاک شدگان یا جوج ماجوج کے زمانہ

۲۹۷

میں پھر دنیا میں رجوع کریں گے

قرآن شریف کی عظیم الشان پیشگوئی کہ جب اونٹ

۱۹۷، ۱۹۶

بیکار ہو جائیں گے

قرآن شریف اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود

۱۹۳

کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین

قرآن سے ثابت ہے کہ معصوب علیہم سے مراد یہود

۲۰۰

اور ضالین سے مراد عیسائی ہیں

قرآن کے شروع میں ہی سورۃ فاتحہ رکھی یہ دعا مسلمانوں

۲۰۱

کو سکھائی گئی اس کی حکمت

فاتحہ میں قرآن کریم کی عظیم پیشگوئی ہے کہ عیسائی فتنہ سے

۲۳۰

بچنے کی دعا سکھائی گئی

قرآن کے آغاز اور اختتام میں فتنہ عیسائیت کا ذکر کیا

۲۲۰ تا ۲۱۸

گیا ہے

## قریش

اسلام میں ۱۲ خلفاء جو غلبہ اسلام کے وقت تک آتے رہیں

۱۲۵

گے وہ قریش میں سے ہوں گے

۹۶، ۹۴	مسلمانوں کے مرتد ہونے کی وجہ عقیدہ حیات مسیح	۴۴۹، ۴۴۸	مامورین کی ذاتیات پر نکتہ چینیوں کی عادت
	غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھانے کا یہ مطلب تھا کہ		<b>مباہلہ</b>
	ایک فرقہ مسلمانوں میں پورے طور پر یہودیوں کی پیروی کریگا	ح ۳۷۷	لغت عرب اور شرعی اصطلاح میں اس کے معنی
۳۲۹	خدا کے مسیح کی تکفیر کر کے قتل کا فتویٰ لکھ کر اللہ کو غضب میں لایگا	۳۷۷	دعا کے ذریعہ طریق فیصلہ کو مباہلہ نہ قرار دیا جائے
	سورۃ فاتحہ میں غیر المغضوب علیہم والصلالین کی دعا	۸۷	پیروہر علی شاہ کو مباہلہ کی دعوت بصورت اعجازی تفسیر بیانی
۲۰۴	سکھانے کی حکمت		<b>مذہب</b>
	نبیؐ عروج و درمیانی زمانہ ہے جس میں مسلمانوں نے عیسائیوں		سچا مذہب وہ ہے جس میں الہی طاقت ہو
	کی طرح حضرت مسیحؑ کو بعض صفات اور شریک الباری ٹھہرا	۳۰	آنحضورؐ کے زمانہ میں مذاہب عالم کی عددی حیثیت اور
۲۱۱	دیا ہے		شان و شوکت
	مسلمانوں کے بہتر فرقے مسیح موعود کے زمانہ میں خود بخود کم ہو	۲۳۰، ۲۲۹	
۲۲۷	کر ایک فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ کے رنگ پر ہوگا	ح ۳۱۹	انسان کی فطرت کثرت مذاہب کو چاہتی ہے
	اب مسیح موعود آ گیا ہے اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ		دنیا میں ہزار مذاہب پھیلے ہوئے ہیں مجوسی، ہندو، بدھ
۹	جہاد سے باز آوے	۲۱۹	چینی مذہب، آریہ وغیرہ
	<b>مسیح</b>		ایک دوسرے مذہب پر نکتہ چینیوں اور حملے کرنے کے طریق
	مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ کو دیا گیا تھا جس کے معنی	۳۳، ۲۲	کے خلاف قانون جاری کرنے کی حضورؐ کی تجویز
	خدا کو چھونے والا خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا اور اس		صلحہ کی ریلے مذاہب میں وائسرائے صاحب قانون جاری
۲۸	کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کرنے والا		کریں یا پھر مذاہب میں الہی طاقت ہے تو وہ دکھائیں اور
	مسیح یعنی موبد بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ سے کچھ	۳۳	سچے مذہب کی تعظیم کی جائے
	خصوصیت رکھتا ہے		<b>مردان خدا</b>
ح ۳۵۸	مسیح بمعنی (i) بیماریوں سے اچھا کرنے والا (ii) سیاحت	۱۷۳ تا ۱۷۰	مردان خدا کی علامات اور خصوصیات
	کرنے والا (iii) صدیق جو مقابل لفظ دجال کے ہے		<b>مرہم عیسیٰ</b>
ح ۳۵۷	مسیح موعود نیز دیکھئے مہدی مہود اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ	۱۶۵	صلیب کے زخموں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کیلئے مرہم تیار کی
۳۷۳	یہ تمام ظنی باتیں ہیں کہ مسیح موعود آسمان سے اترے گا	۹۹	گئی جسے ہزار ہا طبیب اپنی کتب میں لکھتے آئے ہیں
۱۵۸	مسیح موعود کے بارہ میں علماء کے فرضی اعتقادات	۱۰۷	مرہم عیسیٰ سے حضرت عیسیٰ کے زخم اچھے ہوئے
۱۸۳	مسیح موعود خاتم خلفاء محمدیہ ہیں		<b>مسلمان</b>
	جمالی رنگ کی زندگی کیلئے مسیح موعود کو آنحضورؐ کا مظہر		مسلمانوں کی تعداد نوے کروڑ ہے
۴۴۳، ۶۸	ٹھہرایا	۲۰۰	عیسائیوں کو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور
	آنحضورؐ کی صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے		مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت
ح ۴۴۱	ذریعہ کمال تک پہنچایا	۶	عقیدہ نزول مسیح کے معاملہ میں مسلمان یہودیوں کی وکالت
	حسب منطوق آخوین منہم مسیح موعود اور اس کے گروہ کو صحابہ	۹۸	کر رہے ہیں
۱۲۲	قرار دیا ہے		

۱۳۰، ۱۲۸	مسیح موعود کی آمد کی دلیل ضرورت زمانہ	۲۲۷	مسیح موعود کا زمانہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جو ابالی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہ کے رنگ میں لائے گا
ح ۴۳۳	مسیح موعود کے وقت جہاد کا حکم قطعاً موقوف کر دیا گیا	۲۲۷	خدا سے الہام پا تا اور حضرت رسول اللہ صلعم کی روحانیت سے فیض اٹھاتا ہے
۳۲۳، ۳۲۲، ۲۶۶، ۱۲۹	مسیح موعود کے ظہور کا یہی زمانہ ہے	۲۲۷	منعم علیہم سے مراد دو گروہ ہیں ایک گروہ صحابہ رسول اور دوسرا گروہ مسیح موعود
۱۲۸	آنہو الا مسیح موعود اسی زمانہ میں آنا چاہئے اس بارہ میں مفصل دلائل	۲۲۷	سورۃ فاتحہ کا مغز مسیح موعود کی تابعداری ہے
۱۱۵	مسیح آخر الزمان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دوبارہ ایمان اور امن کو دنیا میں قائم کر دیگا اور شرک جو کرے گا	۲۱۹	سورۃ فاتحہ میں صرف دو فتنوں سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی
۱۴۹	چودھویں صدی کے سر پر آنہو الا مسیح موعود میں ہی ہوں	۲۱۲	(۱) تکفیر مسیح موعود (۲) فتنہ نصاریٰ
۴۰۵، ۲۴۴، ۱۴۴، ۱۳۰، ۱۲۴، ۵۲	ظاہر ہوگا	۳۵۹	مہدی آخر الزمان کا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے اور بوجہ ذوالبروزین ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا از بس ضروری ہے
۲۸۶	اکثر صوفی اپنے مکاشفات کے ذریعہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مسیح موعود تیرہویں صدی یعنی ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوگا	۲۸۶	اللہ تعالیٰ نے سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ سے مشابہت دیکر ظاہر فرمادیا کہ پیدائش مسیح موعود ہزار ششم کے آخر میں ہے
ح ۴۳۳	آیت لیظہرہ علی الدین کلہ میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے	۱۹۳	قرآن شریف اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین
ح ۲۰۹	چودھویں کے کمال تام چاند کی طرح جو مشرق سے طلوع ہوتا ہے مسیح موعود بھی ممالک مشرقیہ سے پیدا ہوگا اور جو اسلام کے کمال تام کو ظاہر کرے گا	۱۵۶	مسیح موعود کے لئے یہود اور نصاریٰ کا خیال تھا کہ ان میں پیدا ہوگا مگر مسلمانوں میں پیدا ہوا اس لئے بلند مینار عزت کا محمدیوں کے حصہ میں آیا
ح ۲۰۹	مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہونے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اس کے وقت میں اسلامی معارف اور برکات کمال تک پہنچ جائیں گی	۲۶۷	کاسر الصلیب کا نام مسیح موعود اور عیسیٰ بن مریم ہے
۱۸۲	قرآن سے مسیح موعود ہونے کی دلیل	۱۵۶	مسیح موعود کا نام خگم رکھا گیا ہے تلخیص المحدثین نہیں کہ ان کی راہنمائی کا محتاج ہو
۲۴۱، ۱۸۲	آپ کے مسیح موعود ہونے پر دلائل	۲۷۰	اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے بہتر فرقوں کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام خگم رکھا جاتا
ح ۲۹۶	کیا تعجب ہے کہ سید احمد بریلوی اس مسیح موعود کیلئے الیاس کے رنگ میں آیا ہو	۸	اس کے بارہ لکھا ہے کہ ظاہر ہوگا تو سنی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائیگا اور وہ صبح کی بنیاد ڈالیگا
ح ۱۵۲	ملکوبات امام ربانی میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئیگا تو علماء وقت اس کے مخالف ہو جائیں گے	۹	مسیح موعود آ گیا ہے اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔
۲۱۶	برائین احمدیہ کی پیشگوئی میں ابولہب مسیح موعود کے اول الکفرین کو ٹھہرایا گیا ہے جس کے مصداق محمد حسین بن علی ہیں		

۱۷	مسح موعود کے بارہ پیشگوئی تھی کہ وہ علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا کفر کے فتوے اور قتل کے فتوے دیئے جائیں گے وغیرہ	۵۳	دشمن بھی یہود کے نام سے موسوم ہیں
۱۶	بچے اور عورتیں بھی خدا کا الہام پائیں گی	۳۰۴	مسح موعود کے زمانہ میں اسلام کے تہتر فریقے خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور پھر صرف ایک فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ کے رنگ پر ہوگا
۱۶، ۱۵	مسح موعود کی علامات پوری ہو گئی ہیں اور نئی ایجادات ہو چکی ہیں	۲۲۷	مسح موعود کے امت محمدیہ سے آنے کے قرآن حدیث اور دیگر قرآن سے دلائل
ح ۳۸۵	مسح موعود کو سادات کی دامادی ملے گی	۱۱۴	محمدی مسح موعود قریش میں سے نہ ہوگا جیسا کہ عیسائی اسرائیلی نہ تھے کیونکہ آپ کا باپ نہ تھا
۳۹	مسح کی نشانیاں اونٹ ترک کئے جائیں گے، ستارہ ذوالسنین نکلے گا، طاعون پڑے گی، حج روکا جائے گا وغیرہ	۱۹۳، ۱۲۶، ۱۲۵	مسح موعود اسرائیلی نبی نہیں ہے بلکہ اس کی خواہر طبیعت پر آیا ہے
۱۳۲	ایک بزرگ کا کشف جو شعر میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی میں گیارہ برس گزریں گے تو خسوف کسوف ہوگا اور یہی مہدی کا زمانہ ہوگا۔ چنانچہ ۱۳۱۱ھ میں خسوف ہوا	ح ۱۶	سورۃ فاتحہ میں مسح موعود کا ذکر ہے اور اس کی پیشگوئی ہے
۲۷۶	چودھویں صدی کے سر پر آنا اور خسوف کسوف کی نشانی	۲۰۲، ۲۰۱	ابو بکرؓ اور مسح موعود کو بعض واقعات میں مشابہت ہے
۱۶۶	دشمن مسح کے ظہور کی جگہ نہیں کیونکہ وہ مکہ اور مدینہ کے مشرق کی طرف نہیں	ح ۱۸۹	ردور گویا مسح موعود کی دو صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائیں
۲۴۴	مسح موعود اسی امت سے آئیگا یہ بات اذا الرسل اقتت سے ثابت ہوتی ہے	ح ۳۱۷	آنحضورؐ نے مسح موعود کو اسلام علیکم پہنچایا ہے اس میں سلامتی کی پیشگوئی ہے
۲۴۳، ۲۴۲	مسح موعود کے وقت کیلئے قرآنی پیشگوئیوں پر مشتمل نشانیاں	۱۳۱	احادیث اور شروح احادیث میں مسح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوة اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے
۲۷۶	یا جوج ماجوج ظاہر ہونا مسح موعود کی نشانی ہے	۳۳۹	مسح موعود اس وقت آئیگا جبکہ اسلام غلبہ صلیب اور غلبہ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا
۲۷۸	مسح موعود کی ایک نشانی ۱۵ اربعہ الارض کا خروج	۱۲۵	آنیوالے مسح موعود کا حلیہ گندم گوں رنگ اور سیدھے بال
۲۹۴، ۲۸۷	پیشگوئی	۱۱۹	بیان ہوا ہے
ح ۲۹۲	دانیال نبی کی پیشگوئی کہ مسح موعود ۱۲۹ سال گزریں گے تو ظاہر ہوگا اور ۱۳۳۵ ہجری تک اپنا کام چلائے گا	ح ۲۹۳	بخاری میں مسح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسح دینی جنگوں کا خاتمہ کریگا
ح ۲۹۳	مسح موعود مشرق ملک ہند میں ظاہر ہوگا دانیال کی پیشگوئی	۷۸، ۱۵	حج اکرامہ میں لکھا ہے کہ مسح اپنے دعاوی اور معارف کو قرآن سے استنباط کریگا یعنی قرآن اس کی سچائی کی گواہی دے گا اور علماء حدیثیں پیش کر کے اس کی تکذیب کریں گے
۳۰۵	آنحضورؐ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں آئیگا جبکہ رومی طاقتوں کے ساتھ اسلامی سلطنت مقابلہ نہیں کر سکے گی	ح ۱۵۲	
۳۲۹	قرآن وحدیث میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ یہود کی طرح اس امت کے علماء بھی مسح موعود پر کفر کا فتویٰ دیں گے		



معراج النبی	دشقی حدیث کا نشانہ ہے کہ جیسے دجال مشرق میں ظاہر ہوگا ایسا
معراج کیلئے رات اس لئے مقرر کی گئی کہ معراج کشف کی قسم	ہی مسیح موعود بھی مشرق میں ظاہر ہوگا
تھا اور کشف اور خواب کے لئے رات موزوں ہے	ح ۱۶۵
معراج کی رات آپ کو کسی نے نہ چڑھتے دیکھا اور	۲۸۱، ۲۸۰
نہ اترتے	ح ۱۹۵
معراج کی رات آپ نے مسیح کو وفات شدہ انبیاء	جماعت کیلئے ریل سیاحت کا وسیلہ بنا دیا ہے
میں دیکھا	۱۹۵
معراج کی حدیث نے ہمیں بتلادیا کہ عیسیٰ فوت شدہ	ریل کا وجود اور اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے
انبیاء کی روحوں سے جا ملے ہیں	۱۹۴
معرفت الہی	(i) خسوف و کسوف (ii) اونٹوں کی سواری کا بیکار کیا جانا
بغیر معرفت تامہ کے حدت تام ہو نہیں سکتی	۲۰۶
مغضوب علیہم	مسیح موعود کے وقت عیسائیوں کا بہت زور ہوگا
اس سے مراد یہود ہیں	ح ۲۷۰
مفتزی	دو بہاریاں ہیں
مفتزی علی اللہ ہلاک کیا جاتا ہے قرآنی دلیل	عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں بکثرت یہ اشارات
مفتزی نامراد مرے گا	پائے جاتے ہیں کہ چودھویں صدی میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا
خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتزی جلد	حدیث اور اقوال علماء سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود
ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل	۱۴۴
سکتی ہے	اس سوال کا جواب کہ آپ کے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے
مکتوب رخطوط	مشتزی
ممانعت جہاد پر حضور کا عربی زبان میں ایک خط اہل اسلام	یہ چھٹے آسمان پر ہے
کے نام	ح ۲۸۳
مولوی حمید اللہ صاحب ملا سوات کا خط جس میں میاں	چھٹادہ ستارہ سعد اکبر کا دن ہے یعنی مشتزی کا دن سعد اکبر
صاحب کوٹھ والے کی گواہی دی گئی ہے کہ مہدی پیدا	مشتزی ہے
ہو گیا ہے	ح ۲۸۰
منعم علیہم	مشرق
قرآن حدیث کی رو سے یہ دو گروہ ہیں ایک گروہ صحابہ	مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر
دوسرا گروہ مسیح موعود	ہوں گے
صحابہ اور آخرین کی جماعت ہی منعم علیہم ہیں	۱۶۷
	آنحضرت نے دجال کا پتا دینے کیلئے مشرق کی طرف
	۱۶۶
	اشارہ فرمایا
	چودھویں صدی کا چاند کمال تمام کے ساتھ مشرق سے طلوع
	ہوتا ہے اسی طرح مسیح موعود کیلئے بھی اشارہ تھا کہ وہ ممالک
	۲۲۴
	مشرق سے طلوع کرے گا
	ح ۲۰۹
	۲۲۸

## مولوی

اسلامی علماء جو مولوی کہلاتے ہیں مسئلہ جہاد کو جس طرح سمجھتے ہیں وہ ہرگز صحیح نہیں	مولویوں کی عادت ہے کہ ادنیٰ اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا فرقہ کو کافر ٹھہرا دیتے ہیں
غلط مسئلہ جہاد کی پیروی کر کے سرحدی اقوام کو انگریزوں کے خون پر اکسایا	۱۸ علماء اور مشائخ کافر قہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے ان کی دشمنی محض نفسانی ہوتی ہے
سرحد میں آئے دن بے گناہ لوگوں کے خون ہوتے ہیں	۴ بیچ الکرامہ میں لکھا کہ علماء حدیثیں پیش کر کے مسیح موعود کی تکذیب کریں گے اور ملکوتی بات امام ربانی میں لکھا ہے علماء اس کی مخالفت کریں گے
یہ خون مولویوں کی گردن پر ہے	۱۵۲ مسیح اور مہدی کی تکفیر اور تکذیب ہوگی
امیر کابل بھی ملا کے فتوؤں سے محفوظ نہیں رہ سکتے ملا اس کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر سکتے ہیں	۱۵۷ حدیثوں میں آخری زمانہ کے علماء کا نام یہود رکھا گیا ہے
مولوی اگر گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں تو بلا تفاق ایک فتویٰ تیار کر کے سرحدی ملکوں میں شائع کریں تا ان کا عذر ٹوٹ جائے	۲۱۳ مجھے اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال اور کافر قرار دیا
کہ ہم غازی ہیں اور مرتے ہی بہشت میں جائیں گے	۷ حضور کو واجب القتل قرار دینے کا فتویٰ شائع کیا
علماء اہل سنت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ استخفاف قرآن یا دلیل قرآن کلمہ کفر ہے	۷ منبروں پر چڑھ چڑھ کر تیرہ صدیوں کی مذمت کرتے تھے
مہدی / مہمود نیز دیکھئے مسیح موعود	۷ کہ چودھویں صدی یسوع کی ہوگی لیکن جب مسیح موعود پیدا ہو گیا تو اول المنکر نبی مہدی علماء ہو گئے
مہدی کا لفظ آخصور سے خاص ہے	۳۲۷ چاند سورج گرہن کا نشان موجود علماء کے سلب نور اور ظلم پر ایک ماتمی نشان تھا اور مقرر تھا کہ مہدی کی تکذیب کے وقت ظاہر ہوگا
۳۵۸ مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ کو دیا گیا جس کے معنی فطر تابدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل ہے	۱۵۱ براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت تمام نامی علماء نے میرے الہامات کو قبول کیا اور کسی نے اعتراض نہ کیا
۲۸ مہدی افراد کالمہ میں سے اور اپنے کمالات اخلاق میں ظل النبی ہے	۳۶۸ علماء کے نام اشتہار انعامی پانسور و پبیہ
۳۲۵ مہدی کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے وہ آخصور کے اسم احمد کا مصداق ہوگا اور جمالی تجلی کا مظہر ہوگا	۳۸، ۳۷ مولویوں کو طریق فیصلہ کے لئے نشان نمائی کا چیلنج
۲۵۴ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے کیونکہ وہ آدم روحانی ہے	۳۷۶، ۳۷۵ مشائخ و علماء کو دعا کے ذریعہ طریق فیصلہ کیلئے ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء
۳۶۰ مہدی آخر الزمان کیلئے جس کا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے بوجہ ذوالبروزین ہونے کے دونوں صفتوں کا کمال طور پر پایا	۳۷۸ دعا کے لئے چالیس علماء جمع ہو جائیں
۳۵۹ جانا از بس ضروری ہے	۳۷۸ مولویوں نے عیسیٰ کو آخصور سے بھی زیادہ خصوصیات دے دی ہیں کہ انہیں خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دیا ہے
۱۸۲ اپنے مسیح موعود اور مہدی معبود ہونے کے دلائل مہدی موعود کی پیدائش کے بارہ شاہ ولی اللہ صاحب کا الہام ”چراغ دین“	۲۰۶ مشنریوں پر بہت احسان کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو مسیح اور دجال کی نسبت خیالات کی وجہ سے عیسائی مذہب کے قریب لے آتے ہیں
۲۸۶	۲۳۸

<p>کوئی نبی نہیں گزار جس کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت اعتراض نہیں ہوا</p>	<p>خونی مہدی کا تصور اور مہدی کے بارہ میں علماء کے فرضی اعتقادات</p>
<p>۱۸۰</p>	<p>۱۵۹، ۱۵۸</p>
<p>مخالفوں کی طرف سے انبیاء کی مخالفت اور ان پر الزامات لگائے جانا</p>	<p>ابن خلدون کا کہنا کہ مہدی کی حدیثوں میں ایک حدیث بھی جرح سے خالی نہیں</p>
<p>۱۸۰</p>	<p>۱۳۴</p>
<p>مشکل کے وقت کوئی نبی بھی آسان پر نہیں گیا ہاں فرشتے ان کے پاس آئے اور مدد کی</p>	<p>آنے والے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا</p>
<p>۳۳۹</p>	<p>۱۱۸</p>
<p>دلیل صداقت نبوت کہ مغزری ضرور ہلاک کر دیا جاتا ہے</p>	<p>مہدی کی تعریف میں لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا</p>
<p>۴۰</p>	<p>۱۱۵</p>
<p>جھوٹا نبی ہلاک ہوگا تو رات میں موجود پیشگوئی کے عبرانی الفاظ</p>	<p>آثار میں آچکا ہے کہ مہدی پر کفر کا فتویٰ لکھا جائیگا</p>
<p>۴۷۴</p>	<p>۱۵۱</p>
<p>تمام بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں اس کی چند نظیریں</p>	<p>اپنی کتاب حج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا کہ مہدی معبود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا</p>
<p>۴۳۷، ۴۳۶</p>	<p>۱۳۱</p>
<p>اگر اکبر بادشاہ یا روشن دین جاندھری نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو وہ وحی یا الہام پیش کیا جائے جس میں انہوں نے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں</p>	<p>تیرہویں صدی میں مہدی کا پیدا ہونا ضروری ہے تا چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو سکے</p>
<p>۴۷۷</p>	<p>۱۳۰</p>
<p>نصیحت/نصائح</p>	<p>دارقطنی کی حدیث خسوف کسوف سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی معبود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا</p>
<p>۴۴۲</p>	<p>۱۳۲</p>
<p>مخالف علماء کو محض نصیحتاً حضور نے فرمایا کہ گالیاں دینا طریق شرافت نہیں اگر کاذب سمجھتے ہیں تو مساجد میں اکٹھے ہو کر میرے پر بد دعائیں کریں</p>	<p>نشان خسوف کسوف پورا ہونے کے وقت مکہ سے ایک دوست نے لکھا کہ سب خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا اور مہدی پیدا ہو گیا</p>
<p>۴۷۱</p>	<p>۱۵۴</p>
<p>نماز</p>	<p>اگر مہدی معبود موجود نہیں تھا تو کس کے لئے خسوف کسوف کا معجزہ دکھایا</p>
<p>تکفیر اور تکذیب کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہیں اس لئے میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز نہ پڑھے</p>	<p>مہدی کیلئے خسوف کسوف کے نشانات اور اس پر ہونے والے اعتراضات کا جوابات</p>
<p>۳۱۷ ح</p>	<p>۱۳۳</p>
<p>وہی</p>	<p>نبی/نبوت</p>
<p>وفات مسیح</p>	<p>توحید کیلئے سلسلہ انبیاء کا خدا عزوجل نے زمین پر قائم کیا ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی روح القدس سے تائید یافتہ ہیں ہر شخص جو خدا کی طرف سے آتا ہے کو تائید لیش اور ناخدا ترس اس کی ذاتیات میں دخل دے کر طرح طرح کی تکتے چینیوں کیا کرتے ہیں</p>
<p>۳۰۹</p>	<p>۴۴۸</p>
<p>قرآن شریف سے قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں</p>	<p>قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ہزاروں تکتے چینیوں کا ایک ہی جواب دیتا ہے یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کر دیتا ہے</p>
<p>۳۷۰</p>	<p>۴۵۱</p>

<p><b>ہلال</b> بہلی تین یا بعض کے نزدیک سات تاریخ تک کے چاند کو عربی میں ہلال کہتے ہیں اور پھر بعد میں قمر</p>	<p>توفی کے معنی موت اور تیس آیات قرآنی سے وفات مسیح ثابت ہے</p>
<p>۱۳۸</p>	<p>۹۱، ۹۰ قرآن نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ وہ وفات پا چکا</p>
<p><b>ہمدردی خلق</b></p>	<p>۳۷۳ جیسا کہ آیت فلما تو فیتنی اس پر شاہد ہے کوئی فولادی قلعہ بھی ایسا پختہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ</p>
<p>۱۴ احمد یوں کو حق ہمدردی بنی نوع بجالانے کی نصیحت</p>	<p>۱۶۳ قرآن شریف میں حضرت مسیح کی موت کی آیت ہے وفات مسیح پر آیات قرآنی</p>
<p><b>ہندومت</b> اللہ نے مجھے بارہا کشفی حالت میں بتایا کہ کرشن خدا کے نبیوں میں سے تھا</p>	<p>۳۱۰، ۳۰۹ وفات مسیح کی دلیل کہ عیسیٰ اور ان کی والدہ جب زندہ تھے کھانا کھلایا کرتے تھے</p>
<p>ح ۳۱۷ ہندوؤں میں رودر گوپال کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ہے</p>	<p>۹۱ ۲۹۵ وفات پر دلالت کرنے والی آیات اور احادیث گزشتہ انبیاء عیاقرون میں کوئی نظیر نہیں کہ کوئی آسمان پر گیا</p>
<p>ح ۳۱۸ ہندو اپنے گزشتہ اوتاروں کے ناموں پر آئندہ اوتاروں کی انتظار کرتے رہے ہیں اور اب بھی کھلی اتار کو کرشن کا اوتار مانتے ہیں</p>	<p>۹۲ ہوا اور پھر واپس آیا ہو وفات مسیح قرآن، حدیث، اجماع صحابہ اور اکابر ائمہ اربعہ اور اہل کشف سے ثابت ہے</p>
<p>ح ۳۱۶ <b>یا جوج ماجوج</b> آگ کے کاموں کا ماہر ہونگے۔ احییج آگ کے شعلہ کو</p>	<p>۱۶۴، ۹۹، ۹۵ ۳۱۱، ۳۱۰ وفات مسیح پر احادیث حضرت ابن عباسؓ سے متوفیک کے معنی ممینک</p>
<p>۱۹۷ کہتے ہیں اور شیطان کی بناوٹ بھی آگ سے ہے</p>	<p>۱۶۴، ۱۶۲ بخاری میں موجود ہیں</p>
<p>۲۷۷، ۲۷۶ قرآن میں موجود یا جوج ماجوج سے مراد گروہ دجال ہے</p>	<p>۳۷۴، ۳۷۰، ۲۹۵، ۱۶۴، ۹۱ وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع</p>
<p>۲۳۶ اس سے مراد وہ قوم ہے جس کو پورے طور پر ارضی قومی ملیں گے اور ان کے لئے آگ مسخر کر دی جائے گی</p>	<p>۹۲ اجماع صحابہ کے تیرہ سو سال تک کبھی کسی مجتہد اور مقبول امام پیشوائے انا م نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مسیح زندہ ہیں</p>
<p>ح ۳۳۱ یا جوج ماجوج کا ظاہر ہونا مسیح موعود کی نشانی ہے تو ریت میں ممالک مغربیہ کی بعض قوموں کو یا جوج ماجوج قرار دیا ہے</p>	<p>۹۲ امام مالک اور امام ابن حزم نے وفات مسیح کی صاف شہادت دی</p>
<p>۳۱۵ ان کے ظہور کا زمانہ آ گیا ہے</p>	<p>۹۲ وفات مسیح پر متعدد شہادتیں مثلاً قبر مسیح، مرہم عیسیٰ، عمر ۱۴۰ سال ہونا وغیرہ</p>
<p>۲۹۷ قرآنی پیشگوئی کہ ہلاک شدگان یا جوج ماجوج کے زمانہ میں پھر دنیا میں رجوع کریں گے</p>	<p>۱۰۱ وفات مسیح کے ثبوت اس زمانہ میں پیدا ہو گئے ہیں۔ قبر مسیح کشمیر سرینگر محلہ خانیا میں ہے</p>
<p>اسلامی عقیدہ میں یہ داخل ہو گیا کہ یا جوج ماجوج کے ظہور اور اقبال اور فتح کے بعد گزشتہ زمانہ کے اختیار ابرار کی رجعت بروزی ہوگی</p>	<p>ح ۲۶۳ حکیم ہدایت قرآنی کا چھٹا دن یعنی جمعہ مقرر کیا گیا</p>
<p>۳۲۳ لندن میں یا جوج ماجوج کے پتھر کی ہیکلیں کسی پرانے زمانے سے اب تک محفوظ ہیں</p>	<p>۲۶۱ تا ۲۵۸ حکیم ہدایت قرآنی کا چھٹا دن یعنی جمعہ مقرر کیا گیا</p>

حضرت عیسیٰ کی تاویلات کو قبول نہ کیا اور نعوذ باللہ ان کو مفتری جانتے ہیں ۳۷۲	یلاش اللہ تعالیٰ کا الہامی نام جو حضرت مسیح موعود کو بتایا گیا اس معنی یہ کھولے گئے کہ یا لاشریک ح ۲۰۳
حضرت عیسیٰ کے بارہ کہنا کہ ان کی پیدائش مس شیطان کے ساتھ ہے ح ۳۰۸	یہود / یہودیت ۳۳۲، ۳۳۲
صلیب کی وجہ سے مسیح ابن مریم کو لعنتی اور شیطان کی طرف جانے والا سمجھا ۱۱۰	موسیٰ کو تمام اسرائیلی نبیوں سے افضل سمجھنے کے باوجود ان کے رفع جسمانی کے قائل نہیں ۱۱۲
نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کیلئے صلیب کا جیلہ سوچا تھا ۳۹۴، ۴۳	یہود کا خیال تھا کہ مسیح موعود ان میں پیدا ہوگا یہودیوں نے ساتویں دن کو آرام کا دن رکھا ہے مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے ح ۲۷۹
یہود کے مسیح کے بارہ الزام بابت ملعون ہونے کے رد میں قرآن نے بطور حکم رفع کے الفاظ استعمال کئے ۱۱۲	بخنت نصر کے زمانہ میں یہودی کشمیر میں آکر آباد ہو گئے عیسیٰ کی بعثت کے وقت گلیل اور پیلطوس کے علاقہ سے یہودی حکومت نکل چکی تھی ۱۲۸
یہود کا خیال تھا کہ مسیح کا رفع روحانی نہیں ہوگا بمبئی کلکتہ میں صد ہا یہودی رہتے ہیں ان سے پوچھ لیا جائے انہوں نے مسیح پر کیا الزام لگایا اور صلیبی موت کا کیا نتیجہ نکالا تھا ۱۱۲	بد قسمت یہود آنحضرتؐ سے بھی دشمنی رکھتے تھے لیکن آپ کے مقابل پر یہود نا مسعود کی کچھ چالاکی پیش نہیں گئی ح ۲۱۴
لیکن آپ ہجرت کر کے کشمیر پہنچ گئے مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں جنہوں نے عیسیٰ کی تکفیر و توہین کی ح ۲۶۹، ۲۲۹، ۲۱۲، ۲۰۰، ۱۹۸	ایک ایسے مسیح کے منتظر تھے جو ان کو غیر قوموں کی حکومت سے نجات بخنے اور داؤد کے تخت کو اپنی بادشاہی سے پھر قائم کرے ۱۰۴
یہود کے مغضوب علیہم کی بڑی وجہ حضرت عیسیٰ کو ایذا دینا ہے اور ان کی تکفیر ہے ۱۹۹	جب مسیح نے کہا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں تو یہود کی امیدیں خاک میں مل گئیں تب کئی لوگ مرتد ہو گئے ۱۰۵
یہود کے مثیلوں کا قرآن میں ذکر حس طرح مسیح ابن مریم کے دشمن یہود تھے اسی طرح مثیل مسیح کے دشمنوں کو بھی یہود کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۳۰۴	یہودیوں نے اس خیال کو کہ ایلیا دو بارہ آئیگا رد کر دیا اور یوحنا لعنتی بچی کو ایلیا قرار دیا ۹۷، ۹۵
حدیثوں میں آخری زمانہ کے علماء کا نام یہود رکھا گیا ہے اس امت کے علماء بھی یہودی سخت پیروی کریں گے ۳۲۹	عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ایلیا کے بارہ حضرت عیسیٰ کی تاویل سے یہود کو ابتلا پیش آیا ۴۷۰، ۳۴۰
مسلمانوں میں سے ایک گروہ یہود کی پیروی کر کے مسیح موعود کی تکفیر اور فتویٰ قتل لکھے گا ۳۲۹	ایک یہودی فاضل کی کتاب میں نہایت دعویٰ سے لکھا ہے کہ مسیح نے ایلیا کے بارہ میں افترا سے کام لیا ۹۷

## اسماء

آءقتم، عبداللہ	آ
ح ۳۸۱، ۱۵۳	آ
اس کی نسبت پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا	آدم علیہ السلام
۳۶۰ ح	۲۸۲، ح ۲۸۱، ۲۶۴، ۲۶۰، ۲۵۸
اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا	جمعہ کی اخیر گھڑی یعنی عصر کے وقت پیدا کیا گیا
۳۹۷، ۴۷	۲۸۰ ح، ۲۷۹ ح، ۲۴۸ ح
آءقتم کی پیشگوئی شرط تھی جو اپنی شرط کے موافق پوری ہوئی	آدم کو چھٹے دن خلعت و جود پہنا کر نظام عالم کو باہم تالیف دے دی اور آدم کو بشری کے اثر عظیم کے نیچے رکھا تا آشتی اور صلح کو دنیا میں لاوے۔
ح ۴۵۳	۲۷۷
آل حسن مرحوم، مولوی	۲۷۵
پادری فنڈل کے سامنے آنحضورؐ کی نبوت کی دلیل پیش کی کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے	حدیث میں ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا
۴۰	اللہ نے اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا یعنی آدم کو جلال اور جمال کا جامع بنایا گیا
اپنی کتاب ازالہ اوہام میں پادری فنڈل کے سامنے آنحضورؐ کی صداقت کی دلیل ۲۳ سال تک بعد زندہ رہنا پیش کی	ح ۲۸۲، ح ۲۸۱
۳۸۹	درحقیقت توراہ میں میکائیل آدم کا نام ہے یعنی خدا کی مانند
۴۷، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳	ح ۲۷۴
جب آپ آگ میں ڈالے گئے آپ کے لئے بھی	اللہ کی کتاب نے آدم کی بریت ظاہر کی لیکن حوا کی نہیں
۳۳۸	ح ۲۷۳
شبهہ لہم کی یہ عادت اللہ ظہور میں آئی	حوا نے شیطان کا قائم مقام بن کر آدم کو بھی دھوکا دیا
آپ کی اولاد میں دو رسول ظاہر کر کے ان کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائیں یعنی شریعت موسویہ اور شریعت محمدیہ	ح ۲۷۳
۱۹۲	ح ۲۶۹
خدا نے دنیا کو اپنے عجائبات قدرت دکھانے کیلئے ابراہیم کی اولاد سے دو سلسلے قائم کئے	ح ۲۰۸، ح ۲۰۳
۳۰۴	آ شخصور حضرت آدم سے مشابہت دی
۳۷۹	ح ۲۰۸، ح ۲۰۳
مخالفوں کی طرف سے آپ پر دروغ گوئی کا الزام	بعد اور قمری لحاظ سے ۴۷۳ برس بعد مبعوث ہوئے
ح ۲۹۹	ح ۲۷۷
ابن جریر	آدم ملک ہند میں نازل ہوا اور ختم دور زمانہ کے وقت آنے والا آدم بھی اسی جگہ آنا چاہئے
۱۶۴	۲۶۳
۹۲	اللہ نے آدم کی مانند اس عاجز کو پیدا کیا اور اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا
ابن حزم، امام	ح ۲۷۴
وفات مسیح کی صاف شہادت دی	۲۰۸
ابن خلدون	اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کا نام آدم بھی رکھا
ان کا کہنا کہ مہدی کی حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی جرح سے خالی نہیں	ح ۲۰۸
۱۳۴	۲۴۵
	ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے

۳۷، ۴، ۹۱	آیت قرآنی سے گزشتہ انبیاء کی وفات کا استدلال	ح ۲۱۶	ابن سعد
۹۳	آپ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ گزشتہ انبیاء میں سے عیسیٰ زندہ ہے	ح ۲۲۹، ح ۲۳۶، ۲۳۳	ابن عباسؓ
۴۰۰، ۱۸۰، ۴۹	ابو جہل	۱۶۴، ۱۶۲، ۱۹۰	متوفیک کے معنی ہمیتک بخاری میں موجود ہیں
	بدر میں اس نے دعا کی تھی اللھم من کان منا کاذبا فاحنہ فی ہذا الموطن کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے اس کو اس جگہ ہلاک کر دے	۱۲۷	ابن عربی، شیخ محی الدین
۱۶۴	ابو حنیفہ، امام اعظم	۱۵۶	مہدی کی علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا اور اس کی پیدائش میں ندرت ہوگی
۲۲۵، ۱۵۶	ابوداؤد	ح ۲۲۹	ابن ماجہ
ح ۲۱۶	ابوقلابہ	۲۸۱	ابن منذر
۶۵	ابولہب	۲۸۳	ابن واسطیل
۲۱۶	ابونعیم	ح ۲۱۶	ان کا قول کہ نزول عیسیٰ کیلئے چھٹے دن عصر کا وقت ہوگا
ح ۲۳۵، ح ۲۱۱	ابو ہریرہؓ	ح ۲۳۳	ابوالدرداء
ح ۲۲۹، ۱۶۴	احمد بن حنبل، امام	۳۱۸	آپ کا قول کہ تجھ کو قرآن کا پورا فہم کبھی عطا نہیں ہوگا جب تک تجھ پر یہ نہ کھلے کہ قرآن کئی وجوہ پر اپنے معنی رکھتا ہے
۱۷۷، ۳۷	احمد اللہ امرتسری، مولوی	ح ۲۲۹	آپ کی روایت کہ قرآن ذوالوجوہ ہے
	احمد صاحب بریلوی، سید	ح ۲۲۹	ابوالحسن خرقانی
۱۹۴	سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارہویں خلیفہ حضرت یحییٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں	۱۶۴	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ح ۲۹۶	الیاس کے رنگ میں آیا ہو	۱۸۳	خلافت محمدیہ کے پہلے خلیفہ ہیں اور حضرت یوشع بن نون کے مثیل ہیں
۱۵۴، ۱۵۳	احمد بیگ ہوشیار پوری، مرزا	۱۹۲	آپ کی یوشع بن نون کے ساتھ مشابہتیں
ح ۳۶۰	اس کے بارہ میں پیشگوئی کا پورا ہونا	ح ۱۸۹	آپ مسیح موعود سے بھی مشابہت رکھتے ہیں اور یوشع بن نون سے بھی مشابہت رکھتے ہیں
۲۵۴	احمد بیگ کے داماد کے بارہ میں بھی پیشگوئی شرطی ہے	۱۸۵	آپ کو مسیح موعود سے بعض واقعات میں مشابہت ہے
	احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا		حضرت عائشہ کا کہنا کہ خلافت کے بعد جن مصائب کا آپ کو سامنا کرنا پڑا اگر وہ کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ پاش پاش ہو جاتا





حضور کے نام ان کا خط جس میں انہوں نے حضرت کوٹھ صاحب والے کا بیان لکھا کہ مہدی پیدا ہو گیا ہے	۱۰۲، ۱۰۱
حوا	۳۳۹
شیطان کی بات ماننا حوا کا گناہ تھا۔ اس کا ایک گناہ نہ تھا بلکہ چار گناہ تھے	ح ۲۳۶، ح ۲۳۹
توراۃ کے ابتداء میں لکھا ہے کہ نحاش نے حوا کو بہکا یا اور حوا نے ممنوعہ پھل کھایا	۲۶۳
اللہ کی کتاب نے حوا کی بریت ظاہر نہیں کی بلکہ آدم کی بریت ظاہر کی	۱۲۸
حوا نے شیطان کا قائم مقام بن کر آدم کو بھی دھوکہ دیا	۱۰۶
نحاش حوا کے پاس آیا اور اپنی دجالیت کی وجہ سے آخری زمانہ میں پھر ظاہر ہوگا	۳۸۶، ۳۷
خدا بخش صاحب مرزا، مصاحب نواب محمد علی خان صاحب	۳۰
خدا پیر رضی اللہ عنہما	خ - ح - ج - خ
دبست خدیجیتی سے مراد اولاد خدیج یعنی بنی فاطمہ ہے	۳۸۷، ۳۸
خلیل الرحمن جمالی، شیخ، سرساول ضلع سہارنپور	ح ۱۹۹
د - ڈ - ر - ز	۳۸۷، ۳۸
دانیال علیہ السلام	۳۸۷، ۳۸
دانیال نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا	ح ۱۹۹
داؤد علیہ السلام	۹۳، ۹۳
دیانند، پنڈت	۲۳۸
اس کا کہنا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے زمانہ میں آریہ ورت (ملک ہند) میں ریل جاری تھی	۳۸۷، ۱۷۷، ۳۸
ڈگلس کپتان	۳۹۵، ۲۵
بلعم باعور	اللہ نے اس کا رنج کرنا چاہا لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا
بلیٹ ڈی ڈی، ریورنڈ، جے۔ جے۔	۳۳۹
بیہقی	ح ۲۳۶، ح ۲۳۹
پیر صاحب العلم / پیر جھنڈے والا سندھی	۲۶۳
حضرت مسیح موعودؑ کی تصدیق کرنا	۱۲۸
پیلاطوس	مسیح کے بارہ اس کی بیوی کو خواب آئی کہ اگر یہ شخص مر گیا تو تمہاری تباہی ہے
تلفظ حسین دہلوی، مولوی	۳۸۶، ۳۷
ٹھا کر داس پادری	۳۰
جان شاہ، سید صوفی آف میرٹھ	۳۸۷، ۳۸
جعفر زملی	ح ۱۹۹
چراغ الدین، میاں کلرک	۳۸۷، ۳۸
چٹو صاحب، میاں لاہوری	۳۸۷، ۱۷۷، ۳۸
حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
وفات رسول پر حجت رسول میں مرثیہ کہا	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
کنت السواد لنا طری	۹۳، ۹۳
حز قیل نبی علیہ السلام	۲۳۸
حمید اللہ پشاور، پادری	حضور کی نسبت دس مہینے کی میعاد کی پیشگوئی شائع کی
اور خود مر گیا	۳۹۵، ۲۵

۳۱۳	اس کا کہنا کہ مسیح صلیب پر نہیں فوت ہوا	۳۸۷، ۳۸	رجب الدین، خلیفہ تاجر لاهور
ح ۱۹۳	شوکانی، امام	۳۸۹	رحمت اللہ مرحوم، مولوی
ح ۱۷۷	شہر بانو، ایران کی شہزادی جو امام حسینؑ کے نکاح میں آئیں	۲۰	پادری فنڈل کے سامنے صداقت نبوت کی دلیل پیش کرنا کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے
ح ۱۵۸	صدیق حسن خان، نواب		رسل بابا امرتسری (غلام رسول مولوی عرف رسل بابا)
	اپنی کتاب حج اکرامہ میں لکھا کہ مہدی معبود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا	۳۹۶، ۳۸۷، ۱۷۷، ۲۷، ۳۷	رشید احمد گنگوہی، مولوی
۱۳۱	مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہے	۳۹۶، ۳۸۶، ۳۷۶، ۱۶۱، ۱۵۶، ۲۷، ۳۷	روشن دین جالندھری
۲۴۳	حج اکرامہ میں منظور کر چکے ہیں کہ فتنہ دجالیہ کیلئے جو مشرق مقرر کیا گیا ہے وہ ہندوستان ہے		اگر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو وہ الہام اور وحی پیش کی جائے جس میں اس نے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں
۱۶۶	حج اکرامہ میں لکھا کہ یہ باطل عقیدہ ہے کہ عیسیٰ امتی بن کر آئیں گے بلکہ وہ بدستور نبی ہوں گے	۲۷۷	ریاست علی خاں، مولوی، شاہجہانپور
۱۷۴	صفدر علی، عیسائی	۳۸۷، ۳۸	ریاست علی خاں، مولوی، شاہجہانپور
۳۰	طبرانی، امام	۳۱	ریوازی، پادری
ح ۲۵۶	ع۔ غ	۲۳۹	زکریا نبی علیہ السلام
	عائشہ رضی اللہ عنہا	۲۸۴	زینجا
	حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے بعد ایسے مصائب کا سامنا کرنا پڑا	ح ۳۰۸	زخمیری، علامہ
۱۸۵	اگر کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ پاش پاش ہو جاتا		س۔ ش۔ ص۔ ط
ح ۲۲۹	عبدالرحمن بن حمید		سٹرانس، ڈی۔ ایف
	عبدالرحمن بن غزنوی، مولوی	۳۱۱	ان کا بیان کہ عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے
۲۸۴، ۳۸۶، ۳۷۸، ۳۷۵، ۳۷۰، ۱۷۷، ۲۷، ۳۷		ح ۱۴۵	سرور شاہ صاحب، مولانا سید
۳۸۶، ۳۷	عبدالرحمن دہلوی صاحب تفسیر حقانی، مولوی	۱۵۳	سعدی مصلح الدین شیرازی شیخ
ح ۳۶۵، ۳۷۰، ۱۷۷، ۲۷	عبدالرحمن غزنوی ثم امرتسری، مولوی	۳۸۷، ۳۸	سلطان الدین، مولوی، جے پور
۳۸۷، ۳۸	عبدالرحمن، فشی، اکاؤنٹنٹ پنشنر	۱۶۴	شافعی، امام
	اس کے بارہ میں پیشگوئی کہ وہ نہیں مرے گا جب تک پسر	ح ۲۳۶	شبلی
۱۵۳، ۱۵۲	چہارم نہ پیدا ہو جائے چنانچہ صفائی سے پوری ہوئی		

۱۷۸	عبدالمنان وزیر آبادی	عبدالرحمن صاحب تاج مدرس، سیٹھ
۳۷۰، ۱۷۷	عبدالواحد، مولوی	۱۶۹
۳۸۷، ۳۸	عبدالواحد خان مولوی، شاہجہانپور	ح ۲۲۹
	علی رضی اللہ عنہ	۳۸۶، ۳۶۶، ۱۷۷، ۳۷
۱۱۸	حضور نے اپنے کشف میں آپ کو دیکھا	ع ۲۰۸، ح ۲۰۷
۲۳۸، ۱۸۰، ۳۰، ۲۱	عماد الدین، پادری	عبدالکریم سیالکوٹی، حضرت مولانا
	ایک معزز پادری کہہنا کہ اگر ۱۸۵ء کا دوبارہ آنا ممکن ہے	بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا اس پر حضور کو الہاماً
۳۱	تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی	۴۲۹، ۴۲۸
	عمر فاروق رضی اللہ عنہ	آپ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کہ یہ
	آپ کا وفات النبی کے وقت کہنا کہ آپ فوت نہیں ہوئے	طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے
	اور پھر حضرت ابو بکرؓ نے قرآن سے اس قسم کے خیالات کا	لیڈر عبدالکریم کو
۹۳	رد فرمایا	۷۵
۳۸۷، ۳۸	عمر، مولوی سید، واعظ حیدرآباد	ح ۲۹۹
	عیسیٰ علیہ السلام	۳۸۷، ۳۷
۲۱۴ تا ۲۱۲، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۳، ۱۱۳، ۱۱۱، ۱۱۰، ۹۴، ۲۹، ۱۱		عبداللہ چکڑالوی لاہور، مولوی
۲۹۶، ۲۹۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۰، ۲۵۷، ۲۳۱، ۲۳۹		۲۶۷ تا ۲۶۵، ح ۱۴۵، ۹۰، ۴۱
۴۷، ۳۰، ۳۳		منشی الہی بخش نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں ان کو
	مسیح آپ کا لقب تھا جس کے معنی خدا کو چھونے والا اور	صاحب کشف والہام اور اپنے آپ کو ان کا غلام تحریر کیا
۲۸	خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا کے ہیں	۳۶۷
ح ۳۵۸	مسیح کا لفظ حضرت عیسیٰ سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے	حضور کے بارہ کشف کہ آسمان سے قادیان پر ایک نور
	ایسے وقت میں آئے جبکہ گلیل اور بیلاطوس کے	نازل ہوا جو مرزا غلام احمد ہے اور میری اولاد اس سے
۱۲۸	علاقے سے سلطنت یہود جاتی رہی تھی	محروم رہے گی
	یہود مسیح کے منتظر تھے جو انہیں غیر قوموں کی حکومت سے	حضور کو نور کہنے کے دو گواہ ہیں (۱) حافظ محمد یوسف صاحب
	نجات دے۔ اس انتظار کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ نے دعویٰ	۴۶۴، ح ۲۶۰، ۲۰۷، ۵۶
۱۰۵، ۱۰۴	کیا کہ میں مسیح اور داؤد کے تخت کو دوبارہ قائم کروں گا	ح ۲۶۲
	حضرت موسیٰ کے تینوں کھلے کھلے کاموں میں حضرت عیسیٰ	(۲) منشی محمد یعقوب صاحب
۳۰۰	کوان سے ذرہ بھی مناسبت نہیں	حافظ یوسف صاحب کے بھائی محمد یعقوب کی گواہی کہ
		عبداللہ غزنوی صاحب نے کہا کہ وہ نور جو دنیا کو روشن کریگا
		وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے
		حضرت مسیح موعود کے بارہ میں آپ کا یہ کشف ازلہ اوہام میں
		شائع ہو چکا ہے
		۴۰۸، ۴۰۷

یہود کا اعتراف کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش مس شیطان کے ساتھ ہے	۳۰۴	عیسیٰ کی انجیل میں یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں موسیٰ کی مانند بھیجا گیا ہوں	
ح ۳۰۸	آپ کو ایذا دینے اور تکفیر کی وجہ سے یہود مغضوب علیہم ہوئے	۲۵۴	آنحضورؐ کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی
۱۹۹، ۱۹۸	جب آپ نے کہا کہ میری بادشاہت دنیا کی نہیں تو تب یہود کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور وہ مرتد اور مخالف ہو گئے	۲۰۹، ۲۰۲	حضرت مسیح موعودؑ کی حضرت عیسیٰ کے ساتھ مشابہتیں
۱۰۵	آپ نے سابقہ پیشگوئیوں کے معاملہ میں تاویلات سے کام لیا جن کو اب تک یہودی قبول نہیں کرتے	۱۸۹	آپ کو یسوع بن نون سے مشابہت تھی
۳۷۲	ایک یہودی فضل نے اپنی کتاب میں بڑے دعوے سے لکھا کہ مسیح نے ایلیا کے بارہ میں تاویل کر کے افتراء سے کام لیا	۲۰۸، ۲۰۳	پیدائش میں آدم سے مشابہت دی
۹۷	مسیح کا رفع روحانی ہوا کیونکہ یہود کا خیال تھا کہ مسیح کا رفع روحانی نہیں ہوگا	۲۰۳، ۲۰۲	بن باپ آپ کی پیدائش صرف آپ کے ساتھ مخصوص نہیں یہ ثابت شدہ ہے کہ بغیر باپ کے بھی بچہ کی پیدائش ہو سکتی ہے
۱۰۲	آپ کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کیلئے یہود نے صلیب کا حلیہ سوچا تھا لیکن اللہ نے منصوبہ ناکام کر دیا	۱۹۲، ۱۹۳	آپ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے کیونکہ آپ کا باپ نہ تھا۔ اسی طرح محمدؐ مسیح موعودؑ قریش میں سے نہ ہوگا۔
۴۴	یہود نے جو ملعون ہونے کا الزام عائد کیا اس کے رد میں قرآن نے بطور حکم رفع کے الفاظ استعمال کئے	۳۵۸	آپ کا استاد ایک یہودی تھا جس سے بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا
۱۱۲	<b>صلیبی موت سے نجات اور ہجرت کشمیر</b>	۱۱۹	بخاری میں آپ کا حلیہ سرخ رنگ اور بال خمدار لکھا ہے
	ان کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ یونس کی طرح میرا حال ہوگا	۱۰۶	رومی گورنمنٹ نے مذہبی فتنہ اندازی کے بہانہ آپ کو گرفتار کیا
ح ۱۱۱	زندہ قبر میں جاؤں گا اور زندہ نکلوں گا	۳۱۶، ۱۰۵، ۹۶، ۹۵	یوحنا یعنی یحییٰ کو الیاس قرار دیا
۳۱۴	صلیبی موت سے بچنے کی پیشگوئی بیعیاہ باب ۵۳ میں ہے	۲۰۵	آپ کے معجزات کے بارہ میں اعتقاد مولویوں نے مسیح کو اس قدر خصوصیات دے دی ہیں کہ خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دیا ہے
۳۳۴	عیسائیوں میں ایسا فرقہ بھی ہے جو مسیح کی صلیب کے بعد آسمان پر جانا نہیں مانتا بلکہ کہتا ہے مسیح نجات پا کر کسی اور ملک چلا گیا	۲۰۶	عقیدہ خلق طیر کے لحاظ سے مسیح کی صفت خالقیت تو خدا تعالیٰ کی خالقیت سے بھی بڑھی ہوتی دکھائی دیتی ہے
۳۱۳ تا ۳۱۱	ڈی ایف سٹرائس کی تحقیق واقعہ صلیب کے بعد حواریوں کے ساتھ گلیل میں رات رہے اور سفری حالات بتانے سے حواریوں کو منع کیا	۲۰۶	مسلمانوں نے نفع امونج کے درمیانی زمانہ میں حضرت مسیح کو بعض صفات میں شریک الباری ٹھہرا دیا ہے
۱۰۷	صلیب سے بچائے گئے، مرہم عیسیٰ سے زخم اچھے ہوئے اور پوشیدہ طور پر سفر کیا	۲۱۱	عیسیٰ کا اپنے پیغمبرین کو شیطان کے ہاتھ سے نجات دینا صرف اعتقادی امر ہے
۱۰۷		۳۰۰	
			<b>یہود کی مخالفت اور رفع روحانی</b>
		۶۵	یہود نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا

## آمدنی

- ۲۹۶ انجیل میں مسیح کا اقرار کہ آمدنی بروز ہی ہوگی  
مسیح نے خود اپنی آمدنی کو الیاس نبی کی آمدنی سے
- ۳۱۱ مشابہت دی  
مخلوق کی بھلائی کی تعلیم دی اب اس کی خو پر اللہ نے مجھے
- ۲۵ بھیجا ہے  
نزول ایلیا اور نزول مسیح کے بارہ میں میرا اور عیسیٰ کا
- ۹۸ جواب ایک ہی طرز کا ہے  
حافظ بر خود اور نے اپنے شعر میں لکھا کہ عیسیٰ چودھویں صدی
- ۱۳۳ کے سر پر ظاہر ہوگا  
اگر عیسیٰ نزول کرتے ہیں تو وہ خاتم الانبیاء ٹھہرتے ہیں
- ۱۷۴ مجزوب گلاب شاہ کا کہنا کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں  
بیدار ہو گیا ہے
- ۱۴۹

غلام احمد قادیانی حضرت مرزا  
مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام

## بعثت، دعویٰ اور عقائد

- میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے
- لگا یا ہے  
۲۰۰، ۲۹
- نہ میں بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا  
۲۰۱، ۵۰
- میں خدا سے آیا ہوں جو شخص میرے پر بد دعا کرے گا وہ  
بد دعا سی پر پڑے گی  
۲۷۲
- میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت  
پر آیا ہوں وہ مجھے ضائع نہیں کریگا اور نہ میری جماعت کو تباہی  
میں ڈالے گا  
۳۳۸
- مسیح موعود کے اسی امت میں سے آنے کے بارہ  
میں نصوص سے آپ کے دلائل  
۱۱۴
- اللہ تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تپید ایمان  
اور معرفت کے لئے مبعوث فرمایا ہے  
۳۳۸
- اس عاجز کی پیدائش اس وقت ہوئی جبکہ یوم محمدی میں صرف  
گیارہ سال باقی رہتے تھے  
۲۸۵

آپ کے زخموں کیلئے مرہم تیار کی گئی جب آپ مصلوب  
ہونے کی وجہ سے زخمی ہوئے تھے

- ۹۹ آپ نے یہود سے نجات پا کر ایک زمانہ اپنی عمر کا سیاحت  
میں گزارا  
۱۰۸
- آنحضور نے آپ کا نام مسیح رکھا یعنی سیاحت کر نیوالا  
آپ نے دنیا کی سیر کی  
۱۰۷
- آپ نصیبین سے ہوتے ہوئے پشاور اور پھر پنجاب اور  
یہاں سے کشمیر پہنچے  
۱۰۶
- یوز آسف سے مراد عیسیٰ ہیں۔ یوز یسوع سے بگڑا ہے  
اور آسف مسیح کا نام ہے یعنی تلاش یا اکٹھا کرنے والا  
۱۰۰

## وفات عیسیٰ

قرآن شریف سے قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت  
ہو گئے

- ۳۷۰، ۱۶۵
- آپ کی موت کا انکار قرآن کا انکار ہے  
۲۹۵
- وفات عیسیٰ کیلئے صرف ایک آیت فلما توفیتنی کافی ہے  
۹۰
- وفات مسیح کے بارہ قرآنی آیات  
۹۱، ۹۰
- قرآن نے کھول کر بتا دیا کہ عیسیٰ فوت ہو گئے اور معراج  
کی حدیث نے بتلا دیا کہ وہ فوت شدہ انبیاء کی روحوں سے  
جالے ہیں  
۱۷۳
- آپ کی وفات کی گواہی قرآن، اجماع صحابہ، ائمہ عظام  
معتزلہ اور دیگر احادیث دے رہی ہیں  
۱۶۴، ۹۹
- عقیدہ حیات مسیح و نزول سے گویا عیسیٰ مسیح نے وہ کام کر  
دکھائے جو آنحضور سے نہ ہو سکے  
۲۹۵ ح
- عیسیٰ کے آسمان پر چڑھنے کے عقیدہ سے ہمارے نبی صلعم  
کی توہین ہوتی ہے  
۲۰۵
- آپ کی وفات پر قرآن شریف کے زور دینے کی وجہ  
وفات پر متعدد شہادتیں یوز آسف کی قبر کشمیر میں، مرہم  
عیسیٰ ۱۲۰ سال عمر ہونا  
۱۰۱
- آپ کی قبر سرینگر محلہ خانیاں میں ہے جہاں بعض سادات  
کرام اور اولیاء اللہ مدفون ہیں  
۳۱۴، ۲۶۴، ۱۶۵ ح

۴۴۶	اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جہالی طور کی خدمات کے ایام ہیں	۱۲۸	آپ ایسے وقت میں آئے جب ہندوستان سے مسلمانوں کی حکومت نکل چکی تھی جیسا کہ عیسیٰ کے زمانہ میں یہودی حکومت ختم ہو چکی تھی
۲۹	محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کر دوں	ح ۲۱۰	میری پیدائش سکھوں کے زمانہ کے آخری حصہ میں ہوئی جو مسلمانوں کیلئے ہیروڈیس سے کم نہ تھے
۴۰۹۵۸	اس امت میں سے وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو نبی کریمؐ کے نمونہ پر و جی اللہ پانے میں ۲۳ برس کی مدت دی گئی	ح ۳۶۳-ح ۳۶۴	خاکسار کے باپ دادو سے رئیس ابن رئیس اور والیان ملک تھے
۴۳۶	ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرتؐ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے	ح ۱۲۷	ابن عربی کے کشف کے مطابق میری ولادت تو ام ہوئی اور میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پینچے
۲۳	اپنے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کی حقیقت مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ اور بروز محمدؐ	ح ۳۶۵	خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے
۲۸	اللہ تعالیٰ نے ابھارے مجھے عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی کے نام عطا کئے ہیں	ح ۱۱۵	ہماری بعض دادیاں سادات خاندان کی ہیں پیشگوئی لئالہ رجل من فارس کا مصداق میں ہوں
۳۰	اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح اور مہدی دونوں بعثتوں کا وارث بنادیا ہے ان معنوں میں عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی بھی ہوں	ح ۲۵۳	سورۃ العصر میں موجود اعداد میں عمر دنیا کشف میں بتائی گئی یہ قرآن کا علمی معجزہ ہے جس کی خاص اطلاع امت محمدیہ میں مجھے دی گئی جو مہدی آخر الزماں ہوں
۲۸	امام آخر الزماں میں مہدی اور مسیح دونوں صفتیں اکٹھی ہو جائیں گی اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ آدھا اسرائیلی ہوگا اور آدھا اسماعیلی	ح ۲۴۵	ہمارا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے آدم ثانی یعنی یہ عاجز ہزار ششم کے آخری حصہ میں پیدا ہوا جو شتری سے وہی تعلق رکھتا ہے جو آدم کا روز ششم سے ہے
ح ۳۵۹	مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور حکم ہوں	ح ۲۸۱	میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی اور ایک حصہ فاطمی ہے اور میں دونوں مبارک بیوندوں سے مرکب ہوں
۳۳۵	چودھویں صدی کے سر پر آئیو الا مسیح موعود میں ہی ہوں	ح ۱۱۸	آپ اہل فارس ہونے کی وجہ سے بنی اہلق یعنی اسرائیلی اور امہاتہی تعلق کی بنا پر بنی فاطمہ میں سے ہیں
۱۴۹، ۸۳، ۸۲، ۹	خدا نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنایا ہے	ح ۱۱۶	سادات کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور بنی اہلق کی وجہ سے آبائی عزت تھی
۱۴	یہ عاجز عیسیٰ کے رنگ میں بھیجا گیا ہے اور بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ سے مشابہت رکھتا ہے	ح ۱۱۷	میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے وہ ہیرا کیا ہے سچا خدا
ح ۲۰۲	مسیح علیہ السلام کے صلح کاری کی تعلیم دینے کیلئے اللہ نے اس کی خور مجھے مسیح بنا کر بھیجا ہے	ح ۳۴۴	یہ عاجز نبی کریم کے کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے
۲۶، ۲۵	حقوق العباد کے قیام کیلئے میرا نام مسیح رکھا اور حقوق اللہ کے قیام کیلئے مجھے محمدی جامہ پہنا کر مہدی بنایا	ح ۲۵۴	میں اسم احمد میں آنحضرتؐ کا شریک ہوں

دانیال نبی نے میرا نام میکائیل رکھا ہے عبرانی میں اس کے  
معنی ہیں خدا کی مانند

ح ۶، ح ۳۱۳

خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات میں میرا نام ہیئت اللہ بھی

ح ۳۴۵

رکھا ہے

برائین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا

ح ۲۰۸

اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو آدم کی مانند پیدا کیا اور اس عاجز

۲۷۴

کا نام آدم رکھا

آدم ثانی اپنے اندر مشتری اور زحل دونوں کی تاثیرات لے

ح ۲۸۳

کر پیدا ہو، یعنی جمالی اور جلالی رنگ میں آیا

اللہ تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو

ح ۳۳۵

نوح کی کشتی قرار دیا

۲۲۰، ۲۸

خدا نے برائین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا

میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم کو دی گئی تھی مجھے

۲۷۳

خدا سے ابراہیمی نسبت ہے

خدا نے کشفی حالت میں بارہا اطلاع دی کہ آریہ قوم میں ایک

ح ۳۱۷

شخص کرشن نام کا گزرا ہے جو خدا کے نبیوں میں تھا

رودرگو پال میں دو صفات ہیں جو مسیح موعود کی صفیتیں ہیں

ح ۳۱۷

یہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں

### تائید و نصرت الہی

۲۹

مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے

آنحضورؐ نے مسیح موعود کو السلام علیکم بھجویا ہے اس میں پیشگوئی

ح ۱۳۱

ہے کہ مخالفتوں اور فتنوں میں سلامتی رہے گی

خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ

میرے ساتھ کیا ہے اس لئے کوئی پادری میرے مقابل

۱۵۰

پر آ ہی نہیں سکتا

ح ۱۱۱

سورۃ فاتحہ میں لطیف طور پر میری پیشگوئی کی گئی ہے

اس عاجز کی نسبت قرآن کی پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے

۲۱۲

گواہی دے دی ہے

اللہ تعالیٰ نے مجھے معجوت کر کے عیسائیت کے جھوٹ کے  
ظلم توڑ دیئے اور ہمارے سید مومالی محمد مصطفیٰؐ کے محامد

۲۳۹

عالیہ آفتاب کی طرح چمک اٹھے

دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ

۳۴۴

کے قدم پر ہے انہی معنوں میں مسیح موعود کہلاتا ہوں

ح ۲۰۹

حضرت عیسیٰ کے ساتھ آپ کی مشابہتیں

خدا نے نام مسیح موعود رکھا اور آسمان نے اس پر گواہی دی

۲۶۱

لیکن اکثر مسلمانوں نے انکار کیا

میرے دعویٰ مسیح موعود کی بنیاد پر برائین احمدیہ کے الہامات

۳۶۹

تھے اور خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا

ح ۳۵۷

کئی مناسبتوں کے لحاظ سے اس عاجز کا نام مسیح رکھا گیا

۳۱۵، ۲۳۱، ۱۸۲، ۱۶۷

آپ کے مسیح موعود ہونے پر دلیل

میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام

۲۹۵

پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا

آپ کی صداقت کی دلیل مکالمات الہیہ کا سلسلہ ۳۰ برس

سے جاری ہے اور اکیس برس سے برائین احمدیہ شائع ہے

۳۹۱

جس میں الہامات درج ہیں

آپ کی صداقت کی قرآنی دلیل کہ مفستری ہوتے تو ہلاک کر

دیئے جاتے۔ سلسلہ الہامات تیس برس سے اور برائین

۴۲

احمدیہ کو شائع ہوئے اکیس برس ہو گئے ہیں

برائین احمدیہ سے لیکر اب تک اکیس برس میں میں نے

چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب

۶۶

اشتہارات اپنے دعویٰ کے ثبوت میں شائع کئے

۳۳۵

میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی

صحیح بخاری، صحیح مسلم، انجیل، دانیال اور دوسرے نبیوں کی

کتابوں میں جہاں بھی میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت

ح ۳۱۳

نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض جگہ فرشتہ کا لفظ آیا ہے

انصاف سے دیکھو کہ میرے دعویٰ کے وقت کس قدر میری

۲۶۴

سچائی پر گواہ جمع ہیں

- اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہو گئے گا ذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور
- ۱۸۰ تمہارے مرد، عورتیں بچے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کی دعائیں کریں یہاں تک سجدے کرتے تاک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعائیں سے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنا کام پورا نہ کر لے
- ۳۰ اللہ تعالیٰ نے میرے وحی اللہ پانے کے دن سیدنا محمد مصطفیٰ کے دنوں کے برابر کئے اور میرے لئے یہ نشان دکھلایا مسیح دوزر دچا دروں میں نازل ہوگا اس سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ ایک میرے اوپر کے حصہ میں یعنی سر درد اور دوسری نچلے حصہ میں ذیابیطس کی وجہ سے کثرت پیشاب خطرناک دو بیماریاں لاحق ہیں لیکن اس کے باوجود صحت کے بھر وسہ کہتا ہوں کہ میری عمر اسی برس کی ہوگی ۴۷۰، ۴۷۱ پیرے جھنڈے والا سندھی کی طرف سے آپ کے مسیح موعود ہونے کی تصدیق ۳۶۳، ۳۶۴
- ۵۰ مجھ کو یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کریگا
- ۵۸ میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں
- ۴۷۳ دعاؤں کو لغت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو
- ۳۶۳، ۳۶۴ مجذب گلاب شاہ کا کہنا کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے
- ۴۹ آپ کا کشف جس میں آپ نے حضرت پنجن سیدالکوین حسنین فاطمہ الزہرا اور علیٰ کو عین بیداری میں دیکھا
- ۱۱۸ آپ کے حق میں نشانات اور سابقہ پیشگوئیوں کا ظہور
- ۳۹۸، ۳۹۹ آپ کے لئے نشانات کا ظہور
- ۱۸۱ آپ کو ملنے والی تائیدات الہی اور نشانات آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا جو میری پیروی کریگا اسے بھی یہ نعمت ملے گی
- ۳۳۶ آپ کی تائید میں خسوف کسوف کے نشانات کا ظہور کسی دوسرے مدعی مہدویت کے وقت میں کسوف و خسوف رمضان میں آسمان پر نہیں ہوا
- ۱۱۵ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر خسوف کسوف کا نشان ظاہر کیا
- ۱۴۳ میری تکذیب کے وقت خسوف کسوف ظاہر ہوا جو موجودہ علماء کے سلب نور اور ظلم پر ایک ماتی نشان تھا اور مقرر تھا کہ مہدی کی تکذیب کے وقت ظاہر ہوگا
- ۱۵۱
- تریق القلوب میں میرے سو سے زیادہ نشانات درج ہیں جن کے کئی لاکھ لوگ گواہ ہیں
- مجھے قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہے
- اللہ تعالیٰ نے میرے وحی اللہ پانے کے دن سیدنا محمد مصطفیٰ کے دنوں کے برابر کئے اور میرے لئے یہ نشان دکھلایا
- سیح دوزر دچا دروں میں نازل ہوگا اس سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ ایک میرے اوپر کے حصہ میں یعنی سر درد اور دوسری نچلے حصہ میں ذیابیطس کی وجہ سے کثرت پیشاب خطرناک دو بیماریاں لاحق ہیں لیکن اس کے باوجود صحت کے بھر وسہ کہتا ہوں کہ میری عمر اسی برس کی ہوگی
- ۴۷۰، ۴۷۱ پیرے جھنڈے والا سندھی کی طرف سے آپ کے مسیح موعود ہونے کی تصدیق
- ۳۶۳، ۳۶۴ مجذب گلاب شاہ کا کہنا کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے
- میاں صاحب کوٹھ والے کا کہنا کہ مہدی پیدا ہو گیا ہے
- ۱۱۶ الہام میں آپ کو بتایا گیا کہ آپ فارسی الاصل ہیں تمہیں ہزار کے قریب عقلاء، علماء، فقراء اور فقہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے
- ۱۸۱ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ کے مقابل پر مخالفوں کو اتنی شکست اور ذلت نہیں پہنچی جیسے میرے دشمنوں کو میرے مقابل پہنچی
- ۳۶ آپ کی تائید و نصرت الہی اور مخالفوں کی ذلت
- ۳۹۵، ۳۹۶ آپ کی موت کی پیشگوئیاں کرنے والے خود مر گئے
- ۳۹۵، ۳۹۶ پانچ لوگ جو یہ دعا کرتے تھے کہ جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے وہ میری زندگی میں مر گئے
- مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علیگڑھ نے آپ کے بارہ میں لکھا کہ کاذب پہلے مر جائے گا چنانچہ وہ جلد مر گئے
- ۴۵ آپ کی موت کی پیشگوئیاں کرنے والے غلام دستگیر، مولوی اسماعیل، محی الدین لکھو کے، پادری حمید اللہ پشادری اور لکھنور ام مر گئے
- ۴۵



محبی الدین لکھو کے نے حضور کی نسبت موت کا الہام شائع کیا

۲۵

اور وہ مر گیا

منشی الہی بخش اکاؤنٹس کے بارہ میں آپ کے الہام

محمد حسین بٹالوی لوگوں کو حضور کی بیعت سے روکتا رہا لیکن

ہزار ہا لوگ بیعت میں داخل ہوئے اور بٹالوی عدالت میں

ح ۴۶

رسوا ہوا

## آپ کی پیشگوئیاں

میری تصدیق کیلئے خدا کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں

اور ایک سو سے زیادہ پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں

اکثر پیشگوئیاں بڑی کمال صفائی سے پوری ہوئیں جو سو

سے بھی زیادہ ہیں

لکھنؤ اور والی پیشگوئی بڑی شان سے ظہور میں آئی

۱۵۳، ۱۵۳ مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کی آپ کے بارہ پیشگوئی کہ

قادیان پر نور نازل ہوا اور وہ مرزا غلام احمد ہے جس سے میری

اولاد محروم رہے گی

۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱ ح

والد صاحب کی وفات پر الیس اللہ بکاف عہدہ کا الہام

جو ایک انگلش ٹری پر امرتسر سے کھودوایا گیا

۴۳ اللہ تعالیٰ نے اسی سال عمر اس سے کچھ کم یا زیادہ کا وعدہ دیا ہے

۴۴ مخالفوں کے منسوبے ناکام کرنے کا اللہ نے وعدہ دیا ہے

اپنی کتب اور اشتہارات میں مسلسل میری عادت رہی کہ

۴۱۸ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں

۴۱۲ تا ۴۱۰، ۵۹، ۶۰، ۶۱ ح

میرے الہامات کو براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت تمام

نامی علماء نے قبول کیا اور کوئی اعتراض نہ کیا

۳۶۸ از الہام میں اور بعض دوسری کتابوں میں مندرج

۴۲۱ تا ۴۲۱ الہامات

اللہ نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خصیبت عارضہ سے تجھے

محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کر دوں گا

۴۱۹، ۳۹۴، ۴۲۱ مسیح کی منادی بنگلی کی طرح دنیا میں پھر جائیگی اور اس کے

۱۶ سامان اللہ نے مہیا کر دیئے ہیں

۱۸۲ سلسلہ احمدیہ کی تمام دنیا میں پھیل جانے کی پیشگوئی

خدا نے جا پا تو یہ مبارک اور امن پسند جماعت کئی لاکھ

۲۹ تک پہنچ جائے گی

میں نے مباحثہ آتھم میں ساٹھ آدمیوں کے رو برو یہ کہا تھا کہ

ہم میں سے جو چھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو آتھم اپنی موت

۴۷ سے میری سچائی کی گواہی دے گیا

## مخالفین کو چیلنج

آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں جو روح القدس کی تائید میں

۱۵۰ میرا مقابلہ کر سکے

آسمانی نشان، قبولیت دعا، معارف قرآن اور نبی اسرار میں

میری برابری کرنے والا کوئی نہیں ان میں کوئی میرا مقابلہ نہیں

۳۲۵، ۳۲۶ کر سکتا

توبہ کی نیت سے مجھ سے نشان کا مطالبہ کریں تو خدا ضرور

۲۷۵ نشان دکھائے گا

اگر سب دشمن ملکر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں

۴۰۰ یہاں تک سجدے کرتے تاک گل جائیں اور ہاتھ ٹھل ہو

جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعائیں سنے گا

کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا

۴۹ چاہے پھر دیکھے خدا اس کے ساتھ ہے مگر میدان میں نکلنا کسی

مختش کا کام نہیں

عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں میں سے کون ہے جو میرے

۱۵۰ سامنے کہے کہ آنحضرتؐ سے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا

سچے مذہب کیلئے نشان نمائی کی تجویز اور مقابلہ کی دعوت

۳۳، ۳۳ مخالفوں کی قبولیت دعا اور تفسیر قرآن لکھنے کا چیلنج مخالف یقیناً

۸۶، ۸۵ ناکام رہیں گے

دعا کے ذریعہ طریق فیصلہ کا چیلنج

۳۷۷، ۳۷۶ مخالف علماء کو دعاؤں کے طریق سے فیصلہ کرنے کی دعوت

۴۷۱، ۴۷۱ لیکن ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوگی

نشان نمائی کے ذریعہ طریق فیصلہ چالیس نامی مولوی تحریری

۳۷۶، ۳۷۵ اقرار نامہ بہ شہادت پچاس معزز مسلمانان اخبار کے

ذریعہ شائع کریں

مفتی کے برابر تیس سال تک زندہ رہنے کی نظیر پیش کرنے والے کو پانسورہ پیکہ انعامی چیلنج ۲۰۲، ۵۱

حدیث خسوف و کسوف کو کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے موضوع ثابت کرنے والے کو ایک سوروہ پیکہ انعام دینے کا اعلان ۱۳۳

حضور کا سفر دہلی اور نذیر حسین دہلوی کو دعوت دین اسلام اور اس کا روحانی مقابلہ سے فرار ۲۳۱

اشتہار انعامی پچاس روپیہ۔ پیر مرہ علی شاہ کو فصیح عربی میں تفسیر لکھنے کا چیلنج ۸۷، ۳۶

پیر مرہ علی شاہ تفسیر لکھنے کی مدد کیلئے خواہ محمد حسین بنا لوی، محمد حسین ہمیں، عبد الجبار غزنوی یا عرب ادیب بھی طلب کر لیں ۲۸۴

پیر مرہ علی شاہ کو تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کا چیلنج جو ستر دنوں میں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء تا ۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء تک شائع ہو جائے ۲۸۳، ۲۸۲

میں نے مرہ علی شاہ کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کیلئے بلا یا اور کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۵

پیر مرہ علی شاہ گولڑوی کو تفسیر قرآن لکھنے کا چیلنج اور اس کا مکرو فریب ۲۸۰

منشی الہی بخش اکاؤنٹ کو آسمانی طریق سے فیصلہ کی دعوت لیکن اپنے مرشد مولوی عبداللہ صاحب کے کشف والہام کو کوئی چیز نہ سمجھنے کا اشتہار شائع کریں ۲۶۷

اول المکفرین بنے اور اس پیشگوئی کے وقت بنا لوی میری نسبت خادموں کی طرح اپنے آپ کو سمجھتے تھے ۲۱۶

محمد حسین بنا لوی نے آپ کو ناپود کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارے اور پیشگوئیاں کیں لیکن اس کا بد انجام ہوا ۳۶، ۲۵

مجھے اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال اور کافر قرار دیا ۷

آپ کے بارہ مولویوں کی طرف سے واجب القتل اور مال لوٹنے کے فتویٰ شائع ہوا ۷

براہین احمدیہ کا روپیہ کھانے کا الزام ۲۵۶

آپ کی مخالفت میں جھوٹی خوابیں بنا کر شائع کرنا ۱۷۶، ۱۷۷

اس اعتراض کا جواب کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے ۱

آپ کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے پر اعتراض اور اس کا جواب ۳۳۹

جس طرح شریروں نے حضرت عیسیٰ کی والدہ پر بہتان لگایا اس طرح میری بیوی کی نسبت محمد حسین اور جعفر زنگلی نے محض شرارت کی وجہ سے گندی خوابیں بنا کر شائع کیں ۱۹۹

منشی الہی بخش کی طرف سے کتاب عصائے موسیٰ میں حضور پر گندے الزامات اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بریت کا نشان ۳۵۷

پیر مرہ علی اور ان کے متعلقین کی طرف سے حضور کیلئے سب و شتم کے اشتہارات ۲۸۱

**نصائح و تعلیمات**

حضور کی اپنی جماعت کو نصائح ۲۳۲

احمدیوں کو ہمدردی و خلق کی نصیحت ۱۴

جو میری بیعت کرتا اور مسیح موعود مانتا ہے اسے اسی روزیہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے ۲۸

میں حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ کہ اب تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے ۱۵

مکفر اور مکذوب اور مرتد قوم کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ہلاک شدہ قوم ہیں ۶۲، ۳۱۷

طلاق سے پرہیز کرو ۲۸

مفتی کے برابر تیس سال تک زندہ رہنے کی نظیر پیش کرنے والے کو پانسورہ پیکہ انعامی چیلنج ۲۰۲، ۵۱

حدیث خسوف و کسوف کو کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے موضوع ثابت کرنے والے کو ایک سوروہ پیکہ انعام دینے کا اعلان ۱۳۳

حضور کا سفر دہلی اور نذیر حسین دہلوی کو دعوت دین اسلام اور اس کا روحانی مقابلہ سے فرار ۲۳۱

اشتہار انعامی پچاس روپیہ۔ پیر مرہ علی شاہ کو فصیح عربی میں تفسیر لکھنے کا چیلنج ۸۷، ۳۶

پیر مرہ علی شاہ تفسیر لکھنے کی مدد کیلئے خواہ محمد حسین بنا لوی، محمد حسین ہمیں، عبد الجبار غزنوی یا عرب ادیب بھی طلب کر لیں ۲۸۴

پیر مرہ علی شاہ کو تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کا چیلنج جو ستر دنوں میں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء تا ۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء تک شائع ہو جائے ۲۸۳، ۲۸۲

میں نے مرہ علی شاہ کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کیلئے بلا یا اور کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۵

پیر مرہ علی شاہ گولڑوی کو تفسیر قرآن لکھنے کا چیلنج اور اس کا مکرو فریب ۲۸۰

منشی الہی بخش اکاؤنٹ کو آسمانی طریق سے فیصلہ کی دعوت لیکن اپنے مرشد مولوی عبداللہ صاحب کے کشف والہام کو کوئی چیز نہ سمجھنے کا اشتہار شائع کریں ۲۶۷

**خدمت دین و ہمدردی و خلق**

اے خدا تو اس امت پر رحم کر آمین ۴۷۳

میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں ہاں ان کی بد عملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فرس و بغاوت کا دشمن ہوں ۳۳۵

دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں۔ میں بنی نوع سے ایسی ہی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر ۳۳۴

**مخالفت و اعتراضات**

براہین احمدیہ کی پیشگوئی کے بارہ سال بعد محمد حسین بنا لوی

۳۷ غلام رسول عرف رسل بابا، مولوی دیکھے، رسل بابا

## ف-ق-ک-گ

### فاطمۃ الزہراءؑ

۱۱۸ آپ کو عالم کشف میں دیکھا

۳۸ فتح علی شاہ ڈپٹی ملکسر نہر لاہوری

بڑے یقین سے گواہی دی کہ لیکھرام کے متعلق

نہایت صفائی سے پیشگوئی پوری ہوگی

۴۱۸، ۴۱۷، ۶۵

### فرعون

۳۰۱، ۳۰۰ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی

۳۸۹، ۴۰

### فنڈل، پادری

۱۸۴۹ء میں کتاب میزان الحق تالیف کر کے ہندوستان اور پنجاب

اور سرحدی ملکوں میں شائع کی جس میں توہین اسلام کی گئی

۲۱

### قابیل (ابن آدم)

شیطان کے اسم اعظم کا پہلا مظہر قابیل تھا جس نے اپنے

۲۶۹ بھائی ہاتیل کی قبولیت پر حسد کیا

اس کا روارو بار حسد کے باعث تھا۔ اس نے اپنے بھائی کا

۴۷۰ خون زمین پر گرایا

### قارون

۴۰۰، ۴۹

### کرزن، لارڈ وائسرائے

مذہب میں صلح کاری کیلئے حضور کی طرف سے وائسرائے کو

۳۳ قانون جاری کرنے کی تجویز

### کرشن علیہ السلام

خدا نے مجھے کشفی حالت میں بار بار اطلاع دی کہ آریہ قوم میں

۴۱۷ کرشن نام ایک شخص گزرا جو خدا کے نبیوں میں سے تھا

ہندو کلی اوتا کرشن کا اوتار مانتے ہیں۔ کرشن کی صفات میں

روڈرگو پال ہے یعنی سوکروں کو ہلاک کرنے والا اور گائیوں کو

۳۱۶ پالنے والا ایسا ہی کلکی اوتار ہوگا

تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں وہ ان کی کنزیر نہیں ہیں

حضور کی نظم

۷۷ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

### کتب، اشتہارات

۸۹، ۶۶ تالیف کتب اور اشاعت اشتہارات کا تذکرہ

اب تک چالیس کتب تالیف کیں اور ساٹھ ہزار کے قریب

۴۱۸ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں

مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہارات شائع کرنے

۳۳۳ کارادہ

۴۷۸، ۴۷۷، ۴۶۸، ۴۴۲، ۳۳۱

### اربعین

۴۲۱، ۴۰۸، ۴۰۷، ۳۵۴، ۲۹۰، ۶۹، ۵۷

۱۵۲، ۸۹، ۳۶

### ازالہ اوہام

### انجام آتھم

### براہین احمدیہ

۱۱۸ تا ۱۱۶، ۷۷، ۶۷، ۵۹، ۵۸، ۴۸، ۴۳، ۴۲، ۳۰، ۱۷

۱۴۳، ۲۰۸، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۱۰، ۲۱۲، ۲۲۰، ۲۲۴، ۲۳۶، ۲۳۶، ۲۳۸

۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۴۸

۴۶۰، ۳۸۱، ۱۸۰، ۱۵۳، ۱۵۰

۳۷۰، ۹۲

۴۷۸، ۴۵۰، ۳۷۰، ۳۵

۱

### تزیق القلوب

### تختہ غزنویہ

### تختہ گورڈویہ

### گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

### غلام دستگیر قصوری، مولوی

۴۴۱، ۳۹۸، ۴۵۲، ۴۹، ۴۸

حضور کی نسبت موت کا الہام شائع کیا اور خود مر گیا

۴۷۲، ۴۰۰، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴

اس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی یہی دعا کی کہ اگر

میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے

۴۷۲، ۴۶، ۴۵

### پہلے موت دے

کتاب تالیف کر کے طریق فیصلہ دے دیا کہ جو جھوٹا ہے

۴۰۳ وہ سچے کی زندگی میں مرجائے

## محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح سے سات سو سال بعد انتہائی تاریکی کے دور میں  
مبعوث ہوئے ۴۰۴، ۵۴  
توحید کی عظمت دلوں میں بٹھانے اور اللہ کے حقوق ادا  
کرنے کیلئے آنحضرتؐ مبعوث ہوئے ۲۷  
آپؐ نے آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور  
قدرت عرب کے بت پرستوں کے دلوں میں قائم کیا ۲۹  
آپؐ حضرت آدم سے ششٹی حساب کی رو سے ۴۵۹۵ برس  
بعد جبکہ قمری لحاظ سے ۳۹۷۳ برس بعد مبعوث ہوئے ۲۴۷  
آپؐ کے دو نام ہیں محمد اور احمد، محمد نام تو راقہ میں رکھا گیا اور  
احمد اسم میں۔ یوں آپؐ جلال اور جمال کے جامع تھے ۴۳، ۴۴  
آپؐ کی بعثت اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی  
تھا۔ بعثت دوم مظہر تجلی احمد ہے جو اسم جمالی ہے ۲۵۳  
آپؐ کی دو بعثتیں ہیں بعثت محمدی جلالی اور  
بعثت احمدی جمالی ۲۵۴  
آپؐ کیلئے دو بعثتیں مقدر تھیں (۱) بعثت تکمیل ہدایت  
(۲) بعثت تکمیل اشاعت ہدایت ۲۶۰  
آپؐ کا دوسرا فرض منصبی تکمیل اشاعت ہدایت جو آخرین منہم  
کے مطابق آمد ثانی میں ہوگا ۲۶۳  
اللہ تعالیٰ کے جمالی اور جلالی ہاتھ کے مظہر اتم ہیں۔ صفت جلالی  
کو صحابہؓ کے ذریعہ اور صفت جمالی کو مسیح موعود کے ذریعہ  
۲۲۱، ۲۶۸  
آپؐ میں شان محبوبیت بھی تھی اور شان محسبت بھی جو آپؐ  
کے نام محمد اور احمد میں مقتضی ہے ۴۳۸، ۴۳۷  
مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے  
والا..... اعلیٰ نمونہ دکھانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد  
مصطفیٰؐ ہیں ۳۳۵  
احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پریشیابی ہوتی ہے ۲۷۶  
جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے اسی طرح احمد کا نام  
جامع تمام معارف بن جاتا ہے۔ یہ خدا کی معرفت تامہ اور خدا  
کے فیوض تامہ کا مظہر ہے ۲۷۵

رودر گوپال کرشن کی صفات کی نسبت استعارہ ہے ۳۱۷

## میاں کریم بخش جمالی پوری

میاں کریم بخش جمالی پوری نے لدھیانہ اور قادیان میں  
ہزاروں لوگوں کے سامنے مجذوب گلاب شاہ کی گواہی بیان  
کی کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے ۱۴۸

## کسرئ شاہ ایران

۳۷

## گفرور Gfrorer

۳۳۶، ۳۳۵

## گلاب شاہ مجذوب آف جمال پور ضلع لدھیانہ

ان کا گواہی دینا کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے ۱۴۸، ۱۴۹

## گلزار خان

۱۴۷

حضرت کوٹھہ والے سے بیعت کرنے والے اور مولوی  
عبداللہ غزنوی کے پیر بھائی ۱۴۵

## ل-م-ن

## لیکھرام پشاور، پنڈت

۲۷۲، ۳۹۸، ۳۸۱، ۵۴، ۵۲، ۴۸

لیکھرام والی پیشگوئی شان اور شوکت سے ظہور میں آئی

۴۶۰، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲

لیکھرام کے متعلق پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔

۴۵۳

ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کی گواہی

۴۰۳

حضور کے بارہ میں موت کی پیشگوئی

۴۵

حضور کی نسبت تین سال موت کی میعاد رکھی اور وہ مر گیا

## مالک، امام

۱۶۳

وفات مسیح کی شہادت دی

۹۲

## مریم علیہا السلام

۹۱

۲۵۶	آپ کا نام احمد اپنی حقیقت کی رو سے یسوع کے نام کے مترادف ہے	۳۰۲	توراة کی پیشگوئی صفائی کے ساتھ محمد مصطفیٰ کے حق میں پوری ہوگی
۲۵۶	آپ کی تمام خوشی اور قرۃ عین صلوة اور عبادت میں تھی	۲۹۹، ۱۸۳، ۱۶	توریت میں موجود موسیٰ کی مانند نبی سے مراد محمد مصطفیٰ ہیں
ح ۲۳۳	آپ کے وقت جہاد میں کمی آئی اور بچوں عورتوں، بوڑھوں کا قتل حرام کیا گیا اور غیر قوموں کو جزیہ کی سہولت بھی دے دی گئی	۲۵۵، ۲۵۴، ۱۲۷، ۱۲۶	حضرت موسیٰ کے ساتھ مماثلت عظیمی تھی
۳۰۲	آپ نے اپنے متبعین کو خونخوار ظالموں کے ہاتھ سے بچا کر اپنے پروں کے نیچے لے لیا	۳۳۹، ۲۵۶	اللہ نے آپ کو خاص عزت دی اور آپ کے زمانہ نبوت کو معیار صداقت ٹھہرا دیا
۸	آپ نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی، بجز ان لوگوں پر جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی	۵۸	آپ کی رسالت حقیقہ کیلئے قرآن نے دلیل دی کہ اگر یہ مفتری ہوتا تو ہم ضرور اسے ہلاک کر دیتے
۵	ابتدائی سالوں میں مخالفوں کی طرف سے ہر طرح سے اذیت دی گئی لیکن آپ نے صبر سے برداشت کیا	۲۳۰، ۲۰۵، ۲۰۰	تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی ﷺ ہے۔ وہی پانے کیلئے آپ کو ۲۳ سال عمر ملی یہ عیر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے
۱۰	مظالم پر آپ اور آپ کے اصحاب کا بے مثل صبر	۲۶۸، ۲۰۹	کامل اور حقیقی مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفیٰ جو محض اُمّی تھا
۱۰۳	آپ کی دعا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں	۳۶۰، ۲۲۵	مہدی آپ کا لقب ہے جس کے معنی فطرۃً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کامل ہے
۱۷۴	آپ خاتم الانبیاء ہیں	ح ۳۵۸، ۲۸	آنحضرت کامل مہدی تھے اور آپ سے دوسرے درجہ پر موسیٰ مہدی تھا
۱۰۴	اللہ نے غار ثور میں آپ کو کفار سے بچالیا	۲۵۵	مہدی اور مسیح ہونے کے دونوں جوہر آنحضرت کی ذات میں موجود تھے
۳۳۸	آپ غار ثور میں پوشیدہ ہوئے تو وہاں ایک قسم کے شبہ لہم سے خدا نے کام کیا	۲۵۴	آپ کے ذریعہ تکمیل ہدایت جمعہ کے دن ہوئی
۱۸۴	آپ کی وفات پر حضرت ابوبکرؓ نے سب سے پہلے یقین کامل ظاہر کیا	۲۵۸	آپ کے سلسلہ کو سلسلہ موسوی سے مشابہت
۹۳	آپ کی وفات کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ کا تقریر کرنا اور وفات انبیاء پر اجماع	۳۳۹، ۳۰۳	آپ مثیل موسیٰ بھی تھے اور مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی اور عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا
۹۴، ۹۳	آپ کی وفات پر حسان بن ثابت کے عشقیہ اور محبت بھرے اشعار کنت السواد لناظری	۴۴۶	آپ کی زندگی حضرت عیسیٰ سے اور مدنی زندگی حضرت موسیٰ سے مشابہ ہے
۱۳۱	مسیح موعود کو اسلام علیکم پہنچایا ہے	۲۵۶	آپ کو حضرت عیسیٰ سے ایک معنی اور باریک مماثلت تھی اس لئے خدا نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلایا
۲۶۳، ۲۶۲	ملک ہند میں اردو زبان نے بزبان حال آپ سے بعثت ثانی کیلئے درخواست کی	۲۵۴	آپ حضرت عیسیٰ سے دو مشابہتیں رکھتے ہیں
۲۵۴	آپ کا اجتہاد حدیث ذہب و ہللی کی رو سے غلط نکلا	۲۵۶	

لوگوں کو حضور کی بیعت سے روکتا رہا لیکن تا کام ہوا اور عدالت میں بھی رسوا ہوا ح ۳۶	آپ کی ذات حالات اور زندگی کے بارہ میں عیسائی پادریوں کے اعتراضات ۱۸۰
محض فضول گوئی سے خدا سے لڑا اور دعویٰ کیا کہ میں نے ہی اسے اونچا کیا اور میں ہی اسے گراؤں گا ح ۳۹۵، ح ۳۹۶	آپ کے معجزات سے عیسائی پادری انکار کرتے ہیں لیکن مقابلہ پر نہیں آتے ۱۵۰
حضور کے خلاف مقدمہ قتل میں عیسائی پادریوں کا ساتھ دینے کیلئے کپتان ڈگلس کی عدالت میں گواہی دی ح ۲۱۰	آپ کی شان میں گستاخی اور تکذیب پر مبنی عیسائی پادریوں کی کتابیں ۳۱، ۳۰
محمد حسین اور جعفر زلی کا حضرت اماں جان کی نسبت محض شرارت سے گندی خواہیں بنا کر سر اسر بے حیائی کی راہ سے شائع کرنا ح ۱۹۹	محمد لدھیانوی، مولوی ح ۳۶۶، ۲۸۶، ۱۷۷
محمد حسین حکیم تاجر مرہم عیسیٰ محمد حسین قریشی، حکیم ح ۳۸۷، ۳۸	محمد اسماعیل مرزا پشاور انسپکٹر مدارس ح ۱۴۵
محمد صادق، مفتی ح ۳۹۰، ۳۸۷، ۴۱، ۳۸	محمد اسماعیل، مولوی صفائی سے خدا سے درخواست کی کہ ہم میں سے جو چھوٹا ہے وہ مر جائے سو خدا نے اس سے اس جہاں سے جلد رخصت کر دیا ۲۸
محمد صدیق دیوبند مولوی حال مدرس پتھرا یوں ضلع مراد آباد ح ۳۸۶، ۳۷	محمد باقر، امام ۲۱۵، ۱۳۷، ۱۳۵
محمد علی بو پڑی ح ۱۷۸، ۱۷۶	حدیث کسوف خسوف آپ کی روایت ہے ۶۳
محمد علی خان صاحب نواب ح ۳۸۷، ۳۸	محمد بشیر بھوپالوی، مولوی ۳۸۶، ۳۷
محمد علی صاحب کلرک، صوفی ح ۳۸۷، ۳۸	محمد حسن ابوالفیض ساکن بھیں، مولوی ۲۸۴، ۳۸۷، ۳۸
محمد علی مولوی، سیکرٹری ندوۃ العلماء ح ۳۸۷، ۳۸	محمد حسن، مولوی، لدھیانہ ۳۸۶، ۱۷۸، ۳۷
محمد یحییٰ دیپ گراں (ہزارہ)، مولوی حکیم حضرت کوٹھہ والے صاحب کے خلیفہ کے خلف الرشید ح ۱۴۸، ح ۱۴۷، ح ۱۴۵	محمد حسین بٹالوی، مولوی ابوسعید ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۱۶۱، ۱۵۶، ۱۳۴، ۱۲۷، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
محمد یعقوب ششی برادر حافظ محمد یوسف صلحاء رنہر ح ۵۶، ح ۵۷	محمد حسین نے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا براہین احمدیہ میں موجود پیشگوئی کے بارہ برس بعد مولوی محمد حسین اول الکفرین بنے۔ پیشگوئی کے وقت میری نسبت خادموں کی طرح اپنے تئیں سمجھتے تھے ۲۱۵
حافظ محمد یوسف کے بھائی اور مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے الہام و پیشگوئی بابت حضور کے گواہ ح ۲۶۴، ح ۲۶۲، ۵۷	حضور کو نابود کرنے کیلئے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے مگر اس کا انجام کیا ہوا ح ۴۵
منشی محمد یعقوب صاحب نے مولوی عبداللہ غزنوی کا یہ بیان چار سولوگوں کے درمیان امرتسر میں سنایا تھا ح ۳۶۵	بٹالوی نے فتویٰ تکفیر لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگاوے ۲۱۵



<p>میاں صاحب کوٹھہ والے</p>	<p>یہودی موسیٰ کو تمام اسرائیلی نبیوں سے افضل سمجھنے کے باوجود</p>
<p>ایک مرتبہ فرمایا کہ مہدی پیدا ہو گیا ہے اور اس کی زبان</p>	<p>ان کے رفح جسمانی کے قائل نہیں</p>
<p>۱۴۴</p> <p>پنجابی ہے</p>	<p>۱۱۲</p> <p>مخالفین کے آپ پر اعتراضات اور الزام تراشی ۲۵۰، ۳۷۹</p>
<p>انہوں ذی الحجۃ ۱۲۹ھ میں وفات پائی اور وفات سے ایک</p>	<p>آریہ صاحبوں کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوا ہے</p>
<p>دو سال قبل گواہی دی کہ مہدی پیدا ہو گیا</p>	<p>جس میں حضرت موسیٰ کو خود بالکلام تمام مخلوقات سے بدتر ٹھہرا</p>
<p>۱۴۸ ح</p>	<p>۱۷۹</p> <p>گیا گیا ہے</p>
<p>میرکا نیل</p>	<p>مہر علی شاہ گلوڑوی، پیر</p>
<p>دانیال نے میرا نام میکا نیل رکھا جس کے عبرانی میں</p>	<p>۲۵۴، ۲۵۴، ۳۹۶، ۳۸۶، ۳۷۸، ۳۷۶، ۳۷۰، ۱۱۴، ۲۷، ۳۷</p>
<p>معنی ہیں خدا کی مانند</p>	<p>۲۸۲، ۲۸۱، ۲۷۸، ۲۵۶</p>
<p>نذیر حسین دہلوی مولوی</p>	<p>حضور کی طرف سے تفسیر قرآن لکھنے کا چیلنج</p>
<p>۳۹۶، ۳۸۶، ۳۷۵، ۳۵۱، ۱۷۷، ۱۶۱، ۱۵۶، ۲۷، ۳۷</p>	<p>نادان لوگوں نے ان کی جھوٹی فتح کا نفاہہ بجا دیا۔ حضور کی</p>
<p>حضور نے سفر دہلی میں اس کو دعوت مقابلہ دی</p>	<p>طرف سے ستر دن میں فصیح عربی میں تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے</p>
<p>لیکن وہ بھاگ گیا</p>	<p>کا چیلنج</p>
<p>حضور نے اس کو چیلنج دیا کہ اسی دعا کے ساتھ فیصلہ کر لے کہ</p>	<p>ستر ایام میں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک</p>
<p>جھوٹا سچے کی زندگی مرجائے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا</p>	<p>تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کا حضور کی طرف سے چیلنج</p>
<p>۴۴۱ ح</p> <p>محمد حسین بنا لوی نے فتویٰ تکفیر لکھا اور میاں نذیر حسین</p>	<p>تفسیر لکھنے کیلئے مہر علی شاہ خواہ محمد حسین بنا لوی، عبدالجبار</p>
<p>دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے</p>	<p>غزوی، محمد حسین بھیس وغیرہ کو بلا لیں خواہ عرب ادیب بھی</p>
<p>۲۱۵ ح</p> <p>نصرت جہاں بیگم سیدہ حضرت اماں جان</p>	<p>۲۸۳، ۲۸۲</p> <p>طلب کر لیں</p>
<p>سادات دہلی میں سے اور میر درد کے خاندان سے</p>	<p>۲۸۴</p> <p>اشتہار ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء میں پیر مہر علی شاہ صاحب کو اعجازی</p>
<p>تعلق رکھنے والے ہیں</p>	<p>مقابلہ یعنی مقابلہ کی دعوت دی تھی</p>
<p>نور الدین، حکیم مولانا</p>	<p>۸۷</p> <p>اگر مہر علی شاہ کے دل میں فساد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی</p>
<p>آپ کے گھر لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی</p>	<p>مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ</p>
<p>نور الدین، جمونی، خلیفہ</p>	<p>۲۵۵</p> <p>ترک کر بیٹھا تھا</p>
<p>تبر مسیح کی تحقیق کیلئے آپ کو کشمیر بھیجا گیا اور آپ نے بڑی</p>	<p>پیر مہر علی اور ان کے مریدوں پر اتمام حجت کے لئے کتاب</p>
<p>آہستگی اور تدبر سے تحقیقات کیں</p>	<p>۳۵</p> <p>تحفہ گلوڑویہ کی اشاعت مع انعامی شہنار</p>
<p>۱۰۰ ح</p> <p>نور محمد حافظ متوطن موضع گڑھی امازی</p>	<p>حضور کی تکذیب میں کتاب لکھنا اور اپنے علیت قرآن کا</p>
<p>نوح علیہ السلام</p>	<p>دعویٰ کرنا</p>
<p>۲۴۰ ح</p> <p>۳۳۶ (NICOMEDUS)</p>	<p>۲۷۹</p>



یعقوب علی عرفانی، شیخ ایڈیٹر اخبار الحکم ۳۸۷، ۳۸

### یوز آسف

یوز کا لفظ یسوع سے بگڑا ہے اور آسف مسیح کا نام تھا یعنی تلاش کرنے والا یا اکٹھا کرنے والا

۱۰۰ کتاب سوانح یوز آسف میں لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا

۱۰۰ یورپ کے ایک حصہ میں یوز آسف کے نام پر ایک گرجا بھی تیار کیا گیا ہے

۳۳۹، ۱۶۶ یوسف علیہ السلام

۳۳۶ یوسف (نجار)

۱۲۸، ۲۲ یوشع بن نون

۱۸۹ حضرت عیسیٰ کو یوشع بن نون سے مشابہت تھی

۱۹۲ حضرت عیسیٰ اور حضرت ابوبکرؓ سے مشابہت رکھتے ہیں

۱۸۳ حضرت ابوبکر حضرت یوشع بن نون کے مثل ہیں

۱۹۱ تا ۱۸۴ حضرت ابوبکرؓ کی آپ کے ساتھ مشابہتیں

۳۷۹، ۳۳۸، ۱۵۳ یونس علیہ السلام

ح ۱۱ پیشگوئی کے مطابق عیسیٰ کا حال یونس کی مانند ہوا

۴۰۰، ۴۹ یہود اسکر یوطی

و-۵-ی

### ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی

آپ کا الہام ”چراغ دین“ مہدی معبود کی پیدائش کے بارہ میں صاف دلالت کرتا ہے کہ ظہور کا وقت ہزار ششم آخر ہے

۲۸۶ ہائیل

آدم کا بیٹا جس کی قبولیت پر اس کے بھائی قاتیل نے

ح ۲۶۹ حسد کیا

۴۱۸، ۴۱۷، ۶۵ ہامان

ح ۲۱۰ ہیروڈیس

۳۸۷، ۳۸ یار محمد صاحب مولوی

۳۳۳، ۳۳۲، ۱۰۵، ۱۰۳ یحییٰ علیہ السلام

ح ۳۱۶، ۹۵ حضرت عیسیٰ نے آپ کو ایلیا قرار دیا

سید احمد بریلوی صاحب سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارہویں

۱۹۴ خلیفہ جو حضرت یحییٰ کے مثل اور سید ہیں

۴۳۹ یرمیاہ نبی

۴۳۸، ۲۸۷ یسعیاہ نبی

# مقامات

۳۳۸، ۱۰۴	ٹورغار	ا-ب-پ-ت-ٹ-ث	
	ن-ج-ح-د-ر	اسلکٹن	۳۳۰
ح ۱۳۸	جمال پور ضلع لدھیانہ	اصفہان	ح ۱۶۷
۳۸۷	جے پور	افریقہ	۲۶۰
۱۴۴	چیٹی شیجاں ضلع سیالکوٹ	امرتسر	۲۷۸، ح ۳۶۵، ۳۹۳، ۳۷۶
	چین	امریکہ	۲۶۰، ۱۵۹، ۱۵۵
	ابن عربی کے کشف کے مطابق مہدی مہدی چینی حدود میں سے ہوگا۔	ایران	۳۰۷
ح ۱۴۷	حجاز	ایشیا	۲۶۰، ۱۵۹
ح ۱۶۷	حدیبیہ	بنالہ	۲۷۸، ح ۳۶۱، ۳۷۶
ح ۳۶۰، ۳۷۹، ۱۵۳	حیدرآباد (دکن)	پھراپوں ضلع مرادآباد	۳۸۶
۳۸۷	دمشق (شام)	بدر (مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام)	۵۲
۱۹۵، ۱۶۶، ح ۱۶۵، ۱۶۱	دمشق کسی صورت مسیح کے ظہور کی جگہ نہیں کیونکہ وہ مکہ اور مدینہ کے مشرق کی طرف نہیں	بڈا پیر علاقہ پشاور	ح ۱۴۷
۱۶۶	دہلی	بمبئی	۳۸۷
۴۱۱، ۱۷۹	دیتپگراں (ضلع ہزارہ)	بھیں، (ضلع جہلم)	۴۸۴، ۳۸۷، ۳۸
ح ۱۴۷	روس	پٹیلہ	۳۸۷
۳۰۷	س-ش-ط-ع-غ	پشاور	ح ۱۴۷، ۱۴۵، ۱۰۶
	سرحد (پاکستان کا شمال مغربی صوبہ)	پنجاب	ح ۲۹۳، ۲۱۵، ۱۷۹، ۱۷۶، ۱۴۴، ۱۰۶، ۸۱، ۴۸، ۲۲، ۲۱، ۹
	آئے دن سرحد میں بے گناہ لوگوں کے خون ہوتے ہیں۔ یہ خون کس گروہ کی گردن پر ہیں یہ مولویوں کی گردن پر ہیں	تبت	ح ۲۹۶، ۳۵۱، ۳۶۸، ۳۷۱، ۳۰۰، ۳۰۳
۲۲۴		ٹوپی (ضلع مردان)	۱۶۹
			ح ۱۴۷

۲۵۰	کنعان	۳۸۶	سرساوا ضلع سہارنپور
	کوٹھہ، موضع، علاقہ یوسف زئی	ح ۳۱۴، ح ۲۶۴، ۱۶۵، ۱۰۶، ۱۰۱، ۱۰۰	سری نگر کشمیر
ح ۱۴۷، ح ۱۶۴، ح ۱۴۵، ۱۴۴		ح ۱۳۷	سوات
۱۰۰	کوہ سلیمان	ح ۲۶۵، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۰۰	شام
ح ۱۴۶، ح ۱۴۵	گرہی اما زئی	۲۹	شعیر
۱۲۸، ۱۰۷	گلیل	۲۹	طور
۱۷۹	گوٹڑہ (ضلع راولپنڈی)	۸۱	عرب
	ل-م-ن-ہ-ی		کلہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے لئے عرب کے میدانوں میں ہزار ہا مخلوق پرستوں کے خون بہائے گئے
	لاہور	۱۹۶	اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے
۲۵۴، ح ۲۵۰، ح ۲۴۹، ۳۹۸، ۳۸۷، ۳۷۶، ۲۸، ۳۸		۳۹۸، ۲۸	علیگزھ
۲۸۳، ۲۸۲، ۲۷۸، ۲۵۶		۱۶۹	غزنی (افغانستان)
۳۸۶، ح ۱۴۸	لدھیانہ		
۳۱	لکھنؤ		ف-ق-ک-گ
۳۳۰، ۲۳۶	لندن	۲۹	فاران
۱۷۰، ۱۶۹	مدرا س	۸۱	فارس
	مدینہ منورہ	۴۶۴، ح ۳۶۰، ح ۳۴۹، ۱۶۹، ۵۶	قادیان
۳۹۹، ح ۳۷۵، ح ۲۶۵، ۲۳۹، ۲۳۱، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۶۶، ۴۹		۱۶۶، ح ۱۶۵	دمشق سے شرقی طرف ہے
۴۴۳	آپ کی مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں تھی		گلاب شاہ مجذوب کا کہنا کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے
۳۸۶	مراد آباد	ح ۱۴۹، ح ۱۴۸	قصور
	مکہ معظمہ	۳۹۸، ۲۸	کابل
ح ۲۶۵، ۲۵۶، ۳۲۹، ۲۳۱، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۶۶، ۱۶۵، ۴۹، ۱۴، ۱۰		۱۶۹، ۱۸	کشمیر
ح ۳۶۰، ۳۹۹، ح ۳۷۵		ح ۲۶۴، ۱۰۶، ۱۰۱، ۱۰۰	بخت نصر کے زمانہ میں یہودی کشمیر میں آ کر آباد ہو گئے
۴۴۳	آپ کی مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی	۱۶۵	کلکتہ
	نشان خسوف کسوف پورا ہونے پر مکہ میں سب خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا	۳۸۷	

جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمع ملل و نحل	۳۸۷	میرٹھ
اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور آدم اسی جگہ نازل ہوا۔	۱۰۶	نصیبین
پس ختم دور زمانہ کے آدم کے رنگ میں آنے والا ادھر		ہندوستان
۲۶۳	ہی آنا چاہیے	
۳۲۶، ۲۶۰، ۲۳۶، ۱۹۷، ۱۵۹، ۱۵۵	یورپ	۲۶۵، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۱۵، ۱۹۷، ۱۷۹، ۱۷۶، ۱۵۴، ۸۱، ۲۲، ۲۱، ۹
۲۲	پاری یورپ کے ملا ہیں	۳۸۷، ۳۶۸، ۳۵۱، ح ۳۱۸، ح ۲۹۳
یوز آسف کے نام پر یورپ کے ایک حصہ میں ایک گر جا		فتند جالیہ کے لئے جو مشرق مقرر کیا گیا ہے وہ ہندوستان
۱۰۰	تیار کیا گیا ہے	ہے۔ انوار مسیحیہ کا ظہور بھی ہندوستان ہے
	۱۶۷، ۱۶۶	

# کتابیات

۱۱۰	بعض نفروں سے توصف سمجھا جاتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا عیسیٰ کی انجیل میں دعویٰ نہیں ہے کہ میں موسیٰ کی مانند	۲۲۵ ح	ابن عساکر (تاریخ)
۳۰۴	بھیجا گیا ہوں بخاری، صحیح	۱۶۱	ابن ماجہ، سنن
۱۲۸، ۱۱۹، ۸	اح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے	۱۶۱	ابن داؤد، سنن
۱۶۷، ۱۶۴، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۳۳، ۱۱۴، ۹۰، ۶۲، ۶۱	برائین احمدیہ تصنیف حضرت مسیح موعود	۳۳۳	اربعین تصنیف حضرت مسیح موعود
۳۱۷ ح، ۳۱۳ ح، ۳۷ ح، ۳۰۸ ح، ۲۹۶		۳۳۷	اربعین نمبر ۱
۱۲۸، ۱۱۹، ۸		۳۸۶	اربعین نمبر ۳
۱۴۳، ۱۱۸، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۲۳۰	اربعین نمبر ۴	
۱۴۳، ۱۱۸، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۲۳۰	اربعین نمبر ۴	
۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۲۸، ۲۳۶، ۲۳۵ ح، ۲۲۲ ح، ۲۲۰ ح، ۲۰۸ ح	اس کی تالیف کو بیس برس گزر گئے اس میں وہ پیشگوئیاں ہیں جو سال با سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں	۲۳۲	چالیس مختصر اشتہار شائع کرنے کا ارادہ تھا لیکن چار اربعین رسالوں کی طرح ہو گئے اور ستر صفحات تک نوبت پہنچ گئی لہذا وہ امر پورا ہو گیا اور ان رسائل کو چار پر ختم کر دیا
۵۹	مشرف کیا گیا	۲۷۸	اربعین نمبر ۲ کا ضمیمہ بابت تبدیلی تاریخ انعقاد جمع ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء اب یہ تاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۰ء مقرر کی گئی ہے
۲۱۴، ۲۱۰	برائین احمدیہ میں مندرج آپ کے الہامات	۲۷۸	تمتہ اربعین جس میں عبرانی زبان میں اس کی پیشگوئی تحریر ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوگا
۲۳	محمد حسین بٹالوی کا برائین پر رپوٹ لکھا	۲۷۴	ازالہ اوہام تصنیف حضرت مسیح موعود
۳۷، ۹۲	تحفہ غزنویہ تصنیف حضرت مسیح موعود	۲۲۱، ۲۰۸ ح، ۲۰۷ ح، ۲۵۲، ۹۰، ۶۹، ۵۷	ازالہ اوہام اور استفسار
۲۷، ۹۲	تحفہ گولڈویہ تصنیف حضرت مسیح موعود	۳۸۹، ۳۰	امہات المؤمنین
۲۷۸ ح، ۲۵۰ ح، ۲۷۰ ح، ۲۵ ح	تزیاق القلوب تصنیف حضرت مسیح موعود	۱۸۰، ۳۱	انجام آہتم، تصنیف حضرت مسیح موعود
۳۶۰ ح، ۳۸۱ ح، ۱۸۰ ح، ۱۵۳ ح، ۱۵۰ ح		۱۵۲، ۸۹، ۳۶	
	توراة	۲۹۶ ح، ۲۵۶ ح، ۱۹۷ ح، ۱۰۰ ح، ۶۱ ح	انجیل
۲۷۸ ح، ۲۵۶ ح، ۲۲۰ ح، ۲۳۶ ح، ۲۰۰ ح، ۱۹۷ ح، ۱۹۲ ح، ۱۰۶ ح، ۱۰۵ ح، ۱۶ ح		۲۶۹ ح، ۲۲۰ ح، ۲۱۳ ح، ۳۳۳ ح، ۳۳۲ ح	
۲۶۹ ح، ۳۷۱ ح، ۲۹۹ ح، ۲۷۹ ح		۳۰۰	توراة کے چند احکام کا خلاصہ ہے

عصائے موسیٰ از منشی الہی بخش اکاؤنٹس	توراۃ کے ابتدا میں لکھا ہے کہ نحاش نے حوا کو بہکایا اور
۳۶۶، ۳۶۶، ۳۵۷، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱	حوائے ممنوعہ پھل کھایا
۲۸۱، ۳۶۷	جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں توریت اور دوسری
۹۰	آسمانی کتابوں سے نظیریں
۳۲۸، ۳۰۸، ۱۹۸	انجیل توراۃ کے چند احکامات کا خلاصہ ہے
۱۱۳	توضیح از شوکانی
۳۲۹، ۱۵۸، ۱۵۷	حج اکرامۃ از نواب صدیق حسن خان
۱۱۳	۲۸۲، ۲۸۱، ۲۳۲، ۱۷۶، ۱۶۴، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۳۱
۹۰	اس میں لکھا ہے کہ مسیح اپنے دعاوی اور معارف کو قرآن
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	سے استنباط کریگا یعنی قرآن اس کی سچی گواہی دے گا
۱۱۳	حلیہ (از ابو نعیم)
۹۰	دارقطنی
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	۲۱۵، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۳۲، ۶۳
۱۱۳	دراسات اللیبیب
۹۰	درمنثور
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	۳۷۹، ۳۲۸، ۲۲۹
۱۱۳	دلائل از بیہقی
۹۰	دی کمنگ آف دی لارڈ (The Coming of the Lord)
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	اس کتاب میں مسیح موعود کی آمد ثانی کی نسبت عبارتیں
۱۱۳	روض انف از شبلی
۹۰	زبور
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	۲۲۰
۱۱۳	ژند وستا
۹۰	سوانح یوز آسف
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	۳۱۸
۱۱۳	اس کتاب کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ ہو گیا ہے
۹۰	سوپر نیچرل ریلیجن
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	۳۳۷، ۳۳۲
۱۱۳	شرح عقائد نسفی
۹۰	طبقات (ابن سعد)
۳۳۹، ۱۵۸، ۱۵۷	۳۸۸، ۳۹
۱۱۳	موطا امام مالک
۹۰	ح ۲۱۶

ہسٹری آف دی کرچن چرچ فار فرسٹ تھری سینچریز

(History of the Christian Church for first three centuries)

۳۳۹ مصنفہ ریورنڈ جے جے بلیٹ ڈی ڈی

۳۳۰ (His Glorious Appearing) ہنگوونیس ایپیرنگ

اخبارات و رسائل

۳۸۷ احکم، اخبار

۳۳۰ اخبار فری تھنکر (Free Thinker) لندن

ح ۳۹۰، ۱۸۰، ح ۲۰

۲۱

ح ۲۱۱، ۱۶۱

ح ۲۳۵

۳۲۱، ۳۱۱

۱۹۷

میزان الحق از پادری فنڈل

۱۸۴۹ء میں ہندوستان میں شائع ہوئی جس میں

اسلام کی توہین کی گئی

نسائی، سنن

نوادرا اصول از حکیم ترمذی

نیولائف آف جیسس جلد اول از ڈی ایف سٹراس

(New Life of Jesus)

وید